



درود و سلام کے فضائل و احکام

مصنف
مفتی محمد رضوان

ادارہ غفران راولپنڈی پاکستان

درود و سلام

کے

فضائل و احکام

مسنون و ماثور درود و سلام کے عظیم الشان فضائل و فوائد، درود و سلام کے مخصوص مواقع اور ان کی فضیلت و اہمیت، درود و سلام کے متعلق شرعی احکام، اور منکرات درود و سلام کے مسنون و ماثور صیغے اور غیر مسنون صیغوں و طریقوں کی نشاندہی اور درود و سلام سے متعلق بعض احادیث و روایات کی اسنادی حیثیت پر کلام

مصنف

مفتی محمد رضوان

ادارہ غفران راولپنڈی پاکستان

(جملہ حقوق بحق ادارہ غفران محفوظ ہیں)

درود و سلام کے فضائل و احکام

نام کتاب:

مفتی محمد رضوان

مصنف:

طباعت اول: ربیع الآخر/ ۱۴۳۱ھ مارچ ۲۰۱۰ء، طباعت دوم: ذوالقعدہ/ ۱۴۳۶ھ اگست ۲۰۱۵ء

۳۶۸

صفحات:

ملنے کے پتے

فہرست

مضامین

صفحہ نمبر

۱۵	تمہید (از مؤلف)
۱۷	(مقدمہ) صلاة و سلام کے معنی کی تحقیق
//	صلاة کے معنی کی تحقیق
۱۹	سلام کے معنی کی تحقیق
۲۴	(پہلا باب) درود و سلام کے عظیم الشان فضائل و فوائد
//	قرآن مجید میں درود و سلام کا حکم
۲۹	درود و سلام پڑھنے والے پر اللہ کی رحمت و سلامتی
۳۳	ایک مرتبہ درود و سلام پڑھنے پر دس رحمتوں و سلامتیوں کا نزول
۳۶	دس نیکیاں حاصل، دس درجات بلند اور دس گناہ معاف
۴۷	درود و سلام پڑھنے والے پر فرشتوں کی دعاء
۵۲	کثرتِ درود نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے قرب کا ذریعہ
۵۴	کثرتِ درود مقاصد کے حصول اور گناہوں کی مغفرت کا ذریعہ

۶۱	درود شریف، زکاۃ و مال میں برکت و پاکی کا ذریعہ
۶۶	نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود و سلام پیش کیا جاتا اور پہنچایا جاتا ہے
۸۱	نبی ﷺ کو صلاۃ و سلام پہنچانے کے لئے فرشتوں کا گشت و تقرر
۱۰۶	نبی ﷺ امتیوں کے سلام کا جواب مرحمت فرماتے ہیں
۱۱۷	(دوسرا باب) درود کے مخصوص مواقع اور ان کی فضیلت و اہمیت
//	(۱)..... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر پر درود
۱۳۱	مسئلہ نمبر ۱..... ذکر نبی پر زبانی یا تحریری درود اور ”صلعم“ لکھنے کا حکم
//	مسئلہ نمبر ۲..... ذکر نبی پر درود و سلام دونوں یا ایک پر اکتفاء کرنے کا حکم
۱۳۲	مسئلہ نمبر ۳..... خطبہ کے دوران ذکر نبی پر درود کا حکم
//	مسئلہ نمبر ۴..... تلاوت قرآن کے وقت ذکر نبی پر درود کا حکم
۱۳۳	مسئلہ نمبر ۵..... ذکر نبی پر درود کے بجائے ”حق یا نبی“ وغیرہ کہنے کا حکم
//	(۲)..... نماز کے قعدہ میں درود شریف
۱۳۶	مسئلہ نمبر ۱..... نماز کے پہلے قعدہ میں درود شریف کا حکم
۱۳۸	مسئلہ نمبر ۲..... نماز کے آخری قعدہ میں درود شریف کا حکم
۱۴۰	(۳)..... اذان کے بعد درود شریف اور دعائے وسیلہ
۱۵۰	(۴)..... نماز جنازہ میں درود شریف
۱۵۳	(۵)..... جمعہ کے دن درود شریف کی کثرت

۱۶۰	(۶)..... ہر مجلس میں درود شریف
۱۶۵	(۷)..... دعاء کے ساتھ درود شریف
۱۷۰	(۸)..... مسجد میں داخل و خارج ہوتے وقت درود و سلام
۱۷۷	(۹)..... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک پر درود و سلام
۱۸۴	درود شریف کے دیگر مواقع
۱۹۰	(تیسرا باب) درود و سلام کے چند احکام
//	(۱)..... کیا درود کا استعمال نبی کے لئے خاص ہے؟
۲۰۰	(۲)..... کیا سلام کا استعمال نبی کے لئے خاص ہے؟
۲۰۴	(۳)..... درود شریف جاہ و مال کی خاطر پڑھنے کا حکم
۲۰۵	(۴)..... کیا درود شریف رُذنیہ نہیں کیا جاتا؟
۲۰۷	(۵)..... کیا درود شریف پڑھنے کے لئے با وضو ہونا ضروری ہے؟
۲۰۸	(۶)..... درود شریف کے وقت نازیبا اور لغو حرکت کرنے کا حکم
//	(۷)..... درود شریف کا مسنون طریقہ
۲۲۲	(۸)..... سلام کا مسنون طریقہ
۲۲۸	نبی کے نام کے ساتھ ”رحمہ اللہ“ کا استعمال
۲۳۰	(۹)..... غیر ماثور درود و سلام کے صیغوں کی شرعی حیثیت
۲۳۳	(۱۰)..... درود، سلام کے بغیر اور سلام، درود کے بغیر پڑھنا

۲۳۵	(۱۱)..... نبی ﷺ کے نام پر انگوٹھے چومنے کا حکم
۲۳۷	(۱۲)..... اذان میں 'أَشْهَدُ أَنْ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ' پر درود کا حکم
۲۳۸	(۱۳)..... اذان سے پہلے مروّجہ درود و سلام کا حکم
۲۳۹	(۱۴)..... نماز کے بعد مروّجہ اجتماعی درود کا حکم
۲۴۰	(۱۵)..... جمعہ کی نماز کے بعد مروّجہ اجتماعی درود و سلام کا حکم
۲۴۱	(۱۶)..... درود شریف کی مروّجہ محفلوں کا حکم
۲۴۴	(۱۷)..... درود تحینا کی شرعی حیثیت
۲۴۷	(۱۸)..... الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ کا مروّجہ طریقہ
۲۴۸	(۱۹)..... درود حبیب
۲۴۹	(۲۰)..... دم بدم پڑھو درود
//	(۲۱)..... درود نور اللہ
//	(۲۲)..... درود نوری
۲۵۰	(۲۳)..... درود تاج
۲۵۱	(۲۴)..... درود کشف
//	(۲۵)..... درود شفاءِ قلوب
۲۵۲	(۲۶)..... درود ناریہ
//	(۲۷)..... درود موسوی

۲۵۳	(خاتمہ) درود و سلام کے مسنون و ماثور صیغے
۲۵۵	درود شریف کے صیغے
۲۶۷	سلام کے صیغے
۲۷۴	رائے گرامی حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب مدظلہم (نائب صدر و شیخ الحدیث: جامعہ دارالعلوم، کراچی)
۲۷۵	(ضمیمہ) درود و سلام سے متعلق چند احادیث کی اسنادی حیثیت
۲۹۱	(۱) بروز ہفتہ و اتوار درود پڑھنے کی فضیلت کی حدیث
۲۹۲	(۲) پیر اور منگل کی رات میں درود پڑھنے کی فضیلت کی حدیث
۲۹۳	(۳) بروز جمعرات درود پڑھنے کی مخصوص فضیلت کی حدیث

	(۴)	
۲۹۴	بروز جمعہ اسی مرتبہ درود پڑھنے کی مخصوص فضیلت کی حدیث	
	(۵)	
۲۹۶	بروز جمعہ سومرتبہ درود پڑھنے کی مخصوص فضیلت کی حدیث	
	(۶)	
۲۹۹	جمعہ کے دن درود کی وجہ سے حاجت پوری ہونے کی حدیث	
	(۷)	
۳۰۰	رجب میں درود پڑھنے پر مخصوص فضیلت کی حدیث	
	(۸)	
۳۰۱	شعبان یا شبِ برائت میں مخصوص درود پر فضیلت کی حدیث	
	(۹)	
//	بعد وضو درود کے باعث رحمت کے دروازے کھلنے کی حدیث	
	(۱۰)	
۳۰۲	گھر میں داخلہ کے وقت نبی ﷺ پر سلام سے فقر دور ہونے کی حدیث	
	(۱۱)	
۳۰۳	بیٹ المقدس میں درود پڑھنے پر فرائض کا سوال نہ ہونے کی حدیث	
	(۱۲)	
۳۰۴	دوستوں سے ملاقات کے وقت درود شریف پڑھنے کی حدیث	
	(۱۳)	
۳۰۵	کان بنجے کے وقت درود شریف پڑھنے کی حدیث	

۳۰۶	(۱۴) چھینکنے کے وقت درود شریف پڑھنے کی حدیث
۳۰۷	(۱۵) میت کو قبر میں داخل کرتے وقت درود شریف پڑھنے کی حیثیت
۳۰۸	(۱۶) گدھے کے بولنے کے وقت درود شریف پڑھنے کی حدیث
۳۰۹	(۱۷) جھوٹی تہمت لگنے کے وقت درود شریف پڑھنے کی حدیث
۳۱۰	(۱۸) صلاۃ الحاجت کے بعد درود شریف اور مخصوص دعاء کی حدیث
۳۱۲	(۱۹) ایک مرتبہ درود پر ستر مرتبہ اللہ اور فرشتوں کے درود کی حدیث
۳۱۶	(۲۰) ہر دن ہر رات میں تین مرتبہ درود پڑھنے پر مغفرت کی حدیث
۳۱۸	(۲۱) صبح و شام دس مرتبہ درود پڑھنے پر حصول شفاعت کی حدیث
۳۲۰	(۲۲) دس مرتبہ درود پڑھنے پر اللہ کی ناراضگی سے امن کی حدیث
۳۲۱	(۲۳) دن رات میں درود کی کثرت سے متعلق ایک حدیث

۳۲۲	(۲۴) سومرتبہ درود پڑھنے پر نفاق اور جہنم سے برائت لکھے جانے کی حدیث
۳۲۳	(۲۵) سومرتبہ درود پڑھنے پر ہزار حاجات پوری ہونے کی حدیث
۳۲۵	(۲۶) سومرتبہ درود کے سو مقبول صدقوں کے برابر ہونے کی حدیث
۳۲۶	(۲۷) عرفات میں سومرتبہ مخصوص طریقہ پر درود کی حدیث
۳۲۸	(۲۸) ہزار مرتبہ درود پڑھنے پر جنت کا ٹھکانہ دیکھنے کی حدیث
۳۳۰	(۲۹) فرشتوں کے ساتھ میں درود پڑھنے کی حدیث
۳۳۱	(۳۰) درود کی وجہ سے نبی ﷺ کی خواب میں زیارت کی حدیث
۳۳۲	(۳۱) نبی ﷺ کی روح، جسم اور قبر پر درود کی مخصوص فضیلت کی حدیث
۳۳۴	(۳۲) درود بتیراء کی ممانعت سے متعلق حدیث کی حیثیت
//	(۳۳) بچے کے آٹھ مہینے تک رونے کے درود ہونے کی حدیث

۳۳۵	(۳۴) درود کی وصیت سے متعلق حضرت ابو ذر کی ایک حدیث
۳۳۶	(۳۵) قبر میں سب سے پہلے درود سے متعلق سوال ہونے کی حدیث
//	(۳۶) درود کے کلمہ یا ہر حرف سے ایک فرشتہ پیدا ہونے کی حدیث
۳۳۸	(۳۷) درود پڑھنے پر فرشتے کے پانی میں غوطہ لگانے کی حدیث
//	(۳۸) درود کے لئے ”مطر وس“ فرشتے کے قبر پر مقرر ہونے کی حدیث
۳۳۹	(۳۹) درود پڑھنے پر دو فرشتوں کے مخصوص دعاء دینے کی حدیث
۳۴۰	(۴۰) درود کو چاندی کے کاغذ پر اور سونے کے قلم سے لکھنے کی حدیث
۳۴۱	(۴۱) درود کے غلاموں کو آزاد کرنے سے زیادہ فضیلت کی حدیث
۳۴۲	(۴۲) کثرتِ درود کی وجہ سے قیامت کی ہولناکیوں سے نجات کی حدیث
۳۴۳	(۴۳) درود پڑھنے پر قیامت کے دن شفاعت کی ایک حدیث

۳۴۳	(۴۴) کثرتِ درود کے باعث اللہ سے راضی ہو کر ملاقات کی حدیث
//	(۴۵) بروزِ قیامت درود کے باعث بخشش ہونے کی حدیث
۳۴۴	(۴۶) کثرتِ درود کی وجہ سے حوضِ کوثر پر درود کی ایک حدیث
۳۴۵	(۴۷) درود کی وجہ سے پلِ صراط کی وحشت دور ہونے کی حدیث
۳۴۶	(۴۸) کثرتِ درود کے باعث جنت میں کثرتِ ازواج کی حدیث
//	(۴۹) درود کے بیس غزوات سے اعظم ہونے کی حدیث
۳۴۷	(۵۰) درود کے چار سو غزوات کے مثل ہونے کی حدیث
//	(۵۱) درود کے دعاء کی حفاظت، رب کی رضا اور اعمال کی زکاۃ ہونے کی حدیث
۳۵۰	(۵۲) درود کے اللہ کو سب سے زیادہ محبوب ہونے کی حدیث
//	(۵۳) درود کے بروزِ قیامت نور ہونے کی حدیث

۳۴۹	(۵۴) کثرتِ درود سے فقر و فاقہ دور ہونے کی حدیث
//	(۵۵) درود پڑھنے پر خیر کو طلب کرنے کی حدیث
۳۵۰	(۵۶) درود کی وجہ سے اولاد اور اولاد کی اولاد کو پانے کی حدیث
//	(۵۷) درود پڑھنے پر بھولی ہوئی بات یاد آنے کی حدیث
۳۵۱	(۵۸) درود کا پورا ثواب پانے سے متعلق حدیث
۳۵۳	(۵۹) حضرت بریدہ خزاعی سے منقول ایک درود کی سندِ حیثیت
۳۵۴	(۶۰) حضرت علی رضی اللہ عنہ سے منقول ایک درود کی سندِ حیثیت
۳۵۶	(۶۱) ”جزی اللہ عنا محمد ا بما هو اہله“ پر مخصوص فضیلت کی حدیث
۳۵۷	(۶۲) ”اللہم داہی المدحوات“ کے درود کی حیثیت
۳۵۹	(۶۳) ”صلوات اللہ البر الرحیم“ کے درود کی حیثیت

۳۶۰	(۶۴) اولین و آخرین اور ملا اعلیٰ میں ایک درود کی فضیلت کی حیثیت
۳۶۳	(۶۵) ”اللہم صل علی محمد کما تحب وترضیٰ لہ“ درود کی حیثیت
//	(۶۶) ”صلاة لک رضا“ درود کی حیثیت
۳۶۴	(۶۷) ”اسألك أن تصلي علی محمد“ کی حیثیت
۳۶۵	(۶۸) حضرت عبداللہ بن زبیر سے منقول ایک تشہد کی سند کی حیثیت
۳۶۶	(۶۹) حضرت ابن مسعود سے منقول ایک تشہد کی سند کی حیثیت

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

تمہید

(از مؤلف)

بِسْمِ اللّٰهِ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ، وَعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ۔
 انبیائے کرام صلی اللہ علیہم وسلم اور خاص کر محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر امت کی طرف سے درود و سلام پیش کرنا ایک اہم عبادت ہے، جس کا اللہ تعالیٰ نے بندوں کو قرآن مجید میں حکم فرمایا ہے، اور احادیث میں اس پر عظیم الشان اجر و انعام کے وعدہ کا ذکر آیا ہے۔
 درود و سلام کی عبادت کی گونا گوں خصوصیات کی وجہ سے اُمت کے علماء و اہل علم اس عبادت کی طرف لوگوں کو راغب و متوجہ کرنے کے لئے مستقل مضامین و رسائل تحریر و تصنیف فرماتے رہے ہیں۔

اور یہ بات ظاہر ہے کہ ہر دور کے تقاضے اور حالات دوسرے دور سے کچھ مختلف ہوا کرتے ہیں، ان تقاضوں اور حالات کے پیش نظر متعلقہ موضوع کے مختلف مثبت و منفی پہلوؤں کو واضح اور متفق کرنے کی ضرورت پیش آیا کرتی ہے۔
 اور موجودہ دور میں جبکہ ہر شعبہ زندگی میں افراط و تفریط، بے اعتدالی اور دین و شریعت کے احکام میں کمی و زیادتی دیکھنے میں آرہی ہے۔

ضرورت تھی کہ درود و سلام کی عظیم الشان عبادت کے اہم پہلوؤں کا موجودہ حالات کی روشنی میں جائزہ لیا جائے اور اس موضوع میں پائی جانے والی بے اعتدالیوں، خاص کر مسنون و ماثر درود و سلام کے مقابلہ میں غیر مسنون و غیر ماثر درود و سلام کی نشاندہی کر کے اعتدال اور سنت والے پہلوؤں کو واضح کیا جائے۔

بندہ نے اسی غرض سے کچھ عرصہ قبل ”درود و سلام کے فضائل و احکام“ کے عنوان سے ایک رسالہ مرتب کیا تھا، جس میں اس موضوع سے متعلق قرآن و سنت کی معتبر و مستند تعلیمات و

ہدایات کی روشنی میں فضائل و مسائل اور منکرات و بے اعتدالیوں کو واضح کیا گیا تھا۔ اس رسالہ کی ابتدائی تالیف کے دوران ممکنہ حد تک اس بات کا اہتمام کیا گیا تھا کہ اس وقت جن کتب کا ذخیرہ میسر تھا، ان کی طرف مراجعت کرنے سے درد و سلام سے متعلق جو ذخیرہ مستند و معتبر معلوم ہوا، اس کو تو اس رسالہ کا حصہ بنا دیا گیا تھا، اور جو مستند و معتبر معلوم نہ ہوا، اس سے تعرض نہیں کیا گیا تھا، اگرچہ اس طرح کے مواد کو متعدد اہل علم نے کیوں نہ لیا ہو، مگر اس رسالہ کی اشاعت کے بعد بعض حضرات کی طرف سے درد و سلام سے متعلق مختلف احادیث و روایات کو اس کتاب میں شامل کرنے اور بصورت دیگر ان کی اسنادی حیثیت پر روشنی ڈالنے کی خواہش ظاہر ہوئی کہ اگر ان کی اسنادی حیثیت مضبوط یا معتبر نہ ہو، تو حقیقت حال سے واقفیت حاصل ہو۔

اس لئے اس رسالہ کا جب پہلا ایڈیشن ختم ہو گیا، تو دوسرے ایڈیشن کی طباعت سے پہلے بندہ نے اس مکمل رسالہ کی نظر ثانی کی، اور جہاں جزوی طور پر حذف و اضافہ یا اصلاح و حوالہ کی ضرورت محسوس ہوئی، اس ضرورت کو بھی پورا کیا، اور ساتھ ہی درد و سلام سے متعلق غیر مستند، کمزور یا غیر معتبر و ناقابل اعتبار مواد پر کام کر کے اس کو بھی بطور ضمیمہ کے شامل کیا، جس کے نتیجے میں وہ سابقہ رسالہ ایک کتاب کی شکل اختیار کر گیا، جس کو اب شائع کیا جا رہا ہے۔

پہلے رسالہ کی اشاعت کے بعد حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب زید مجدہ کی طرف سے جو رائے عالی موصول ہوئی تھی، وہ بھی شائع کی جا رہی ہے، لیکن چونکہ وہ رائے ضمیمہ کے اضافہ سے قبل کی ہے، اس لئے اس کو ضمیمہ سے پہلے حصہ میں ہی شائع کیا جا رہا ہے، اب بندہ کے نزدیک درد و سلام سے متعلق یہ مجموعہ کافی حد تک معتبر و مستند اور ایک جامع ذخیرہ ہے۔

دعاء ہے کہ اللہ تعالیٰ اس مجموعہ کو اپنی بارگاہ میں شرف قبولیت عطا فرمائے، اور تمام مومنین و مومنات اور مسلمین و مسلمات کی ہدایت اور فلاح دارین کا ذریعہ بنائے۔ آمین۔ محمد رضوان

۲۱/ شعبان المعظم/ ۱۴۳۶ھ 9/ جون/ 2015ء، بروز منگل

ادارہ غفران، راولپنڈی، پاکستان

(مقدمہ)

صلاة و سلام کے معنی کی تحقیق

صلاة کے معنی کی تحقیق

اردو زبان میں جس عمل کو ”درود“ کہا جاتا ہے، عربی میں اس کو ”صلاة“ کہا جاتا ہے، اور لفظ ”صلاة“ کے لغت (DICTIONARY) میں معنی ”دعاء“ کے آتے ہیں۔

اور اللہ کے نبی کی شان میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے درود کا مطلب رحمتِ خاص نازل فرمانا ہے، اور بندوں کی طرف سے درود کا مطلب اللہ تعالیٰ سے اس رحمتِ خاص کی دعاء کرنا ہے۔ ۱۔ اور رحمتِ خاص سے ایسی رحمت مراد ہے، جس میں نبی کی تعریف و تعظیم بھی پائی جاتی ہو، کیونکہ عام رحمت تو اللہ تعالیٰ ہر بندے پر اس کے حسبِ حال نازل فرماتے ہی رہتے ہیں،

۱۔ اور قرآن مجید میں متعدد مقامات پر ”صلاة“ کا لفظ نماز کے معنی میں استعمال ہوا ہے، لیکن یہ اس وقت ہماری بحث سے خارج ہے۔

ملاحظہ رہے کہ بعض حضرات نے اللہ تعالیٰ کی طرف سے نبی کے لئے درود کا مطلب نبی کی تعریف و تعظیم بیان کیا ہے، اور ہم نے جو رحمتِ خاص کی قید لگائی، اس میں یہ تعریف و تعظیم بھی داخل ہے۔ کما سیجی۔

والصلاة فى اللغة: الدعاء، قال الله تعالى: "وصل عليهم" أى ادع لهم، وفى الشريعة اسم لأفعال مخصوصة من قيام وركوع وسجود وقعود ودعاء وثناء. وقيل فى قوله تعالى "إن الله وملائكته يصلون على النبى" الآية إن الصلاة من الله فى هذه الآية الرحمة ومن الملائكة الاستغفار، ومن المؤمنين: الدعاء (تفسير البغوى، ج ۱ ص ۸۵، تحت رقم الآية ۲ من سورة البقرة)

قوله عز وجل: (هو الذى يصلى عليكم وملائكته) فإن الصلاة من الله هى الرحمة ومن العباد الدعاء (أحكام القرآن للجصاص، ج ۳ ص ۴۷۲، تحت رقم الآية ۴۳ من سورة الاحزاب)

الصلاة من الله هى الرحمة ومن العباد الدعاء، وقد تقدم ذكره (أحكام القرآن للجصاص، ج ۳ ص ۴۸۳، تحت رقم الآية ۵۶ من سورة الاحزاب)

بلکہ درود و سلام پڑھنے والے پر بھی نازل فرماتے ہیں۔ ۱۔

۱۔ الصلاة على النبي صلى الله عليه وسلم:

المقصود بالصلاة على النبي صلى الله عليه وسلم: الدعاء له بصيغة مخصوصة والتعظيم لأمره. قال القرطبي: الصلاة على النبي من الله: رحمته، ورضوانه، وثناؤه عليه عند الملائكة، ومن الملائكة: الدعاء له والاستغفار، ومن الأمة: الدعاء له، والاستغفار، والتعظيم لأمره (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج ۲۷، ص ۲۳۳، مادة: الصلاة على النبي صلى الله عليه وسلم)

وأولى الأقوال ما تقدم عن أبي العالية أن معنى صلاة الله على نبيه ثناؤه عليه وتعظيمه وصلاة الملائكة وغيرهم عليه طلب ذلك له من الله تعالى والمراد طلب الزيادة لا طلب أصل الصلاة وقيل صلاة الله على خلقه تكون خاصة وتكون عامة فصلاؤه على أنبيائه هي ما تقدم من الثناء والتعظيم وصلاؤه على غيرهم الرحمة فهي التي وسعت كل شيء ونقل عياض عن بكر القشيري قال الصلاة على النبي صلى الله عليه وسلم من الله تشريف وزيادة تكرامة وعلى من دون النبي رحمة وبهذا التقرير يظهر الفرق بين النبي صلى الله عليه وسلم وبين سائر المؤمنين حيث قال الله تعالى إن الله وملائكته يصلون على النبي وقال قبل ذلك في السورة المذكورة هو الذي يصلي عليكم وملائكته ومن المعلوم أن القدر الذي يليق بالنبي صلى الله عليه وسلم من ذلك أرفع مما يليق بغيره والإجماع متفق على أن في هذه الآية من تعظيم النبي صلى الله عليه وسلم والتنويه به ما ليس في غيرها وقال الحليمي في الشعب معنى الصلاة على النبي صلى الله عليه وسلم تعظيمه فمعنى قولنا اللهم صل على محمد عظم محمدا والمراد تعظيمه في الدنيا بإعلاء ذكره وإظهار دينه وإبقاء شريعته وفي الآخرة بإحزال مثوبته وتشفيعه في أمته وإبداء فضيلته بالمقام المحمود وعلى هذا فالمراد بقوله تعالى صلوا عليه ادعوا ربكم بالصلاة عليه انتهى ولا يعكر عليه عطف آله وأزواجه وذريته عليه فإنه لا يمتنع أن يدعى لهم بالتعظيم إذ تعظيم كل أحد بحسب ما يليق به وما تقدم عن أبي العالية أظهر فإنه يحصل به استعمال لفظ الصلاة بالنسبة إلى الله وإلى ملائكته وإلى المؤمنين المأمورين بذلك بمعنى واحد ويؤيده أنه لا خلاف في جواز الترحم على غير الأنبياء واختلف في جواز الصلاة على غير الأنبياء ولو كان معنى قولنا اللهم صل على محمد اللهم ارحم محمدا أو ترحم على محمد لجاز لغير الأنبياء وكذا لو كانت بمعنى البركة وكذا الرحمة لسقط الوجوب في التشهد عند من يوجهه بقول المصلي في التشهد السلام عليك أيها النبي ورحمة الله وبركاته ويمكن الانفصال بأن ذلك وقع بطريق التبعيد فلا بد من الإتيان به ولو سبق الإتيان بما يدل عليه قوله على محمد وعلى آل محمد وكذا وقع في الموضعين في قوله صل وفي قوله وبارك ولكن وقع في الثاني وبارك على آل إبراهيم ووقع عند البيهقي من وجه آخر عن آدم شيخ البخاري فيه على إبراهيم ولم يقل على آل إبراهيم وأخذ البيضاوي من هذا أن ذكر الآل في رواية الأصل مقحم كقوله على آل أبي أوفى قلت والحق أن ذكر محمد وإبراهيم وذكر آل محمد وآل إبراهيم ثابت في أصل الخير وإنما حفظ بعض الرواة ما لم يحفظ الآخر وسأبين من ساقه تاما بعد قليل (فتح الباري لابن حجر، ج ۱۱، ص ۱۵۶، كتاب الدعوات، باب الصلاة على النبي صلى الله عليه وسلم)

سلام کے معنی کی تحقیق

لفظ ”سلام“ سلامتی کے معنی میں ہے، اور اس سے مراد نقائص، عیوب اور آفتوں سے سالم رہنا ہے، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے سلام کا مطلب یہ ہے کہ نقائص، اور آفتوں سے سلامتی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہے (معارف القرآن عثمانی، بتیس ج ۷ ص ۲۲۲) ۱۔

اور بندوں کی طرف سے انبیائے کرام صلی اللہ علیہم وسلم پر جو سلام پیش کیا جاتا ہے، اس کی

۱۔ صاحب روح المعانی وغیرہ نے سلام کے معنی میں تین وجوہات ذکر کر کے مندرجہ بالا ہر کوئی ترجیح دی ہے۔
وفی معنی السلام علیک ثلاثة أوجه .

أحدها: السلامة من النقائص والآفات لك ومعك أي مصاحبة وملازمة فيكون السلام مصدرا بمعنى السلامة كاللذاذ واللذاة والملازم والملازمة ولما في السلام من الشاء عدی بعلى لا اعتبار معنى القضاء أى قضی الله تعالى علیک السلام كما قيل لأن القضاء كالدعاء لا يتعدى بعلى للنفع ولا لتضمنه معنى الولاية والاستيلاء لبعده فى هذا الوجه .

ثانيها: السلام مداوم على حفظك ورعايتك ومتول له وكفيل به ويكون السلام هنا اسم الله تعالى، ومعناه على ما اختاره ابن فورک وغيره من عدة أقوال ذو السلامة من كل آفة ونقيصة ذاتا وصفة وفعلا، وقيل: إذا أريد بالسلام ما هو من أسمائه تعالى فالمراد لا خلوت من الخير والبركة وسلمت من كل مكروه لأن اسم الله تعالى إذا ذكر على شيء أفاده ذلك .

وقيل: الكلام على هذا التقدير على حذف المضاف أى حفظ الله تعالى علیک والمراد الدعاء بالحفظ .

وثالثها: الانقياد عليك على أن السلام من المسالمة وعدم المخالفة، والمراد الدعاء بأن يصير الله تعالى العباد منقادين مذعنين له عليه الصلاة والسلام ولشريعته وتعديته بعلى قيل: لما فيه من الإقبال فإن من انقاد لشخص وأذن له فقد أقبل عليه .

والأرجح عندى هو الوجه الأول، وقيل: معنى سلموا تسليما انقادوا لأوامره صلى الله عليه وسلم انقيادا وهو غير بعيد إلا أن ظواهر الأخبار والآثار تقتضى المعنى السابق وكأنه لذلك ذهب إليه الأكثرون، والجملة صيغة خبر معناها الدعاء بالسلامة وطلبها منه تعالى لنبيه صلى الله عليه وسلم (روح المعانى للألوسى، ج ۱۱ ص ۲۵۵، تحت رقم الآية ۵۶ من سورة الاحزاب)

والسلام: مصدر بمعنى السلام. أى: السلام من النقائص والآفات ملازمة لك . والتعبير بالجملة الاسمية فى صدر الآية، للإشعار بوجوب المداومة والاستمرار على ذلك (التفسير الوسيط للطنطاوى، ج ۱۱ ص ۲۳۳، ۲۳۴، تحت رقم الآية ۵۶ من سورة الاحزاب)

حیثیتِ تعظیم و شرافت کی ہے، کہ اس سلام کے ذریعہ سے بندہ مؤمن نبی کی تعظیم و شرافت کا اظہار اور نبی کی اتباع کا اقرار کرتا ہے۔

اور اس سلام کو ”سلامِ مرسلین“ کہا جاتا ہے، جس کا ذکر سورہ صافات کی اس آیت میں ہے کہ:

وَسَلِّمْ عَلَى الْمُرْسَلِينَ (سورة الصافات رقم الآية ۱۸۱)

ترجمہ: اور سلام ہے رسولوں پر (سورہ صافات)

قرآن مجید میں اور بھی کئی جگہ مختلف رسولوں پر سلام کا ذکر آیا ہے۔ ۱۔
اور بطور خاص نبی کریم محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر جو سلام پیش کیا جاتا ہے، اس کی فضیلت و اہمیت اور بھی زیادہ ہے، کیونکہ اس کا اللہ تعالیٰ نے خصوصیت کے ساتھ سورہ احزاب میں مؤمنوں کو حکم فرمایا ہے، اور احادیث میں اس کے مختلف فضائل آئے ہیں (جن کا ذکر آگے آتا ہے)
اور جس سلام کا ہر مسلمان کو دوسرے مسلمان سے ملاقات (یا قبر پر حاضری) کے وقت حکم ہے، اس کو ”سلامِ مسلمین“ یا ”سلامِ تحیۃ“ کہا جاتا ہے۔ ۲۔

۱۔ چنانچہ سورہ صافات میں حضرت نوح علیہ السلام پر سلام کا ذکر اس طرح آیا ہے کہ:

سَلَامٌ عَلَى نُوحٍ فِي الْعَالَمِينَ (سورة صافات رقم الآية ۷۹)

اور سورہ صافات میں ہی حضرت ابراہیم علیہ السلام پر سلام کا ذکر اس طرح آیا ہے کہ:

سَلَامٌ عَلَى إِبْرَاهِيمَ (ایضاً رقم الآية ۱۰۹)

اور اسی سورت میں حضرت موسیٰ و ہارون علیہما السلام پر سلام کا ذکر اس طرح آیا ہے کہ:

سَلَامٌ عَلَى مُوسَى وَهَارُونَ (ایضاً رقم الآية ۱۲۰)

اور ایک مقام پر سورہ صافات میں ہی حضرت ال یاسین علیہ السلام پر سلام کا ذکر اس طرح آیا ہے کہ:

سَلَامٌ عَلَى إِيْلَ يَاسِينَ (ایضاً رقم الآية ۱۳۰)

۲۔ پھر ”سلامِ مسلمین“ کے کچھ درجات ہیں، جو باہم متفاوت ہیں، ایک درجہ عام مسلمانوں سے متعلق ہے، اور ایک صالحین و متقین سے متعلق ہے، پھر ان میں بھی درجات متفاوت ہیں۔

اور سلام علی الملائک بھی اسی قبیل سے ہے، جیسا کہ حضرت جبریل و میکائیل وغیرہ کے ساتھ ”علیہ السلام“ کا اطلاق کیا جاتا ہے، اور ملائکہ سے کیونکہ انسانوں کا عام حالات میں حسی خطاب نہیں ہوا کرتا، اس لئے ان کے لئے سلام تحیۃ میں حاضر سے غائب کی ضمیر کی طرف عدول کیا جاتا ہے۔
﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

اور جب ایک مسلمان دوسرے مسلمان کو ملاقات کے وقت ”سلام تحیہ“ کرتا ہے، تو احادیث کی رو سے صرف ”السلام علیکم“ کے الفاظ سے دس نیکیاں اور ”رحمۃ اللہ“ کے اضافہ سے مزید

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

سلام تحیہ لایا جائے گا حکم سورہ نساء کی اس آیت میں ہے کہ:

وَاِذَا حَيَّيْتُمْ بِتَحِيَّةٍ فَحَيُّوا بِاَحْسَنِ مِنْهَا اَوْ رُدُّوْهَا (سورۃ نساء رقم الآیۃ ۸۶)

اور سلام تحیہ لایا موات کا حکم درج ذیل احادیث میں ہے کہ:

عن عائشة، أنها قالت : كان رسول الله صلى الله عليه وسلم - كلما كان ليلتها من رسول الله صلى الله عليه وسلم - يخرج من آخر الليل إلى البقيع، فيقول: السلام عليكم دار قوم مؤمنين، وأناكم ما توعدون غدا، مؤجلون، وإنا، إن شاء الله، بكم لاحقون، اللهم، اغفر لأهل بقيع الغرقد (مسلم، رقم الحديث ۹۷۳ "۱۰۲")

عن أبي هريرة : أن رسول الله - صلى الله عليه وسلم - خرج إلى المقبرة، فقال: " السلام عليكم دار قوم مؤمنين، وإنا إن شاء الله بكم لاحقون (سنن أبي داود، رقم الحديث ۳۲۳۷ باب ما يقول إذا أتى المقابر أو مر بها)

قال شعيب الارنؤوط: إسناده صحيح (حاشية أبي داود)

عن سليمان بن بريدة، عن أبيه، قال : كان رسول الله - صلى الله عليه وسلم - يعلمهم إذا خرجوا إلى المقابر، كان قائلهم يقول : "السلام عليكم أهل الديار من المؤمنين والمسلمين، وإنا إن شاء الله بكم لاحقون، نسأل الله لنا ولكم العافية (سنن ابن ماجه، رقم الحديث ۱۵۳۷)

قال شعيب الارنؤوط: إسناده صحيح (حاشية سنن ابن ماجه)

عن عبد الله بن عمرو، عن أبي مويهبة، مولى رسول الله صلى الله عليه وسلم قال : بعثنى رسول الله صلى الله عليه وسلم من جوف الليل، فقال : " يا أبا مويهبة، إني قد أمرت أن أستغفر لأهل البقيع فانطلق معي "، فانطلقت معه، فلما وقف بين أظهرهم قال : "السلام عليكم يا أهل المقابر (مسند احمد، رقم الحديث ۱۵۹۹۷)

قال شعيب الارنؤوط: حديث صحيح في استغفاره لأهل البقيع واختياره لقاء ربه، وهذا إسناد ضعيف لجهالة عبد الله بن عمر العبلى - وهو من بنى العبلات - فقد روى عنه ابن إسحاق، وذكره ابن حبان في "الثقات"، وهو من رجال "التعجيل"، ولجهالة عبيد بن جبير كما ذكرنا في الرواية السابقة. وبقية رجاله ثقات (حاشية مسند احمد)

حدثنا يحيى بن آدم، عن زهير، عن موسى بن عقبة، أنه رأى سالم بن عبد الله لا يمر بليل، ولا نهار بقبر إلا سلم عليه ونحن مسافرون معه يقول السلام عليكم فقلت له في ذلك فأخبرني، عن أبيه، أنه كان يصنع ذلك (مصنف ابن أبي شيبة، رقم الحديث ۱۱۹۰۸)

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

دس نیکیاں اور ”برکاتہ“ کے اضافہ سے مزید دس نیکیاں حاصل ہوتی ہیں، اس طرح ”السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ“ سے مجموعی طور پر تیس نیکیاں حاصل ہوتی ہیں۔ ۱

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

اور قرآن مجید میں ایک اور سلام کا بھی ذکر ہے، جس کو ”سلام متارکہ و مبادعہ“ کہا جاتا ہے۔
چنانچہ سورہ فرقان میں ارشاد ہے کہ:

وَإِذَا خَاطَبَهُمُ الْجَاهِلُونَ قَالُوا سَلَامًا (سورۃ فرقان رقم الآیۃ ۶۳)

اور سورہ قصص میں ارشاد ہے کہ:

وَإِذَا سَمِعُوا اللَّغْوَ أَعْرَضُوا عَنْهُ وَقَالُوا لَنَا أَعْمَالُنَا وَلَكُمْ أَعْمَالُكُمْ سَلَامٌ عَلَيْكُمْ لَا نَبْتَغِي الْجَاهِلِينَ (سورۃ القصص رقم الآیۃ ۵۵)

اور سورہ زخرف میں ارشاد ہے کہ:

فَاصْفَحْ عَنْهُمْ وَقُلْ سَلَامٌ فَسَوْفَ يَعْلَمُونَ (سورۃ زخرف رقم الآیۃ ۸۹)

اور سورہ مریم میں ارشاد ہے کہ:

قَالَ سَلَامٌ عَلَيْكَ سَأَسْتَغْفِرُ لَكَ رَبِّي إِنَّهُ كَانَ بِي حَفِيًّا (سورۃ مریم رقم الآیۃ ۴۷)

(قال سلام علیک) لم یعارضہ ابراہیم علیہ السلام بسوء الرد، لأنه لم یؤمر بقتالہ علی کفرہ. والجمهور علی أن المراد بسلامہ المسالمة الی الی المتارکہ لا التحیۃ، قال الطبری: معناه أمنۃ منی لک. وعلی هذا لا یبدأ الکافر بالسلام. وقال النقاش: حلیم خاطب سفیہا، کما قال: "وإذا خاطبہم الجاہلون قالوا سلاما" وقال بعضهم فی معنی تسلیمہ: هو تحیۃ مفارق، وجوز تحیۃ الکافر وأن یبدأ بها (تفسیر القرطبی، ج ۱ ص ۱۱۲، سورۃ مریم)

قال ابراہیم علیہ السلام سلام علیک سلام تودیع ومتارکہ مقابله للسیئۃ بالحسنۃ کما هو داب الحلیم فی مقابله السفیہ کما قال اللہ تعالیٰ وإذا خاطبہم الجاہلون قالوا سلاما ای سلمت منی لا اصیبک بمکروہ (التفسیر المظہری، ج ۶ ص ۱۰۰، سورۃ مریم)

قال استئناف کما سلف سلام علیک تودیع ومتارکہ علی طریقۃ مقابله السيئۃ بالحسنۃ فإن ترک الإساءۃ للمسیء إحسان ای لا اصیبک بمکروہ بعد ولا أشفہک بما یؤذیک، وهو نظیر ما فی قوله تعالیٰ لنا أعمالنا ولكم أعمالکم سلام علیکم لا نبتغی الجاہلین فی قوله، وقیل: هو تحیۃ مفارق (روح المعانی، ج ۸ ص ۴۱۷، سورۃ مریم)

قال ابراہیم لأبیہ: سلام علیک کما قال تعالیٰ فی صفۃ المؤمنین: وإذا خاطبہم الجاہلون قالوا سلاما. وقال تعالیٰ: وإذا سمعوا اللغو أعرضوا عنه وقالوا لنا أعمالنا ولكم أعمالکم سلام علیکم لا نبتغی الجاہلین. ومعنی قول ابراہیم لأبیہ سلام علیک یعنی أما أنا فلا ینالک منی مکروہ ولا أذی وذلك لحرمة الأبوة (تفسیر ابن کثیر، ج ۵ ص ۲۰۹، سورۃ مریم)

۱ عن عمران بن حصین، أن رجلا جاء إلى النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال: السلام علیکم، قال: قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم: عشر ثم جاء آخر فقال: السلام علیکم

﴿بقیہ حاشیہ گلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

اور ”سلامِ مرسلین“ جس کا درجہ ”سلامِ مسلمین و سلامِ تحیہ“ سے کہیں زیادہ اعلیٰ و افضل ہے، اس پر ملنے والا اجر و انعام کس قدر ہوگا؟ اس کا اندازہ ہر شخص خود ہی لگا سکتا ہے۔

اور جو سلام حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر پیش کیا جاتا ہے، اس کے احادیث میں اور بھی بہت زیادہ فضائل آئے ہیں، جن کا ذکر آگے آتا ہے، مثلاً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر سلام پیش کرنے والے پر اللہ تعالیٰ سلامتی نازل فرماتا ہے، اور فرشتے سلامتی کی دعاء کرتے ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سلام کا جواب عنایت فرماتے ہیں۔

اور ہمارا موضوع اس وقت ”سلامِ مرسلین“ اور بطورِ خاص ”سلامِ نبی“ ہے، نہ کہ عام ”سلامِ مسلمین“ و ”سلامِ تحیہ“۔

نبی کے لئے درد و سلام کی جو حقیقت بیان کی گئی ہے، آئندہ آنے والے صفحات میں اسی درد و سلام کے فضائل و احکام سے متعلق تفصیل ذکر کی جا رہی ہے۔

وَاللّٰهُ سُبْحَانَهُ وَتَعَالٰی اَعْلَمُ وَعِلْمُهُ اَتَمُّ وَاَحْكَمُ.

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

اور رحمۃ اللہ، فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم: عشرون ثم جاء آخر فقال: السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم: ثلاثون: (ترمذی، رقم الحدیث ۲۶۸۹، کتاب الاستئذان والآداب عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، باب ما ذکر فی فضل السلام)

قال الترمذی: هذا حدیث حسن غریب من هذا الوجه وفي الباب عن علی، وأبی سعید، وسهل بن حنیف (سنن الترمذی)
و قال القاری: هكذا تكون الفضائل أى تزيد المثوبات بكل لفظ یزیده المسلم (مرقاة، کتاب الآداب، باب السلام)

(پہلا باب)

درود و سلام کے عظیم الشان فضائل و فوائد

درود و سلام دراصل بندہ کی طرف سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم و تکریم اور اطاعت و تابعداری کے اظہار اور نبی کے حق کی ادائیگی کا ایک طریقہ ہے، اور اسی وجہ سے درود و سلام ایک عظیم الشان عبادت ہے، اور اس کے مختلف فضائل اور فوائد قرآن و سنت سے معلوم ہوتے ہیں۔ آگے قرآن و سنت کی روشنی میں درود اور اس کے ضمن میں سلام کے فضائل و فوائد اور اہمیت و تاکید کو بیان کیا جاتا ہے۔

قرآن مجید میں درود و سلام کا حکم

سب سے پہلے قرآن مجید کی وہ آیت پیش کی جاتی ہے، جس میں درود اور سلام دونوں کا اللہ تعالیٰ کی طرف سے بندوں کو حکم ہے۔

چنانچہ سورہ احزاب میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ

وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا (سورہ الاحزاب، رقم الآیہ ۵۶)

ترجمہ: بے شک اللہ اور اس کے فرشتے رحمت بھیجتے ہیں، نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر،

اے ایمان والو! تم بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود اور سلام بھیجو (سورہ احزاب)

اس آیت سے اصل مقصود مسلمانوں کو یہ حکم دینا تھا کہ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود و سلام بھیجا کریں، مگر اس حکم کو اس طرح بیان فرمایا گیا کہ پہلے اللہ تعالیٰ نے خود اپنی طرف سے اور فرشتوں کی طرف سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے درود کے عمل کا ذکر فرمایا، اس کے

بعد مسلمانوں کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درد و سلام کا حکم فرمایا، تاکہ معلوم ہو جائے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں جس عمل کا حکم مسلمانوں کو دیا جا رہا ہے، وہ اتنا عظیم ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے بھی وہ عمل انجام دیتے ہیں، تو مسلمانوں کو تو اس عمل کا بڑا اہتمام کرنا چاہئے، کیونکہ ان پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عظیم احسانات ہیں۔

اور اس آیت سے درد بھیجنے والوں کی یہ فضیلت بھی ثابت ہوئی کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو اس عمل میں شریک فرمالیا، جو عمل اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے بھی سرانجام دیتے ہیں (معارف القرآن ج ۷ ص ۲۲۱ بتصریح) ۱۔

اور جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر اللہ تعالیٰ بھی درد بھیجتے ہیں، تو بندوں کے درد کی کوئی ضرورت نہیں تھی، لیکن یہ اللہ تعالیٰ کا احسان و انعام ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بندوں کو بھی اس عظیم عمل کا شرف عطا فرمادیا۔ ۲۔

۱۔ لا خلاف بین الفقہاء فی مشروعیۃ الصلاۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم، للأمر بہا، قال تعالیٰ: (إن اللہ وملائکتہ یصلون علی النبی یا ایہا الذین آمنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما) قال ابن کثیر فی تفسیر الآیۃ: المقصود من هذه الآیۃ: أن اللہ - سبحانه وتعالیٰ - أخبر عباده بمنزلة عبده ونبیہ عنده فی الملائکۃ الأعلى؛ بأنہ ینتی علیہ عند الملائکۃ المقربین، وأن الملائکۃ تصلی علیہ. ثم أمر جل شأنہ بالصلاۃ والتسلیم علیہ؛ لیجتمع الثناء علیہ من أهل العالمین: السفلی والعلی جمیعاً، وجاءت الأحادیث المتواترة عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بالأمر بالصلاۃ علیہ، وکیفیۃ الصلاۃ علیہ.

فقد روی البخاری عند تفسیر هذه الآیۃ: قیل لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: یا رسول اللہ، أما السلام علیک فقد عرفناه، فکیف نصلی علیک؟ قال: قولوا: اللهم صل علی محمد، وعلی آل محمد، کما صلیت علی آل إبراهیم، إنک حمید مجید، اللهم بارک علی محمد، وعلی آل محمد، کما بارکت علی آل إبراهیم، إنک حمید مجید (الموسوعة الفقهیة الكويتیة، ج ۲، ص ۲۳۴ و ۲۳۵، مادة، الصلاۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم).

۲۔ قال (إن اللہ وملائکتہ یصلون علی النبی) بلفظ المضارع المفید للاستمرار التجددی مع الافتتاح بالجملة الاسمیة المفیده للتکید وابتدائها بیان لزیادة التکید، وهذا دلیل علی أنه سبحانه لا یزال مصلیا علی رسولہ - صلی اللہ علیہ وسلم - ثم امتن سبحانه علی عباده المؤمنین حیث أمرهم بالصلاۃ ایضاً لیحصل لهم بذلك زیادة فضل وشرف وإلا فالنبی - صلی اللہ علیہ وسلم - مستغن بصلاۃ ربه سبحانه وتعالیٰ علیہ (رد المحتار، ج ۱ ص ۵۲۰، کتاب الصلاۃ، باب صفة الصلاۃ).

سورہ احزاب کی مذکورہ آیت کے اندازِ کلام سے یہ بھی معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود و سلام اچھے طریقہ پر پڑھنا چاہئے۔ ۱

اور اسی وجہ سے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

إِذَا صَلَّيْتُمْ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْسِنُوا الصَّلَاةَ عَلَيْهِ (سنن ابن ماجہ) ۲

ترجمہ: جب تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجو، تو اچھے طریقہ سے درود بھیجو (ابن ماجہ)

سورہ احزاب کی مذکورہ آیت کی روشنی میں متعدد فقہاء و اہل علم حضرات نے فرمایا کہ مسلمان پر زندگی میں کم از کم ایک مرتبہ درود شریف پڑھنا فرض ہے، خواہ نماز میں پڑھ لیا جائے، یا غیر نماز میں، اُس سے اس آیت کا فریضہ ادا ہو جاتا ہے، وہ الگ بات ہے کہ دوسرے مواقع پر درود شریف پڑھنا سنت و مستحب اور انتہائی فضیلت کا باعث ہے۔

اور احادیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر مبارک آئے،

۱۔ ونقل عن جمع من الصحابة ومن بعدهم أن كيفية الصلاة عليه صلى الله تعالى عليه وسلم لا يوقف فيها مع المنصوص وأن من رزقه الله تعالى بياناً فأبان عن المعاني بالألفاظ الفصيحة المباني الصريحة المعاني مما يعرب عن كمال شرفه صلى الله تعالى عليه وسلم وعظيم حرمة فله ذلك واحتج له بما أخرجه عبد الرزاق وعبد بن حميد وابن ماجه وابن مردويه عن ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال: إذا صليتم على النبي فأحسنوا الصلاة عليه فإنكم لا تدرون لعل ذلك يعرض عليه قالوا: فعلمنا قال: قولوا اللهم أجعل صلواتك ورحمتك وبركاتك على سيد المرسلين وإمام المتقين وخاتم النبيين محمد عبدك ورسولك إمام الخير وقائد الخير ورسول الرحمة اللهم ابعثه مقاماً محموداً يغبطه به الأولون والآخرون اللهم صل على محمد وعلى آل محمد كما صليت على إبراهيم وآل إبراهيم إنك حميد مجيد .

وفی قولہ سبحانہ: صلوا علیہ وسلموا تسليماً رمز خفی فیما أرى إلى مطلوبية تحسين الصلاة عليه عليه الصلاة والسلام حيث أتى به كلاماً يصلح أن يكون شطراً من البحر الكامل فتدبره فأنى أظن أنه نفيس (روح المعاني للألوسی، ج ۱ ص ۲۵۹، تحت رقم الآية ۵۲ من سورة الاحزاب)

۲۔ رقم الحديث ۸۰۶، كتاب اقامة الصلاة والسنة فيه، باب الصلاة على النبي صلى الله عليه وسلم .

قال شعيب الارنؤوط: حديث صحيح (حاشية سنن ابن ماجه)

تو کلام کرنے اور سننے والے پر اس وقت درود واجب ہو جاتا ہے، جس کی تفصیل آگے آ رہی ہے۔ ا

حضرت کعب احبار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ:

مَا مِنْ نَجْمٍ فَجَرٍ يَطْلُعُ إِلَّا نَزَلَ سَبْعُونَ أَلْفًا مِنَ الْمَلَائِكَةِ حَتَّى يَحْفُوا بِالْقَبْرِ يَضْرِبُونَ بِأَجْنِحَتِهِمْ وَيُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى إِذَا أَمْسَوْا عَرَجُوا ، وَهَبَطَ مِثْلُهُمْ فَصَنَعُوا مِثْلَ ذَلِكَ حَتَّى إِذَا انْشَقَّتِ الْأَرْضُ خَرَجَ فِي سَبْعِينَ أَلْفًا مِنَ الْمَلَائِكَةِ

ا اور یہ جو شہور ہے کہ سورہ احزاب کی مذکورہ آیت جب بھی تلاوت کی جائے، تو تلاوت کرنے اور سننے والے پر درود شریف پڑھنا واجب ہو جاتا ہے، اس کی کوئی دلیل نہیں ملی۔

البتہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر مبارک کے زبان سے کرنے اور کان سے سننے پر درود پڑھنا بہت سے حضرات کے نزدیک واجب ہو جاتا ہے، بشرطیکہ کوئی مانع (مثلاً نماز اور تلاوت کی قرأت و سماعت میں مشغولی) نہ ہو۔

قلت وظنی ان الاصح في الاستدلال بالآية ما ذهب اليه الكرخي حيث لا توقيت في الآية ولا اشارة فيها الى الذكر والسماع بل الامر مطلق ، وهو لا يقتضي التكرار ، وهو الذي رجحه ابو بكر الجصاص في الاحكام حيث قال: قوله: (يا أيها الذين آمنوا صلوا عليه) قد تضمن الأمر بالصلاة على النبي صلى الله عليه وسلم وظاهره يقتضي الوجوب ، وهو فرض عندنا فمتى فعلها الإنسان مرة واحدة في صلاة أو غير صلاة فقد أدى فرضه ، وهو مثل كلمة التوحيد والتصديق بالنبي صلى الله عليه وسلم متى فعله الإنسان مرة واحدة في عمره فقد أدى فرضه، انتهى!.

نعم صرح ما ذهب اليه الطحاوی ايضا بالسنة والحديث الصحيح ، والذي رواه الترمذی، فالواجب بالكتاب هو الصلاة مرة في العمر ، وبالسنة في مواضع آخر ايضا (احكام القرآن للفقهاء المفسر العلامة محمد شفيع رحمه الله تعالى ج ۳ ص ۲۸۸، سورة الاحزاب)

قال ابن دقيق العيد قد اتفقوا على وجوب الصلاة على النبي -صلى الله عليه وسلم -فقيل يجب في العمر مرة وهو الأكثر وقيل :يجب في كل صلاة في التشهد الأخير وهو مذهب الشافعي وقيل : يجب كلما ذكر واختاره الطحاوی من الحنفية والحنلي من الشافعية(التنوير شرح الجامع الصغير للصنعاني، تحت رقم الحديث ۵۰۱۳)

ولا صلاة لمن لا يصلي على النبي صلى الله عليه وسلم لعل المراد منه الصلاة عليه صلى الله عليه وسلم في العمر مرة وهي فرض على من آمن بالله ورسوله امتثالا لقول الله جل ذكره يا أيها الذين آمنوا صلوا عليه وسلموا تسليما والمراد منه الصلاة عند ذكره صلى الله عليه وسلم وهو أيضا واجب وهل تكرر الوجوب عند تجدد الذكر ويكفي في مجلس الذكر مرة ففيه اختلاف مشهور بين الطحاوی والكرخي(شرح سنن ابن ماجه للسيوطي، ج ۱ ص ۳۳، تحت رقم الحديث ۴۰۰)

يُوقِرُونَهُ (شعب الایمان للبيهقي) ۱

ترجمہ: کسی دن کی فجر طلوع نہیں ہوتی، مگر اس کے ساتھ ستر ہزار فرشتے نازل ہوتے ہیں، یہاں تک کہ اپنے پروں سے (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی) قبر مبارک کو ڈھانپ لیتے ہیں، اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھتے ہیں، یہاں تک کہ جب شام ہو جاتی ہے، تو وہ آسمان پر چڑھ جاتے ہیں، اور انہی کے مثل (ستر ہزار دوسرے) فرشتے نازل ہوتے ہیں، پھر وہ بھی اسی طرح کا عمل کرتے ہیں (یعنی اپنے پروں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک کو ڈھانپ لیتے ہیں اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھتے ہیں اور اس طرح ستر ہزار فرشتے رات میں اور ستر ہزار دن میں قبر مبارک پر درود پڑھنے کے لئے موجود ہوتے ہیں) یہاں تک کہ جب زمین شق ہو جائے گی (اور قیامت قائم ہوگی) تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم ستر ہزار فرشتوں کی تعظیم و توقیر کے ساتھ قبر مبارک سے برآمد ہوں گے (بیہقی، فضل الصلاة، داری)

اس حدیث کو بعض حضرات نے صحیح اور بعض نے انقطاع وغیرہ اور حضرت کعب کا قول ہونے کی وجہ سے ضعیف قرار دیا ہے۔ ۲

اور اس حدیث کو سند کے اعتبار سے معتبر قرار دینے والوں نے فرمایا کہ حضرت کعب کا ایسی بات اپنی رائے سے کہنا ممکن نہیں، لہذا اس کو مرفوع حدیث کا درجہ حاصل ہونا

۱۔ رقم الحدیث ۳۸۷۳، کتاب المناسک، فضل الحج والعمرة، العظمة لابی الشیخ رقم الحدیث ۵۳۷، حلیۃ الاولیاء، ج ۵، ص ۳۹۰، تحت ترجمة کعب الاحبار، فضل الصلاة علی النبی لاسماعیل بن اسحاق رقم الحدیث ۱۰۲، سنن الدارمی، رقم الحدیث ۹۵۔

۲۔ قال الالبانی: اسنادہ صحیح (تحقیق فضل الصلاة علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم، تحت رقم الحدیث ۱۰۲)

وقال حسین سلیم اسد الدارانی: فی اسنادہ علتان: الأولى ضعف عبد الله بن صالح فهو سئء الحفظ جدا وكانت فيه غفلة والانقطاع أيضا فإن نبیه بن وهب لم یدرک کعبا (حاشیة سنن الدارمی)

چاہئے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ ۱

بہر حال قرآن مجید کی رو سے فرشتوں کا نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھنا ثابت ہے، اور درود پڑھنے والے فرشتوں کی تعداد کا بھی اندازہ نہیں کہ کتنی ہے؟ اس لئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر فرشتوں کے کثرت سے درود پڑھنے کا مسئلہ تو قرآن مجید کی رو سے طے ہے، اور باقی باتیں جو مذکورہ روایت میں مذکور ہیں، ان کے مطابق عقیدہ رکھنا اگرچہ ضروری نہ ہو، تاہم اس روایت سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر فرشتوں کے کثرت سے درود پڑھنے کی تائید ہوتی ہے۔

درود و سلام پڑھنے والے پر اللہ کی رحمت و سلامتی

حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

خَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَاتَّبَعْتُهُ حَتَّى دَخَلَ نَخْلًا

۱۔ قال أبو عاصم، نبيل بن هاشم بن عبد الله بن أحمد بن عبد الله بن أحمد بن محمد الغمري: وإسناد حديث الباب على شرط الصحيح وهو مقطوع، لكن مثل هذا لا يقال من قبيل الرأي والهوى، وقد أقرته عليه السيدة عائشة فله حكم الموقوف، رواه الحافظ إسماعيل بن إسحاق القاضى فى جزء فضل الصلاة على النبى (۸۳- ۸۴) رقم ۱۰۲ من طريق ابن المبارك، عن ابن لهيعة، عن خالد بن يزيد، وقد صرح فيه ابن لهيعة بالتحديث فانتفت شبهة التدليس، ورواه عنه أحد العبادة فهو صحيح إن شاء الله كما قرره العلماء فى حديث ابن لهيعة.

وأما قول الشيخ الألبانى: فيه سعيد بن أبى هلال وهو وإن كان احتج به الشيخان فقد قال فيه أحمد: ما أدرى أى شىء؟ يخلط فى الأحاديث. اهـ. فهذا غريب منه لأن سعيداً من رجال الشيخين، وقد اتفق على الاحتجاج به، وثقه الذهبى فى غير موضع من كتبه، وقال فى الميزان: ثقة معروف حديثه فى الكتب الستة قال ابن حزم وحده: ليس بالقوى. اهـ. وحكاية الساجى هذه لم نقف عليها فى الكتب المروية عن الإمام أحمد فى الرجال، فىنبغى التثبت منها، ولذلك قال الحافظ فى التقریب: لم أر لابن حزم فى تضعيفه سلفاً إلا ما حكاها الساجى عن أحمد. اهـ. يعنى كأنه لا يثبتها، ثم إن الشيخ الألبانى نفسه قد وثقه فى الإرواء (۱/ ۱۰۱) مع جملة من الثقات إذ قال فى حديث: رواه أحمد ورجاله ثقات. اهـ. وقد عزاه الشيخ لجلاء الأفهام وكأنه ما وقف عليه عند المصنف (فتح المنان شرح وتحقيق كتاب الدارمى، ج ۱ ص ۵۷۰، تحت رقم الحديث ۱۰۰، كتاب علامات النبوة، وفضائل سيد الأولين والآخرين، باب ما أكرم الله تعالى نبيه صلى الله عليه وسلم - بعد موته)

فَسَجَدَ، فَأَطَالَ السُّجُودَ حَتَّى خِفْتُ، أَوْ خَشِيتُ، أَنْ يَكُونَنَّ اللَّهُ قَدْ تَوَفَّاهُ، أَوْ قَبَضَهُ، قَالَ: فَجِئْتُ أَنْظُرُ فَرَفَعَ رَأْسَهُ، فَقَالَ: مَا لَكَ يَا عَبْدَ الرَّحْمَنِ إِنْ قَالَ: فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لَكَ، قَالَ: فَقَالَ: إِنَّ جِبْرِيلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ لِي: أَلَا أُبَشِّرُكَ إِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ يَقُولُ لَكَ: مَنْ صَلَّى عَلَيْكَ صَلَّيْتُ عَلَيْهِ، وَمَنْ سَلَّمَ عَلَيْكَ سَلَّمْتُ عَلَيْهِ (مسند احمد رقم

الحديث ۱۶۶۲) ۱

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے، اور میں آپ کے پیچھے چلا، یہاں تک کہ آپ کھجور کے باغ میں داخل ہو گئے، پھر آپ نے سجدہ کیا، اور بہت لمبا سجدہ کیا، یہاں تک کہ مجھے خوف ہوا کہ اللہ نے آپ کو وفات دے دی، یا آپ کی روح قبض فرمائی، پھر میں (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب) آیا، تاکہ میں (قریب سے) دیکھوں، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا سر مبارک اٹھایا، اور فرمایا کہ اے عبدالرحمن! آپ کو کیا ہو گیا؟ تو میں نے یہ (اپنے دل کی) بات آپ سے ذکر کی، حضرت عبدالرحمن بن عوف کہتے ہیں کہ رسول اللہ

۱۔ قال الہیثمی: رواہ أحمد ورجالہ ثقات (مجمع الزوائد ج ۲ ص ۲۸۷، باب سجود الشکر) وقال شعيب الارنؤوط: حسن لغيره، وهذا إسناده ضعيف، أبو الحويرث - واسمه عبد الرحمن بن معاوية بن الحويرث - فيه ضعف من قبل حفظه، وباقي رجاله ثقات رجال الشيخين إلا أن محمد بن جبير بن مطعم لا يصح سماعه من عبد الرحمن بن عوف. ليث: هو ابن سعد. وأخرجه الحاكم (۲۲۲/۱ - ۲۲۳) من طريق يحيى بن عبد الله بن بكير، والبيهقي (۳۷۰/۲ - ۳۷۱) من طريق عبد الله بن الحكم وشعيب بن الليث، ثلاثتهم عن الليث، بهذا الإسناد. وصححه الحاكم على شرطهما ووافقه الذهبي! فوهما، وله طرق أخرى يأتي تخريجها تحت رقم (۱۶۶۲) (حاشية مسند احمد)

وقال الالبانی: اسناده صحيح لغيره (تحقيق فضل الصلاة على النبي صلى الله عليه وسلم، رقم الحديث ۷)

وقال ايضاً: فالحديث بالطريقين حسن (ارواء الغليل في تخريج احاديث منار السبيل، تحت رقم الحديث ۴۷۴)

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک جبریل علیہ السلام نے مجھے فرمایا کہ کیا میں آپ کو یہ خوشخبری نہ سنا دوں کہ بے شک اللہ عز و جل آپ کے لئے یہ فرماتا ہے کہ جو آپ پر درود بھیجے گا، میں اس پر رحمت نازل کروں گا، اور جو آپ پر سلام بھیجے گا، میں اس پر سلامتی نازل کروں گا (مسند احمد)

اور مسند احمد کی ایک روایت کے آخر میں یہ الفاظ ہیں کہ:

فَقَالَ: إِنَّ جِبْرِيلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ، أَتَانِي فَبَشَّرَنِي، فَقَالَ: إِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ يَقُولُ: مَنْ صَلَّى عَلَيْكَ صَلَّيْتُ عَلَيْهِ، وَمَنْ سَلَّمَ عَلَيْكَ سَلَّمْتُ عَلَيْهِ، فَسَجَدْتُ لِلَّهِ عَزَّ وَجَلَّ شُكْرًا (مسند احمد، رقم الحديث ۱۶۶۳) ۱

ترجمہ: تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک جبریل علیہ السلام میرے پاس آئے، اور مجھے یہ خوشخبری سنائی، کہ اللہ عز و جل فرماتا ہے کہ جو آپ پر درود بھیجے گا، میں اس پر رحمت نازل کروں گا، اور جو آپ پر سلام بھیجے گا، میں اس

۱۔ قال شعيب الارنؤوط: حسن لغيره، عبد الواحد بن محمد بن عبد الرحمن لم يوثقه غير ابن حبان، ولا نخالؤه سمع من جده عبد الرحمن بن عوف، وباقي رجاله ثقات رجال الصحيح. أبو سعيد مولى بنى هاشم: هو عبد الرحمن بن عبد الله بن عبيد البصرى. وأخرجه عبد بن حميد (۵۷۱)، والحاكم (۵۵۰/۱) وغنه البيهقي (۳۷۱/۲) من طريق سليمان بن بلال، عن عمرو بن أبي عمرو، عن عاصم بن عمر بن قتادة، عن عبد الواحد بن محمد، به. وأخرجه مختصر إسماعيل القاضي في "فضل الصلاة على النبي (7)" من طريق عبد العزيز بن محمد، عن عمرو بن أبي عمرو، عن عبد الواحد بن محمد، به. وقد تقدم برقم (۱۶۶۲) من طريق آخر.

وله طريق ثالث عند أبي يعلى (۸۴۷) والبيهقي في "شعب الإيمان" (۱۵۵۵) "من طريق ابن أبي سندر الأسدي، عن مولى لعبد الرحمن بن عوف، عن عبد الرحمن بن عوف، بنحوه. ورابع عند ابن أبي شيبة ۵۰۶/۱۱، وإسماعيل القاضي (۱۰) والبخاري (۱۰۶) وأبي يعلى (۸۵۸) من طريق سعد بن إبراهيم، عن أبيه، عن جده عبد الرحمن بن عوف، به ولفظه: "سجدت شكراً فيما أبلاني من أمتي، من صلى على من أمتي صلاة كتبت له عشر حسنات وحط عنه عشر سيئات" وهذا لفظ ابن أبي شيبة، وهو مختصر (حاشية مسند احمد)

پر سلامتی نازل کروں گا، تو اس (نعمت و انعام کے حاصل ہونے) پر میں نے اللہ عزوجل کے لئے سجدہ شکر کیا (مسند احمد)

اور مسند ابی یعلیٰ کی روایت کے آخر میں یہ الفاظ ہیں کہ:

فَقَالَ: إِنِّي لَمَّا رَأَيْتَنِي دَخَلْتُ النَّخْلَ لَقِيتُ جِبْرِيلَ فَقَالَ: إِنِّي أَبْشِرُكَ أَنَّ اللَّهَ يَقُولُ: مَنْ سَلَّمَ عَلَيْكَ سَلَّمْتُ عَلَيْهِ، وَمَنْ صَلَّى عَلَيْكَ صَلَّيْتُ عَلَيْهِ (مسند ابی یعلیٰ) ۱

ترجمہ: تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک جب آپ نے مجھے دیکھا کہ میں کھجور کے باغ میں داخل ہوا، تو مجھ سے جبریل نے ملاقات کی، اور فرمایا کہ بے شک میں آپ کو یہ خوشخبری سناتا ہوں کہ بلاشبہ اللہ فرماتا ہے کہ جو آپ پر سلام بھیجے گا، میں اس پر سلام بھیجوں گا، اور جو آپ پر درود بھیجے گا، میں اس پر رحمت نازل کروں گا (ابو یعلیٰ)

مذکورہ روایات سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود و سلام پڑھنے والے کے لئے یہ فضیلت معلوم ہوئی کہ اس پر اللہ تعالیٰ رحمت و سلامتی نازل فرماتا ہے۔ ۲

۱۔ رقم الحديث ۸۶۹، ج ۲ ص ۱۷۳، مسند عبد الرحمن بن عوف.

قال حسين سليم أسد الداراني: إسناده حسن (حاشية مسند ابی یعلیٰ)

۲۔ (وعن عبد الرحمن بن عوف قال: خرج رسول الله صلى الله عليه وسلم حتى دخل نخلا)، أي: بستان نخل، وفي رواية: فتوجه نحو صدقته فدخل فاستقبل القبلة فخر ساجدا، وفي رواية: فوجدته قد دخل حائطاً من الأسواق، وهو بالفاء، موضع بالمدينة، خوضاً ثم صلى ركعتين (فسجد): أي: سجدة كما في رواية (فأطال السجود حتى خشيت أن يكون الله تعالى قد توفاه)، أي: قبض نفسه فيها كما في رواية، قال، أي: عبد الرحمن (فجئت أنظر): هل هو حي أو ميت؟ وفي رواية: فأطال السجدة حتى ظننت أن الله قبض نفسه فيها، فدنوت منه (فرفع رأسه فقال) صلى الله عليه وسلم: ("ما لك؟")، أي: أي شيء عرض لك حتى ظهرت أمارات الحزن والفرح عليك؟ وفي رواية قال: "من هذا؟" قلت: عبد الرحمن، قال: "ما شأنك؟ (فذكرت ذلك)، أي: الخوف المرادف للخشية التي مستفاد من خشيت (له): عليه السلام، وفي رواية قال: قلت: يا رسول الله، سجدت سجدة حتى ظننت أن يكون الله قبض نفسك فيها، (قال: فقال: "إن

﴿بقية حاشيا گلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں﴾

ایک مرتبہ درود و سلام پڑھنے پر دس رحمتوں و سلامتیوں کا نزول

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ صَلَّى عَلَيَّ وَاحِدَةً صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ عَشْرًا (مسلم) ۱

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے مجھ پر ایک مرتبہ درود پڑھا، اللہ اس پر دس مرتبہ رحمت بھیجتا ہے (مسلم)

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے مروی ایک حدیث میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد مروی ہے کہ:

مَنْ صَلَّى عَلَيَّ صَلَاةً صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ بِهَا عَشْرًا (مسلم) ۲

ترجمہ: جس نے مجھ پر ایک مرتبہ درود پڑھا، اس پر اللہ دس مرتبہ رحمت بھیجتا ہے (مسلم)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے ایک حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

جبریل علیہ السلام قال لی: ألا أبشرك أن الله عز وجل: (بفتح أن، وقيل: بكسرها؛ لأن في البشارة معنى القول) (يقول لك) (في) (لك)، إيماء لك (من صلى عليك) (أي: صلاة كما في نسخة) (صليت عليه، ومن سلم عليك سلمت عليه)، (رواه أحمد): قال ميرك: ورواه الحاكم، وقال: صحيح الإسناد، ورواه أبو علي، وابن أبي الدنيا نحوه، وزاد أحمد في بعض رواياته: "لسجدت شكرا لله" انتهى، قال السخاوي: ونقل البيهقي في الخلافيات عن الحاكم وقال: هذا حديث صحيح، ولا أعلم في سجدة الشكر أصح من هذا الحديث. انتهى، وله طرق متعددة ذكرها السخاوي في القول البدیع (مراقبة المفاتيح، ج ۲ ص ۷۵۰، كتاب الصلاة، باب الصلاة على النبي وفضلها)

۱ رقم الحديث ۳۰۸۷ "كتاب الصلاة، باب الصلاة على النبي -صلى الله عليه وسلم- بعد التشهد.

۲ رقم الحديث ۳۸۴۱ "كتاب الصلاة، باب القول مثل قول المؤذن لمن سمعه، ثم يصلي على النبي صلى الله عليه وسلم ثم يسأل له الوسيلة.

مروی ہے کہ:

مَنْ صَلَّى عَلَىٰ مَرَّةٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ عَشْرًا (مسند ابی یعلیٰ) ۱

ترجمہ: جس نے مجھ پر ایک مرتبہ درود پڑھا، اس پر اللہ دس مرتبہ رحمت بھیجتا ہے (ابو یعلیٰ)

حضرت ابو طلحہ انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَاءَ ذَاتَ يَوْمٍ وَالْبُشْرَىٰ فِي وَجْهِهِ فَقُلْنَا إِنَّا لَنَرَىٰ الْبُشْرَىٰ فِي وَجْهِكَ فَقَالَ إِنَّهُ أَتَانِي الْمَلَكُ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ إِنَّ رَبَّكَ يَقُولُ أَمَا يُرْضِيكَ أَنَّهُ لَا يُصَلِّيُ عَلَيْكَ أَحَدٌ إِلَّا صَلَّيْتُ عَلَيْهِ عَشْرًا وَلَا يُسَلِّمُ عَلَيْكَ أَحَدٌ إِلَّا سَلَّمْتُ عَلَيْهِ عَشْرًا (سنن النسائي) ۲

ترجمہ: بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن تشریف لائے، اور آپ کے چہرے سے خوشی ظاہر ہو رہی تھی، ہم نے عرض کیا کہ بے شک ہم آپ کے چہرے پر خوشی دیکھ رہے ہیں، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے پاس فرشتہ آیا، اس نے یہ خوشخبری سنائی کہ اے محمد آپ کا رب فرماتا ہے کہ کیا آپ اس چیز پر راضی نہیں کہ (میرے مومن بندوں میں سے) جو کوئی بھی آپ پر (ایک مرتبہ)

۱۔ رقم الحديث ۴۰۰۲، ج ۷ ص ۷۵، مسند انس بن مالک.

قال حسين سليم أسد الداراني: رجاله رجال الصحيح (حاشية مسند ابی یعلیٰ)

۲۔ رقم الحديث ۱۲۸۳، كتاب السهو، باب فضل التسليم على النبي صلى الله عليه وسلم، مسند احمد رقم الحديث ۱۶۳۶۱، صحيح ابن حبان رقم الحديث ۹۱۵.

قال شعيب الارنؤوط: حديث حسن لغيره (حاشية مسند احمد)

وقال العراقي: رواه النسائي وابن حبان من حديث أبي طلحة بإسناد جيد (تخريج احاديث الاحياء ج ۲ ص ۷۶۱، تحت رقم الحديث ۹۵۸)

وقال: محمد بن علي بن آدم بن موسى الإيوبى الوَلَوِي: هذا الحديث صحيح (شرح سنن النسائي المسمى ذخيرة العقبى في شرح المجتبى، ج ۱ ص ۲۰۰، باب الفضل في الصلاة على النبي)

درود پڑھے گا تو میں اس پر دس مرتبہ رحمت نازل کروں گا، اور جو کوئی بھی آپ پر ایک مرتبہ سلام پڑھے گا تو میں اس پر دس مرتبہ سلامتی نازل کروں گا (نسائی) اور مستدرک حاکم کی روایت کے آخر میں یہ الفاظ ہیں کہ:

فَقَالَ: إِنَّهُ أَتَانِي الْمَلَكُ فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ، إِنَّ رَبَّكَ يَقُولُ: أَمَا تَرْضَى مَا أَحَدٌ مِّنْ أُمَّتِكَ صَلَّى عَلَيْكَ إِلَّا صَلَّيْتُ عَلَيْهِ عَشْرَ صَلَوَاتٍ، وَلَا سَلَّمَ عَلَيْكَ أَحَدٌ مِّنْ أُمَّتِكَ إِلَّا رَدَدْتُ عَلَيْهِ عَشْرَ مَرَّاتٍ؟ فَقَالَ: بَلَى (مستدرک حاکم) ۱

ترجمہ: تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے پاس فرشتہ نے آ کر یہ فرمایا کہ اے محمد! بے شک آپ کا رب فرماتا ہے کہ کیا آپ اس چیز پر راضی نہیں کہ آپ کی امت میں سے جو کوئی (مومن) بھی آپ پر ایک مرتبہ درود پڑھے گا تو میں اس پر دس مرتبہ رحمت نازل کروں گا، اور آپ کی امت میں سے جو کوئی (مومن) بھی آپ پر ایک مرتبہ سلام پڑھے گا تو میں اس پر دس مرتبہ سلام کولوٹاؤں گا، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک میں اس پر راضی ہوں (حاکم)

اس حدیث کو امام دارمی نے بھی روایت کیا ہے۔ ۲
مذکورہ احادیث سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایک مرتبہ درود پڑھنے پر اللہ

۱۔ رقم الحديث ۳۵۷۵، کتاب التفسیر، سورة الاحزاب.

قال الحاكم: هذا حديث صحيح الاسناد ولم يخبرنا به.

وقال الذهبي في التلخيص: صحيح.

۲۔ عن عبد الله بن أبي طلحة، عن أبيه، قال: جاء النبي صلى الله عليه وسلم يوما وهو يرى البشر في وجهه، فقيل: يا رسول الله، إنا نرى في وجهك بشرا لم نكن نراه؟ قال: "أجل، إن ملكا أتاني فقال لي: يا محمد إن ربك يقول لك: أما يرضيك أن لا يصلي عليك أحد من أمتك، إلا صليت عليه عشاء، ولا يسلم عليك، إلا سلمت عليه عشاء؟" قال: "قال: قلت: بلى" (سنن الدارمی، رقم الحديث ۲۸۱۵)

قال حسين سليم اسد الدارانی: إسناده ضعيف ولكن الحديث جيد (حاشية سنن الدارمی)

تعالیٰ کی طرف سے دس رحمتیں اور ایک مرتبہ سلام پڑھنے پر دس سلامتیاں نازل ہوتی ہیں۔
اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے نبی پر نازل ہونے والی رحمت اور سلامتی تو خاص الخاص الحاصل ہوتی ہے،
اور دیگر مومنین پر ان کے عمل اور ان کی شان کے مطابق درجہ بدرجہ رحمت و سلامتی نازل ہوتی
ہے۔ ۱

دس نیکیاں حاصل، دس درجات بلند اور دس گناہ معاف

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: مَنْ صَلَّى عَلَىٰ مَرَّةٍ وَاحِدَةً،

۱۔ قد ورد أنه من سلم عليه مرة سلم الله عليه عشرًا كما أنه من صلى عليه مرة صلى الله عليه بها عشرًا.

فأما أثر من صلى عليه مرة صلى الله عليه بها عشرًا فهو ثابت من وجوه بعضها في الصحيح، كما في صحيح مسلم عن عبد الله بن عمرو، عن النبي صلى الله عليه وسلم أنه قال إذا سمعتم المؤذن فقولوا مثل ما يقول، ثم صلوا على، فإنه من صلى على مرة صلى الله عليه بها عشرًا ثم سلوا الله لي الوسيلة فإنها درجة في الجنة، لا تنبغي إلا لعبد من عباد الله، وأرجو أن أكون أنا ذلك العبد، فمن سأل الله لي الوسيلة حلت عليه شفاعتي يوم القيامة، وهذا مروى عن النبي صلى الله عليه وسلم من غير هذا الوجه كما في حديث العلاء بن عبد الرحمن، عن أبيه عن أبي هريرة أن رسول الله قال: (من صلى على واحدة صلى الله عليه عشرًا)

وأما السلام فقد جاء أيضاً في أحاديث من أشهرها حديث عبد الله بن المبارك، عن حماد بن سلم، عن ثابت البناني عن سليمان مولى الحسن بن علي، عن عبد الله بن أبي طلحة عن أبيه، عن رسول الله صلى الله عليه وسلم أنه جاء ذات يوم والبشر يرى في وجهه فقال (أنه جائئ جبريل فقال أما يرضيك يا محمد أن الله يقول أنه لا يصلي عليك أحد من أمتك إلا صليت عليه عشرًا ولا يسلم عليك أحد من أمتك إلا سلمت عليه عشرًا) وقد روى في عدة أحاديث أن الله يصلي على كل من صلى عليه ويسلم على كل من سلم عليه ولم يذكر عدداً، لكن الحسنه بعشر أمثالها فالمقيد يفسر المطلق (الصارم المنكى في الرد على السبكي، ج ۱ ص ۱۱۵، ۱۱۶، الباب الأول: في الأحاديث الواردة في الزيارة نصاً)

فيه دليل على أن السلام عليه كالصلاة، وأن الله سبحانه يسلم على من سلم على رسول الله -صلى الله عليه وسلم - كما يصلي على من صلى على رسوله عشرًا (مرعاة المفاتيح، ج ۳، ص ۲۷۸، باب الصلاة على النبي صلى الله عليه وسلم وفضلها، الفصل الثاني)

کُتِبَ لَهُ بِهَا عَشْرُ حَسَنَاتٍ (صحیح ابن حبان) ۱
ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے مجھ پر ایک مرتبہ دُور پڑھا، تو اس کے لئے دس نیکیاں لکھی جاتی ہیں (ابن حبان)
اور مسند احمد کی روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ:

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ صَلَّى عَلَى مَرَّةٍ وَاحِدَةً، كَتَبَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ لَهُ بِهَا عَشْرَ حَسَنَاتٍ (مسند احمد، رقم الحديث ۷۵۶۲) ۲

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے مجھ پر ایک مرتبہ دُور پڑھا، تو اللہ عز و جل اس کے لئے دس نیکیاں لکھ دیتا ہے (مسند احمد)
حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ صَلَّى عَلَى صَلَاةٍ وَاحِدَةٍ، صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ عَشْرَ صَلَوَاتٍ، وَحُطَّ عَنْهُ عَشْرُ خَطِيئَاتٍ (مسند احمد، رقم الحديث ۱۱۹۹۸) ۳

-
- ۱۔ رقم الحديث ۹۰۵، کتاب الرقائق، باب الادعية.
قال شعيب الارنؤوط: إسناده صحيح (حاشية صحيح ابن حبان)
۲۔ قال شعيب الارنؤوط: إسناده صحيح، رجاله ثقات رجال الصحيح غير أبي كامل - وهو مظفر بن مدرک الخراساني - فقد روى له أبو داود في "التفرد" والنسائي، وهو ثقة. حماد: هو ابن سلمة. وانظر ما قبله (حاشية مسند احمد)
وقال المغلطي: وحديث عبد الرحمن بن عوف مثله بزيادة: "ومن سلم عليك سلمت عليه" وفي لفظ: "كتب الله له بها عشر حسنات". رواه إسماعيل أيضًا بسند جيد. "وحدیث ابی ہریرة رواه أيضًا مثله بسند صحيح، وفي لفظ: "كتب الله له عشر حسنات (شرح سنن ابن ماجه، ج ۱ ص ۱۵۳۹، کتاب الصلاة، باب الصلاة على النبي صلى الله عليه وسلم)
۳۔ صحيح ابن حبان، رقم الحديث ۹۰۴، مصنف ابن ابی شيبه، رقم الحديث ۸۷۹۵، کتاب الصلاة، باب فی ثواب الصلاة على النبي صلى الله عليه وسلم، الخراج لابی يوسف رقم الحديث ۴.

﴿بقیہ حاشیا گلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں﴾

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے مجھ پر ایک دفعہ درود پڑھا، اللہ اس پر دس دفعہ رحمت بھیجتا ہے، اور اس کی دس خطاؤں کو معاف فرما دیتا ہے (مسند احمد، ابن حبان، ابن ابی شیبہ)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ایک حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد مروی ہے کہ:

إِنَّ جَبْرِيلَ أَتَانِي، فَقَالَ: مَنْ صَلَّى عَلَيْكَ مِنْ أُمَّتِكَ وَاحِدَةً صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ عَشْرًا، وَرَفَعَهُ بِهَا عَشَرَ دَرَجَاتٍ (المعجم الاوسط للطبرانی) ۱۔
ترجمہ: بے شک میرے پاس جبریل آئے، اور انہوں نے فرمایا کہ آپ کی امت میں سے جو آپ پر ایک مرتبہ درود بھیجے گا، اللہ اس پر دس رحمتیں نازل فرمائے گا، اور اس کے دس درجات بلند فرمائے گا (طبرانی)

حضرت انس بن مالک اور مالک بن اوس رضی اللہ عنہما کی سند سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد مروی ہے کہ:

إِنَّ جَبْرِيلَ جَاءَ نَبِيَّ فَقَالَ: مَنْ صَلَّى عَلَيْكَ وَاحِدَةً صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

قال شعيب الارنؤوط: حديث صحيح، وهذا إسناد حسن من اجل يونس بن أبي إسحاق، وهو من رجال مسلم، وباقي رجاله ثقات (حاشية مسند احمد)
وقال ايضاً: اسناد صحيح (حاشية صحيح ابن حبان)
وقال محمد عوامة: واسناد حسن، لكن شواهده كثيرة، تجعلها صحيحاً (تحقيق محمد عوامة في حاشية مصنف ابن أبي شيبة، ج ۶ ص ۴۵)

۱۔ رقم الحديث ۲۶۰۲، المعجم الصغير للطبرانی، رقم الحديث ۱۰۱۶۔

قال ابن كثير: قال الطبرانی تفرد به يحيى بن ايوب ولم يروه عنه الا عمرو بن الربيع وقد اختاره الضياء من هذا الوجه قلت وله شواهد عن غير واحد من الصحابة مرفوعة والله اعلم (مسند الفاروق، ج ۱ ص ۷۷، كتاب الصلاة)

قال الطبرانی لم يروه عن عبيد الله بن عمر إلا يحيى بن ايوب تفرد به عمرو بن الربيع (اسناد حسن) (الاحاديث المختارة لابی عبد الله المقدسي، ج ۱ ص ۱۸۷، دراسة وتحقيق: معالي الأستاذ الدكتور عبد الملك بن عبد الله بن دھيش)

عَشْرًا، وَرَفَعَ لَهُ عَشْرَ دَرَجَاتٍ (الادب المفرد للبخاری) ۱

ترجمہ: بے شک جبریل میرے پاس آئے، پس انہوں نے فرمایا کہ جس نے آپ پر ایک مرتبہ درود بھیجا، اللہ اس پر دس مرتبہ رحمت بھیجے گا، اور اس کے دس درجات بلند کرے گا (ادب المفرد)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ صَلَّى عَلَى صَلَاةٍ وَاحِدَةٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ عَشْرَ صَلَوَاتٍ وَحُطَّتْ عَنْهُ عَشْرُ خَطِيئَاتٍ وَرُفِعَتْ لَهُ عَشْرُ دَرَجَاتٍ (سنن النسائي) ۲

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو مجھ پر ایک مرتبہ درود پڑھے گا، تو اللہ اس پر دس مرتبہ رحمت بھیجے گا، اور اس کی دس خطائیں معاف کی جائیں گی، اور اس کے دس درجات بھی بلند کئے جائیں گے (نسائی)

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

خَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِذَا بِأَبِي طَلْحَةَ فَقَامَ إِلَيْهِ

۱۔ رقم الحديث ۶۴۲، ص ۲۴۳، باب الصلاة على النبي صلى الله عليه وسلم، معرفة الصحابة لابی نعیم، رقم الحديث ۹۸۴.

قال الالبانی: حسن (حاشية الادب المفرد)

وقال أيضاً: أخرجه البخاری في "الأدب المفرد" (۶۴۲) "وسلمة بن وردان ضعيف بغير تهمة، فيصلح للاستشهاد به. وللحديث شاهد آخر من حديث عبد الرحمن بن عوف وقد خرجته في "الإرواء" (سلسلة الاحاديث الصحيحة، تحت رقم الحديث ۸۲۹)

۲۔ رقم الحديث ۱۲۹۷، كتاب السهوار، باب الفضل في الصلاة على النبي صلى الله عليه وسلم، السنن الكبرى للنسائي رقم الحديث ۱۲۲۱، ورقم الحديث ۱۰۱۲۲، شعب الايمان للبيهقي رقم الحديث ۱۴۵۵، باب في تعظيم النبي صلى الله عليه وسلم وإجلاله وتوقيره صلى الله عليه وسلم، الاحاديث المختارة لابی عبد الله المقدسي، رقم الحديث ۱۵۶۸.

قال الالبانی: صحيح (صحيح وضعيف سنن النسائي، تحت رقم الحديث ۱۲۹۷)

وفى الاحاديث المختارة: إسناده صحيح (الاحاديث المختارة لابی عبد الله المقدسي، تحت رقم الحديث ۱۵۶۸، دراسة وتحقيق: معالي الأستاذ الدكتور عبد الملك بن عبد الله بن دهيش)

فَتَلَقَّاهُ، فَقَالَ: يَا بَنِيَّ أَنْتَ وَأُمِّي يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِنِّي لَأَرَى السُّرُورَ فِي وَجْهِكَ قَالَ: أَجَلُ، إِنَّهُ أَتَانِي جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ آيَفَا، فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ مَنْ صَلَّى عَلَيْكَ مَرَّةً، أَوْ قَالَ: وَاحِدَةً كَتَبَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ لَهُ بِهَا عَشْرَ حَسَنَاتٍ، وَمَحَا عَنْهُ بِهَا عَشْرَ سَيِّئَاتٍ، وَرَفَعَ لَهُ بِهَا عَشْرَ دَرَجَاتٍ (مسند ابن الجعد) ۱

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نکل کر تشریف لائے، تو اچانک ابو طلحہ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف اٹھ کر گئے اور آپ سے ملاقات کر کے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں، میں آپ کے چہرے پر خوشی دیکھ رہا ہوں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جی ہاں! اس کی وجہ یہ ہے کہ میرے پاس جبریل علیہ السلام ابھی آئے تھے، اور انہوں نے فرمایا کہ اے محمد! جو آپ پر ایک مرتبہ درود بھیجے گا، تو اللہ عز و جل اس کے لئے دس نیکیاں لکھے گا، اور اس کے دس گناہ معاف فرمائے گا، اور اس کے دس درجات بھی بلند فرمائے گا (مجھے اسی کی خوشی ہے) (مسند ابن الجعد)

مذکورہ روایت بھی کئی دوسرے روایات کے مطابق ہے، اور سند کے اعتبار سے درست ہے۔ ۲

۱۔ رقم الحديث ۲۹۴۸، ص ۴۳۳، تحت ترجمة أبو غسان محمد بن مطرف، امالي ابن بشران، رقم الحديث ۱۱۹۲، ترتيب الامالي الخميسة للشجري، رقم الحديث ۶۰۵، المخلصيات لمحمد بن عبد الرحمن البغدادي المخلص، رقم الحديث ۱۹۱۳ "۲۶"
۲۔ مسند ابن الجعد کی سند درج ذیل ہے:

حدثنا محمد بن حبيب، نا ابن أبي حازم، عن أبيه عن سهل بن سعد

اس روایت میں مذکور حضرت سهل رضی اللہ عنہ سے ما قبل کے راویوں کا حال درج ذیل ہے:

(۱)..... محمد بن حبيب بن محمد، الجارودي. بصرى قدم بغداد، وحدث بها عن عبد العزيز بن أبي حازم. روى عنه أحمد بن علي الخزاز، والحسن بن عليل العنزي، وعبد الله بن محمد البغوي، و كان صدوقا (تاریخ بغداد للخطیب، ج ۲ ص ۲۷۵، تحت رقم الترجمة: ۷۵۰، ذکر من اسمه محمد واسم أبيه حبيب)

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

حضرت سعید بن عمیر انصاری رحمہ اللہ اپنے والد حضرت عمیر بن نيار رضی اللہ عنہ سے (جن کو عمیر بن عقبہ بھی کہا جاتا ہے، اور یہ بدری صحابہ میں سے ہیں) روایت کرتے ہیں کہ:

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ صَلَّى عَلَى صَلَاةٍ مُخْلِصًا بِهَا مِنْ قَلْبِهِ، صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ بِهَا عَشْرَ صَلَوَاتٍ، وَرَفَعَهُ بِهَا عَشْرَ دَرَجَاتٍ، وَكُتِبَ لَهُ بِهَا عَشْرَ حَسَنَاتٍ، وَمَحَا عَنْهُ بِهَا عَشْرَ سَيِّئَاتٍ

(معرفة الصحابة لابی نعیم) ۱

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

(۲)..... عبد العزیز بن ابی حازم سلمة بن دينار الفقيه الإمام أبو تمام المدني..... قال أحمد بن حنبل: لم يكن بالمدينة بعد مالک أفقه من ابن أبي حازم وقال أبو حاتم: هو أفقه من الدراوردي. وثقه غير واحد واحتج به أرباب الصحاح. وقد قال أحمد بن أبي خيثمة سمعت يحيى بن معين يقول: ابن أبي حازم ليس بثقة في حديث أبيه. قلت: بل هو ثقة حجة في أبيه وقد يكون غيره أقوى وأثبت منه (تذكرة الحفاظ، لشمس الدين الذهبي، ج ۱، ص ۱۹۶، ۱۹۷)

(۳)..... أبو حازم سلمة بن دينار المدني المخرومي الإمام، القدوة، الواعظ، شيخ المدينة النبوية، أبو حازم المدني، المخرومي، مولا هم الأعرج، الأفر، التمار، القاص، الزاهد. وقيل: ولاؤه لبني ليث. ولد: في أيام ابن الزبير، وابن عمر. وروى عن: سهل بن سعد.. وثقه: ابن معين، وأحمد، وأبو حاتم. وقال ابن خزيمة: ثقة، لم يكن في زمانه مثله (سير أعلام النبلاء، ج ۶، ص ۹۷، رقم الترجمة ۲۴)

۱۔ رقم الحديث ۵۲۵۰، ج ۴ ص ۲۰۸، تحت ترجمة عمير الانصاري، السنن الكبرى للنسائي، رقم الحديث ۹۸۰۹، عمل اليوم و الليلة للنسائي، رقم الحديث ۶۴، الترغيب والترهيب لقوام السنة لابن شاهين، رقم الحديث ۱۶۷۳.

قال الالباني: وهذه الرواية، قال أبو زرعة الرازي: "أشبهه من الرواية الأولى"، كما نقله الحافظ السخاوي في "القول البديع" (ص ۸۱)

قلت: لعل وجه هذا الترجيح تفضيل أحمد أبا أسامة في الحفاظ؛ فقد قال فيه: "كان ثبته، ما كان أثبته إلا يكاد يخطئ." وهو وان كان بالغ في الثناء على وكيع وحفظه، وفضله على كثير من حفاظ زمانه؛ إلا أنه قد قال فيه: "أخطأ في خمس مئة حديث."

وهذا وان كان لا يعد شيئاً في كثرة أحاديثه البالغة ألوفاً مؤلفة؛ فإنه يدل -بمقابلته بقوله في أبي أسامة: "لا يكاد يخطئ" - أن هذا أرجح عنده في الحفاظ من وكيع، فإذا اختلفا فيكون له الفلج. قلت: لعل هذا هو سبب ترجيح أبي زرعة لرواية أبي أسامة؛ إلا أنني أرى أن الأشبه برواية وكيع؛ لأنني رأيت أنه قد تابعه محمد بن ربيعة الكلابي عن أبي الصباح النميري قال: حدثني سعيد بن

﴿بقية حاشيا گلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں﴾

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے مجھ پر اپنے دل کے اخلاص کے ساتھ ایک مرتبہ درود پڑھا، تو اس پر اللہ درود پڑھنے کی وجہ سے دس رحمتیں نازل فرماتا ہے، اور درود پڑھنے کی وجہ سے اس کے دس درجات بلند فرماتا ہے، اور درود پڑھنے کی وجہ سے اس کے لئے دس نیکیاں لکھی جاتی ہیں، اور درود پڑھنے کی وجہ سے اس کے دس گناہ بھی معاف کئے جاتے ہیں (ابو نعیم، نسائی، ابن شاپین)

حضرت ابو بردہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ صَلَّى عَلَىَّ مِنْ تِلْقَاءِ نَفْسِهِ، صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ بِهَا عَشْرَ صَلَوَاتٍ، وَحُطَّ عَنْهُ عَشْرُ سَيِّئَاتٍ، وَرَفَعَ لَهُ عَشْرَ دَرَجَاتٍ (مسند البزار) ۱

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾ عمیر بن ابیہ بہ۔ أخرجه أبو القاسم الأصبهانی في "الترغيب (۲/۲۸۳ - ۳۸۴/۱۲۶۶)" على أنني أقول: وسواء كان الراجح هذا أو عكسه؛ فهو اختلاف لا يضرب؛ لأن كلا من عمير أبي سعيد، وأبي بردة بن نيار من الصحابة، وكلهم عدول كما هو معلوم، وإنما يبقى النظر في (سعيد بن عمير) نفسه، والرواية عنه (سعيد بن سعيد)، وكلاهما موثق. أما سعيد بن عمير؛ فذكره ابن حبان في "الثقات (۳/۲۸۷ ص ۲۸۸)" وقال يعقوب بن سفيان في "المعرفة (۳/۱۰۱)" لا بأس به "وروى عنه جمع من الثقات، وراجع له "تهذيب المزي" والتعليق عليه (۱/۲۵ - ۲۷) وأما سعيد بن سعيد؛ فهو أبو الصباح التغلبي الكوفي، فذكره ابن حبان أيضا في "الثقات (۶/۳۶۲)" لكن وقع فيه .. "ابن أبي سعيد التغلبي!" وهو خطأ كما بينت في "تيسير الانتفاع"، وقد تبين من هذا التخریج أنه روى عنه ثلاثة من الثقات، وهم: وكيع، وأبو أسامة، ومحمد بن ربيعة الكلابي، فهو حسن الحديث إن شاء الله تعالى، وهذا الثالث منهم لم يذكر في "التهذيبين"؛ فيستدرک عليهما، والله الموفق. وله شاهد مختصر بلفظ: "من صلى على من تلقاء نفسه؛ صلى الله بها عليه عَشْرًا." أخرجه البزار (۴/۳۶۱/۳۱) من طريق عاصم بن عبيد الله عن عبد الله بن عامر بن ربيعة عن أبيه مرفوعا به. وعاصم ضعيف؛ كما قال الهيثمي (۱۰/۱۶۱) وغيره. وقال الحافظ في "مختصر الزوائد (۲/۴۴۰)" مستدركا عليه: "قلت: لكنه اعتضد." ولعله يعني: بالحديث الأول، وهو صحيح دون قوله: "من تلقاء نفسه"، وتقدم تخریج بعضها قريبا (سلسلة الاحاديث الصحيحة، تحت رقم الحديث ۳۳۶۰)

۱۔ رقم الحديث ۳۷۹۹، مسند ابی بردة بن نيار رضی اللہ عنہ.

قال الهيثمي: رواه البزار، ورجاله ثقات (مجمع الزوائد ج ۱۰ ص ۱۲۲، باب الصلاة على النبي صلى الله عليه وسلم في الدعاء وغيره)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو میرے اوپر اپنی طرف سے درود پڑھے گا تو اس پر اللہ درود پڑھنے کی وجہ سے دس رحمتیں نازل فرمائے گا، اور درود پڑھنے کی وجہ سے اس کے دس گناہ معاف فرمائے گا، اور اس کے درود پڑھنے کی وجہ سے دس درجات بھی بلند فرمائے گا (بخاری)

اور بیہقی کی روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ:

أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ صَلَّى عَلَى صَلَاةٍ صَادِقًا مِنْ قَلْبِهِ، صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ بِهَا عَشْرَ صَلَوَاتٍ، وَرَفَعَهُ بِهَا عَشْرَ دَرَجَاتٍ، وَمَحَا عَنْهُ عَشْرَ سَيِّئَاتٍ، وَكَتَبَ لَهُ عَشْرَ حَسَنَاتٍ (الدعوات الكبير للبيهقي) ۱

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو میرے اوپر اپنے سچے دل سے، درود پڑھے گا، تو اس درود پڑھنے کی وجہ سے اس پر اللہ دس رحمتیں نازل فرمائے گا، اور اس درود پڑھنے کی وجہ سے اس کے دس درجات بلند فرمائے گا، اور اس درود پڑھنے کی وجہ سے اس کے دس گناہ معاف فرمائے گا، اور اس درود پڑھنے کی وجہ سے اس کے لئے دس نیکیاں بھی لکھے گا (بیہقی)

مذکورہ روایات سے یہ بھی معلوم ہوا کہ درود شریف پر ملنے والا مذکورہ عظیم الشان اجر و ثواب اس پر موقوف ہے کہ اس میں کوئی ریا کاری وغیرہ شامل نہ ہو، بلکہ اخلاص کے ساتھ پڑھا جائے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ:

مَنْ صَلَّى عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُتِبَتْ لَهُ عَشْرُ حَسَنَاتٍ وَحُطَّ عَنْهُ عَشْرُ سَيِّئَاتٍ وَرُفِعَ لَهُ عَشْرُ دَرَجَاتٍ (مصنف ابن ابی شیبہ) ۲

۱۔ رقم الحدیث ۱۷۶، ج ۱ ص ۲۵۷، باب فی فضل الصلاة علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم.
۲۔ رقم الحدیث ۳۲۴۵۰، کتاب الفضائل، کتاب الصلاة، باب فی ثواب الصلاة علی النبی ﷺ.

ترجمہ: جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر ایک مرتبہ درود پڑھے گا تو اس کے لئے دس نیکیاں لکھی جائیں گی اور اس کی دس خطائیں معاف کی جائیں گی، اور اس کے دس درجات بھی بلند کئے جائیں گے (ابن ابی شیبہ)

حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: سَجَدْتُ شُكْرًا فِيمَا أَبْلَانِي مِنْ أُمَّتِي: مَنْ صَلَّى عَلَى صَلَاةٍ كُتِبَتْ لَهُ عَشْرُ حَسَنَاتٍ، وَحُطُّ عَنْهُ عَشْرُ سَيِّئَاتٍ (مصنف ابن ابی شیبہ) ۱

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے اس نعمت پر سجدہ شکر کیا، جو (اللہ تعالیٰ) نے میری امت کی طرف سے مجھ کو عطا فرمائی ہے کہ جو مجھ پر ایک دفعہ درود پڑھے گا تو اس کے لئے دس نیکیاں لکھی جائیں گی اور اس کی دس خطائیں معاف کی جائیں گی (ابن ابی شیبہ)

اس حدیث کو بعض حضرات نے ضعیف قرار دیا ہے، لیکن اس کی تائید دیگر روایات سے ہوتی ہے، کیونکہ بعض دیگر صحیح روایات میں ایک مرتبہ درود پڑھنے پر دس نیکیوں کے لکھے جانے کا، اور بعض روایات میں دس خطائیں معاف کئے جانے کا ذکر ملتا ہے، اس لئے ان روایات کے ہوتے ہوئے اس روایت کو حسن قرار دیا جاسکتا ہے۔ ۲

۱۔ رقم الحدیث ۸۷۹۹، کتاب الصلاة، باب فی ثواب الصلاة علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔
 ۲۔ حدثنا أبو بکر بن أبی شیبہ، حدثنا زید بن الحباب، حدثنا موسیٰ بن عبیدہ، حدثنی قیس بن عبد الرحمن بن أبی صعصعة، عن سعد بن إبراهيم، عن أبيه، عن جده عبد الرحمن قال: كان لا يفارق رسول الله صلى الله عليه وسلم منا خمسة أو أربعة من أصحاب النبي صلى الله عليه وسلم لما ينوبه من حوائج بالليل والنهار، قال: فجئته وقد خرج، فاتبعته فدخل حائطاً من حيطان الأسواف، فصلى فسجد فأطال السجود، وقلت: قبض الله روحه، قال: فرفع رأسه فدعاني، فقال: ما لك؟ فقلت: يا رسول الله، أظلت السجود قلت: قبض الله روح رسولك لا أراه أبداً، قال: سجدت شكراً لربي فيما أبلاني في أمتي، من صلى على صلاة من أمتي كتب له عشر حسنات ومحى عنه ﴿بقية حاشيا گلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

اور اس طرح کا مضمون بعض دیگر روایات میں بھی آیا ہے، جن میں سے بعض کی اسناد ضعیف یا شدید ضعیف ہیں۔ ۱

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

عشر سینات (مسند ابی یعلیٰ، رقم الحديث ۸۵۸)
قال حسين سليم أسد الداراني: إسناده ضعيف (حاشية ابی یعلیٰ)
وقال محمد عوامة: وعلى كل حال فالحديث بطرقه المختلفة ثابت (تحقيق محمد عوامة في حاشية مصنف ابن أبي شيبة، ج ۵ ص ۴۶۵)

۱۔ حدثنا سريج، قال: حدثنا أبو معشر، عن إسحاق بن كعب بن عجرة، عن أبي طلحة الأنصاري قال: أصبح رسول الله صلى الله عليه وسلم يومًا طيب النفس يرى في وجهه البشر، قالوا: يا رسول الله، أصبحت اليوم طيب النفس، يرى في وجهك البشر، قال: "أجل، أتاني آت من ربي عز وجل فقال: من صلى عليك من أمتك صلاة كتب الله له بها عشر حسنات، ومحا عنه عشر سيئات، ورفع له عشر درجات، ورد عليه مثلها" (مسند أحمد، رقم الحديث ۱۶۳۵۲)

قال شعيب الارنؤوط: إسناده ضعيف. أبو معشر - واسمه نجيع بن عبد الرحمن السندی - ضعيف، ثم إنه لم يدرك إسحاق بن كعب بن عجرة، فقد توفي في بغداد سنة (۷۰هـ)، وقتل إسحاق يوم الحرة سنة (۶۳هـ) وإسحاق هذا هو البلوي، مجهول الحال. سُرُج: هو ابن النعمان الجوهري. وله طرق أخرى تزيد وهاء، فأخرجه بنحوه عبد الرزاق في "مصنفه" (۳۱۱۳) "والشاشي" (۱۰۵۴) من طريق أبان بن أبي عياش، عن أنس بن مالك، عن أبي طلحة، به مرفوعاً، وأبان متروك. وأخرجه بنحوه كذلك أبو يعلى (۱۳۲۵) والطبراني في "الكبير" (۴۷۲۱) "من طريق حماد بن عمرو النصيبی، عن زيد بن رفيع، عن الزهري، عن أنس، عن أبي طلحة، به مرفوعاً. وحماد بن عمرو متروك كذلك. وأخرجه الطبراني في "الكبير" (۴۷۲۰) "من طريق إبراهيم بن الوليد الطبراني، عن أبيه الوليد بن سلمة، عن عبد العزيز بن أبي سلمة الماجشون، عن الزهري، عن أنس، عن أبي طلحة، به مرفوعاً. والوليد بن سلمة متروك. وانظر ۱۶۳۶۱ (حاشية مسند أحمد)

حدثنا عمر، نا عبد الله بن محمد، أنا عيسى بن سالم الشاشي، أرنا عبيد الله بن عمرو الرقي، عن يحيى بن أبي أنيسة، عن الزهري، عن أنس، عن أبي طلحة، قال: أتيت النبي صلى الله عليه وسلم، وهو يتהלل وجهه مستبشراً فقلت: يا رسول الله، إنك لعلی حال ما رأيته على مثلها، قال: "وما يمنعني، وقد أتاني جبريل عليه السلام آتفاً، فقال: بشر أمتك، أنه من صلى عليك صلاة، كتب الله له بها عشر حسنات، وكفر عنه عشر سيئات ورفع له بها عشر درجات، ورد الله عز وجل عليه مثل قوله، وعرضت على يوم القيامة" (الترغيب في فضائل الاعمال و ثواب ذلك لابن شاهين، رقم الحديث ۱۸)

﴿بقیہ حاشیہ گے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

مگر گزشتہ احادیث و روایات کے ہوتے ہوئے ان روایات کی سند میں کلام ہونا نقصان دہ نہیں ہے۔

بہر حال متعدد احادیث و روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر ایک مرتبہ درود پڑھنے کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے دس رحمتیں تو نازل و حاصل ہوتی ہی ہیں، اسی کے ساتھ دس درجات بھی بلند ہوتے ہیں، اور دس نیکیاں بھی لکھی جاتی ہیں، اور مزید براں دس خطاؤں (اور صغیرہ گناہوں) کو بھی معاف کیا جاتا ہے۔

﴿ گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ ﴾

أخبرنا إسحاق بن إبراهيم قال: أخبرنا يحيى بن آدم قال: حدثنا يونس بن أبي إسحاق قال: حدثني برید بن أبي مریم، عن أنس بن مالك: أنه سمعه يقول: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من صلى على صلاة واحدة صلى الله عليه عشر صلوات، وحط عنه بها عشر سيئات، ورفع بهها عشر درجات خالفه مغلد بن يزيد، رواه عن يونس بن أبي إسحاق، عن برید بن أبي مریم، عن الحسن، عن أنس بن مالك (السنن الكبرى للنسائي، رقم الحديث ۹۸۰۷)

أخبرنا اسحق بن ابراهيم قال أخبرنا يحيى بن آدم قال حدثنا يونس بن أبي اسحق قال حدثني (بريد) بن أبي مریم عن أنس بن مالك أنه سمعه يقول قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من صلى على صلاة واحدة صلى الله عليه عشر صلوات وحط عنه بها عشر سيئات (ورفعه) بها عشر درجات (عمل اليوم و الليلة للنسائي، رقم الحديث ۲۲)

أخبرنا اسحق بن منصور قال أخبرنا محمد بن يوسف قال حدثنا يونس بن أبي اسحق عن برید بن أبي مریم قال حدثنا أنس بن مالك قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من صلى على صلاة واحدة صلى الله عليه عشر صلوات وحطت عنه عشر خطيئات ورفع له عشر درجات (عمل اليوم و الليلة للنسائي، رقم الحديث ۳۶۲)

حدثنا محمد بن معمر: أخبرنا جعفر بن عون: أخبرنا سلمة بن وردان، عن أنس أن رسول الله صلى الله عليه وسلم خرج لحاجته فلم يتبعه غير عمر تبعه ومعه فخارة ماء قال: فوجدته ساجدا فنحى عنه حتى رفع النبي صلى الله عليه وسلم رأسه فقال: أحسنت يا عمر حين تنحيت عني أتاني جبريل فقال: من صلى عليك صلى الله عليه عشرا ورفع له، أحسبه قال -عشر درجات (مسند البزار، رقم الحديث ۲۲۵۰)

حدثنا محمد بن علي، حدثنا عثمان بن سعيد قلت ليحيى بن معني فحماد بن عمرو النصيبی فقال ليس بشيء.

حدثنا الجنيدي، حدثنا البخاري قال حماد بن عمرو أبو إسماعيل النصيبی منكر الحديث ضعفه لي علي بن حجر.

﴿ بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں ﴾

دروود و سلام پڑھنے والے پر فرشتوں کی دعاء

حضرت عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخُطُبُ يَقُولُ: مَنْ صَلَّى عَلَيَّ صَلَاةً لَمْ تَزَلِ الْمَلَائِكَةُ تُصَلِّيْ عَلَيْهِ مَا صَلَّى عَلَيَّ، فَلْيُقِلَّ عَبْدُ مَنْ ذَلِكَ أَوْ لِيُكْثِرُ (مسند احمد) ۱

ترجمہ: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خطبہ میں یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جو مجھ پر درود پڑھتا ہے تو اس کے لئے فرشتے مغفرت کی دعاء کرتے رہتے ہیں جب تک کہ وہ مجھ پر درود پڑھتا رہے، پس اب بندہ کی مرضی ہے کہ چاہے تو وہ درود شریف کم پڑھے یا زیادہ پڑھے؟ (مسند احمد، طیبی)

اس حدیث کی سند حسن و معتبر ہے، اور اس حدیث کو آنے والی ایک دوسری روایت سے بھی تائید و تقویت حاصل ہوتی ہے۔ ۲

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

سمعت ابن حماد يقول: قال السعدی حماد بن عمرو النصیبی كان يكذب فلم يدع للحليم في نفسه منه هاجس.

وقال النسائي حماد بن عمرو النصیبی متروك الحديث.

حدثنا علي بن سعيد بن بشير، قال: حدثنا علي بن حرب الموصلي، حدثنا حماد بن عمرو النصیبی عن زيد بن رفيع، عن الزهري، عن أنس بن مالك، عن أبي طلحة قال أتيت رسول الله صلى الله عليه وسلم، وهو مهتلل وجهه مستبشر فقلت يا نبي الله إنك على حال ما رأيتك على مثلها فقال أتانى جبريل فقال بشر أمتك أنه من صلى عليك صلاة كتبت له بها عشر حسنات ورفع له بها عشر درجات وعرضت على يوم القيامة (الكامل في ضعفاء الرجال، ج ۳، ص ۱۰، تحت الترجمة: حماد بن عمرو أبو إسماعيل النصیبی)

۱ رقم الحديث ۱۵۶۸۰، مسند ابی داود للطیبی، رقم الحديث ۱۲۳۸.

۲ قال ابن حجر العسقلانی: هذا حديث حسن (الامالی المطلقة، ج ۱، ص ۱۱۸، تحت رقم الحديث ۱۰۶)

﴿بقیہ حاشیہ گلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

اس لئے اس روایت کی سند پر جو بعض محدثین نے کلام کیا ہے، وہ نقصان دہ نہیں ہے۔ ۱۔
حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

دَخَلْتُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَأَيْتُهُ طَيِّبِ النَّفْسِ

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

وقال شعيب الانروط: حديث حسن، عاصم بن عبيد الله توبع، وباقي رجاله ثقات رجال الشيخين. حجاج: هو ابن محمد المصيصي الاغور. وأخرجه ابن المبارك في "الزهد" (۱۰۲۶) والطيالسي (۱۱۴۲) وعبد بن حميد في "المنتخب" (۳۱۷) وابن ماجه (۹۰۷) والقاضي إسماعيل بن إسحاق في "فضل الصلاة على النبي" (۶) وأبو يعلى (۱۷۹۶) وابن عدى في "الكامل" (۱۸۶۸/۵) وأبو نعيم في "الحلية" (۱۸۰/۱) والبيهقي في "الشعب" (۱۵۷۷) والبعثي في "شرح السنة" (۲۸۸) "من طرق عن شعبة، بهذا الإسناد. وقال البوصيري في "الزوائد": "إسناده ضعيف، لأن عاصم بن عبيد الله قال فيه البخاري وغيره: منكر الحديث. وقال المنذرى في "الترغيب والترهيب" (برقم ۲۴۸۰): حسن في المتابعات. وأخرجه البيهقي في "الشعب" أيضاً (۱۵۵۸) من طريق يزيد بن هارون، عن شعبة، به، بلفظ: "من صلى على صلاة صلى الله بها عشراً، فليكثر على عبدة من الصلاة أو ليقُلْ". وأخرجه عبد الرزاق (۳۱۱۵) ومن طريقه أبو نعيم (۱۸۰/۱) عن عبد الله بن عمر، عن عبد الله بن عامر بن ربيعة، عن أبيه رفعه بلفظ: "من صلى على صلاة، صلى الله عليه عشراً، فأكثروا أو أقلوا" "ورجاله ثقات غير عبد الله بن عمر العمرى فهو ضعيف. وله شاهد عند إسماعيل القاضي وفي سنده ضعف (حاشية مسند احمد)

۱۔ رواه عاصم بن عبيد الله العمرى: عن عبد الله بن عامر بن ربيعة، عن أبيه. وعاصم ضعيف (ذخيرة الحفاظ لمحمد بن طاهر المقدسى، ج ۴، تحت رقم الحديث ۴۹۰۱)
هذا إسناده ضعيف عاصم بن عبيد الله وإن روى عنه شعبة ومالك وابن عيينة فقد قال فيه البخاري وأبو حاتم وغيرهما منكر الحديث ورواه الإمام أحمد وأبو بكر بن أبي شيبة في مسنديهما من طريق عاصم بن عبيد الله قال الحافظ عبد العظيم المنذرى وعاصم وإن كان وأهى الحديث فقد مشاه بعضهم وصح له الترمذى قال وهذا الحديث حسن في المتابعة (مصباح الزجاجة في زوائد ابن الماجة للكنانى، ج ۱ ص ۱۲، تحت رقم الحديث ۳۳۳، كتاب اقامة الصلاة والسنة فيها، باب ما يقال بعد التشهد والصلاة على النبي صلى الله عليه وسلم)

لنحوظ رہے کہ مجمع اوسط کی روایت میں عاصم بن عبيد الله العمرى کے متابع موجود ہیں، وہ روایت مندرجہ ذیل ہے:

حدثنا أحمد قال حدثنا محمد بن سلام قال حدثنا عيسى بن يونس عن شعبة عن معلى بن عطاء عن عبد الله بن عامر بن ربيعة عن أبيه عن النبي قال: "ما من عبد يصلى على إلا صلت عليه الملائكة ما صلى على فليكثر أو ليقُلْ لم يرو هذا الحديث عن شعبة عن يعلى الا عيسى ورواه الناس عن شعبة عن عاصم بن عبيد الله (المعجم الاوسط للطبرانى رقم الحديث ۱۲۵۴)

حَسَنَ الْبَشَرِ، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، مَا رَأَيْتُكَ أَطْيَبَ نَفْسًا مِنْكَ الْيَوْمَ، فَقَالَ: وَمَا يَمْنَعُنِي وَالْمَلَكُ خَبَرَنِي أَنَّهُ مَنْ صَلَّى عَلَيْكَ صَلَّيْتُ عَلَيْهِ أَنَا وَمَلَائِكَتِي عَشْرًا، وَمَنْ سَلَّمَ عَلَيْكَ سَلَّمْتُ عَلَيْهِ أَنَا وَمَلَائِكَتِي عَشْرًا (المعجم الكبير للطبرانی) ۱

ترجمہ: میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گیا، تو میں نے آپ کو بہت خوش و خرم دیکھا، جس کا اثر چہرہ پر بھی تھا، تو میں نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! میں نے آپ کو آج سے زیادہ خوش و خرم نہیں دیکھا، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے خوش ہونے سے کیا چیز مانع ہے، جب کہ فرشتے نے مجھے خبردار کیا ہے کہ (اللہ فرماتا ہے کہ) جو آپ پر درود پڑھے گا، تو میں اس پر دس رحمتیں نازل کروں گا، اور میرے فرشتے اس کے لئے دس مرتبہ رحمت کی دعاء (واستغفار) کریں گے، اور جو آپ پر سلام پڑھے گا، تو میں اس پر دس سلامتیاں نازل کروں گا، اور میرے فرشتے اس کے لئے دس مرتبہ سلامتی کی دعاء کریں گے (طبرانی)

اس طرح کی حدیث حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی سند سے بھی مروی ہے۔ ۲
ان احادیث سے معلوم ہوا کہ ایک مرتبہ درود و سلام پڑھنے والے کے لئے فرشتے بھی دس مرتبہ رحمت و سلامتی کی دعاء کرتے ہیں، اور فرشتوں کی طرف سے رحمت کی دعاء کرنے سے

۱۔ رقم الحديث ۳۷۸، تاریخ بغداد ج ۱ ص ۳۷، تحت الترجمة أبي جعفر الفارسی . قال العراقي: حديث من صلى على صلت عليه الملائكة ما صلى فليقلل عبد من ذلك أو ليكثر. أخرجه ابن ماجه من حديث عامر بن ربيعة يساند ضعيف والطبرانی فى الأوسط يساند حسن (تخریج احادیث الاحیاء، رقم الحديث ۲)

۲۔ حدثنا الهيثم بن خلف، ثنا محمد بن جعفر، لفلوق: ثنا بكر، ثنا سفيان، عن عاصم بن عبيد الله، عن القاسم، عن عائشة، قالت: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من صلى على صلت عليه الملائكة ما صلى على، فليكثر عبد من ذلك، أو ليقل صلى الله عليه وسلم (الفوائد الشهير بالغيلانيات لأبي بكر الشافعي، رقم الحديث ۹۶۳)

مراد، مغفرت کی دعاء کرنا ہے۔ ۱

ملاحظہ رہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ایک روایت میں یہ مضمون آیا ہے کہ ایک مرتبہ درود پڑھنے والے کے لئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے بھی دس دعائیں حاصل ہوتی ہیں۔

اور بعض حضرات نے اس حدیث کو سند کے اعتبار سے درست اور بعض نے کمزور قرار دیا ہے۔ ۲

۱۔ چنانچہ دیگر احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ فرشتوں کی صلاۃ مغفرت و رحمت کی دعاء کرتا ہے۔

حدثنا يحيى بن آدم، حدثنا إسرائيل، عن عطاء بن السائب، عن أبي عبد الرحمن، قال: سمعت علياً، يقول: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: "إن العبد إذا جلس في مصلاه بعد الصلاة، صلت عليه الملائكة، وصلاتهم عليه: اللهم اغفر له اللهم ارحمه، وإن جلس ينتظر الصلاة، صلت عليه الملائكة وصلاتهم عليه: اللهم اغفر له اللهم ارحمه (مسند احمد رقم الحديث ۱۲۱۹)

قال شعيب الارنؤوط: حسن لغيره (حاشية مسند احمد)

۲۔ حدثنا إبراهيم قال: نا الأزرق بن علي قال: نا حسان بن إبراهيم قال: نا يوسف بن أبي إسحاق، عن أبي إسحاق، عن يزيد بن أبي مريم، عن أنس بن مالك قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من صلى على صلاة، صليت عليه بها عشرة. لم يرو هذا الحديث عن يوسف إلا حسان، تفرد به الأزرق بن علي (المعجم الأوسط للطبراني، رقم الحديث ۲۶۷۱)

قال الهيثمي: رواه الطبراني في الأوسط، ورجاله ثقات (مجمع الزوائد، تحت رقم الحديث ۱۷۲۹۹)

حدثنا أحمد قال: نا إسحاق قال: نا محمد بن سليمان بن أبي داود قال: نا أبو جعفر الرازي، عن الربيع بن أنس، عن أنس بن مالك.

قال النبي صلى الله عليه وسلم: من صلى على بلغتنى صلاته، وصليت عليه، وكتب له سوى ذلك عشر حسنات (المعجم الأوسط، رقم الحديث ۱۶۴۲)

قال الهيثمي: رواه الطبراني في الأوسط، وفيه راو لم أعرفه، وبقيه رجاله ثقات (مجمع الزوائد، تحت رقم الحديث ۱۷۲۹۷، باب الصلاة على النبي صلى الله عليه وسلم في الدعاء وغيره) وقال المنذرى: رواه الطبراني في الأوسط بإسناد لا بأس به (الترغيب والترهيب، تحت رقم الحديث ۲۵۷۲)

وقال الالباني: (من صلى على؛ بلغتنى صلاته، وصليت عليه، وكتب له سوى ذلك عشر حسنات)

﴿بقية حاشيا گلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں﴾

اگر اس حدیث کو سند کے اعتبار سے معتبر قرار دیا جائے، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے دس مرتبہ دعائیں حاصل ہونے سے یہ مراد لیا جاسکتا ہے کہ ایک مرتبہ درود پڑھنے پر اللہ کی طرف سے دس رحمتیں اور فرشتوں کی طرف سے دس دعائیں حاصل ہوتی ہیں، جس کا کئی دیگر صحیح و معتبر اور مشہور احادیث میں صراحتاً ذکر پایا جاتا ہے، اسی کی نسبت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف مجازاً کر دی گئی ہو۔

اور اس بات کا بھی احتمال ہے کہ خود نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ہی دس دعائیں حاصل ہوتی ہوں، مگر اس مضمون کی دیگر احادیث و روایات سے تائید نہیں ہوتی، واللہ تعالیٰ اعلم۔
خلاصہ یہ ہے کہ ایک مرتبہ درود پڑھنے کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے دس رحمتیں حاصل ہونے، دس نیکیاں ملنے، اور دس خطائیں معاف ہونے اور دس درجات بلند کئے جانے کے علاوہ دس مرتبہ فرشتوں کی طرف سے مغفرت کی دعاء کی نعمت بھی حاصل ہوتی ہے۔

﴿ گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ ﴾

ضعیف. أخرجه الطبرانی في "الأوسط" (۳۴۸/۳) "مصورة الجامعة الإسلامية" قال: حدثنا أحمد: حدثنا إسحاق: حدثنا محمد بن سليمان بن أبي داود: حدثنا أبو جعفر الرازي عن الربيع بن أنس عن أنس مرفوعا. وقال: "لم يروه عن أبي جعفر إلا محمد بن سليمان."
قلت: وهو صدوق؛ كما في "التقريب". لكن العلة من شيخه أبي جعفر الرازي؛ فإنه صدوق سيء الحفظ. وقول الهيثمي (۱۶۲/۱۰ - ۱۶۳) "رواه الطبرانی في "الأوسط"، وفيه راو لم أعرفه، وبقيّة رجاله ثقات!!"

فأقول: فيه أمران: الأول: أن أبا جعفر الرازي لا يصح أن يطلق عليه أنه ثقة؛ لأنه مختلف فيه من جهة، ولأن الرائج فيه ما ذكرته أنفا من جهة أخرى، وهو قول الحافظ الفسوي قديما، والعسقلاني حديثا. والآخر: أن الراوي الذي لم يعرفه - وهو إسحاق -؛ إنما هو إسحاق بن إبراهيم المعروف بابن راهويه، أو إسحاق بن زيد الخطابي؛ فقد ذكرهما ابن أبي حاتم (۲/۳۷۷) في الرواة عن محمد بن سليمان بن أبي داود الحراني.

فإن كان الأول؛ فهو ثقة إمام، وهو من شيوخ الشيخين.
وإن كان الآخر؛ فقد ترجمه ابن أبي حاتم (۲/۱۱۱) برواية أبيه عنه، ولم يذكر فيه جرحا ولا تعديلا (سلسلة الأحاديث الضعيفة، تحت رقم الحديث ۱۵۴۱)

کثرتِ درود نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے قرب کا ذریعہ

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَوْلَى النَّاسِ بِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَكْثَرُهُمْ عَلَى صَلَاةٍ (سنن الترمذی) ۱

۱۔ رقم الحديث ۲۸۴، ابواب الوتر، باب ما جاء في فضل الصلاة على النبي صلى الله عليه وسلم، موارد الظمان الى زوائد ابن حبان، رقم الحديث ۲۳۸۹.

قال الترمذی: هذا حديث حسن غريب (سنن الترمذی)

وقال ابن حجر: هذا حديث حسن. أخرجه البخاری في تاريخ عن محمد بن محمد بن المثنی على الموافقة. وأخرجه الترمذی عن محمد بن بشار، عن محمد بن خالد بن عثمة. وقال: حسن غريب (نتائج الافكار، ج ۳، ص ۲۹۵، كتاب: الصلاة على رسول الله صلى الله عليه وسلم، المجلس: ۲۸۹) وقال محمد بن إسماعيل الكحلاني الصنعاني، المعروف كاسلافه بالأمير: وعن ابن مسعود - رضي الله عنه - قال: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم-: "أولى الناس بي يوم القيامة أكثرهم على صلاة". أخرجه الترمذی (حسن لغيره) (التحبير لإيضاح معاني التيسير، رقم الحديث ۳، ج ۲، ص ۳۱۳)

وقال حسين سليم أسد الداراني: إسناده حسن، عبد الله بن كيسان الزهري ترجمه البخاری في الكبير ۵/۷۷ ولم يورد فيه جرحاً ولا تعديلاً، وتبعه على ذلك ابن أبي حاتم في "الجرح والتعديل" ۵/۱۳۳ "وذكره ابن حبان في الثقات ۷/۴۹، وقال ابن القطان: لا يعرف حاله." وقال الذهبي في كاشفه: وثق. "وقال ابن حجر في تقريره: مقبول"، فهو عندنا حسن الحديث. وموسى بن يعقوب بينا أنه حسن الحديث في مسند الموصلي عند الحديث (۵۰۱)

والحديث في الإحسان ۲/۱۳۳ برقم (۹۰۸) وقال الحافظ ابن حبان: "في هذا الخبر دليل على أن أولى الناس برسول الله -صلى الله عليه وسلم- في القيامة يكون أصحاب الحديث، إذ ليس من هذه الأمة قوم أكثر صلاة عليه -صلى الله عليه وسلم- منهم."

وأخرجه البخاری في الكبير ۵/۷۷، والمزى في "تهذيب الكمال" ۵/۸۲ "من طريق ابن أبي شيبة، بهذا الإسناد.

وأخرجه البخاری في الكبير ۵/۷۷، والبغوي في "شرح السنة" ۳/۱۹۶ - ۱۹۷ "برقم (۶۸۶) من طريق محمد بن خالد بن عثمة، حدثني موسى بن يعقوب الزمعي، به. وليس عندهما "عن أبيه" بعد "عبد الله بن شداد."

﴿بقية حاشيا گلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے دن لوگوں میں سب سے زیادہ میرے قریب وہ ہوگا جو مجھ پر زیادہ درود بھیجتا ہوگا (ترمذی، ابن حبان)

امام ابن حبان رحمہ اللہ اس سلسلہ میں تحریر فرماتے ہیں کہ:

فِي هَذَا الْحَبَرِ دَلِيلٌ عَلَى أَنَّ أَوَّلَى النَّاسِ بِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْقِيَامَةِ يَكُونُ أَصْحَابُ الْحَدِيثِ ، إِذْ لَيْسَ مِنْ هَذِهِ الْأُمَّةِ قَوْمٌ أَكْثَرَ صَلَاةً عَلَيْهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْهُمْ (صحيح ابن حبان) ۱

ترجمہ: اس حدیث میں اس بات کی دلیل ہے کہ قیامت کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سب سے زیادہ قریب لوگوں میں حدیث کے اصحاب ہوں گے، اس لئے کہ اس امت میں سے کوئی گروہ ان سے زیادہ درود پڑھنے والا نہیں ہے (ابن حبان)

مطلب یہ ہے کہ احادیث کو روایت اور نقل کرنے اور پڑھنے والے محدثین کے درود شریف پڑھنے و لکھنے کی تعداد دوسرے لوگوں کے مقابلہ میں زیادہ ہوتی ہے، وہ ہر حدیث کے وقت ”قَالَ رَسُولُ اللَّهِ وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ“ کا ورد کرتے ہیں، اس لئے وہ قیامت کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سب سے زیادہ قریب ہوں گے۔

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

وأخرجه ابن عدی فی کاملہ ۶/۲۳۴۲ من طریق عمرو بن معمر العمری، حدثنا خالد بن مخلد، به. وقد استوفينا تخريجه في مسند الموصلي ۸/۴۲۷ برقم (۵۰۱۱) وأطلنا في الحديث عنه فعد إليه إن شئت، وانظر "تحفة الأشراف" ۶۹/۷۹ برقم (۹۳۳۰) وجامع الأصول ۴/۳۰۵ - ۳۰۶، والترغيب والترهيب ۲/۵۰۰ برقم (۱۸) وفتح الباری ۱۱/۱۶۷، وجلاء الأفهام ص ۵۸، ۵۹ (حاشية موارد الظمان)

۱ تحت رقم الحديث ۹۱۱، كتاب الرقائق، باب الادعية.

فَمَنْ كَانَ أَكْثَرُهُمْ عَلَى صَلَاةٍ كَانَ أَقْرَبُهُمْ مِنِّي مَنْزِلَةً (شعب الایمان

للبيهقي) ۱

ترجمہ: پس تم میں سے جو میرے اوپر زیادہ درود پڑھنے والا ہوگا، وہ درجہ کے اعتبار سے مجھ سے زیادہ قریب ہوگا (بیہقی)

مذکورہ احادیث سے معلوم ہوا کہ درود شریف پڑھنا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قرب کا ذریعہ ہے، اور جو بندہ جس قدر کثرت کے ساتھ درود پڑھے گا، اسی قدر اس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قرب حاصل ہوگا، اللہ تعالیٰ نصیب فرمائے۔ آمین۔

کثرتِ درود مقاصد کے حصول اور گناہوں کی مغفرت کا ذریعہ

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَجُلٌ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، أَرَأَيْتَ إِنْ جَعَلْتُ صَلَاتِي كُلَّهَا عَلَيْكَ؟

قَالَ: إِذَنْ يَكْفِيكَ اللَّهُ مَا أَهَمَّكَ مِنْ دُنْيَاكَ (مسند احمد، رقم الحديث

۲۱۲۳۲) ۲

۱۔ رقم الحديث ۲۷۷۰، باب فضل الصلاة على النبي صلى الله عليه وسلم ليلة الجمعة ويومها الخ، السنن الكبرى للبيهقي، رقم الحديث ۵۹۹۵.

قال المنذرى: رواه البيهقي بإسناد حسن إلا أن مكحولاً قيل لم يسمع من أبي أمانة (الترغيب والترهيب تحت حديث رقم ۲۵۸۳، كتاب الذكر والدعاء)

وقال ابن حجر: ولفظ أبي طلحة عنده نحوه وصححه بن حبان ومنها حديث بن مسعود رفعه إن أولى الناس بي يوم القيامة أكثرهم على صلاة وحسنه الترمذی وصححه بن حبان وله شاهد عند البيهقي عن أبي أمانة بلفظ صلاة أمتي تعرض على في كل يوم جمعة فمن كان أكثرهم على صلاة كان أقربهم مني منزلة ولا بأس بسنده (فتح الباری شرح صحيح البخاری، ج ۱، ص ۱۶۷، قوله باب الصلاة على النبي صلى الله عليه وسلم)

۲۔ قال الهيثمي: رواه أحمد، وإسناده جيد (مجمع الزوائد، ج ۱۰، ص ۱۶۲، باب الصلاة على النبي صلى الله عليه وسلم في الدعاء وغيره)

وقال المنذرى: وإسناده هذه جيد (الترغيب والترهيب، تحت رقم الحديث ۲۵۷۷)

﴿بقیہ حاشیا گلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں﴾

ترجمہ: ایک آدمی نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! آپ اس بارے میں کیا فرماتے ہیں کہ اگر میں (اپنے لئے دعاء کرنے کے بجائے) آپ پر سارا درود پڑھا کروں؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس صورت میں اللہ آپ کے دنیا کے مقاصد کی کفایت فرما دے گا (مسند احمد)

اس روایت میں تو دنیا کے مقاصد کی کفایت کا ذکر ہے، اور بعض روایات میں دنیا کے ساتھ آخرت کے مقاصد کی کفایت کا بھی ذکر ہے۔ ۱۔
چنانچہ بعض روایات میں یہ الفاظ ہیں کہ:

قَالَ رَجُلٌ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَرَأَيْتَ إِنْ جَعَلْتُ صَلَاتِي كُلَّهَا صَلَاةً عَلَيْكَ؟ قَالَ: إِذَا يَكْفِيكَ اللَّهُ مَا أَهْمَكَ مِنْ أَمْرِ

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

وقال شعيب الارنؤوط: حديث حسن، عبد الله بن محمد بن عقيل ضعيف عند التفرّد، وهو حسن الحديث في المتابعات والشواهد، وهذا منها، وباقي رجال الإسناد ثقات. وأخرجه ابن أبي شيبة ۵۱۷/۲ و ۵۰۴/۱۱، وابن أبي عاصم في "الزهد" (۲۶۳) "والبيهقي في "الشعب" (۱۰۵۷۷) من طريق وكيع، بهذا الإسناد. وانظر تمام تخريجہ عند الحديث السابق. وله شاهد من حديث يعقوب بن زيد التيمي عند عبد الرزاق (۳۱۱۳) وإسماعيل القاضي في "فضل الصلاة على النبي صلى الله عليه وسلم" (۱۳) "ورجاله ثقات، لكن يعقوب التيمي تابعي صغير، وحديثه مرسل أو معضل. وآخر من حديث حبان بن منقذ عند الطبراني (۳۵۷۳) وإسناده ضعيف.

وبهما يتحسن الحديث. والرجل المبهم السائل في حديث أبي هو أبي نفسه كما جاء في مصادر أخرى للحديث. وقد سئل شيخ الإسلام ابن تيمية، فيما نقله ابن القيم في "جلاء الألهام" ص ۷۹، عن تفسير هذا الحديث فقال: "كان لأبي بن كعب دعاء يدعو به لنفسه، قال النبي صلى الله عليه وسلم: هل يجعل له منه ربعه صلاة عليه، فقال: "إِنْ زِدْتُ فهو خيرٌ لك" فقال: النصف؟ فقال: "إِنْ زِدْتُ فهو خيرٌ لك" إلى أن قال: أجعل لك صلاتي كلها، أي: أجعل دعائي كله صلاةً عليك، قال: "إذا تكفّى همك، ويُغفرَ لك ذنبك" لأن من صلى على النبي صلى الله عليه وسلم صلاةً صلى الله عليه بها عشراً، ومن صلى الله عليه، كفاه همّه، وغفر له ذنبه (حاشية مسند احمد)

۱۔ والهم ما يقصده الإنسان من أمر الدنيا والآخرة يعني إذا صرفت جميع أزمان دعائك في الصلاة على أعتبت مرام الدنيا والآخرة (تحفة الاحوذى، ج ۷ ص ۱۳۰، ابواب صفة القيامة، باب ما جاء في صفة أواني الحوض)

دُنْيَاكَ وَآخِرَتِكَ (مصنف ابن ابی شیبہ) ۱

ترجمہ: ایک آدمی نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ آپ اس بارے میں کیا فرماتے ہیں کہ اگر میں اپنی دعاء کا سارا حصہ آپ پر درود پڑھنے کے لئے مقرر کر لوں؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس صورت میں اللہ آپ کے دنیوی و اخروی اہم مقاصد کی کفایت فرما دے گا (ابن ابی شیبہ، طبرانی، ابویہم)

حضرت یعقوب بن زید بن طلحہ تمیمی رحمہ اللہ سے مُرْسَل روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَتَانِي؟ أَتِ مِنْ رَبِّي فَقَالَ: مَا مِنْ عَبْدٍ يُصَلِّيَ عَلَيْكَ صَلَاةً إِلَّا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ بِهَا عَشْرًا فَقَامَ إِلَيْهِ رَجُلٌ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ أَجْعَلُ نِصْفَ دُعَائِي لَكَ؟ قَالَ: إِنْ شِئْتَ قَالَ: أَلَا أَجْعَلُ ثُلُثِي دُعَائِي لَكَ؟ قَالَ: إِنْ شِئْتَ قَالَ: أَلَا أَجْعَلُ دُعَائِي لَكَ كُلَّهُ؟ قَالَ: إِذَنْ يَكْفِيكَ اللَّهُ هَمَّ الدُّنْيَا، وَهَمَّ

الْآخِرَةِ فَفَضَلَ الصَّلَاةَ عَلَى النَّبِيِّ لِاسْمَاعِيلَ بْنِ إِسْحَاقَ رَقْمُ الْحَدِيثِ (۱۳) ۲

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے رب کی طرف سے ایک آنے والے (فرشتے) نے کہا کہ جو بندہ بھی آپ پر درود بھیجے گا، تو اللہ اس پر دس مرتبہ رحمت نازل فرمائے گا، تو یہ سن کر ایک آدمی نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! میں اپنی دعاء کا آدھا حصہ آپ پر درود پڑھنے کے لئے مقرر کر لوں گا، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آپ چاہیں تو کر لیں، پھر اس نے عرض

۱۔ رقم الحديث ۸۷۹۸، کتاب الصلاة، باب فی ثواب الصلاة علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم، المعجم الكبير للطبرانی رقم الحديث ۳۳۹۳، معرفة الصحابة لابی نعیم رقم الحديث ۲۲۹۲.

قال الهیثمی: رواه الطبرانی، وإسناده حسن (مجمع الزوائد ج ۱۰ ص ۱۶۲، باب الصلاة علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی الدعاء وغیره)

وقال المنذرى: رواه الطبرانی بإسناد حسن (الترغیب والترہیب، تحت رقم الحديث رقم ۲۵۷۸)

۲۔ قال الالبانی: صحیح مرسل (تحقیق فضل الصلاة علی النبی، تحت رقم الحديث ۱۳)

کیا کہ کیا میں اپنی دعاء کا دو تہائی حصہ آپ پر درود کے لئے مقرر نہ کر لوں؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر آپ چاہیں تو کر لیں، پھر اس آدمی نے عرض کیا کہ کیا میں دعاء کے بجائے آپ کے لئے سارا (وقت) درود (کے لئے) ہی نہ مقرر کر لوں؟ تو رسول اللہ نے فرمایا کہ اس صورت میں تو اللہ آپ کی دنیا و آخرت کے مقاصد کی کفایت فرمادے گا (فضل الصلاة) ۱۔

حضرت طفیل بن ابی بن کعب رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ أَبُو بَرٍّ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي أَصَلِّي مِنَ اللَّيْلِ أَفَاجْعَلُ لَكَ ثَلَاثَ صَلَاتِي؟ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَلَشَّطَرُ قَالَ أَفَاجْعَلُ لَكَ شَطْرَ صَلَاتِي قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَلْثُلَاثَانِ أَكْثَرُ قَالَ أَفَاجْعَلُ لَكَ صَلَاتِي كُلَّهَا قَالَ: إِذَنْ يُغْفَرُ لَكَ ذَنْبُكَ كُلُّهُ (فضل الصلاة على النبي لاسماعيل بن اسحاق رقم الحديث ۱۲) ۲۔

ترجمہ: میرے والد حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! میں رات کے وقت دعاء کرتا ہوں، کیا میں اپنی دعاء کا تہائی حصہ آپ کے درود کے لئے مقرر کر لوں؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آدھا مقرر کر لو، تو حضرت ابی نے عرض کیا کہ کیا واقعی میں آپ کے لئے آدھا حصہ درود

۱۔ اور امالی ابن بشران میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی ایک روایت میں ”تال خیر الدنیا والآخرة“ کے الفاظ ہیں، جو مندرجہ بالا روایات سے زیادہ جامع ہے، اس روایت کے الفاظ یہ ہیں:

أخبرنا أبو عبد الله محمد بن زيد بن علي بن مروان الأنصاري الأبهري بالكوفة، ثنا محمد بن عبد الله الأنصاري، ثنا أحمد بن محمد الأنصاري، ثنا محمد بن يحيى، ثنا عصمة بن محمد، عن يحيى بن سعيد، عن سعيد بن المسيب، عن أبي هريرة، أن رجلاً قال لرسول الله صلى الله عليه وسلم: أجعل ثلاث صلواتي عليك؟ قال: نعم قال: أجعل نصفها عليك؟ قال: نعم قال: أجعل كلها عليك؟ قال: إذا تنال خير الدنيا والآخرة (امالی ابن بشران رقم الحديث ۱۲۹)

۲۔ قال الالبانی: حسن صحيح (فضل الصلاة على النبي، تحت رقم الحديث ۱۲)

کے لئے مقرر کر لوں، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دو تہائی یا اس سے زیادہ بھی مقرر کر سکتے ہیں، تو حضرت ابی نے عرض کیا کہ اگر میں اپنی دعاء کا سارا حصہ ہی آپ پر درود کے لئے مقرر کر لوں؟
تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس صورت میں تو اللہ آپ کے تمام (صغیرہ) گناہ معاف فرمادے گا (فضل الصلاة)

اس روایت سے درود شریف کی کثرت سے صغیرہ گناہوں کا معاف ہونا معلوم ہوا، اور اس سے پہلی روایات سے دنیا و آخرت کے فکروں سے نجات اور مقاصد کی تکمیل کا ہونا معلوم ہو چکا۔

اور بعض روایات میں ان دونوں فضائل و فوائد کا ایک ساتھ ذکر پایا جاتا ہے۔
چنانچہ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي أَكْثَرُ الصَّلَاةِ عَلَيْكَ فَكَمْ أَجْعَلُ لَكَ مِنْ صَلَاتِي فَقَالَ مَا شِئْتَ قَالَ قُلْتُ الرُّبْعَ قَالَ مَا شِئْتَ فَإِنْ زِدْتَ فَهُوَ خَيْرٌ لَكَ قُلْتُ النِّصْفَ قَالَ مَا شِئْتَ فَإِنْ زِدْتَ فَهُوَ خَيْرٌ لَكَ قَالَ قُلْتُ فَالثُّلُثِينَ قَالَ مَا شِئْتَ فَإِنْ زِدْتَ فَهُوَ خَيْرٌ لَكَ قُلْتُ أَجْعَلُ لَكَ صَلَاتِي كُلَّهَا قَالَ إِذَا تَكْفَى هُمُكَ وَيَغْفِرُ لَكَ ذَنْبَكَ (سنن الترمذی) ۱

ترجمہ: میں نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! میں آپ پر کثرت سے درود پڑھتا ہوں، تو میں اپنی دعاء میں سے کتنا حصہ آپ پر درود پڑھنے کے لئے مقرر

۱۔ رقم الحديث ۲۴۵۷، أبواب صفة القيامة والرقائق والورع، باب ما جاء في صفة أواني الحوض، مستدرک حاکم رقم الحديث ۳۵۷۸.

قال الترمذی: هذا حديث حسن صحيح (سنن الترمذی)

وقال الحاکم: هذا حديث صحيح الإسناد ولم يخرجاه (مستدرک حاکم)

وقال الذهبی فی التلخیص: صحيح (مستدرک حاکم)

کریں؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جتنا آپ چاہیں، حضرت اُبی کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا کہ چوتھائی حصہ مقرر کر لوں؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جتنا آپ چاہیں، اگر آپ اور زیادہ کر لیں گے تو آپ کے لئے بہتر ہوگا، حضرت اُبی کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا کہ نصف حصہ مقرر کر لوں، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جتنا آپ چاہیں، اگر آپ اور زیادہ کر لیں گے، تو آپ کے لئے بہتر ہوگا، حضرت اُبی کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا کہ دو تہائی مقرر کر لوں، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جتنا آپ چاہیں، اور اگر آپ اور زیادہ کر لیں گے، تو آپ کے لئے بہتر ہوگا، تو حضرت اُبی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ میں نے اپنی تمام دعاء کا حصہ آپ پر درود کے لئے مقرر کر لیا ہے، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس صورت میں یہ آپ کے مقاصد کی کفایت اور آپ کے (صغیرہ) گناہوں کی مغفرت کا ذریعہ ہوگا (ترمذی، حاکم)

درود شریف چونکہ اللہ تعالیٰ کے ذکر میں داخل ہے، اور اس کے ذریعہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک حق کی ادائیگی ہوتی ہے، اور اپنی ذات کے لئے دعاء چھوڑ کر درود شریف پڑھنے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی ذات پر ترجیح دینے و ایثار کرنے کی شان پائی جاتی ہے، اس جیسی وجوہات کی بنا پر اپنی ذات کے لئے دعاء کے بجائے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر کثرت سے درود پڑھنا گناہوں کی مغفرت اور دنیا و آخرت کے مقاصد میں کامیابی حاصل کرنے کا ذریعہ ہے۔ ۱۔

۱۔ قوله أكثر الصلاة فكم أجعل لك من صلاتي معناه أكثر الدعاء فكم أجعل لك من دعائي صلاة عليك (الترغيب والترهيب، تحت رقم الحديث ۲۵۷۷، كتاب الذكر والدعاء) (إنی أكثر الصلاة عليك)، أی: اريد إكثارها (فكم أجعل لك من صلاتي)، أی: بدل دعائي الذي أدعو به لنفسی (فقال: ما شئت)، أی: اجعل مقدار مشيتك (قلت: الربع؟): بضم الباء ﴿بقية حاشيا گلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں﴾

بہر حال مذکورہ احادیث و روایات سے معلوم ہوا کہ درود شریف کا ورد دنیا و آخرت کے مقاصد کے حصول اور گناہوں کی مغفرت کا ذریعہ ہے۔

اور اکابر و اسلاف نے درود شریف کو مصائب و مسائل سے چھٹکارے اور مقاصد کے حصول کے لئے بہت مجرب اور مؤثر پایا ہے، جبکہ اس میں خلاف شرع کوئی چیز شامل نہ ہو۔

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

وتسکن، ای: أجعل ربع أوقات دعائي لنفسى مصروفا للصلاة عليك؟ (قال " : ما شئت، فإن زدت فهو خير لك "قلت :ال نصف؟ قال " : ما شئت فإن زدت فهو خير لك "قلت :ال نصف؟)
بضم اللام وتسكن (قال : ما شئت فإن زدت فهو خير لك "قلت :أجعل لك صلاتي كلها؟)
ای: أصرف بصلاتي عليك جميع الزمن الذي كنت أدعو فيه لنفسى (قال " : إذن ") : بالنون،
وفى نسخة صحيحة بالألف :منونا ("تكفى") : مخاطب مبني للمفعول ("همك ") : مصدر،
بمعنى المفعول وهو منصوب على أنه قول ثان لتكفى، فإنه يتعدى إلى مفعولين، والمفعول الأول
المرفوع، بما لم يسم فاعله وهو أنت، كذا نقله السيد جمال الدين عن الأزهري، قال الأبهري، أى:
إذا صرفت جميع زمان دعائك فى الصلاة على كفيت ما يهكم اهـ.

وفى صحيح السيد أصيل الدين يكفى بالياء آخر الحروف، وهمك برفع الميم فإنه قد يتعدى إلى
مفعول واحد، ويقال : كفاه الشيء كما يتعدى إلى مفعولين، ويقال : كفاه الشيء، كذا فى المقدمة
("ويكفر ") : بالنصب ("لك ذنبك ") : ولفظ الحصن : ويغفر لك ذنبك، قال التوربشتي:
معنى الحديث كم أجعل لك من دعائي الذى أدعو به لنفسى؟ ولم يزل يفاوضه ليوقفه على حد من
ذلك، ولم ير النبى صلى الله عليه وسلم أن يحده ذلك لثلاث تلبس الفضيلة بالفريضة أولا، ثم لا
يغلق عليه باب المزيد ثانيا، فلم يزل يجعل الأمر إليه داعيا لقرينة الترخيب والحث على المزيد،
حتى قال :أجعل لك صلاتي كلها، أى :أصلى عليك بدل ما أدعو به لنفسى، فقال " :إذا يكفى
همك "، أى :أهمك من أمر دينك ودنياك، وذلك لأن الصلاة عليه مشتملة على ذكر الله،
وتعظيم الرسول صلى الله عليه وسلم، والاشتغال بأداء حقه عن أداء مقاصد نفسه، وإيثاره بالدعاء
على نفسه ما أعظمه من خلال جليلة الأخطار وأعمال كريمة الآثار، (رواه الترمذى) : وقال:
حديث حسن، ورواه أحمد، والحاكم وقال :صحيح الإسناد نقله ميرك، قال ابن حجر :وهو عند
ابن حميد فى مسنده، وأحمد بن منيع، والرويانى اهـ، وللحديث روايات كثيرة، وفى رواية قال :
إنى أصلى من الليل بدل أكثر الصلاة عليك، فعلى هذا قوله : (فكم أجعل لك من صلاتي؟) ، أى:
بدل (صلاتي من الليل) (مرقاة المفاتيح، ج ۲ ص ۷۶، كتاب الصلاة، باب الصلاة على النبى
وفضلها)

دروود شریف، زکاة و مال میں برکت و پاکی کا ذریعہ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: صَلُّوا عَلَيَّ فَإِنَّهَا زَكَاةٌ لَكُمْ (مسند احمد) ۱

ترجمہ: نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میرے اوپر درود پڑھو، کیونکہ میرے اوپر درود پڑھنا تمہارے لئے زکاة (اور پاکی کا ذریعہ) ہے (مسند احمد)

اس حدیث کی سند اگرچہ فی نفسہ ضعیف قرار دی گئی ہے۔ ۲

لیکن حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی (آگے آنے والی) حدیث سے اس کی تائید ہوتی ہے، جس کی وجہ سے بعض اہل علم حضرات نے اس حدیث کو حسن درجہ میں داخل مان کر معتبر قرار دیا ہے۔ ۳

۱۔ رقم الحدیث ۸۷۷۰، مسند البزار، رقم الحدیث ۹۳۷۰، مسند ابی یعلیٰ، رقم الحدیث ۶۴۱۴۔

۲۔ قال شعيب الارنؤوط: إسناده ضعيف، شريك - وهو ابن عبد الله القاضي - سيء الحفظ، وليث - وهو ابن أبي سليم - ضعيف، وكعب لم يرو عنه غير ليث بن أبي سليم - فهو مجهول، وانظر (۷۵۹۸) (حاشية مسند احمد)

وقال الهيثمي: رواه البزار، وفيه داود بن علبه، ضعفه ابن معين والنسائي وغيرهما، وثقه ابن نمير، وقال موسى بن داود الضبي: حدثنا ذؤاد بن علبه وأثنى عليه خيرا، وقال ابن عدی: هو في جملة الضعفاء ممن يكتب حديثه (مجمع الزوائد، تحت رقم الحدیث ۱۸۷۷) وقال في موضع آخر: رواه أبو يعلى وفيه ليث بن أبي سليم وهو ثقة مدلس (مجمع الزوائد، تحت رقم الحدیث ۲۸۷۱)

۳۔ قال الالباني: (صلوا علي؛ فإن صلاتكم علي زكاة لكم، وسلوا الله لي الوسيلة).

أخرجه الإمام إسماعيل بن إسحاق القاضي في "فضل الصلاة على النبي - صلى الله عليه وسلم" (۴۶/۱۸) حدثنا سليمان بن حرب قال: ثنا سعيد بن زيد عن ليث عن كعب عن أبي هريرة قال: قال رسول الله - صلى الله عليه وسلم ... - فذكره.

قلت: وهذا إسناده رجاله ثقات؛ غير ليث - وهو ابن أبي سليم -، وهو صدوق، لكنه كان اختلط،

﴿بقية حاشيا گلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں﴾

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

أَيُّمَا رَجُلٍ مُسْلِمٍ لَمْ يَكُنْ لَهُ صَدَقَةٌ ، فَلْيَقُلْ فِي دُعَائِهِ : اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُولِكَ ، وَصَلِّ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ ، وَالْمُسْلِمِينَ وَالْمُسْلِمَاتِ ، فَإِنَّهَا لَهُ زَكَاةٌ (مستدرک حاکم) ۱

ترجمہ: جس مسلمان آدمی کے پاس صدقہ (کے لئے مال) نہ ہو، تو اسے چاہئے کہ وہ اپنی دعاء میں یہ درود شریف پڑھا کرے کہ:

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُولِكَ ، وَصَلِّ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ ، وَالْمُسْلِمِينَ وَالْمُسْلِمَاتِ .

﴿ گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ ﴾

رویٰ لہ مسلم مقرونا، قال الذهبي في "الكاشف": "فيه ضعف يسير من سوء حفظه، كان ذا صلاة وصيام وعلم كثير، وبعضهم احتج به."

قلت: فمثله يستشهد به، وقد وجدت له شاهدا كما يأتي.

وسعيد بن زيد: هو الأزدی أخو حماد، روی لہ مسلم؛ لكنهم تكلموا في حفظه، فقال الحافظ:

"صدوق له أوهام."

قلت: وقد توبع؛ فقال إسماعيل (۴۷): "حدثنا محمد بن أبي بكر: ثنا معتمر عن ليث به."

وقال ابن أبي شيبة في "المصنف" (۵۱۷/۲): "حدثنا ابن فضيل عن ليث به دون جملة الوسيلة."

وهذه متبعة قوية؛ ابن فضيل: هو محمد بن فضيل بن غزوان، ثقة محتج به في "الصحيحين"، فلم يبق في الإسناد من فيه ضعف غير الليث.

لكن يشهد له حديث دراج عن أبي الهيثم عن أبي سعيد الخدري مرفوعا بلفظ: "أيما رجل مسلم لم يكن عنده صدقة؛ فليقل في دعائه: اللهم! صل على محمد عبدك ورسولك، وصل على المؤمنين والمؤمنات، والمسلمين والمسلمات، فإنها زكاة."

صححه ابن حبان - ۹۱۳، المؤسسة، والحاكم؛ لكن دراج ضعيف في أبي الهيثم، وهو مخرج في "التعليق الرغيب" (۲۸۱/۲).

وأما جملة الوسيلة؛ فلها شواهد كثيرة، أصحها حديث عبد الله بن عمرو مرفوعا: "إذا سمعتم المؤذن؛ فقولوا مثل ما يقول، ثم صلوا على، فإنه من صلى على صلاة؛ صلى الله عليه بها عشرا، ثم سلوا الله لي الوسيلة..." الحديث رواه مسلم وغيره، وهو مخرج في "الإرواء" (۲۵۹/۲۳۲/۱).

إذا أسلم الكافر تولاه المسلمون (سلسلة الاحاديث الصحيحة تحت رقم الحديث ۳۲۶۸)

۱۔ رقم الحديث ۷۱۷، كتاب الاطعمة، مسند ابی یعلیٰ، رقم الحديث ۱۳۹، صحيح ابن حبان، رقم الحديث ۴۲۳۶، الادب المفرد للبخاري رقم الحديث ۶۴۰.

(جس کا ترجمہ یہ ہے کہ ”اے اللہ! محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر جو آپ کے بندے اور رسول ہیں، رحمت نازل فرما، اور مومن مردوں اور مومن عورتوں اور مسلم مردوں اور مسلم عورتوں پر بھی رحمت نازل فرما“) تو یہ درود اس کے لئے زکاة ہو جائے گا (حاکم، ابویعلیٰ، ابن حبان، الادب المفرد)

اس حدیث کو بعض حضرات نے ضعیف قرار دیا ہے۔ ۱
لیکن بعض دیگر حضرات نے اس حدیث کو صحیح یا حسن قرار دیا ہے، کیونکہ درود شریف کے زکاة یا صدقہ ہونے کی تائید حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی گزشتہ حدیث سے بھی ہوتی ہے، اس لئے اس حدیث میں درود شریف کی مذکورہ فضیلت کا حسن درجہ میں معتبر ہونا ہی رائج معلوم ہوتا ہے۔ ۲

۱۔ قال شعيب الارنؤوط: إسناده ضعيف، دراج أبو السمع: ضعيف في روايته عن أبي الهيثم، حكى ابن عدى عن الإمام أحمد: أحاديث دراج عن أبي الهيثم، عن أبي سعيد فيها ضعف، وقال أبو داود: أحاديثه مستقيمة إلا ما كان عن أبي الهيثم عن أبي سعيد. واسم أبي الهيثم: سليمان بن عمرو الليثي المصري.

وآخرجه الحاكم ۱۲۹/۲ - ۱۳۰ من طريق محمد بن عبد الله بن عبد الحكم، عن ابن وهب بهذا الإسناد، وزاد في آخره: "وأما رجل مسلم لم يكن له صدقة، فليقل في دعائه: اللهم صل على محمد عبدك ورسولك، وصل على المؤمنين والمؤمنات، والمسلمين والمسلمات، فإنها له زكاة" وقال: "لا يشبع مؤمن يسمع خيرا حتى يكون منتهاه الجنة"، وقال هذا حديث صحيح الإسناد ولم يخرجاه، ووافقه الذهبي!!

وآخرجه بنحوه مع هذه الزيادة أبو يعلى (۱۳۹۷) عن زهير، عن الحسن بن موسى، عن ابن لهيعة، عن دراج، به. قال الهيثمي في (المجمع ۱۶۷/۱) وإسناده حسن! (حاشية ابن حبان)

۲۔ قال الحاكم: هذا حديث صحيح الإسناد، ولم يخرجاه (مستدرک حاکم، تحت رقم الحديث ۷۱۷۵)

وقال الذهبي في التلخيص: صحيح.

وقال الهيثمي: رواه أبو يعلى، وإسناده حسن (مجمع الزوائد، تحت رقم الحديث ۱۷۳۲)
وقال ابن حجر: وجدت في الأدب المفرد للبخاري من حديث أبي سعيد الخدري (أما رجل مسلم) لم يكن عنده صدقة، فليقل (في دعائه) اللهم صل على محمد عبدك ورسولك (وصل على المؤمنين والمؤمنات والمسلمين والمسلمات، فإنها له زكاة) وسنده حسن. وآخرجه أبو يعلى

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

مذکورہ احادیث سے درود شریف کی عظیم فضیلت معلوم ہوئی کہ اگر زکاۃ و مالی صدقہ کی کسی کو قدرت نہ ہو، تو اس کے حق میں درود شریف زکاۃ و صدقہ کے قائم مقام ہو جاتا ہے۔ چنانچہ امام ابن حبان رحمہ اللہ نے اس حدیث پر یہ سرخی اور عنوان قائم کیا ہے کہ:

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

بنحوہ (نتائج الافکار، ج ۴ ص ۵۵، باب الصلاة على الأنبياء وآلهم تبعاً لهم صلى الله عليهم وسلم، المجلس: ۳۰۷)

وقال ابن عدی: دراج یقال هو بن سمعان أبو السمع المصري. سمع عبد الله بن الحارث بن جزء وأبا الهيثم، وابن حجية روى عنه عمرو بن الحارث هكذا ذكره البخاري.

حدثنا ابن أبي عصمة، قال: حدثنا أحمد بن أبي يحيى، قال: سمعت أحمد بن حنبل يقول أحاديث دراج، عن أبي الهيثم، عن أبي سعيد فيها ضعف.

سمعت ابن حماد يقول دراج أبو السمع منكر الحديث قاله أحمد بن شعيب النسائي. حدثنا محمد بن علي المروزي، حدثنا عثمان بن سعيد، قال: قلت لبيحي بن معين دراج أبو السمع؟ فقال: ثقة.

قال عثمان دراج ومشرح ليسا بكل ذاك وهما صدوقان. ذكر عبد الرحمن بن أبي بكر، عن عباس قال سئل يحيى عن حديث دراج، عن أبي الهيثم، عن أبي سعيد قال: ما كان هكذا بهذا الإسناد فليس به بأس (الكامل في ضعفاء الرجال لابن عدی، ج ۴ ص ۱۰، تحت رقم الترجمة ۶۷۷)

وقال الدكتور سعد بن ناصر بن عبد العزيز: الحديث بهذا الإسناد ضعيف، فيه علتان:

- ۱- عبد الله بن لهيعة، وهو ضعيف، كما علمت من ترجمته.
 - ۲- دراج أبو السمع، وهو ضعيف في روايته عن أبي الهيثم، عن أبي سعيد، وهذا الحديث منها. وذكره الهيثمي في المجمع (۱۰/۱۶۷) ثم قال: رواه أبو يعلى، وإسناده حسن. وذكره البوصيري في الإتحاف (۲۲/۳-ب) مختصر، ثم قال: رواه أبو يعلى الموصلي، وابن حبان في صحيحه. وذكره الشيخ الألباني في ضعيف الجامع (ص ۳۲۹) وقال: ضعيف.
- تخریجہ:

هو في مسند أبي يعلى (۵۲۹/۲) وفي المقصد العلي (خ-ق ۵۶-أ) وأخرجه ابن وهب كما في جلاء الأفهام (ص ۲۴۳) عن عمرو بن الحارث، عن دراج، به، بلفظ قريب، دون أوله. ولفظه: "أيما رجل لم يكن عنده صدقة، فليقل في دعائه: اللهم صل على محمد عبدك ورسولك، وصل على المؤمنين والمؤمنات، والمسلمين والمسلمات، فإنها له زكاة." وأخرجه من طريق ابن وهب كل من: البخاري في الأدب المفرد (ص ۱۳۹) وابن حبان كما في الإحسان (۲/۱۳۰، ۵/۱۵۹) وابن عدی (۳/۱۱۳) والحاكم (۳/۱۲۹) والبيهقي في الشعب (۲/۸۶) وفي الآداب (ص ۳۸۴) وابن

﴿بقية حاشية گله صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں﴾

ذِكْرُ الْبَيَانِ بِأَنَّ صَلَاةَ الدَّاعِي رَبَّهُ عَلَى صِفَتِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
فِي دُعَائِهِ تَكُونُ لَهُ صَدَقَةٌ عِنْدَ عَدَمِ الْقُدْرَةِ عَلَيْهَا (صحيح ابن حبان،

تحت رقم الحديث ۹۰۳)

ترجمہ: اس بات کے ذکر میں کہ اپنے رب سے دعاء کرنے والے کا اپنی دعاء میں
نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھنا صدقہ بن جاتا ہے، جبکہ صدقہ پر قدرت نہ
ہو (ابن حبان)

بہر حال مذکورہ احادیث سے معلوم ہوا کہ جس کے پاس مال نہ ہو، اس کے حق میں درود

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

بشکوال کما فی القول البديع (ص ۱۸۶) ولفظ ابن عدی، والحاکم، والبیہقی بنحو لفظ الباب،
مع زیادة فی آخره.

ولفظ ابن عدی: "أیما رجل کسب مالا من حلال فأطعم نفسه، أو کساها، فمن دونه من خلق الله،
فإنه له زكاة، وأیما رجل مسلم لم یکن عنده صدقة، فلیقل فی دعائه: اللهم صل علی محمد عبدک
ورسولک، وصل علی المؤمنین والمؤمنات، والمسلمین والمسلمات، فإنها له زكاة"، وقال: "لا
یشبع مؤمن سمع خیرا حتی یكون منتهاه الجنة". قال الحاکم: "هذا حدیث صحیح الإسناد، ولم
یخرجاه، ووافقه الذہبی فی التلخیص.

ویشهد لبعضه: حدیث أبی هريرة رضی الله عنه: أخرجه ابن أبی شیبة (۵۱۷/۲، ۵۰۳/۱۱)
وإسحاق بن راهویه (۳۱۵/۱) وأحمد (۳۶۵/۲) وهناد (۱۸۷/۱) وإسماعیل القاضی فی فضل
الصلاة (ص ۳۷)، وأبو یعلیٰ (۲۹۸/۱۱) جمیعهم: من طریق لیث بن أبی سلیم عن کعب، عن أبی
هريرة قال: قال رسول الله -صلی الله علیه وسلم-: "صلوا علی، فإن الصلاة علی زكاة لكم". "أهـ.
لفظ ابن أبی شیبة، وفی بعض المصادر زیادة: "وسلوا لی الوسيلة". ... وذكره الهیثمی فی
المجمع (۱۳۲/۲) ثم قال: رواه أبو یعلیٰ، وفیه لیث بن أبی سلیم، وهو ثقة مدلس.

وأخرجه البزار کما فی الكشف (۱۸۳/۱) وابن عدی (۱۲۲/۳) والأصبهانی فی الترغیب
(۲۸۲/۲) من طریق لیث عن مجاهد، عن أبی هريرة. وذكره ابن کثیر فی التفسیر (۵۱۹/۳) ورواية
البزار هذه، ثم قال: فی إسناده بعض من تکلم فیه. وذكره الهیثمی فی المجمع (۳۳۲/۱) ونسبه
للبزار، وضعفه لوجود ذؤاد بن علی. وأخرجه إسماعیل القاضی فی فضل الصلاة (ص ۳۸)، من
طریق لیث عن کعب مرسلًا. ومدار أسانید هذا الشاهد علی لیث بن أبی سلیم، وهو ضعیف.

وبهذا الشاهد یرتقی هذا الجزء من حدیث الباب إلى مرتبة الحسن لغيره، والله الموفق، لا إله غیره
(حاشیة المطالب العالیة بزوائد المسانید الثمانية، لابن حجر، تحت رقم الحدیث ۳۳۳۵، ج ۱۳،
ص ۸۱۳ إلى ۸۱۶، کتاب الاذکار والدعوات، باب الصلاة علی غیر النبی)

شریف کا پڑھنا زکاة و صدقہ کے قائم مقام ہو جاتا ہے۔ ۱
اور ایسے شخص کو زکاة و صدقہ پر مرتب ہونے والے فوائد و برکات حاصل ہوتے ہیں، چنانچہ مال میں برکت ہوتی ہے، اور گناہوں سے پاکی و معافی حاصل ہوتی ہے، اور درود شریف کے گناہوں کی مغفرت کا باعث ہونا، دیگر احادیث میں بھی مذکور ہے، جیسا کہ پہلے گزرا۔ ۲

نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود و سلام پیش کیا جاتا اور پہنچایا جاتا ہے

حضرت اوس بن اوس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ مِنْ أَفْضَلِ أَيَّامِكُمْ يَوْمَ
الْجُمُعَةِ، فِيهِ خُلِقَ آدَمُ، وَفِيهِ قُبِضَ، وَفِيهِ النَّفْخَةُ، وَفِيهِ الصَّعْقَةُ،
فَاكْثَرُوا عَلَيَّ مِنَ الصَّلَاةِ فِيهِ، فَإِنَّ صَلَاتَكُمْ مَعْرُوضَةٌ عَلَيَّ قَالَ:

۱ (وایما رجل مسلم لم تكن له صدقة) یعنی لا مال له يتصدق منه (فليقل) ندبا (فی دعائه اللهم صل على محمد عبدك ورسولك وصل على المؤمنين والمؤمنات والمسلمين والمسلمات فإنها) أى هذه الصلاة (له زكاة) فاستفدنا أن الصلاة عليه تقوم مقام الصدقة لذی العسرة وأنها سبب لبلوغ المآرب وإفاضة المطالب وقضاء الحاجات فى الحياة وبعد الممات واقتضاره على الصلاة يؤذن بأنه لا يضم إليه السلام فيعكر على من كره الأفراد ونعما ذهب إليه البعض من تخصيص الكراهة بغير ما ورد فيه الأفراد بخصوصه كما هنا فلا نزيد فيه بل تقتصر على الوارد (فيض القدير للمناوى تحت رقم الحديث ۲۹۵۰)

(صلوا على فإن صلاتكم على زكاة لكم) لأن الصلاة عليه مشتملة على ذكر الله وتعظيم رسوله والاشتغال بأداء حقه عن مقاصد نفسه وإيثاره بالدعاء له على نفسه (فيض القدير شرح الجامع الصغير للمناوى، تحت رقم الحديث ۵۰۳۱)

۲ فهذا فيه أخبار بأن الصلاة زكاة للمصلى على النبي صلى الله عليه وسلم، والزكاة تتضمن النماء والبركة والطهارة، والذي قبله فيه أنها كفارة، وهى تتضمن محو الذنب، فتضمن الحديثان أن بالصلاة عليه صلى الله عليه وسلم تحصل طهارة النفس من رذائلها ويثبت لها النماء والزيادة فى كمالاتها وفضائلها، وإلى هذين الأمرين يرجع كمال النفس، فعلم أنه لا كمال للنفس إلا بالصلاة على النبي صلى الله عليه وسلم التى هى من لوازم محبته ومتابعته وتقديمه على كل من سواه من المخلوقين صلى الله عليه وسلم (جلاء الافهام لابن القيم، ص ۲۲۰، الباب الثالث: فى مواطن الصلاة على النبي صلى الله عليه وسلم التى يتأكد طلبها إما وجوباً وإما استحساناً مؤكداً)

قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ، وَكَيْفَ تُعَرِّضُ صَلَاتُنَا عَلَيْكَ وَقَدْ أَرِمْتَ يَقُولُونَ: بَلَيْتٌ -؟ فَقَالَ: إِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ حَرَّمَ عَلَى الْأَرْضِ أَجْسَادَ الْأَنْبِيَاءِ (سنن ابی داؤد) ۱

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک تمہارے سب دنوں میں جمعہ کا دن افضل ہے، اسی دن حضرت آدم کو پیدا کیا گیا، اور اسی دن ان کی روح قبض کی گئی، اور اسی دن (قیامت سے پہلے) صور پھونکا جائے گا، اور اسی دن قیامت قائم ہوگی، پس تم اس دن کثرت سے مجھ پر درود پڑھا کرو، اس لئے کہ تمہارا درود مجھ پر پیش کیا جاتا ہے، حضرت اوس کہتے ہیں کہ لوگوں نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! ہمارا درود آپ پر کس طرح پیش کیا جائے گا، جبکہ آپ کا جسم مبارک (وصال کے بعد) بوسیدہ ہو چکا ہوگا؟ لوگوں کا مطلب یہ تھا کہ آپ مٹی ہو چکے ہوں گے، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک اللہ عز و جل نے زمین پر نبیوں کے جسموں کو حرام کر دیا ہے (ابوداؤد، ابن ماجہ، مسند احمد)

اس قسم کا مضمون دوسری احادیث میں بھی آیا ہے۔ ۲

۱۔ رقم الحديث ۱۰۴۷، كتاب الصلاة، ابواب الجمعة، باب فضل يوم الجمعة وليلة الجمعة، ابن ماجه، رقم الحديث ۱۰۸۵؛ مسند احمد، رقم الحديث ۱۶۱۶۲، مستدرک حاكم، رقم الحديث ۱۰۲۹، سنن النسائي، رقم الحديث ۱۳۷۴، صحيح ابن حبان، رقم الحديث ۹۱۰. وقال الحاكم: هذا حديث صحيح على شرط الشيخين، ولم يخرجاه. وقال الذهبي في التلخيص: على شرط البخاري. وقال شعيب الارنؤوط: صحيح لغيره، وهذا إسناد رجاله ثقات (حاشية ابی داؤد) وقال أيضاً: إسناده صحيح، رجاله رجال الصحيح، غير صحابييه فمن رجال أصحاب السنن (حاشية مسند احمد)

وقال أيضاً: صحيح لغيره (حاشية سنن ابن ماجه)

وقال أيضاً: إسناده صحيح، رجاله رجال الصحيح (حاشية ابن حبان)

۲۔ قال السخاوی: حدیث: صلاتکم علی تبلیغنی اینما کنتم، هو فی حدیث اوس بن اوس مرفوعاً بلفظ: إن صلاتکم معروضة علی، أخرجه أبو داود والنسائي وغيرهما، وصححه ابن خزيمة وابن حبان والحاكم والنووي وآخرون، ورواه ابن أبي عاثم من حدیث الحسين بن علی رضی اللہ عنہ (بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں)

دیگر احادیث کی رو سے جب بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر زمین کے کسی حصے میں کوئی شخص درود و سلام پڑھتا ہے، تو وہ اسی وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچا دیا جاتا ہے، اور اس میں جمعہ کے دن کی تخصیص نہیں ہے، البتہ جمعہ کے دن کا درود شریف زیادہ مقبول اور نورانی ہوتا ہے، اس لئے وہ زیادہ مقبول اور نورانی انداز میں پیش کیا جاتا ہے، اسی خصوصیت اور امتیاز کی وجہ سے بعض احادیث میں جمعہ کے دن کا ذکر ہے، جبکہ بعض احادیث میں جس وقت بھی پڑھا جائے، اسی وقت پیش کئے جانے کا ذکر ہے، پس جمعہ کے دن کے ذکر سے دوسرے اوقات میں پیش کئے جانے کی نفی لازم نہیں آتی۔

اور مذکورہ حدیث کی تائید ایک اور حدیث سے بھی ہوتی ہے۔

چنانچہ حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَكْثَرُوا الصَّلَاةَ عَلَى يَوْمِ الْجُمُعَةِ، فَإِنَّهُ مَشْهُودٌ تَشْهَدُهُ الْمَلَائِكَةُ، وَإِنْ أَحَدًا لَنْ يُصَلِّيَ عَلَى إِلَّا غَرِضَتْ عَلَى صَلَاتِهِ حَتَّى يَفْرُغَ مِنْهَا قَالَ: قُلْتُ: وَبَعْدَ الْمَوْتِ؟ قَالَ: وَبَعْدَ الْمَوْتِ، إِنَّ اللَّهَ حَرَّمَ عَلَى الْأَرْضِ أَنْ تَأْكُلَ أَجْسَادَ الْأَنْبِيَاءِ، فَنَبِيُّ اللَّهِ حَتَّى يُرْزَقَ (سنن ابن ماجہ) ۱

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم مجھ پر جمعہ کے دن درود بھیجا کرو، کیونکہ یہ یوم مشہود ہے، جس میں فرشتے حاضر ہوتے ہیں، اور جو شخص بھی مجھ پر

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

عنہما مرفوعاً: صلوا علی فان صلاتکم وتسلیمکم تبلغنی حیثما کنتم، وفی لفظ لأبی یعلی: صلوا علی وسلموا فان صلاتکم وسلامکم یبلغنی أينما کنتم، وفی لفظ عند الطبرانی فی الکبیر وابن أبا عاصم أيضاً: حیثما کنتم فصلوا علی فان صلاتکم تبلغنی، وله شواهد منها عن علی مرفوعاً: سلموا علی فان تسلیمکم یبلغنی أينما کنتم، وهو حدیث حسن (المقاصد الحسنة للسخاوی، تحت رقم الحدیث ۶۲۳، باب حرف الصاد المهملة)

۱۔ رقم الحدیث ۱۶۳۷، کتاب الجنائز، باب ذکر وفاته ودفنه - صلی اللہ علیہ وسلم۔

دروود بھیجتا ہے، تو اس کے فارغ ہوتے ہی اس کا درود مجھ پر پیش کر دیا جاتا ہے، حضرت ابوالدرداء کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا کہ موت کے بعد بھی؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ موت کے بعد بھی، بے شک اللہ نے حرام کر دیا زمین پر اس بات کو کہ وہ انبیاء کے اجسام کو کھائے (اس لئے وفات کے بعد نبی کا جسم مٹی نہیں ہوتا) پس اللہ کا نبی زندہ ہوتا ہے، جس کو رزق دیا جاتا ہے (ابن ماجہ) اس حدیث کا مفہوم بھی گزشتہ حدیث کے مطابق ہے، اور اس کو ضعیف قرار نہیں دیا جاسکتا، بلکہ اس کا حسن درجہ میں معتبر ہونا رائج ہے۔ ۱

اور مذکورہ حدیث میں وضاحت ہے کہ جس وقت بھی کوئی درود پڑھتا ہے، اس کے بعد فوراً ہی

۱۔ قال المنذرى: رواه ابن ماجه بإسناد جيد (الترغيب والترهيب، رقم الحديث ۲۵۸۲، كتاب الذكر والدعاء والترغيب في الإكثار من ذكر الله سرا وجهرا) وقال ابن الملقن: وإسناده حسن (الدر المنير، ج ۵ ص ۲۸۸، كتاب الجنائز، الحديث السادس بعد الخمسين)

وقال العجلوني: رواه ابن ماجه بإسناد جيد عن أبي الدرداء (كشف الخفاء، ج ۱ ص ۱۸۹، تحت رقم الحديث ۵۰۱، حرف الهمزة مع الكاف)

(عن أبي الدرداء) تتمته قلت وبعد الموت قال وبعد الموت إن الله حرم على الأرض أن تأكل أجساد الأنبياء قال الدميري رجاله ثقات (فيض القدير للمناوي تحت حديث رقم ۱۴۰۳) وقال أيضاً: قال الحافظ رشيد الدين إسناده حسن إلا أنه غير متصل قال البخاري في تاريخه زيد عن عبادة مرسل قلت وزيد هذا عنه سعيد بن أبي هلال فقط فيما أعلم لكن ذكره ابن حبان في ثقافته على قاعدته (تحفة المحتاج إلى أدلة المنهاج، ص ۵۲۷، تحت رقم الحديث ۲۶۳)

وقال الشوكاني: قال العراقي في شرح الترمذي رجاله ثقات إلا أن فيه انقطاعاً لأن في إسناده زيد بن أيمن عن عبادة بن نسي عن أبي الدرداء قال البخاري زيد بن أيمن عن عبادة بن نسي مرسل (نيل الأوطار، ج ۳ ص ۲۹۴، أبواب الجمعة، باب انعقاد الجمعة بأربعين وإقامتها في القرى)

وقال ابن حجر رحمه الله: زيد بن أيمن مقبول من السادسة (ق) تقريب التهذيب، ج ۱ ص ۲۲۲) قال الدكتور سعد بن ناصر بن عبد العزيز الشثري: ذكره المنذرى في الترغيب (۵۰۲/۲)، ثم قال: رواه ابن ماجه بإسناد جيد. وقال البوصيري في مصباح الزجاجة (۲۹۴/۱) هذا إسناده رجاله ثقات، إلا أنه منقطع في موضعين، عبادة بن نسي روايته عن أبي الدرداء مرسله، قاله العلّاء، وزيد بن أيمن عن عبادة بن نسي مرسله، قاله البخاري. قلت: وزيد بن أيمن هذا مقبول (تخريج المطالب العالية بزيائد المسانيد الثمانية للعسقلاني، ج ۱ ص ۸۰۳، كتاب الاذكار والدعوات، باب الصلاة على النبي صلى الله عليه وسلم)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر پیش کر دیا جاتا ہے، اور دیگر احادیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک درود پہنچانے کے لئے اللہ تعالیٰ نے فرشتے مقرر فرما رکھے ہیں، جیسا کہ تفصیلاً آگے آتا ہے۔

معلوم ہوا کہ انبیائے کرام صلی اللہ علیہم وسلم کا جسم وصال کے بعد بھی سلامت رہتا ہے، اور یہ جسم کا سلامت رہنا انبیائے کرام صلی اللہ علیہم وسلم کا اعزاز ہے۔ ۱

۱۔ إن الأنبياء تكون حياتهم على الوجه الأكمل، ويحصل لبعض وارثهم من الشهداء والأولياء والعلماء الحظ الأوفى بحفظ أبدانهم الظاهرة، بل بالتلذذ بالصلاة والقراءة ونحوهما في قبورهم الطاهرة إلى قيام الساعة الآخرة، وهذه المسائل كلها ذكرها السيوطي في كتاب شرح الصدور في أحوال القبور، بالأخبار الصحيحة، والآثار الصريحة، قال ابن حجر: وما أفاده من ثبوت حياة الأنبياء حياة بها يتعدون، ويصلون في قبورهم، مع استغنائهم عن الطعام والشراب كالملائكة أمر لا مرية فيه، وقد صنف البيهقي جزءاً في ذلك (مرواة المفاتيح، ج ۳ ص ۱۰۱، كتاب الصلاة، باب الجمعة، الفصل الثاني)

(إن من أفضل أيامكم يوم الجمعة فيه خلق آدم) عليه الصلاة والسلام وخلق فيه يوجب له شرفاً ومزية كما قاله القاضي (وفيه قبض) وذلك سبب للشرف أيضاً فإنه سبب لوصوله إلى الجناب الأقدس والخلاص عن النكبات (وفيه النفخة) أي النفخ في الصور وذلك شرف أيضاً لأنه من أسباب توصل أرباب الكمال إلى ما أعد لهم من النعيم المقيم والموت أحد الأسباب الموصلة للنعيم وهو وإن كان فناءً ظاهراً فهو بالحقيقة ولادة ثانية ذكره الراغب (وفيه الصعقة) هي غير النفخة وقد ذكرها تعالى بقاء التعقيب في (ونفخ في الصور فصعق) (فأكثرُوا على من الصلاة فيه) أي في يوم الجمعة وكذا ليلتها قال أبو طالب المكي: وأقل ذلك ثلاث مئة مرة كذا نقله عنه في الإتحاف (فإن صلاتكم معروضة على) قال ابن الملقن: معروضة على موصولة إلى توصل الهدايا ثم إنهم قالوا: وكيف تعرض صلاتنا عليك وقد أرمت بفتح فسكون ففتح على الأشهر أي بليت وفي رواية أرمت أي صرت رميماً قال (إن الله حرم على الأرض أن تأكل أجساد الأنبياء) لأنها تتشرف بوقع أقدامهم عليها وتفتخر بضمهم إليها فكيف تأكل منهم ولأنهم تناولوا ما تناولوا منها بحق وعدل وسخرها لهم لإقامة العدل عليها فلم يكن لها عليهم سلطان ومثلهم الشهداء. قال في المطامح: وقد وجد حمزة صحيحاً لم يتغير حين حفر معاوية قبره وأصاب الفأس أصبعه فدميت وكذا عبد الله بن حرام وعمرو بن الجموح وطلحة وغيرهم. قال الطيبي: إنما قالوا كيف تعرض صلاتنا عليك وقد بليت استبعاداً فما وجه الجواب بقوله إن الله حرم إلخ فإن المانع من العرض والسماع الموت وهو قائم بعد قلنا: حفظ أجسادهم من أن تبلى أخرق للعادة المستمرة فكما أنه تعالى يحفظها منه كذلك يمكن من العرض عليهم ومن الاستماع منهم.

(حم د ن ه ح ك عن أوس) بفتح الهمزة وسكون الواو (بن أبي أوس) واسم أبي أوس حذيفة

﴿بقية حاشيا گلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

حدیث میں یہ بھی فرمایا گیا کہ اللہ کا نبی حیات ہوتا ہے، جس کو رزق دیا جاتا ہے۔
اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ کا نبی دنیوی زندگی کے وصال کے بعد بھی ہمیشہ اس طریقہ پر زندہ
ہوتا ہے کہ اس کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے مخصوص رزق عطا فرمایا جاتا ہے۔ ۱

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

الشفقی صحابی سکن دمشق وفد علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ويقال هو والد عمرو بن
أوس قال فی التقریب : وهو غیر أوس بن أبی أوس الشفقی علی الصحیح قال الحاکم علی شرط
البخاری انتہی ولس کما قال فقد قال الحافظ المنذری وغیرہ له علة دقيقة أشار إليها البخاری
وغیرہ وغفل عنها من صححه كالنووی فی الرياض والأذکار (فیض القدير للمناوی، تحت رقم
الحديث ۲۳۸۰)

(حیلة الأنبياء فی قبورهم) قال السيوطی فی مرقاة الصعود تواترت بها الأخبار وقال فی أنباء
الأذکیاء بحیلة الأنبياء ما نصه حياة النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی قبره وسائر الأنبياء معلومة عندنا
علما قطعيا لما قام عندنا من الأدلة فی ذلك وتواترت به الأخبار الدالة علی ذلك وقد ألف الإمام
البيهقی رحمه الله جزءا فی حياة الأنبياء علیهم الصلاة والسلام فی قبورهم اهـ۔

منه بلفظه وانظره فقد ساق بعده شيئا من الأخبار الدالة علی ذلك وقال ابن القيم فی كتاب الروح
نقلا عن أبی عبد الله القرطبي صح عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم أن الأرض لا تأكل أجساد الأنبياء
وأنه صلی اللہ علیہ وسلم اجتمع بالأنبياء ليلة الإسراء فی بیت المقدس وفي السماء خصوصا
بموسى وقد أخبر بأنه ما من مسلم یسلم علیہ إلا رد الله علیہ روحه حتى یرد علیہ السلام إلى غیر
ذلك مما یحصل من جملة القطع بأن موت الأنبياء إنما هو راجع إلى أن غیبوا عنا بحیث لا
ندرکهم وإن كانوا موجودین أحياء وذلك كالحال فی الملائكة فإنهم أحياء موجودون ولا نراهم
اهـ واللہ سبحانہ وتعالیٰ أعلم (نظم المتناثر من الحديث المتواتر لامام محمد بن جعفر الكتاني،
تحت رقم الحديث ۱۱۵، ج ۱ ص ۱۲۶، ۱۲۷، كتاب المرضى والجنائز وأحوال الموتی)

۱۔ ("حی")، أى دائما ("یرزق") : رزقا معنویا فإن الله تعالیٰ قال فی حق الشهداء من أمته
(بل أحياء عند ربهم یرزقون) فكيف سیدهم بل رئیسهم ؛ لأنه حصل له أيضا مرتبة الشهادة مع مزيد
السعادة بأكل الشاة المسمومة وعود سمها المغمومة، وإنما عصمه الله تعالیٰ من الشهادة الحقيقية
للبشاعة الصورية، ولإظهار القدرة الكاملة بحفظ فرد من بین أعدائه من شر البرية، ولا ینافیہ أن
یکون هناك رزق حسی أيضا، وهو الظاهر المتبادر، وقد صح أن أرواح الشهداء فی أجواف طیر
خضر تعلق من ثمر الجنة. رواه الترمذی، عن کعب بن مالک. وفي رواية : أرواح الشهداء فی
أجواف طیر خضر تسرح فی الجنة حيث شاءت، وتأكل من ثمرها، ثم تأوی إلى قنادیل من تحت
العرش، ثم هذه الجملة یحتمل أن تكون من قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم نتيجة للكلام،
ویحتمل أن تكون من قول الراوی استفادة من كلامه وتفریعا علیہ صلی اللہ علیہ وسلم. (رواه ابن
ماجه)، أى بإسناد جيد نقله میرک عن المنذری، وله طرق كثيرة بألفاظ مختلفة (مرقاة المفاتيح
، ج ۳ ص ۱۰۲۰، كتاب الصلاة، باب الجمعة)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا تَتَّخِذُوا قَبْرِي عِيدًا، وَلَا تَجْعَلُوا بُيُوتَكُمْ قُبُورًا، وَحَيْثُمَا كُنْتُمْ فَصَلُّوا عَلَيَّ، فَإِنَّ صَلَاتَكُمْ تَبْلُغُنِي (مسند احمد) ۱

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری قبر کو عید نہ بناؤ، اور نہ اپنے گھروں کو قبرستان بناؤ، اور تم جہاں کہیں بھی ہو، مجھ پر درود پڑھو، کیونکہ تمہارا درود مجھ تک پہنچ جاتا ہے (مسند احمد، ابوداؤد)

مطلب یہ ہے کہ درود شریف پڑھنے کے لئے روضہ اقدس پر حاضر ہونا ضروری نہیں، بلکہ ہر جگہ پڑھے جانے والا درود فرشتوں کے واسطے سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچ جاتا ہے، اگرچہ قبر مبارک پر حاضر ہو کر پڑھنا بھی جائز ہے۔ ۲
اور قبر کو عید نہ بنانے کا مطلب یہ ہے کہ اس پر کوئی خاص دن مقرر کر کے میلہ نہ لگایا جائے، جیسا کہ آج کل بعض لوگ بزرگوں کے مزاروں پر عرس کے نام سے میلہ

۱۔ رقم الحديث ۸۸۰۴، ابوداؤد، رقم الحديث ۲۰۴۲، كتاب المناسك باب زيارة القبور. قال شعيب الارنؤوط: إسناده حسن لأجل عبد الله بن نافع، وقد سلفت ترجمته في الحديث السابق، وباقي رجاله ثقات رجال الشيخين غير سريج -وهو ابن النعمان الجوهري -فمن رجال البخاري (حاشية مسند احمد)
وقال أيضاً: صحيح لغيره، وهذا إسناده حسن (حاشية أبي داؤد)

۲۔ معناه لا تتكفلوا المعاودة إلى قبري فإن صلاتكم تبلغني حيث كنتم ما ذاك إلا لأن الصلاة في الحضور مشافهة أفضل من الغيبة (فيض القدير للمناوي تحت رقم الحديث ۸۸۱۲)
(وصلوا على وسلموا فإن صلاتكم تبلغني حيثما كنتم) أي لا تتكفلوا المعاودة إلى فقد استغنيت بالصلاة على لأن النفوس القدسية إذا تجردت عن العلائق البدنية عرجت واتصلت بالمالأ الأعلى ولم يبق لها حجاب فتري الكل كالمشاهد بنفسها أو ياخبر الملك لها وفيه سر يطلع عليه من يسر له ذكره القاضي.

(تنبيه) قولهم فيما سلف معناه النهي عن الاجتماع إلخ يؤخذ منه أن اجتماع العامة في بعض أضرحة الأرباء في يوم أو شهر مخصوص من السنة ويقولون هذا يوم مولد الشيخ وياكلون ويشربون وربما يرقصون منهى عنه شرعاً وعلى ولي الشرع ردعهم على ذلك وإنكاره عليهم وإبطاله. (فيض القدير للمناوي، تحت رقم الحديث ۵۰۱۶)

قائم کرتے ہیں۔ ۱۔

اور بعض حضرات نے قبر کو عید نہ بنانے کے اور دوسرے مطلب بھی بیان فرمائے ہیں۔ ۲۔
اور حدیث میں جو یہ فرمایا گیا کہ اپنے گھروں کو قبرستان نہ بناؤ، اس کا مطلب یہ ہے کہ اپنے
گھروں میں نفل وغیرہ نماز پڑھنا نہ چھوڑو، جس طرح سے قبرستان میں نماز نہیں پڑھی جاتی۔
اور بعض حضرات نے یہ مطلب بیان کیا ہے کہ اپنے گھروں میں مردوں کو دفن نہ کرو۔ ۳۔

۱۔ لا تتخذوا قبری عیداً. وقد حرّف مرادہ بعض الجهلاء وفهموا أنّ معناه لا تجعلوه کالعید
فتأتوه فی السنّة مرة، ومعناه لا تجعلوه کالعید حفلة سنویة یعنی: میلای میری قبر بر نہ لکایا کرو (فیض
الباری شرح البخاری، ج ۲ ص ۶۲، کتاب الصلاة، باب کراهیة الصلاة فی المقابر)
۲۔ ("ولا تجعلوا قبری عیداً") : هو واحد الأعیاد، أى : لا تجعلوا زیارة قبری عیداً، أو لا
تجعلوا قبری مظهر عید، فإنه یوم لهو وسرور، وحال زیارة خلاف ذلك، وقیل : محتمل أن یکون
المراد الحث علی كثرة زیارته، ولا یجعل کالعید الذی لا یأتی فی العام إلا مرتین.
قال الطیبی : نهامهم عن الاجتماع لها اجتماعهم للعید نزهة وزینة، وكانت الیهود والنصارى تفعل
ذلك بقبور أنبیائهم، فأورثهم الغفلة والقسوة، ومن عادة عبدة الأوثان أنهم لا یزالون یعظمون
أمواتهم حتی اتخذوها أصناماً، وإلى هذا أشار لقوله " : اللهم لا تجعل قبری وثناً یعبد " فیکون
المقصود من النهی کراهة أن یتجاوزوا فی قبره غایة التجاوز، ولهذا ورد " : اشتد غضب الله علی
قوم اتخذوا قبور أنبیائهم مساجد "، وقیل : العید اسم من الاعتیاد یقال : عادته واعتاده وتعوده، أى :
صار عادة له، والعید ما اعتادک من هم أو غیره، أى : لا تجعلوا قبری محل اعتیاد فإنه یؤدی إلى
سوء الأدب وارتفاع الحشمة، ولا یظن أن دعاء الغائب لا یصل إلى، ولذا عقبه بقوله : (وصلوا
علی، فإن صلاتکم تبلغنی) : قال الطیبی : وذلك أن النفوس الزکیة القدسیة إذا تجردت عن
العلاق البدنیة عرجت ووصلت بالمأ الأعلى، ولم یبق لها حجاب، فترى الكل کالمشاهد بنفسها،
أو بإخبار الملک لها، وفيه سر یطلع علیه من تیسر له اهـ.
فیکون نهیه علیه السلام لدفع المشقة عن أمته رحمة (علیهم) (مرقاة المفاتیح، ج ۲ ص ۷۲، کتاب
الصلاة، باب الصلاة علی النبی وفضلها)

۳۔ (ولا تتخذوها)، أى : بیوتکم (قبوراً) : بأن تتركوا الصلاة فیها کما تتركونها فی المقابر،
شبه المكان الخالی عن العبادة بالمقبرة والغافل عنها بالمیت، وقیل لا تجعلوا بیوتکم مواطن النوم
لا تصلون فیها، فإن النوم أخو الموت، وقیل : إن مثل ذاکر الله ومثل غیر ذاکر الله کمثل الحی
والمیت الساکن فی البیوت، والساکن فی القبور، فالذی لا یصلی فی بیته جعله بمنزلة القبر، کما
جعل نفسه بمنزلة المیت، وقیل : معناه لا تدفنوا فیها موتاکم، لئلا یکدر علیکم معاشکم ومأواکم،
(متفق علیه). وفى رواية مسلم : (لا تتخذوا بیوتکم مقابر) ، ذکره میرک (مرقاة المفاتیح،
ج ۲ ص ۶۰۱، ۶۰۲، کتاب الصلاة، باب المساجد ومواضع الصلاة)

حضرت حسن رضی اللہ عنہ اپنے والد ماجد حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ:

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا تَجْعَلُوا قَبْرِي عِيدًا، وَلَا يُبْوَتْكُمْ قُبُورًا، وَصَلُّوا عَلَيَّ، وَسَلِّمُوا فَإِنَّ صَلَاتَكُمْ تَبْلُغُنِي (مسند البزار، رقم الحديث ۵۰۹) ۱

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میری قبر کو عید نہ بناؤ، اور نہ اپنے گھروں کو قبرستان بناؤ، اور تم مجھ پر درود اور سلام بھیجو، کیونکہ بے شک تمہارا درود مجھ تک پہنچ جاتا ہے (بزار)

اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ:

عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: لَا تَتَّخِذُوا قَبْرِي عِيدًا، وَلَا يُبْوَتْكُمْ قُبُورًا، فَإِنَّ تَسْلِيمَكُمْ يَبْلُغُنِي أَيْنَمَا كُنْتُمْ (مسند ابی یعلیٰ) ۲

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میری قبر کو عید نہ بناؤ، اور نہ اپنے گھروں کو قبرستان بناؤ، پس بے شک تمہارا سلام مجھ تک (فرشتوں کے واسطے سے) پہنچ جاتا ہے، جہاں کہیں بھی تم ہو (مسند ابی یعلیٰ، فضل الصلاة)

اور مصنف ابن ابی شیبہ کی روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ:

عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: لَا تَتَّخِذُوا قَبْرِي عِيدًا، وَلَا يُبْوَتْكُمْ قُبُورًا وَصَلُّوا عَلَيَّ فَإِنَّ صَلَاتَكُمْ وَتَسْلِيمَكُمْ يَبْلُغُنِي حَيْثُ مَا كُنْتُمْ (مصنف ابن ابی شیبہ) ۳

۱۔ قال البزار: وهذا الحديث لا نعلمه يروى عن علي إلا من هذا الوجه بهذا الإسناد، وقد روى بهذا الإسناد أحاديث صالحة فيها مناكير، فذكرنا هذا الحديث؛ لأنه غير منكر: لا تجعلوا قبري عيدا ولا يبوتكم قبورا. قد روى عن النبي صلى الله عليه وسلم من غير هذا الوجه (مسند البزار)

۲۔ رقم الحديث ۴۶۹، فضل الصلاة على النبي لإسماعيل بن إسحاق رقم الحديث (۲۰)

۳۔ رقم الحديث ۷۲۳، كتاب الصلاة، باب في الصلاة عند قبر النبي ﷺ وإتيانه.

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میری قبر کو عید نہ بناؤ، اور نہ اپنے گھروں کو قبرستان بناؤ، پس بے شک تمہارا درد اور تمہارا سلام مجھ تک پہنچ جاتا ہے، جہاں کہیں بھی تم ہو (ابن ابی شیبہ)

اس حدیث کو بعض حضرات نے اگرچہ سند کے اعتبار سے فی نفسہ ضعیف قرار دیا ہے، لیکن دوسری احادیث و روایات کے ساتھ مل کر یہ حدیث حسن درجہ میں داخل ہو جاتی ہے۔ ۱۔

۱۔ اس حدیث کو نقل کرنے کے بعد علامہ بیہقی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

رواہ أبو یعلیٰ وفیہ حفص بن ابراہیم الجعفری ذکرہ ابن ابی حاتم ولم یذکر فیہ جرحاً وبقیۃ رجالہ ثقات (مجمع الزوائد ج ۳ ص ۳، تحت رقم الحدیث ۵۸۴، باب قوله لا تجعلن قبری وثناً)

مگر مسند ابویعلیٰ اور فضل الصلاة علی النبی، دونوں کتب میں جعفر ابن ابراہیم ہیں، نہ کہ حفص بن ابراہیم، اور اسماعیل بن اسحاق نے براہ راست ان سے حدیث نقل کی ہے، اور حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کے نسب تک ان کا نام ذکر فرمایا ہے، چنانچہ فرماتے ہیں:

حدثنا جعفر بن ابراہیم بن محمد بن علی بن عبد اللہ بن جعفر بن ابی طالب (فضل الصلاة علی النبی، حوالہ بالا)

اور امام بخاری رحمہ اللہ نے جعفر بن ابراہیم کا تاریخ کبیر میں بغیر جرح کے تذکرہ فرمایا ہے۔ چنانچہ فرماتے ہیں:

جعفر بن ابراہیم من ولد ذی الجناحین، من ولد عبد اللہ بن جعفر بن ابی طالب الهاشمی الحجازی، قال لی عبد اللہ بن ابی شیبۃ العبسی حدثنا زید بن حباب قال ثنا جعفر بن ابراہیم من ولد ذی الجناحین قال: حدثنی علی بن عمر عن ابیہ عن علی بن حسین انه رأى رجلاً یجییٰ إلی فرجة کانت عند قبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فیدخل فیہا فیدعو فدعاه فقال: ألا احدثک حدیثاً سمعته من ابی عن جدی عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم؟ قال: لا تتخذوا قبری عیداً (التاریخ الکبیر، للبخاری، تحت رقم التریمة ۲۱۴۰)

نیز متعدد محدثین نے اس حدیث کے شواہد پائے جانے کی وجہ سے اس کو حسن درجہ میں داخل مانا ہے۔

قال ابن حجر: هذا حدیث حسن (نتائج الافکار، ج ۳ ص ۲۲، کتاب: الصلاة علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، المجلس: ۲۹۷)

وقال السخاوی: وله شواہد منها عن علی مرفوعاً: سلموا علی فإن تسلمکم یملغنی اینما کنتم، وهو حدیث حسن (المقاصد الحسنة للسخاوی، باب حرف الصاد المهملة، تحت رقم الحدیث ۲۲۳)

﴿بقیہ حاشیہ گلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

اور حضرت حسن بن حسن اپنے والد حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ:

أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، قَالَ : حَيْثُمَا كُنْتُمْ فَصَلُّوا عَلَيَّ ، فَإِنَّ صَلَاتَكُمْ تَبْلُغُنِي (المعجم الكبير للطبرانی رقم الحديث ۲۷۲۹) ۱

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم جہاں بھی ہو، میرے اوپر درود پڑھو، بے شک تمہارا درود مجھ تک (فرشتوں کے واسطے سے) پہنچ جاتا ہے (طبرانی)

اور حضرت حسن بن حسن بن علی سے روایت ہے کہ:

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾ وقال العجلونی: وله شواهد: منها عن علي مرفوعا سلموا علي فإن تسليمكم يلغني أينما كنتم قال وهو حديث حسن (كشف الخفاء، ج ۲ ص ۲۸، تحت رقم الحديث ۱۶۲۰۲)

وقال ابن عبد الهادي الحنبلي: فهذه الأحاديث المعروفة عند أهل العلم التي جاءت من وجوه حسان تصدق بعضها بعضاً (الصارم المنكي في الرد على السبكي، ج ۱ ص ۱۵۹، الباب الأول: في الأحاديث الواردة في الزيارة نصاً)

وقال محمد بن محمد درويش، أبو عبد الرحمن الحوت: حديث " :صلاتكم علي تبغني أينما كنتم " . يروى بالفاظ مختلفة، وله عدة أسانيد فيها حسنة وضعيفة (أسنى المطالب في أحاديث مختلفة المراتب، تحت رقم الحديث ۸۲۲)

وقال الالباني: ومن هذا الباب ما ورد عن علي بن الحسين -رضي الله عنهما-، أنه رأى رجلاً يجيء إلى فرجة كانت عند قبر النبي صلى الله عليه وسلم، فيدخل فيها فيدعو، فنهاه فقال: ألا أحدثكم حديثاً سمعته من أبي، عن جدي، عن رسول الله صلى الله عليه وسلم؟ قال: "لا تتخذوا قبري عيداً، ولا بيتوكم قبوراً، فإن تسليمكم يلغني أينما كنتم."

رواه الضياء المقدسي في "الأحاديث المختارة"، ورواه أبو يعلى في "مسنده"، وفي إسناده رجل من أهل البيت مستور، وبقية رجاله ثقات، وهو صحيح بطريقه وشواهد (تخريج أحاديث فضائل الشام ودمشق لأبي الحسن علي بن محمد الربعي، ص ۵۲، الحديث الواحد والعشرون)

۱ قال الهيثمي: رواه الطبراني في الكبير والأوسط، وفيه حميد بن أبي زينب ولم أعرفه، وبقية رجاله رجال الصحيح (مجمع الزوائد، تحت رقم الحديث ۱۷۲۹۵، باب الصلاة على النبي صلى الله عليه وسلم في الدعاء وغيره)

وقال المنذرى: رواه الطبراني في الكبير بإسناد حسن (الترغيب والترهيب، تحت رقم الحديث ۲۵۷۱)

وقال المناوي: قال السخاوي وله شواهد (فيض القدير للمناوي تحت رقم الحديث ۳۷۲۸)

وقال الحسن بن أحمد الرباعي الصنعاني: وعن الحسن بن علي رضي الله عنهما أن رسول الله - صلى الله عليه وسلم - قال: حيثما كنتم فصلوا علي فإن صلاتكم تبغني رواه الطبراني في "الكبير" بإسناد حسن (فتح الغفار الجامع لأحكام سنة نبينا المختار، تحت رقم الحديث ۶۲۸۲)

إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَا تَتَّخِذُوا قَبْرِي عِيْدًا، وَلَا تَتَّخِذُوا بُيُوتَكُمْ قُبُورًا، وَصَلُّوا عَلَيَّ حَيْثُمَا كُنْتُمْ، فَإِنَّ صَلَاتَكُمْ تَبْلُغُنِي (مصنف عبدالرزاق) ۱

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میری قبر کو عید نہ بناؤ، اور نہ اپنے گھروں کو قبرستان بناؤ، اور تم مجھ پر درود بھیجو، جہاں بھی تم ہو، کیونکہ بے شک تمہارا درود مجھ تک (فرشتوں کے واسطے سے) پہنچ جاتا ہے (عبدالرزاق، ابن ابی شیبہ)

اور حضرت حسن بن حسین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: صَلُّوا فِي بُيُوتِكُمْ وَلَا تَجْعَلُوا بُيُوتَكُمْ مَقَابِرَ، لَعَنَّ اللَّهُ يَهُودَ اتَّخَذُوا قُبُورَ أَنْبِيَائِهِمْ مَسَاجِدَ، وَصَلُّوا عَلَيَّ؛ فَإِنَّ صَلَاتَكُمْ تَبْلُغُنِي حَيْثُمَا كُنْتُمْ (فضل الصلاة على النبي، لاسماعيل بن اسحاق، تحت رقم الحديث ۳۰) ۲

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم اپنے گھروں میں بھی نماز پڑھو، اور اپنے گھروں کو قبرستان نہ بناؤ، اللہ کی لعنت ہو یہود پر، جنہوں نے انبیاء کی قبروں کو سجدہ گاہ بنا دیا تھا، اور تم جہاں بھی ہو، میرے اوپر درود پڑھو، بے شک تمہارا درود مجھ تک (فرشتوں کے واسطے سے) پہنچ جاتا ہے (فضل الصلاة)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ صَلَّى عَلَيَّ بَلَغْتَنِي صَلَاتُهُ (المعجم الأوسط للطبرانی، رقم الحديث ۱۶۴۲) ۳

۱۔ رقم الحديث ۶۷۲۶، کتاب الجنائز، باب السلام على قبر النبي صلى الله عليه وسلم، مصنف بن ابی شیبہ، رقم الحديث ۷۲۵۔

۲۔ قال الالبانی: إسناده صحيح (حاشية فضل الصلاة على النبي)

۳۔ قال المنذرى: رواه الطبرانی في الأوسط بإسناد لا بأس به (الترغيب والترهيب للمنذرى، تحت رقم الحديث ۲۵۷۲)

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے مجھ پر درود بھیجا، تو اس کا درود مجھ تک پہنچ جاتا ہے (طبرانی)

ان تمام احادیث و روایات سے معلوم ہوا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر پڑھا گیا درود و سلام نبی صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچ جاتا ہے۔

ملحوظ رہے کہ حضرت ابو طلحہ کی سند سے ایک روایت میں اس بات کا بھی اضافی ذکر آیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے پڑھا گیا درود نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر قیامت کے دن پیش کیا جائے گا۔ ۱

مگر تحقیق کرنے پر معلوم ہوا کہ اس حدیث کی سند میں شدید ضعف پایا جاتا ہے، لہذا اس کے مطابق عقیدہ رکھنے سے پرہیز کرنا چاہئے۔ ۲

۱۔ حدثنا أبو الربيع الزهراني، حدثنا حماد بن عمرو الجزري، حدثنا زيد بن رفيع، عن الزهري، عن أنس، عن أبي طلحة، قال: أتيت النبي ﷺ وهو يتهلل وجهه مستبشرا، فقلت: يا رسول الله، إنك لعلی حال ما رأيتك علی مثلها، قال: "وما یمنعنی؟" أتانی جبریل، فقال: بشر أمتک من صلی علیک صلاة، کتب الله له بها عشر حسنات، وکفر، عنه بها عشر سيئات، ورفع له بها عشر درجات، ورد الله علیه بمثل قوله، وعرضت علیه يوم القيامة (مسند أبي يعلى، رقم الحديث ۱۴۲۵) حدثنا محمد بن إسحاق بن راهويه، ثنا أبي ح، وحدثنا عبد الوارث بن إبراهيم العسكري، ثنا أبو الربيع الزهراني، ثنا حماد بن عمرو النصيبی، ثنا زيد بن رفيع، عن الزهري، عن أنس بن مالك، عن أبي طلحة قال: أتيت رسول الله صلى الله عليه وسلم وهو يتهلل وجهه مستبشرا فقلت: أي رسول الله إنك لعلی حال ما رأيتك علی مثلها قال: "وما یمنعنی أتانی جبریل علیه السلام آنفا فقال: بشر أمتک أنه من صلی علیک صلاة کتب له بها عشر حسنات وکفر عنه بها عشر سيئات ورفع له بها عشر درجات ورد الله علیه مثل قوله وعرضت علیه يوم القيامة" (المعجم الكبير، للطبرانی، رقم الحديث ۴۷۲۱)

۲۔ قال حسين سليم أسد: إسناده ضعيف (حاشية أبي يعلى) وقال ابن عدي: حماد بن عمرو أبو إسماعيل النصيبی.

حدثنا علي بن أحمد بن سليمان، حدثنا أحمد بن سعد، قال: سمعت يحيى بن معين يقول حماد بن عمرو النصيبی یعنی ممن یكذب ويضع الحديث.

حدثنا محمد بن علي، حدثنا عثمان بن سعيد قلت ليحيى بن معنی فحمداد بن عمرو النصيبی فقال ليس بشيء.

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

بہر حال مذکورہ احادیث سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک امت کا سلام بھی پہنچتا ہے، جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک امت کا درود پہنچنے کی احادیث پہلے ذکر کی جا چکی ہیں۔

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

حدثنا الجعفی، حدثنا البخاری قال حماد بن عمرو أبو إسماعیل النصیبی منکر الحدیث ضعفه لی علی بن حجر.
سمعت ابن حماد یقول: قال السعدی حماد بن عمرو النصیبی کان یکذب فلم یدع للحلیم فی نفسه منه هاجس.

وقال النسائی حماد بن عمرو النصیبی متروک الحدیث.

حدثنا علی بن سعید بن بشیر، قال: حدثنا علی بن حرب الموصلی، حدثنا حماد بن عمرو النصیبی عن زید بن رفیع، عن الزهری، عن أنس بن مالک، عن أبی طلحة قال أتیت رسول الله صلی الله علیه وسلم، وهو متهلل وجهه مستبشر فقلت یا نبی الله إنک علی حال ما رأیتک علی مثلها فقال أتانی جبریل فقال بشر أمتک أنه من صلی علیک صلاة کتبت له بها عشر حسنات ورفع له بها عشر درجات وعرضت علی یوم القیامة (الکامل فی ضعفاء الرجال، ج ۳، ص ۱۰، تحت رقم الترجمة ۴۱۵)

وقال الهیثمی: رواه الطبرانی، وفي الروایة الأولى محمد بن إبراهیم بن الولید الطبرانی، وفي الثانية أحمد بن عمرو النصیبی، ولم أعرفهما، وبقية رجالهما ثقات. وروی فی الصغیر والأوسط طرف منه (مجمع الزوائد، تحت رقم الحدیث ۱۷۲۸، باب الصلاة علی النبی صلی الله علیه وسلم فی الدعاء وغیره)

وقال الالبانی: (وما لی لا تطیب نفسی، ولا یتضح بشری، وإنما فارقت جبریل علیه السلام الساعة، فقال: یا محمد! من صلی علیک من أمتک صلاة کتب الله له بها عشر حسنات، ومحا عنه عشر سیئات ورفع له بها عشر درجات، وقال له الملك مثل ما قال لك. قلت: یا جبریل! وما ذاک الملك؟ قال: إن الله عز وجل وكل بك ملكا من لدن خلقک إلى أن یبعثک لا یصلی علیک أحد من أمتک، إلا قال: وأنت صلی الله علیک). موضوع بالشرط الثانی.

أخرجه الطبرانی فی "المعجم الكبير" (۴/۱۰۳/۲۰) "من طریق إبراهیم بن الولید الطبرانی: حدثنی أبی: حدثنی عبد العزیز ابن أبی سلمة الماجشون عن الزهری عن أنس بن مالک عن أبی طلحة قال: دخلت علی رسول الله صلی الله علیه وسلم، وأسأری وجهه تبرق، فقلت: یا رسول الله! ما رأیتک أطیب نفسا، ولا أظہر بشرا منک فی یومک هذا؟ فقال ... فذكره.

قلت: وهذا موضوع؛ أفته (الولید) هذا - وهو: ابن سلمة الطبرانی الأردنی، قال دحیم ومسهر: "کذاب". وقال أبو زرعة:

"کان ابنه یحدث بأحادیث مستقیمة، وکان صدوقا، فلما أخذ فی أحادیث أبیه؛ جاء بالأوابد."

﴿بقیہ حاشیہ گئے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

پس متعدد احادیث کے مجموعہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک امت کے درود اور سلام کا پہنچنا ثابت ہوا۔

لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک امت کے درود اور سلام پہنچنے کی کیفیت اور طریقہ کیا ہے؟ اس کی تفصیل مذکورہ احادیث میں ذکر نہیں کی گئی، البتہ دوسری احادیث میں اس کی تفصیل ذکر کی گئی ہے، جن کا ذکر آگے آتا ہے۔

﴿گزشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ﴾ قلت: یسیر إلى أن ابنه هو آفتها. وقال ابن حبان في "الضعفاء" (۸۰/۳) "كان ممن يضع الحديث على الثقات، لا يجوز الاحتجاج به بحال، وابنه ثقة." وقال في ترجمة ابنه من "الثقات" (۸۳/۸) "يعتبر حديثه من غير روايته عن أبيه؛ لأن أباه ليس بشيء في الحديث."

ثم أخرجه الطبراني (۴۷۱/۲) من طريق حماد بن عمرو النصيبی: ثنا زيد ابن رفيع عن الزهري به؛ دون الشطر الثاني، وزاد: "وعرضت عليه يوم القيامة." وكذا رواه ابن أبي عاصم في "الصلاة على النبي صلى الله عليه وسلم" (۴۴/۳۸) "وأبو يعلى في" مسنده (۱۶۵/۳)

واعلم أنه قد خفي حال هذا الحديث وعلته على المنذرى والهيشمى. أما المنذرى: فقد ساقه في "الترغيب" (۲۷۹/۸/۲) "عقب رواية أخرى لأحمد والنسائي ثابتة، وسكت عنه، وما يبنى؛ لأنه يغور بمن لا علم له، فيظن ثبوته، وهذا ما وقع للجهلة الثلاثة؛ فإنهم حسنوا الحديث، دون أن يفرقوا بين هذه والتي قبلها مما أشرت إليه! وأما الهيشمى: فقال (۱۶۱/۱۰) "رواه الطبراني، وفي الرواية الأولى -يعنى: حديث الترجمة - محمد بن (براهيم بن الوليد الطبراني، وفي الثانية أحمد بن عمرو النصيبى، ولم أعرفهما، وبقيت رجالهما ثقات."

فتعقبه الحافظ ابن حجر في حاشية "المجمع" فقال: "قلت: أحمد بن عمرو النصيبى.. تحريف؛ وإنما هو: (حماد بن عمرو)، وكذلك روينا في "كتاب الصلاة على النبي صلى الله عليه وسلم لابن أبي عاصم..."

قلت: ولم يتعقبه في قوله: "محمد بن إبراهيم" ...؛ فإنه لا ذكر لاسم (محمد) في إسناد الحديث، فتردد النظر بين أن يكون الحافظ ذهل عنه، وبين أن يكون الاسم مقحما فيما بعد من بعض النساخ، أو من الطابع.. وهذا أقرب. والله أعلم.

وحماد بن عمرو هذا: حاله قريب من حال (الوليد بن سلمة)؛ فقد قال ابن معين: "هو من المعروفين بالكذب ووضع الحديث." وقال البخارى: "منكر الحديث" وقال الحاكم وأبو سعيد النقاش: "يروى الموضوعات عن الثقات."

وأما الشطر الأول من الحديث فهو الذى رواه أحمد والنسائي، وهو فى "الصحيح" بمرتبة (حسن صحيح) (سلسلة الأحاديث الضعيفة، رقم الحديث ۲۸۵۳)

نبی ﷺ کو صلاۃ و سلام پہنچانے کے لئے فرشتوں کا گشت و تقرر

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ لِلَّهِ فِي الْأَرْضِ مَلَائِكَةً

سَيَّاحِينَ، يُبَلِّغُونِي مِنْ أُمَّتِي السَّلَامَ (مسند احمد) ۱

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بلاشبہ اللہ کے فرشتے زمین میں

گشت کرتے ہیں، جو کہ میری امت کا سلام مجھ تک پہنچاتے ہیں (مسند احمد، نسائی،

حاکم)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر پڑھے جانے والے سلام کے لئے

روئے زمین پر فرشتے مقرر ہیں، اور وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر پڑھے جانے والے سلام

کو پہنچانے کی خدمت سرانجام دیتے ہیں۔ ۲

حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ

۱ رقم الحدیث ۳۶۶۶، سنن النسائی، کتاب الصلاة، باب السلام علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم، مستدرک حاکم رقم الحدیث ۱۵۷۶۔

قال شعيب الارنؤوط: إسناده صحيح على شرط مسلم، رجاله ثقات رجال الشيخين غير عبد الله بن السائب - وهو الكندي الكوفي -، وغير زاذان - وهو أبو عمر الكندي -، فهما من رجال مسلم. ابن

نمير: هو عبد الله، وسفيان: هو الثوري (حاشية مسند احمد)

وقال الحاكم: صحيح الاسناد ولم يخرجاه (مستدرک حاکم)

وقال الذهبي في التلخيص: صحيح (مستدرک حاکم)

وقال ابن القيم: وهذا إسناده صحيح (جلاء الافهام، تحت رقم الحدیث ۳۳)

۲ (إن لله تعالى ملائكة) جمع ملك ونكره على معنى بعض صفته كذلك (سياحين) بسين

مهملة من السياحة وهي السير يقال ساح في الأرض يسبح سياحة إذا ذهب فيها أصله من السبح

وهو الماء الجاري المنبسط (في الأرض) في مصالح بني آدم وفي رواية بدله في الهواء (يبلغوني

من) وفي رواية عن (أمتي) أمة الإجابة (السلام) ممن يسلم على منهم وإن بعد قطره وتئات داره

أى فيرد عليهم سماعه منهم كما بين في خبر آخر وهذا التعظيم للمصطفى صلی اللہ علیہ وسلم

وإجلالا لمنزلته حيث سخر الملائكة الكرام لذلك (فيض القدير شرح الجامع الصغير، تحت رقم

الحدیث ۳۲۵۵)

فرماتے ہوئے سنا کہ:

إِنَّ اللَّهَ أَعْطَانِي مَلَكًا مِنَ الْمَلَائِكَةِ يَقُومُ عَلَي قَبْرِى إِذَا أَنَا مُتٌ فَلَا يُصَلِّي عَلَي عَبْدٍ صَلَاةٍ إِلَّا قَالَ يَا مُحَمَّدُ فَلَانُ بْنُ فَلَانٍ يُصَلِّي عَلَيْكَ يُسَمِّيهِ بِاسْمِهِ وَاسْمِ أَبِيهِ فَيُصَلِّي اللَّهُ عَلَيْهِ مَكَانَهَا عَشْرًا

(مسند الحارث) ۱

ترجمہ: بلاشبہ اللہ نے مجھ کو فرشتوں میں سے ایک فرشتہ مرحمت فرمایا ہے، جو میری وفات کے بعد میری قبر پر قائم رہے گا، اور جو شخص بھی مجھ پر درود پڑھے گا، تو وہ اس کا اور اس کے والد کا نام لے کر یہ کہے گا کہ اے محمد فلاں ابن فلاں آپ پر درود پڑھتا ہے، پھر اس کے بدلے میں اللہ درود شریف پڑھنے والے پر دس رحمتیں نازل فرمائے گا (بغیۃ الباحث)

اور ایک روایت میں کچھ اضافہ کے ساتھ یہ مضمون اس طرح آیا ہے کہ:

إِنَّ لِلَّهِ تَبَارَكَ وَتَعَالَى مَلَكًا أَعْطَاهُ أَسْمَاءَ الْخَلَائِقِ كُلِّهِمْ ، فَهُوَ قَائِمٌ عَلَي قَبْرِى إِذَا مُتٌ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ ، فَلَيْسَ أَحَدٌ مِّنْ أُمَّتِي صَلَّى عَلَي صَلَاةٍ إِلَّا سَمَّاهُ بِاسْمِهِ وَاسْمِ أَبِيهِ ، فَقَالَ : يَا مُحَمَّدُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَسْلِيمًا كَثِيرًا ، صَلَّى عَلَيْكَ فَلَانُ ، فَيُصَلِّي الرَّبُّ تَبَارَكَ وَتَعَالَى عَلَي ذَلِكَ الرَّجُلِ بِكُلِّ وَاحِدٍ عَشْرًا (العظمة لابی الشیخ الاصبهانی) ۲

۱۔ وبغیۃ الباحث عن زوائد مسند الحارث ، رقم الحديث ۱۰۶۳ ، کتاب الادعیہ ، باب الصلاة علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم ، معجم ابن الأعرابی رقم الحديث ۱۲۴ .

۲۔ ج ۲ ص ۷۶۲ ، باب ذکر الملائکة الموکلین فی السموات والأرضین ، معجم ابن المقرئ رقم الحديث ۷۱۸ .

ملاحظہ رہے کہ ابوالشیخ اصبہانی اور ابن مقرئ نے ”اسماء الخلائق“ یعنی لفظ ”اسماء“ کے آخر میں ”ہمزہ“ کے ساتھ بیان کر کے اس حدیث کو روایت کیا ہے۔ ﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

ترجمہ: بلاشبہ اللہ تبارک و تعالیٰ کا ایک فرشتہ ہے، جس کو اللہ تعالیٰ نے تمام مخلوق کے نام بتا دیئے ہیں، اور وہ میری وفات کے بعد قیامت تک میری قبر پر قائم رہے گا، پس جو کوئی بھی میری امت میں سے مجھ پر درود پڑھے گا، تو وہ اس کا اور اس کے والد کا نام لے کر یہ کہے گا کہ اے محمد! فلاں نے آپ پر درود پڑھا ہے، پھر اللہ تبارک و تعالیٰ درود شریف پڑھنے والے پر ہر درود کے بدلہ میں دس رحمتیں نازل فرمائے گا (العظمہ، معجم ابن المقرئ)

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

لیکن ہمارے پاس موجود مسند بزار کے نسخے کی روایت میں ”اسماء الخلاق“ کے بجائے ”اسماع الخلاق“ کے الفاظ ہیں، یعنی لفظ ”اسماء“ کے آخر میں ”ہمزہ“ کے بجائے ”عین“ ہے۔

حدثنا أبو كريب، قال: نا سفیان بن عیینة، قال: نا نعيم بن ضمضم، عن ابن الحميري، قال: سمعت عمار بن ياسر، يقول: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إن الله وكل بقبري ملكا أعطاه أسماء الخلاق، فلا يصلي على أحد إلى يوم القيامة إلا أبلغني باسمه واسم أبيه، هذا فلان ابن فلان قد صلى عليك (مسند البزار رقم الحديث ۱۴۲۵) اور امام منذری رحمہ اللہ نے ترغیب و ترہیب میں بزار اور ابن حبان اور طبرانی کے حوالہ سے، اور علامہ بیہقی نے طبرانی کے حوالہ سے ”ہمزہ“ کے ساتھ اور بزار کے حوالہ سے ”عین“ کے ساتھ روایت نقل کی ہے۔

وعن عمار بن ياسر رضى الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم إن الله وكل بقبري ملكا أعطاه الله أسماء الخلاق فلا يصلي على أحد إلى يوم القيامة إلا أبلغني باسمه واسم أبيه هذا فلان بن فلان قد صلى عليك.

رواه البزار وأبو الشيخ ابن حبان ولفظه قال رسول الله صلى الله عليه وسلم إن لله تبارك وتعالى ملكا أعطاه أسماء الخلاق فهو قائم على قبري إذا مت فليس أحد يصلي على صلاة إلا قال يا محمد صلى عليك فلان بن فلان، قال فيصلي الرب تبارك وتعالى على ذلك الرجل بكل واحدة عشرة. رواه الطبراني في الكبير بنحوه. قال الحافظ روه كلهم عن نعيم بن ضمضم وفيه خلاف عن عمران بن الحميري ولا يعرف (الترغيب والترهيب، تحت رقم الحديث ۲۵۷۴، كتاب الذكر والدعاء) وعن ابن الحميري قال: قال لي عمار: يا ابن الحميري، ألا أحدثك عن حبيبي -صلى الله عليه وسلم-؟ قلت: بلى. قال: قال رسول الله -صلى الله عليه وسلم-: "يا عمار، إن لله ملكا أعطاه أسماء الخلاق كلها، وهو قائم على قبري، إذا مت إلى يوم القيامة، فليس أحد من امتي يصلي على صلاة إلا أسماه باسمه، واسم أبيه، قال: يا محمد، صلى عليك فلان، فيصلي الرب على ذلك الرجل بكل واحدة عشرة."

رواه الطبراني، ونعيم بن ضمضم ضعيف، وابن الحميري اسمه عمران. قال البخاري: لا يتابع على

﴿بقية حاشيا گلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

اس روایت کی سند میں اگرچہ محدثین کا کچھ کلام ہے۔

لیکن دوسری روایات سے اس کی تائید ہونے کی وجہ سے وہ کلام نقصان دہ نہیں ہے۔ ۱

چنانچہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی ایک روایت میں ہے کہ:

اَكْثِرُوا الصَّلَاةَ عَلَىٰ فَإِنَّ اللَّهَ وَكُلَّ بِيْ مَلَكًا عِنْدَ قَبْرِىْ فَإِذَا صَلَّيْ

عَلَىٰ رَجُلٍ مِّنْ أُمَّتِيْ قَالَ ذَٰلِكَ الْمَلِكُ يَا مُحَمَّدُ إِنَّ فُلَانَ بَنَ

فُلَانٍ صَلَّيْ عَلَيْكَ السَّاعَةَ (کنز العمال) ۲

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

حدیثہ۔ وقال صاحب الميزان : لا يعرف، وبقية رجاله رجال الصحيح (مجمع الزوائد، تحت رقم الحديث ۱۷۲۹۲، ج ۱۰ ص ۱۶۲، باب الصلاة على النبي صلى الله عليه وسلم في الدعاء وغيره) وعن عمار بن ياسر قال : قال رسول الله - صلى الله عليه وسلم " : إن الله وكل بقبري ملكا أعطاه أسمع الخلائق، فلا يصلى على أحد إلى يوم القيامة إلا أبلغنى باسمه، واسم أبيه، هذا فلان بن فلان، قد صلى عليك ". رواه البزار، وفيه ابن الحميري، واسمه عمران، يأتي الكلام عليه بعده، ونعيم بن ضمضم ضعفه بعضهم، وبقية رجاله رجال الصحيح (مجمع الزوائد، تحت رقم الحديث ۱۷۲۹۱، ج ۱۰ ص ۱۶۲، باب الصلاة على النبي صلى الله عليه وسلم في الدعاء وغيره)

اور ہمیں غور کرنے سے ”ہمزہ“ والی روایت ہی زیادہ صحیح اور ”عین“ والی روایت کتب کی غلطی معلوم ہوتی ہے۔

اور اگر ”عین“ والی روایت کو ترجیح دی جائے، تب بھی کوئی اشکال نہیں، اور مطلب یہ ہوگا کہ اللہ تعالیٰ اپنے حکم خاص یا بواسطہ دیگر ملائک اس کو ”اسماع صوت خلائق“ فرماتے ہیں۔

جیسا کہ عصر حاضر میں سیٹلائٹ (مصنوعی سیاروں) اور انٹرنیشنل نیٹ ورکنگ (انٹرنیٹ) ٹیکنالوجی نے فاصلوں اور مسافتوں کو زیر و درجے پر لا کر ہر جگہ کی آواز اور واقعات کو ہر جگہ پہنچانے، سنانے، دیکھنے، دکھانے پر دسترس حاصل کی ہے۔ اور اس کے بعد الحمد للہ تعالیٰ ہمیں خیر الفتاویٰ میں بھی اس سے ملتی جلتی تفصیل دستیاب ہوئی (ملاحظہ ہو: خیر الفتاویٰ ج ۱ ص ۳۰۳ تا ص ۳۰۶، ماحلق بالحدیث)

۱۔ قال الحافظ المنذرى : روه كلهم عن نعيم بن ضمضم، وفيه خلاف عن عمران بن الحميري، ولا يعرف. قلت: ذكره ابن حبان فى الثقات، وقال البخارى لا يتابع على حديثه (اتحاف الخيرة المهرة، رقم الحديث ۲۸۵ ”۳“ كتاب الادعية، باب فى الصلاة على النبي صلى الله عليه وسلم) رقم الحديث ۲۱۸۱ بحواله مسند الفردوس ديلمى عن ابى بكر.

قال الالبانى: اَكْثَرُوا الصَّلَاةَ عَلَى، فَإِنَّ اللَّهَ وَكُلَّ بِيْ مَلَكًا عِنْدَ قَبْرِىْ، فَإِذَا صَلَّ عَلَى رَجُلٍ مِّنْ أُمَّتِيْ قَالَ لِيْ ذَٰلِكَ الْمَلِكُ : يَا مُحَمَّدُ إِنَّ فُلَانِ بَنَ فُلَانٍ صَلَّ عَلَيْكَ السَّاعَةَ ."

الديلمى (۳۱/۱) عن محمد بن عبد الله بن صالح المروزي حدثنا بكر بن خداح عن فطر بن

﴿بقیہ حاشیہ گلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

ترجمہ: تم مجھ پر کثرت سے درود پڑھا کرو، پس بلاشبہ اللہ نے ایک فرشتہ میری قبر پر مقرر فرما دیا ہے، پس جب کوئی آدمی میری امت میں سے مجھ پر درود پڑھے گا، تو وہ فرشتہ کہے گا کہ اے محمد فلاں بن فلاں نے آپ پر اس وقت درود پڑھا ہے (کنز العمال)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے موقوف روایت ہے کہ:

لَيْسَ أَحَدٌ مِّنْ أُمَّةٍ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى عَلَيْهِ صَلَاةً إِلَّا وَهِيَ تَبْلُغُهُ يَقُولُ لَهُ الْمَلَكُ: فَلَانَ يُصَلِّيْ عَلَيْكَ كَذَا وَكَذَا صَلَاةً (شعب الایمان للبيهقي) ۱

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

خليفة عن أبي طفيل عن أبي بكر الصديق مرفوعا. بیض له الحافظ، وبكر بن خدّاش ترجمہ ابن ابی حاتم (۳۸۵/۱/۱) بروایۃ النّین آخرین عنہ ولم یذکر فیہ جرحا ولا تعدیلا. وأوردہ الحافظ فی "اللسان" بروایۃ جمع آخر عنہ وقال: ربما خالف. قالہ ابن حبان فی "الثقات". ومحمد بن عبد اللہ بن صالح المروزی لم أعرفہ. والحديث قال السنخاوی فی "القول البدیع" (ص ۱۷۷): "أخرجہ الدیلمی، وفی سندہ ضعف". لکن ذکر لہ شاهد من حدیث عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: "إن للہ ملکا أعطاه أسما ع الخلاق، فهو قائم علی قبری، إذا مت، فلیس أحد یصلی علی صلاۃ إلا قال: یا محمد صلی علیک فلان بن فلان، قال: فیصلی الرب تبارک وتعالی علی ذلک بكل واحدة عسرا". وقال (ص ۱۱۲): "رواہ أبو الشیخ ابن حبان وأبو القاسم النّیمی فی "ترغیبه (۲۰۹/۲ - مدینة) "والحارث فی "مسندہ" وابن أبی عاصم والطبرانی فی "معجمہ الکبیر" وابن الجراح فی "أمالیہ" بنحوہ وأبو علی الحسن بن نصیر الطوسی فی "أحکامہ" والبزار فی "مسندہ" وفی سند الجمع نعیم بن ضمیم، وفیہ خلاف عن عمران بن الحمیری، قال المنذری: لا یعرف.

قلت: بل هو معروف، ولینہ البخاری، وقال: "لا یتابع علیہ". وذكرہ ابن حبان فی "ثقات التابعین" قال صاحب المیزان أيضا: لا یعرف قال: نعیم بن ضمیم ضعفہ بعضهم. انتهى. وقرأت بخط شیخنا (یعنی الحافظ بن حجر) لم أر فیہ توثیقا ولا تجریحا، إلا قول الذہبی هذا: "ومن هذا الوجه أخرجه البخاری فی "التاریخ (۳/۲/۳۱۶)" وهو فی "زوائد البزار (۳۰۶)" فالحدیث بهذا الشاهد وغیرہ مما فی معناه حسن إن شاء اللہ تعالی (سلسلة الاحادیث الصحیحة، تحت رقم الحدیث ۱۵۳۰)

۱ رقم الحدیث ۱۴۸۲، باب فی تعظیم النبی صلی اللہ علیہ وسلم صلی اللہ علیہ وسلم وإجلالہ وتوقیرہ صلی اللہ علیہ وسلم.

ترجمہ: محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں سے جو کوئی بھی آپ پر درود پڑھتا ہے، تو وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچ جاتا ہے، اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے فرشتہ کہتا ہے کہ فلاں نے آپ پر اس اور اس طریقہ سے درود بھیجا ہے (بیہقی)

اس حدیث کی سند میں اگرچہ کچھ ضعف ہے، لیکن حضرت عمار بن یاسر اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہما کی گذشتہ روایات کی موجودگی میں وہ ضعف نقصان دہ نہیں۔ ۱

اور اس طرح کا مضمون حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ کی سند سے مروی ایک حدیث میں بھی آیا

۱۔ چنانچہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی اس روایت کی سند میں ابویحییٰ القنات ہیں، جو کہ ضعیف ہیں، جن کے بارے میں علامہ ابن حجر فرماتے ہیں کہ:

أبو يحيى القنات بقال ومثناة مثقلة وآخره مثناة أيضا الكوفي اسمه زاذان وقيل دينار وقيل مسلم وقيل يزيد وقيل زبان وقيل عبد الرحمن لين الحديث من السادسة بخ د ت ق (تقریب التہذیب ج ۲ ص ۴۹۰)

اور ابن عدی فرماتے ہیں کہ:

قال الشيخ وأبو يحيى له غير ما ذكرت من الحديث يروى عنه الأعمش وإسرائيل وعامة حديثه يرويه إسرائيل وفي حديثه بعض ما فيه إلا أنه يكتب حديثه (الكامل لابن عدی ج ۳ ص ۲۳۹ فی ترجمۃ ابویحییٰ القنات)

اس سے معلوم ہوا کہ ابویحییٰ القنات استہدای کی صلاحیت رکھتے ہیں، اور ہم نے جو احادیث اوپر ذکر کیں، ان کے ساتھ بطور استہدای اس کو ذکر کیا ہے۔

ملاحظہ رہے کہ ابن عدی نے ابویحییٰ القنات کی سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے جو حدیث نقل کی ہے، اس میں ”ملائکۃ سیاحین فی الارض“ اور ”صلاۃ“ کے ساتھ ”سلام“ کا اضافہ ہے۔

چنانچہ وہ فرماتے ہیں کہ:

ثنا عيسى بن أحمد الصدفی بمصر ثنا محمد بن عبد الله بن عبد الحكم ثنا عبد الغفار بن الحسن البصري ثنا إسرائيل عن أبي يحيى عن مجاهد عن بن عباس قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم إن لله ملائكة سياحين في الأرض يبلغوني من أمتي فلان سلم عليك ويصلي عليك فلان يصلي عليك وسلم عليك (الكامل لابن عدی ج ۳ ص ۲۳۸ فی ترجمۃ ابویحییٰ القنات)

مگر ہمیں باوجود تلاش کے ان فرشتوں کے بارے میں جو کہ ”سیاحین فی الارض“ ہیں، صلاۃ پہنچانے کی کوئی دیگر حدیث اس کی مؤید نہیں ملی، اور پیچھے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی جو صحیح حدیث ذکر کی گئی، اس میں ”سیاحین فی الارض“ فرشتوں کی طرف سے سلام پہنچانے کا ذکر ہے، نہ کہ صلاۃ کو پہنچانے کا۔

ہے، مگر اس کی سند شدید ضعیف معلوم ہوتی ہے۔ ۱
ابو عبد الرحمن، محمد بن مروان سدی کی سند سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی یہ حدیث مروی ہے کہ:

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ صَلَّى عَلَيَّ عِنْدَ قَبْرِیْ
وَجَلَّ بِهَا مَلَكٌ یَّلْغُنِیْ، وَكَفَى بِهَا أَمْرُ دُنْيَاهُ وَآخِرَتِهِ، وَكُنْتُ لَهُ
شَهِيدًا أَوْ شَفِيعًا "هَذَا لَفْظُ حَدِيثِ الْأَصْمَعِيِّ، وَفِي رِوَايَةِ الْحَنَفِيِّ
قَالَ: عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ صَلَّى عَلَيَّ عِنْدَ قَبْرِیْ
سَمِعْتُهُ، وَمَنْ صَلَّى عَلَيَّ نَائِيًا أُبْلِغْتُهُ (شعب الایمان للبيهقي) ۲

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو بندہ بھی مجھ پر میری قبر کے
قریب درود پڑھتا ہے، تو اس کے ساتھ ایک فرشتہ کو مقرر کر دیا جاتا ہے، جو وہ درود

۱ حدثنا الحسين بن محمد، ثنا محمد بن عبيد، ثنا موسى بن عمير، عن مكحول،
عن أبي أمامة، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من صلى على صلى الله عليه
عشرا بها ملك موكل بها حتى يبلغنيها (المعجم الكبير، رقم الحديث ۷۱۱)
قال الهيثمي: رواه الطبراني، وفيه موسى بن عمير القرشي الأعمى، وهو ضعيف جدا (مجمع
الزوائد، تحت رقم الحديث ۱۷۲۹۳، باب الصلاة على النبي صلى الله عليه وسلم في الدعاء
وغيره)

وقال سعد بن ناصر بن عبد العزيز الشثري: حديث أبي أمامة: أخرجه الطبراني في
الكبير (۱۵۸/۸) من طريق موسى بن عمير عن مكحول، عن أبي أمامة قال: قال رسول الله -صلى
الله عليه وسلم-: "من صلى على، صلى الله عليه عشرا بها ملك موكل بها حتى يبلغنيها."
وذكره ابن القيم في جلاء الأفهام (ص ۱۶۶) ثم قال: رواه الطبراني في الكبير من رواية مكحول
عنه يعني عن أبي أمامة وقد قيل إنه لم يسمع منه إنما رآه رؤية، والرواية له عن مكحول: موسى بن
عمير، وهو الجعدي الضريز، كذبه أبو حاتم.

وذكره الهيثمي في المجمع (۱۶۲/۱۰) ثم قال: رواه الطبراني، وفيه موسى بن عمير القرشي
الأعمى، وهو ضعيف جدا. (حاشية المطالب العالمة، للعسقلاني، تحت رقم الحديث ۲، كتاب
الأذكار والدعوات، باب الصلاة على النبي -صلى الله عليه وسلم)

۲ رقم الحديث ۱۷۸۱، باب في تعظيم النبي صلى الله عليه وسلم وإجلاله وتوقيره صلى الله
عليه وسلم.

مجھ تک پہنچا دیتا ہے، اور اس کے دنیا و آخرت کے معاملات کی کفایت کی جاتی ہے، اور میں (بروز قیامت) اس کے لئے گواہ بنوں گا یا شفاعت کروں گا۔
یہ الفاظ تو اصمعی کی حدیث کے ہیں، اور حنفی کی روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو مجھ پر میری قبر کے قریب درود پڑھتا ہے، تو اس کو میں سنتا ہوں، اور جو میرے اوپر دور سے درود پڑھتا ہے، تو وہ درود مجھ تک پہنچا دیا جاتا ہے (بیہقی)

اس حدیث کی سند میں ”ابو عبد الرحمن، محمد بن مروان سدی“ کو محدثین نے شدید ضعیف بلکہ ”کذاب“ یعنی جھوٹا تک بھی قرار دیا ہے۔
اور ابو عبد الرحمن، محمد بن مروان سدی کی سند سے ہی مروی ایک روایت میں درود کے بجائے سلام کا ذکر ہے، جس کے الفاظ یہ ہیں کہ:

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَا مِنْ عَبْدٍ يُسَلِّمُ عَلَيَّ عِنْدَ قَبْرِي إِلَّا وَكَّلَ اللَّهُ بِهَا مَلَكًا يُبْلِغُنِي (شعب الایمان للبیہقی) ۱
ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو بندہ بھی مجھ پر میری قبر کے قریب سلام پڑھتا ہے، تو اللہ اس کے ساتھ ایک فرشتہ کو مقرر کر دیتا ہے، جو وہ سلام مجھ تک پہنچا دیتا ہے (بیہقی)

اس روایت کی سند میں بھی ”ابو عبد الرحمن، محمد بن مروان سدی“ ہیں، جن کو محدثین نے شدید ضعیف بلکہ ”کذاب“ اور جھوٹا تک بھی قرار دیا ہے، جیسا کہ گزرا۔
اسی کے ساتھ مذکورہ دونوں روایتوں میں یہ فرق بھی ہے کہ ایک روایت میں درود کا ذکر ہے، اور ایک روایت میں سلام کا ذکر ہے، اور ایک روایت میں قبر کے قریب پڑھے جانے والے درود کے فرشتے کے واسطے سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچنے کا ذکر ہے، اور دوسری روایت

میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے خود سماعت فرمانے کا ذکر ہے۔
بہر حال اس سے قطع نظر مذکورہ حدیث کو سند کے اعتبار سے محدثین نے شدید ضعیف اور
موضوع و من گھڑت قرار دیا ہے۔ ۱

۱۔ قال العقيلي: ومن حديثه ما حدثناه إسماعيل بن نميل الخلال البغدادي، حدثنا العلاء بن عمرو، حدثنا محمد بن مروان، عن الأعمش، عن أبي صالح، عن أبي هريرة قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من صلى على عند قبري سمعته، ومن صلى على نائياً أبلغته. لا أصل له من حديث الأعمش وليس بمحفوظ ولا يتابعه إلا من هو دون (الضعفاء الكبير للعقيلي، ج ۴ ص ۱۳۶ تحت رقم الحديث ۱۶۹۶)

وقال الزيلعي: حديث آخر روى العقيلي في ضعفاءه من حديث محمد بن مروان عن الأعمش عن أبي صالح عن أبي هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم (من صلى على عند قبري سمعته ومن صلى على نائياً أبلغته) وضعف محمد بن مروان عن جماعة وقال ليس له أصل ولا هو محفوظ وقال ابن دحية في العلم المشهور هذا حديث موضوع تقرب به محمد بن مروان السدي وكان كذاباً.

ورواه البيهقي في كتاب حياة الأنبياء في قبورهم وهو جزء حديثي ثم قال ومحمد بن مروان فيه نظر ولكن يؤكده ما أخبرنا به الحسن بن بشران أنا حمزة بن محمد بن العباس ثنا أبو أحمد الزبيري وإسرائيل قالوا أنا ابن أبي نجيح عن مجاهد عن ابن عباس قال ليس أحد من أمة محمد صلى الله عليه وسلم يصلي عليه صلاة إلا وهي تبلغه يقول له الملك فلان يصلي عليك انتهى كلامه (تخریج احادیث الکشاف، ج ۳ ص ۱۳۵، تحت رقم الحديث ۱۰۴۰، سورة الاحزاب)

وقال الخطيب: حدثنا ابن الغلابي قال: قال يحيى بن معين السدي الصغير صاحب التفسير محمد بن مروان مولى الخطابي ليس بثقة. حدثنا ابن الفضل حدثنا ابن درستويه حدثنا يعقوب بن سفيان قال: ومحمد بن مروان السدي مولى الخطابي ويقال له السدي الصغير وهو ضعيف غير ثقة. حدثنا أبو بكر البرقاني قال: قرأت على أبي يعلى حمزة ومحمد بن علي بن هاشم المامطيري بها حدثكم محمد بن إبراهيم بن شعيب الغازي حدثنا محمد بن إسماعيل البخاري قال: محمد بن مروان الكوفي صاحب الكلبي لا يكتب حديثه ألبتة. حدثنا محمد بن علي المقرئ حدثنا أبو مسلم بن مهران الحافظ حدثنا عبد المؤمن بن خلف النسفي قال: سألت أبا علي صالح بن محمد عن محمد بن مروان الذي روى التفسير عن الكلبي فقال: كان ضعيفاً وكان يضع الحديث أيضاً وكان يقال محمد بن مروان الكلبي. أنبأنا البرقاني حدثنا محمد بن سعيد بن سعد حدثنا عبد الكريم بن أحمد بن شعيب النسائي حدثنا أبي قال: محمد بن مروان الكوفي يروي عن الكلبي متروك الحديث (تاريخ بغداد ج ۲ ص ۱۰۹، تحت ترجمة محمد بن مروان بن عبد الله بن إسماعيل السدي)

وقال الفتني: فيه السدي الصغير كذاب له شواهد كحديث "إن لله ملائكة سياحين في الأرض يبلغوني عن أمتي السلام" وغير ذلك "من صلى على في كتاب لم تزل الملائكة تستغفر له ما

﴿بقية حاشيا گلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں﴾

اور ابن قیم نے ایک اور سند کے ساتھ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث درج ذیل الفاظ میں ذکر کی ہے کہ:

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

دام اسمی فی ذلک الكتاب "عن الصديق وأبي هريرة وأهل الأول بأبي داود النخعي والثاني بإسحاق بن وهب العلاف ويزيد بن عياض قلت لحديث أبي هريرة طريق أخرى وقد ورد عن ابن عباس بسند واه عن عائشة، وفي المختصر هو لجماعة بسند ضعيف، وفي اللآلء أحاديث فضل كتابة الصلاة على النبي صلى الله عليه وسلم موضوع (تذكرة الموضوعات للفتنى، ص ۹۰، كتاب العلم، باب فضل الصلاة وكتابتها)

وقال الكتاني: حديث من صلى على عندى قبرى سمعته ومن صلى على نائيا وكل الله بها ملكا يبلغنى وكفى أمر دنياه وآخرته وكت له شهيدا وشفيعا (خط) من حديث أبي هريرة ولا يصح فيه محمد بن مروان وهو السدى الصغير وقال العقيلي لا أصل لهذا الحديث (تعقب) بأن البيهقي أخرجه فى الشعب من هذا الطريق وتابع السدى عن الأعمش فيه أبو معاوية أخرجه أبو الشيخ فى الثواب (قلت) وسنده جيد كما نقله السخاوى عن شيخه الحافظ ابن حجر والله أعلم وله شواهد من حديث ابن مسعود وابن عباس وأبي هريرة أخرجه البيهقي ومن حديث أبي بكر الصديق أخرجه الديلمى ومن حديث عمار أخرجه العقيلي من طريق على بن قاسم الكندى وقال على بن القاسم شيعى فيه نظر لا يتابع على حديثه انتهى وفى لسان الميزان أن ابن حبان ذكر على ابن القاسم فى الثقات وقد تابعه عبد الرحمن بن صالح وقبيصة بن عقبة أخرجهما الطبرانى (تنزيه الشريعة المرفوعة للكتانى، ج ۱ ص ۳۳۵، تحت رقم الحديث ۲۱)

وقال الالبانى: من صلى على عند قبرى سمعته، ومن صلى على نائيا وكل بها ملك يبلغنى، وكفى بها أمر دنياه وآخرته، وكت له شهيدا أو شفيعا. "موضوع بهذا التمام.

أخرجه ابن سمعون فى "الأمالى (۲/۱۹۳/۲)" و"الخطيب فى "تاريخه (۲۹۱/۳ - ۲۹۲)" وابن عساكر (۲/۷۰/۱۶) من طريق محمد بن مروان عن الأعمش عن أبي صالح عن أبي هريرة مرفوعا. وأخرج طرفه الأول أبو بكر بن خلاد فى الجزء الثانى من حديثه (۱۵/۲) وأبو هاشم السيلقى فيما انتقاه على ابن بشرويه (۶/۱) والعقيلي فى "الضعفاء (۱۳۶/۳ - ۱۳۷)" و"البيهقى فى "الشعب (۲۱۸/۲)" وقال العقيلي: لا أصل له من حديث الأعمش، وليس بمحفوظ، ولا يتابعه إلا من هو دونه، يعنى ابن مروان هذا، ثم روى الخطيب بإسناده عن عبد الله بن قتيبة قال: سألت ابن نمير عن هذا الحديث؟ فقال: دع ذا، محمد بن مروان ليس بشيء.

قلت: و من طريقه أورده ابن الجوزى فى "الموضوعات (۳۰۳/۱)" من رواية العقيلي ثم قال: لا يصح، محمد بن مروان هو السدى الصغير كذاب، قال العقيلي: لا أصل لهذا الحديث. و تعقبه السيوطى فى "اللالىء (۲۸۳/۱)" بقوله: قلت: أخرجه البيهقي فى "شعب الإيمان" من هذا الطريق، وأخرج له شواهد.

﴿بقية حاشيا گلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں﴾

قَالَ أَبُو الشَّيْخِ فِي كِتَابِ الصَّلَاةِ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَحْمَدَ الْأَعْرَجِ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ الصَّبَّاحِ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ صَلَّى عَلَى عِنْدَ قَبْرِى سَمِعْتُهُ وَمَنْ صَلَّى عَلَى مِنْ بَعِيدٍ أَعْلِمْتُهُ. وَهَذَا الْحَدِيثُ غَرِيبٌ جَدًّا (جلاء الافهام لابن القيم، ج ۱ ص ۵۴، الفصل الاول)

ترجمہ: ابوشیخ نے ”کتاب الصلاۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم“ میں فرمایا کہ ہم کو عبدالرحمن بن احمد اعرج نے، اُن سے حسن بن صباح نے، اُن سے ابو معاویہ نے، اُن سے اعمش نے، ان سے ابوصالح نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث بیان کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو مجھ پر میری قبر کے قریب درود پڑھتا ہے، تو میں اسے سنتا ہوں، اور جو مجھ پر دور سے درود پڑھتا ہے، تو مجھے (فرشتوں کے واسطے سے) اس کی خبر کی جاتی ہے۔

(علامہ ابن قیم فرماتے ہیں کہ) اور یہ حدیث شدید غریب ہے (جلاء الافهام) ہمیں مندرجہ بالا سند کے ساتھ یہ روایت تلاشِ بسیار کے باوجود ابوالشیخ کی کسی کتاب میں تو دستیاب نہیں ہو سکی، اور نہ ہی کسی اور محدث سے یہ روایت موصول ہوئی، البتہ علامہ ابن قیم اور بعض دیگر حضرات نے ابوالشیخ کے حوالہ سے اس روایت کو نقل کیا ہے۔ اور اس روایت میں ”ابوعبدالرحمن محمد بن مروان سدی“ موجود نہیں ہیں، بلکہ ان کی جگہ

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

قلت : ثم ساقها السيوطى وبعضها صحيح ، مثل قوله صلى الله عليه وسلم " : إن لله ملائكة سياحين فى الأرض يبلغونى عن أمتى السلام " وقوله صلى الله عليه وسلم : " ما من أحد يسلم على ... الحديث و تقدم ذكره قريبا (ص ۳۶۲) وهى كلها إنما تشهد للحديث فى الجملة ، و أما التفصيل الذى فيه و أنه من صلى عليه عند قبره صلى الله عليه وسلم فإنه يسمعه ، فليس فى شيء منها شاهد عليه (سلسلة الاحاديث الضعيفة، تحت رقم الحديث ۲۰۳)

”عبدالرحمن بن احمد اعرج“ ہیں۔

مگر علامہ ابن قیم نے اس حدیث کو شدید غریب قرار دیا ہے، جیسا کہ اوپر گزرنا۔ اور بعض دیگر حضرات نے اس روایت کی سند کو ”خطا“ قرار دیا ہے، اور اس سے پہلی سند سے مروی ہونے کو صواب و درست قرار دیا ہے، جبکہ بعض نے اس حدیث میں مذکور ایک راوی ”عبدالرحمن بن احمد اعرج“ کو مجہول قرار دے کر اس حدیث کو ضعیف کہا ہے۔ ۱

۱۔ قال تقی الدین المقریزی: وخرج أبو الشيخ في كتاب (الصلاة على النبي) صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ من طريق الحسن ابن الصباح، حدثنا أبو معاوية حدثنا الأعمش، عن أبي صالح، عن أبي هريرة قال: قال رسول الله صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: من صَلَّى عليَّ عند قبري سمعته، ومن صَلَّى عليَّ من بعيد علمته، وهذا الحديث غريب جداً (إمتاع الأسماع بما للنبی من الأحوال والأموال والحفدة والمتاع، لتقی الدین المقریزی ”المتوفی“ ۸۴۵ھ) ج ۱ ص ۵۹، السادسة والثمانون من خصائصه صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أن صلاة أمته تبلغه في قبره وتعرض عليه صلاتهم وسلامهم) قال ابن عبد الهادي: وأما في حق الحاضر عند القبر، فهل يكون كذلك، أو يسمعه صلى الله عليه وسلم بغير واسطة؟ ورد في ذلك حديثان: أحدهما (من صلى علي عند قبري سمعته، ومن صلى علي ناباً بلغته، وفي رواية ناباً منه ابلاغته، وفي رواية ناباً من قبري وفي رواية عن قبري) والحديث الثاني: (ما من عبد يسلم علي عند قبري إلا وكل بها ملك يبلغني وكفي أمر آخرته ودينه و كنت له شهيداً و شفيعاً يوم القيامة) وفي رواية (من صلى علي عند قبري وكل الله به ملكاً يبلغني وكفي أمر دينه و آخرته و كنت له شهيداً و شفيعاً) وفي رواية: (ما من عبد صلى علي عند قبري إلا وكل الله به، وفيها شفيعاً و شهيداً) وهذان الحديثان كلاهما من رواية محمد بن مروان السدي الصغير، وهو ضعيف عن الأعمش عن أبي صالح، عن أبي هريرة عن النبي صلى الله عليه وسلم.

قلت: هذا الحديث موضوع على رسول الله ليس له أصل ولم يحدث به أبو هريرة، ولا أبو صالح، ولا الأعمش، ومحمد بن مروان السدي: متهم بالكذب والوضع ولفظ هذا الحديث الذي تفرد به مختلف، فإن اللفظ الأول يدل على إثبات السماع عند القبر، واللفظ الثاني يدل على نفى السماع عند القبر، واللفظ الأول هو المشهور عن محمد بن مروان، رواه عن العلاء بن عمرو الحنفی، ورواه عن العلاء جماعة، قال أحمد بن إبراهيم بن ملحان: حدثنا العلاء بن عمرو، حدثنا محمد بن مروان، عن الأعمش، عن أبي صالح، عن أبي هريرة قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: (من صلى علي عند قبري سمعته ومن صلى علي ناباً من قبري ابلاغته). رواه العقيلي عن شيخ له عن العلاء بن عمرو: وقال: لا أصل له من حديث الأعمش، وليس بمحفوظ، ورواه الطبرانی من رواية العلاء أيضاً ولفظه: (من صلى علي من قريب سمعته، ومن صلى علي من بعيد ابلاغته) وقد تكلم أبو حاتم بن حبان وأبو الفتح الأزدی فی العلاء بن عمرو فقال ابن حبان يجوز الاحتجاج به بحال، وقال الأزدی لا یکتب عنه بحال.

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پرلاحظہ فرمائیں﴾

اور اس کو قابلِ حجت نہیں سمجھا۔

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

وقد روى بعضهم هذا الحديث من رواية أبى معاوية عن الأعمش وهو خطأ فاحش، وإنما هو حديث محمد بن مروان تفرد به وهو متروك الحديث متهم بالكذب.

قال ابن أبى حاتم: حدثنا محمد بن يحيى، حدثنا عبد السلام بن عاصم الهشنجاني، قال سمعت جريراً يقول: محمد بن مروان كذاب، يعنى صاحب الكلى وقال العقبلى، حدثنا الحسن بن علي، حدثنا يحيى بن سليمان الجعفي، قال: سمعت ابن نمير يقول: محمد بن مروان الكلى: كذاب، وما سمعته وقع فى أحد غيره.

وقال عباس الدورى: سمعت يحيى بن معين يقول: السدى الصغير محمد بن مروان صاحب الكلى، ليس بثقة، وقال ابن أبى حاتم: سمعت أبى يقول: هو ذاهب الحديث متروك الحديث لا يكتب حديثه البتة.

وقال النسائى والدولابى والأزدى: متروك الحديث، وقال السعدى: ذاهب الحديث، وقال صالح جزرة: كان يضع الحديث.

وقال ابن حبان: كان ممن يروى الموضوعات عن الإثبات، لا يحل كتب حديثه إلا على سبيل الاعتبار، ولا الاحتجاج به بحال من الأحوال، وقال ابن عدى: عامة ما يرويه غير محفوظ، والضعف على رواياته بين، وقال الحاکم: هو ساقط فى أكثر روايته.

وأما اللفظ الثانى الذى يدل على عدم السماع عند القبر فرواه البيهقى فى كتاب شعب الإيمان. أخبرنا أبو عبد الله الحافظ، حدثنا أبو عبد الله الصفار إملاء، حدثنا محمد بن موسى البصرى، حدثنا عبد الملك بن قریب، ثنا محمد بن مروان، وهو يتيم لبنى السدى لقبيته ببغداد عن الأعمش، عن أبى صالح، عن أبى هريرة قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: (ما من عبد يسلم على عند قبرى إلا وكل الله بها ملكاً يبلغنى وكفى أمر آخرته وديناه وكنى له شهيداً وشفيعاً يوم القيامة).

وقال أبو الحسين بن سمعون: حدثنا عثمان بن أحمد بن يزيد، ثنا محمد بن موسى، حدثنا عبد الملك بن قریب الأصمعى، حدثنا محمد بن مروان السدى، عن الأعمش، عن أبى صالح عن أبى هريرة قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: (من صلى على عند قبرى وكل الله به ملكاً يبلغنى وكفى أمر ديناه وآخرته وكنى له يوم القيامة شهيداً، أو شفيعاً).

هذا اللفظ تفرد به محمد بن موسى، عن الأصمعى، عن محمد بن مروان ومحمد بن موسى هو محمد بن يونس بن موسى بن سليمان بن عبيد بن ربيعة بن كديم القرشى الشامى الكديمى، أبو العباس البصرى، وهو متهم بالكذب، ووضع الحديث.

قال ابن عدى: اتهم بوضع الحديث وسرقته، وأدعى رؤية قوم لم يرههم، ورواية عن قوم لا يعرفون، وترك عامة مشايخنا الرواية عنه، ومن حديث عنه ينسبه إلى جده موسى لثلا يعرف، وقال ابن حبان: كان يضع على الثقات الحديث ضعفاً، ولعله قد وضع أكثر من ألف حديث.

وقال أبو عبيد الأجرى: سمعت أبا داود يتكلم فى محمد بن سنان، يعنى القزاز وفى محمد بن

﴿بقية حاشيا گلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں﴾

لیکن مذکورہ تفصیل کے برعکس بعض حضرات نے اس روایت کی سند کو عمدہ قرار دیا ہے۔ ۱۔

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾ یونس یطلق فیہما الکذب، وقال أبو بکر: محمد بن وهب البصري المعروف بابن التمار الوراق ما أظهر أبو داود تكذيب أحد إلا رجلين الكديمي و غلام خليل. وقال الدارقطني: قال لي أبو بکر: أحمد بن المطلب بن عبد الله بن الواثق الهاشمي كنا يوماً عند القاسم المطرز، وكان يقرأ علينا مسند أبي هريرة فمر به في كتابه حديث عن الكديمي، فامتنع من قراءته، فقام إليه محمد بن عبد الجبار، وكان قد أكثر عن الكديمي، فقال: أيها الشيخ أن تقرأ فأبى، وقال: أنا أجاثية بين يدي الله تعالى يوم القيامة وأقول: إن هذا كان يكذب على رسول الله صلى الله عليه وسلم وعلى، وقال موسى بن هارون الحمالي: تقرب إلى الكديمي بالكذب.

وقال الأزدي متروك الحديث، وقال حمزة بن يوسف السهمي سمعت الدارقطني يقول كان الكديمي يتهم بوضع الحديث، وقال ابن عدي والكديمي: أظهر أمرًا من أن يحتاج إلى تبين ضعفه، وكان مع وضعه للحديث وادعائه مشايخ لم يكتب عنهم يخلق لنفسه شيوًا حتى كان يقول: حدثنا شاصونة بن عبيد منصوراً عن عدن أبيين فذكر عنه حديثاً قال ولو ذكرت ما أنكر عليه وادعائه ووضعه لطلال ذلك (الصارم المنكي في الرد على السبكي، ج ۱ ص ۲۱۵ الى ۲۲۲، الباب الثاني)

وقال الالباني: و أما نصفه الآخر، فلم يذكر السيوطي ولا حديثاً واحداً يشهد له، نعم قال السيوطي: ثم وجدت لمحمد بن مروان متابعا عن الأعمش، أخرجه أبو الشيخ في "الثواب" حدثنا عبد الرحمن بن أحمد الأعرج حدثنا الحسن بن الصباح حدثنا أبو معاوية عن الأعمش به.

قلت: و رجال هذا السند كلهم ثقات معروفون غير الأعرج هذا، و الظاهر أنه الذي أورده أبو الشيخ نفسه في "طبقات الأصهبانيين" (ص ۳۲۲/۳۶۳) فقال: عبد الرحمن بن أحمد الزهري أبو صالح الأعرج، ثم روى عنه حديثين و لم يذكر فيه جرحاً و لا تعديلاً فهو مجهول، و سيأتي تخريج أحدهما برقم (۸۵۳۵) و سوف يأتي له ثالث برقم (۶۲۳۶) بإذن الله.

فقول الحافظ في "الفتح" (۳/۹۶) "سنده جيد، غير مقبول، و لهذا قال ابن القيم في هذا السند: إنه غريب، كما نقله السخاوي عنه في "القول البديع في الصلاة على الحبيب الشفيع" (ص ۱۱۶) و قال ابن عبد الهادي في "الصارم المنكي في الرد على السبكي" (ص ۱۹۰): و قد روى بعضهم هذا الحديث من رواية أبي معاوية عن الأعمش، و هو خطأ فاحش، و إنما هو محمد بن مروان تفرد به و هو متروك الحديث متهم بالكذب.

على أن هذه المتابعة ناقصة، إذ ليس فيها ما في رواية محمد بن مروان: "و كفى بها أمر دنياه ..."، كذلك أورده الحافظ ابن حجر و السخاوي من هذا الوجه خلافاً لما يوهمه فعل السيوطي حين قال ...: عن الأعمش به، يعني بسنده و لفظه المذكور في رواية السدي كما لا يخفى على المشتغلين بهذا العلم الشريف (سلسلة الضعيفة تحت رقم الحديث ۲۰۳)

۱۔ قال ابن حجر: و أخرجه أبو الشيخ في كتاب الثواب بسند جيد بلفظ من صلى على عند قبري سمعته و من صلى على نائياً بلغته (فتح الباري لابن حجر، ج ۶ ص ۳۸۸، قوله باب قول الله تعالى واذكر في الكتاب مريم إذ انتبذت من أهلها) ﴿بقيہ حاشیہ الگے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

اور ”عبد الرحمن بن احمد اعرج“ کا پورا نام عبد الرحمن بن احمد بن ابی یحییٰ الزہری ہے، جن کو ابو

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

وقال السخاوی: قلت: وسنده جيد كما أفاده شيخنا وعنه أيضاً -رضى الله عنه- قال: قال رسول الله -صلى الله عليه وسلم- من صلى على عند قبرى سمعته ومن صلى على نائياً وكل الله به ملكاً يبلغنى وكفى أمر دنياه وآخرته وكنت له يوم القيامة شهيداً أو شفيحاً أخرجه العشارى وفي سنده محمد بن موسى وهو الكديمى متروك الحديث، وهو عند ابن أبى شيبة والتميمى فى ترغيبه والبيهقى فى حيلة الأنبياء له باختصار من صلى على عند قبرى سمعته ومن صلى على نائياً أبلغته، وأخرجه فى الشعب بلفظ ما من عبد يسلم على عند قبرى إلا وكل الله بها ملكاً يبلغنى والباقي سواء، وأورده ابن الجوزى من طريق الخطيب وأنهم به محمد بن مروان السدى نقل عن العقيلي، أنه قال لا أصل لهذا الحديث من حديث الأعمش وليس بمحفوظ انتهى وقال ابن كثير فى إسناده نظر، وقوله نائياً يعنى بعيداً كما فى رواته الرواية الأخرى (القول البديع، ص ۱۶۰، الباب الرابع)

وأما الحديث باللفظ الثانى فأخرجه أبو الشيخ فى "الصلاة على النبى" (جلاء الأفهام ص ۱۹) وفى "الثواب" (الآلآلى المصنوعة ۲۸۳/۱) عن عبد الرحمن بن أحمد الأعرج ثنا الحسن بن الصباح ثنا أبو معاوية ثنا الأعمش عن أبى صالح عن أبى هريرة مرفوعاً "من صلى على عند قبرى سمعته، ومن صلى على من بعيد أعلمته"

قال ابن القيم: وهذا الحديث غريب جداً"

وقال السخاوى: وسنده جيد كما أفاده شيخنا "القول البديع ص ۱۵۴.

قلت: رواته ثقات غير عبد الرحمن بن أحمد الأعرج ترجمه أبو الشيخ فى "الطبقات (۳/۵۴۱)" وأبو نعيم فى "أخبار أصبهان (۲/۱۱۳)" ولم يذكر فيه جرحاً ولا تعديلاً. وأبو معاوية هو محمد بن خازم الضرير.

ولم ينسرد به بل تابعه محمد بن مروان السدى عن الأعمش عن أبى صالح عن أبى هريرة مرفوعاً "من صلى على عند قبرى سمعته، ومن صلى على نائياً أبلغته"

أخرجه العقيلي (۱۳۶/۳-۱۳۷) وابن البخترى فى "حديثه (۷۳۵)" والبيهقى فى "الشعب (۱۳۸۱)" وفى "حياة الأنبياء (۱۹)" والخطيب فى "التاريخ (۳/۲۹۲)" وأبو القاسم الأصبهاني فى "الترغيب (۱۶۶۶)" من طرق عن العلاء بن عمرو الحنفى ثنا محمد بن مروان به.

ووقع فى رواية ابن البخترى والبيهقى: عن العلاء بن عمرو الحنفى ثنا أبو عبد الرحمن عن الأعمش.

وقال البيهقى: أبو عبد الرحمن هذا هو محمد بن مروان السدى فيما أرى، وفيه نظر"

وقال العقيلي: لا أصل له من حديث الأعمش، وليس بمحفوظ، ولا يتابع محمد بن مروان السدى إلا من هو دونه"

وروى الخطيب عن عبد الله بن إبراهيم بن قتيبة قال: سألت ابن نمير عن حديث العلاء بن عمرو هذا فقال: دع ذا، محمد بن مروان ليس بشيء.

﴿بقية حاشيا گلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

صالح اعرج بھی کہا جاتا ہے۔ ۱

ملا علی قاری، نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پیش کئے جانے کے متعلق فرماتے ہیں کہ:

(فَإِنَّ صَلَاتَكُمْ مَعْرُوضَةٌ عَلَيَّ) يَعْنِي عَلَيَّ وَجْهَ الْمَقْبُولِ فِيهِ وَإِلَّا فَهِيَ
دَائِمًا تُعْرَضُ عَلَيْهِ بِوَاسِطَةِ الْمَلَائِكَةِ إِلَّا عِنْدَ رَوْضَتِهِ فَيَسْمَعُهَا
بِحَضْرَتِهِ (مرقاۃ المفاتیح) ۲

ترجمہ: پس تمہارا درود مجھ پر پیش کیا جاتا ہے، اس کا مطلب یہ ہے کہ (جمعہ کے

دن پڑھا ہو اور درود) زیادہ مقبول طریقہ پر میرے اوپر پیش کیا جاتا ہے، ورنہ درود

شریف تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ہمیشہ فرشتوں کے واسطے سے پیش کیا ہی

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

وأخرجه البيهقي في "الشعب" (۱۳۸۱) "والخطيب في" التاريخ (۲۹۱/۳ - ۲۹۲) "وأبو القاسم
الأصبهاني (۱۶۹۸) وابن الجوزي في "الموضوعات" (۳۰۲ - ۳۰۳) "من طريق محمد بن يونس
بن موسى القرشي الكديمي ثنا عبد الملك بن قريب الأصمعي ثنا محمد بن مروان عن الأعمش به
بلفظ "من صلى على عند قبري سمعته، ومن صلى على نائيا وكل بها ملك يبلغني، وكفى بها أمر
دنياه وآخرته، وكنت له شهيدا، أو شفيعا" اللفظ للخطيب

قال ابن الجوزي : هذا حديث لا يصح، ومحمد بن مروان السدي قال ابن معين : ليس بشقة، وقال
ابن نمير : كذاب، وقال السعدی : ذاهب، وقال النسائي : متروك، وقال ابن حبان : لا يحل كتب
حديثه إلا اعتبارا"

وقال ابن كثير : في إسناده نظر، تفرد به محمد بن مروان السدي الصغير وهو متروك "التفسير
۵/۱۵۳

قلت : والكديمي متهم بوضع الحديث (انيس الساري تخريج احاديث فتح الباري، ج ۸ ص ۵۹۰۸،
۵۹۰۹، حرف الواو)

۱ عبد الرحمن بن أحمد بن أبي يحيى الزهري أبو صالح الأعرج توفي سنة ثلاثمائة، هو أخو
محمد بن أحمد بن يزيد الزهري (تاريخ أصبهان، لابی نعيم الاصبهاني، ج ۲ ص ۷۶، رقم الترجمة ،
۱۱۳۷)

عبد الرحمن بن أحمد بن يزيد . أبو صالح الزهري الأصبهاني الأعرج، (الوفاة ۲۹۱ - ۳۰۰ هـ) أخو
محمد بن أحمد الزهري.

سمع : أبا كريب، وحמיד بن مسعدة، وسلمة بن شبيب، وجماعة. وعنه : العسال، وأبو الشيخ،
وأحمد بن بندار . توفي سنة ثلاث مائة (تاريخ الإسلام للذهبي، ج ۶ ص، تحت رقم الترجمة ۲۷۰)

۲ جلد ۳ صفحہ ۱۰۱۶، کتاب الصلاة، باب الجمعة، الفصل الثاني.

جاتا رہتا ہے، مگر جو درود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ مبارک پر پڑھا جاتا ہے، اس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بنفسِ نفیس سماعت فرماتے ہیں (مرقاۃ) اور ابو ضیاء نور الدین شبراہمسی فرماتے ہیں کہ:

(فَإِنَّ صَلَاتَكُمْ مَعْرُوضَةٌ عَلَيَّ) أَيْ تَعْرِضُهَا الْمَلَائِكَةُ فَمَا أُشْتَهَرُ أَنَّهُ يَسْمَعُ فِي لَيْلَةِ الْجُمُعَةِ وَيَوْمَهَا بِلاَ واسِطَةٍ لَا أَصِلَ لَهُ، نَعَمْ تَبْلُغُهُ بِلاَ واسِطَةٍ مِمَّنْ صَلَّى عِنْدَ قَبْرِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (حاشیہ الشبراہمسی علی نہایۃ المحتاج) ۱

ترجمہ: تمہارا درود مجھ پر پیش کیا جاتا ہے کا مطلب یہ ہے کہ اس کو فرشتے میرے اوپر پیش کرتے ہیں، پس لوگوں میں جو یہ مشہور ہے کہ جمعہ کی رات اور دن میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بغیر فرشتوں کے واسطے کے براہ راست درود شریف سنتے ہیں، یہ بے اصل بات ہے؛ ہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ کی قبر مبارک پر پڑھا ہو اور درود بغیر فرشتوں کے واسطے کے پہنچتا ہے (حاشیہ شبراہمسی) اور علامہ ابن تیمیہ تفصیلی بحث کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

وَأَمَّا مَنْ سَلَّمَ عَلَيْهِ عِنْدَ قَبْرِهِ فَإِنَّهُ يَرُدُّ عَلَيْهِ ذَلِكَ كَالسَّلَامِ عَلَى سَائِرِ الْمُؤْمِنِينَ؛ لَيْسَ هُوَ مِنْ خَصَائِصِهِ، وَلَا هُوَ السَّلَامُ الْمَأْمُورُ بِهِ الَّذِي يُسَلِّمُ اللَّهُ عَلَى صَاحِبِهِ عَشْرًا، كَمَا يُصَلِّي عَلَى مَنْ صَلَّى عَلَيْهِ عَشْرًا، فَإِنَّ هَذَا هُوَ الَّذِي أَمَرَ اللَّهُ بِهِ فِي الْقُرْآنِ، وَهُوَ لَا يَخْتَصُّ بِمَكَانٍ دُونَ مَكَانٍ.

وَقَدْ تَقَدَّمَ حَدِيثُ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّهُ يَرُدُّ السَّلَامَ عَلَى مَنْ سَلَّمَ عَلَيْهِ، وَالْمُرَادُ عِنْدَ قَبْرِهِ، لَكِنَّ النِّزَاعَ فِي مَعْنَى كَوْنِهِ عِنْدَ الْقَبْرِ، هَلْ

۱ ج ۲ ص ۳۳۳، کتاب الصلاة، باب صلاة الجمعة، فصل فی الاغسال المستحبۃ فی الجمعة وغیرها.

الْمُرَادُ بِهِ فِي بَيْتِهِ، كَمَا يُرَادُ مِثْلُ ذَلِكَ فِي سَائِرِ مَا أُخْبِرَ بِهِ مِنْ سَمَاعِ الْمَوْتَى إِنَّمَا هُوَ لِمَنْ كَانَ عِنْدَ قُبُورِهِمْ قَرِيبًا مِنْهَا، أَوْ يُرَادُ بِهِ مَنْ كَانَ فِي الْمَسْجِدِ أَيْضًا قَرِيبًا مِنَ الْحُجْرَةِ، كَمَا قَالَ طَائِفَةٌ مِنَ السَّلَفِ وَالْخَلَفِ، وَهَلْ يُسْتَحَبُّ ذَلِكَ عِنْدَ الْحُجْرَةِ لِمَنْ قَدِمَ مِنْ سَفِيرٍ أَوْ لِمَنْ أَرَادَهُ مِنْ أَهْلِ الْمَدِينَةِ أَوْ لَا يُسْتَحَبُّ بِحَالٍ؟ وَلَيْسَ الْإِعْتِمَادُ فِي سَمَاعِهِ مَا يُبْلَغُهُ مِنْ صَلَاةِ أُمَّتِهِ وَسَلَامِهِمْ إِلَّا عَلَى هَذِهِ الْأَحَادِيثِ الثَّابِتَةِ.

فَأَمَّا ذَاكَ الْحَدِيثُ وَإِنْ كَانَ مَعْنَاهُ صَحِيحًا فِإِسْنَادُهُ لَا يُحْتَجُّ بِهِ، وَإِنَّمَا يَثْبُتُ مَعْنَاهُ بِأَحَادِيثٍ أُخْرَى، فَإِنَّهُ لَا يَعْرِفُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ مُحَمَّدِ بْنِ مَرْوَانَ السُّلَدِيِّ الصَّغِيرِ، عَنِ الْأَعْمَشِ كَمَا ظَنَّهُ الْبَيْهَقِيُّ، وَمَا ظَنَّهُ فِي هَذَا هُوَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ عِنْدَ أَهْلِ الْمَعْرِفَةِ بِالْحَدِيثِ، وَهُوَ عَنْهُمْ مَوْضُوعٌ عَلَى الْأَعْمَشِ، قَالَ عَبَّاسُ الدُّورِيِّ عَنْ يَحْيَى بْنِ مَعِينٍ: مُحَمَّدُ بْنُ مَرْوَانَ لَيْسَ بِثِقَةٍ. وَقَالَ الْبُخَارِيُّ: سَكْتُوا عَنْهُ، لَا يُكْتَبُ حَدِيثُهُ الْبَتَّةَ. وَقَالَ الْجَوْزْجَانِيُّ: ذَاهِبَ الْحَدِيثُ. وَقَالَ النَّسَائِيُّ: مَتْرُوكُ الْحَدِيثِ. وَقَالَ صَالِحُ جَزْرَةَ: كَانَ يَضَعُ الْحَدِيثَ وَ قَالَ أَبُو حَاتِمٍ الرَّازِيُّ وَالْأَزْدِيُّ: مَتْرُوكُ الْحَدِيثِ وَقَالَ الدَّارَقُطْنِيُّ: ضَعِيفٌ. وَقَالَ ابْنُ حَبَّانَ: لَا يَحِلُّ كِتَابُ حَدِيثِهِ لَا إِعْتِبَارًا وَلَا لِإِلْحَاجٍ بِهِ بِحَالٍ. وَقَالَ ابْنُ عَدِيٍّ: عَامَّةٌ مَا يَرْوِيهِ غَيْرُ مَحْفُوظٍ، وَالضُّعْفُ عَلَى رَوَايَتِهِ بَيِّنٌ.

فَهَذَا الْكَلَامُ عَلَى مَا ذَكَرَهُ مِنَ الْحَدِيثِ مَعَ أَنَّا قَدْ بَيَّنَّا صِحَّةَ مَعْنَاهُ بِأَحَادِيثٍ أُخْرَى، وَهُوَ لَوْ كَانَ صَحِيحًا فَإِنَّمَا فِيهِ أَنَّهُ يُبْلَغُ صَلَاةُ مَنْ

صَلَّى عَلَيْهِ نَائِيًا لَيْسَ فِيهِ أَنَّهُ يَسْمَعُ ذَلِكَ، كَمَا وَجَدْتَهُ مَنْقُولًا عَنْ هَذَا الْمُعْتَرِضِ، فَإِنَّ هَذَا لَمْ يَقُلْهُ أَحَدٌ مِّنْ أَهْلِ الْعِلْمِ وَلَا يَعْرِفُ فِي شَيْءٍ مِّنَ الْحَدِيثِ، وَإِنَّمَا يَقُولُهُ بَعْضُ الْمُتَأَخِّرِينَ الْجُهَالِ، يَقُولُونَ: إِنَّهُ لَيْلَةُ الْجُمُعَةِ وَيَوْمَ الْجُمُعَةِ يَسْمَعُ بِأُذُنِهِ صَلَاةً مَنْ يُصَلِّي عَلَيْهِ. فَالْقَوْلُ إِنَّهُ يَسْمَعُ ذَلِكَ مِنْ نَفْسِ الْمُصَلِّي بَاطِلٌ، وَإِنَّمَا فِي الْأَحَادِيثِ الْمَعْرُوفَةِ أَنَّهُ يُبَلِّغُ ذَلِكَ وَيُعَرِّضُ عَلَيْهِ، وَكَذَلِكَ السَّلَامُ تُبَلِّغُهُ إِيَّاهُ الْمَلَائِكَةُ. وَقَوْلُ الْقَائِلِ: إِنَّهُ يَسْمَعُ الصَّلَاةَ مِنَ الْبَعِيدِ مُتَّبِعٌ، فَإِنَّهُ إِنْ أَرَادَ وُضُوءَ صَوْتِ الْمُصَلِّي إِلَيْهِ فَهَذِهِ مُكَابَرَةٌ، وَإِنْ أَرَادَ أَنَّهُ هُوَ يَكُونُ بِحَيْثُ يَسْمَعُ أَصْوَاتِ الْخَلَائِقِ مِنْ بَعِيدٍ، فَلَيْسَ هَذَا إِلَّا لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ الَّذِي يَسْمَعُ أَصْوَاتِ الْعِبَادِ كُلِّهِمْ (الرد على الأحنائي قاضي المالكية، ص ۱۲۵ الى ۱۲۷، فصل حديث من صلى على عند قبري سمعته)

ترجمہ: اور جو شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر قبر مبارک کے قریب سلام پڑھتا ہے، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس کا جواب مرحمت فرماتے ہیں، جیسا کہ تمام مومنوں کو کئے ہوئے سلام کا معاملہ ہے، جو کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیات میں سے نہیں ہے، اور نہ ہی یہ وہ سلام ہے جس کا (قرآن و سنت میں خاص نبی کے لئے) حکم دیا گیا ہے، اور اس سلام کرنے والے پر اللہ دس مرتبہ سلامتی نازل کرتا ہے، جیسا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھنے والے پر دس رحمتیں نازل کرتا ہے، کیونکہ یہ صلاۃ و سلام تو وہ ہے، جس کا اللہ نے قرآن میں حکم فرمایا ہے، اور یہ صلاۃ و سلام کسی جگہ کے ساتھ مخصوص نہیں ہے (بلکہ اس کو ہر جگہ سے پڑھنے کا حکم ہے) اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی وہ حدیث گزر چکی ہے کہ جو شخص نبی صلی اللہ

علیہ وسلم پر سلام کرتا ہے، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس کے سلام کا جواب دیتے ہیں، جس سے مراد قبر کے قریب پڑھا ہوا سلام ہے، البتہ اس میں اختلاف ہے کہ قبر کے قریب ہونے کا مطلب کیا ہے؟

آیا اس سے مراد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ مبارک کا حصہ ہے؟ جیسا کہ اس کے مثل ان تمام حالات میں مراد لیا جاتا ہے، جن میں سماع موتی کی خبر دی گئی ہے کہ وہاں قبور کے قریب سے مراد اسی طرح کا قرب ہے، یا اس سے مراد وہ ہے، جو کہ روضہ مبارک کے قریب مسجد نبوی میں بھی ہو، جیسا کہ سلف اور خلف کی ایک جماعت کا قول ہے۔

اور (اس میں بھی اختلاف ہے کہ) کیا یہ عمل حجرہ کے قریب اس کے لئے مستحب ہے، جو سفر سے آیا ہو، یا اس کے لئے بھی مستحب ہے، جو مدینہ کا کوئی شخص روضہ پر حاضر ہو، یا کسی حال میں مستحب نہیں؟ (یہ سب اقوال ہیں)

اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر پڑھے جانے والے صلاۃ و سلام کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سماعت کرنے میں اعتماد ان ثابت شدہ احادیث پر ہی کیا جائے گا، اور اس (محمد بن مروان سدی کی) حدیث کے معنی اگرچہ صحیح ہیں، لیکن اس کی سند قابل حجت نہیں، اور اس کے معنی دوسری احادیث سے ثابت ہیں، کیونکہ یہ روایت محمد بن مروان سدی صغیر کی حدیث سے ہی معروف ہے، جو اعمش سے نقل کرتے ہیں، جیسا کہ بیہقی نے گمان فرمایا، اور بیہقی کا گمان حدیث کی معرفت رکھنے والے حضرات کے نزدیک متفق علیہ ہے (یعنی محمد بن مروان عن اعمش کی سند پر ہی اس روایت کا مدار ہے)

اور ان اہل معرفت کے نزدیک یہ حدیث اعمش کے نام گھڑی گئی ہے، عباس دوری نے یحییٰ بن معین کے حوالہ سے فرمایا کہ محمد بن مروان ثقہ نہیں ہے، اور

بخاری نے فرمایا کہ محمد بن مروان سے محدثین نے سکوت اختیار کیا ہے، جس کی حدیث ہرگز لکھی نہیں جاسکتی، اور جوز جانی نے فرمایا کہ یہ ذہب الحدیث ہے، اور نسائی نے متروک الحدیث فرمایا، اور صالح نے حدیث کو وضع کرنے والا قرار دیا، اور ابو حاتم رازی اور ازدی نے متروک الحدیث قرار دیا، اور دارقطنی نے ضعیف قرار دیا، اور ابن حبان نے فرمایا کہ اس کی حدیث کو نہ تو لکھنا جائز ہے، اور نہ اس کا (دوسری ضعیف حدیث کے ساتھ) اعتبار کرنا جائز ہے، اور نہ کسی حال میں اس سے حجت پکڑنا جائز ہے، اور ابن عدی نے فرمایا کہ اس کی اکثر احادیث غیر محفوظ ہیں، اور اس کی روایت میں ضعف واضح ہے۔

پس یہ تو اس حدیث کی سند کے متعلق کلام تھا، اور ہم یہ بات بیان کر چکے کہ اس حدیث کا مطلب دوسری احادیث کی رُو سے صحیح ہے، اور اگر اس حدیث کو صحیح بھی مان لیا جائے، تو اس میں اس بات کی وضاحت ہے کہ جو شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر دور سے درود پڑھتا ہے، تو اس کا درود نبی صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچا دیا جاتا ہے، اس میں اس بات کی تصریح نہیں کہ دور سے پڑھے ہوئے درود کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم خود سنتے ہیں، جیسا کہ اس معترض کی طرف سے نقل کیا گیا ہے، کیونکہ یہ بات اہل علم میں سے کسی نے بھی نہیں کہی، اور نہ ہی حدیث میں کسی جگہ اس کا ذکر آیا ہے، بلکہ یہ بات تو بعض لاعلم متاخرین نے کہی ہے، جو یہ کہتے ہیں کہ جمعہ کی رات میں اور جمعہ کے دن میں جو شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھتا ہے، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنے کانوں سے اس کو سنتے ہیں، پس یہ بات کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس دور سے درود پڑھنے والے کے درود کو براہ راست خود سنتے ہیں، باطل ہے۔

مشہور احادیث میں یہ بات ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر پڑھے گئے درود کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچایا جاتا ہے، اور اس کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر پیش کیا جاتا ہے،

اور اسی طریقہ سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام بھی فرشتے پہنچاتے ہیں، اور کہنے والے کا یہ کہنا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم دور سے پڑھے گئے درود کو سنتے ہیں، یہ ناممکن ہے، کیونکہ اگر اس کی مراد یہ ہے کہ دور سے درود پڑھنے والے کی آواز نبی صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچ جاتی ہے، تو یہ ضد اور ہٹ دھرمی ہے، اور اگر یہ مراد ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم تمام مخلوق کی آوازوں کو دور سے سنتے ہیں، تو یہ صفت اللہ رب العالمین کے ساتھ خاص ہے، جو اپنی تمام مخلوق کی آواز کو سنتا ہے (اللہ کے علاوہ کسی اور کو یہ صلاحیت و قدرت حاصل نہیں) (الرد علی الاختانی)

اس سے معلوم ہوا کہ روئے زمین پر جہاں کہیں بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے درود و سلام پڑھا جاتا ہے، تو اس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچانے کے لئے اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو مقرر کیا ہے۔ ا

۱۔ اور جو درود و سلام نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک کے قریب کھڑے ہو کر پڑھا جاتا ہے، اس کے بارے میں بہت سے اہل علم حضرات کی رائے یہی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم بلا واسطہ سماعت فرماتے ہیں، جیسا کہ مندرجہ بالا حوالہ جات سے معلوم ہوا، اس کے علاوہ بھی اہل علم حضرات کی متعدد عبارات اس سلسلہ میں منقول ہیں۔

البتہ بعض حضرات سے اس سلسلہ میں یہ تفصیل منقول ہے کہ جو شخص اتنے قریب سے درود و سلام پڑھے، کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنی حیات طیبہ میں حجرہ شریف میں تشریف فرما ہو کر اس کو سن لیتے، تو حجرہ کے اتنے قریب سے پڑھا ہو اور درود و سلام تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم خود سماعت فرماتے ہیں، اور اس سے زیادہ فاصلہ پر پڑھا گیا درود و سلام فرشتہ کے واسطے سے پہنچتا ہے۔ اور بعض حضرات نے قبر مبارک کے قریب ہونے کی چار ذرا یا اس کے لگ بھگ کے فاصلہ پر کھڑے ہو کر پڑھنے کی تصریح فرمائی ہے۔

جبکہ بعض حضرات نے فرمایا کہ مسجد نبوی کی حد میں کتنی ہی پست آواز سے سلام عرض کیا جائے، اس کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خود سنتے ہیں (کنزانی ”تذکرۃ التَّائِلِّیْنَ“ ص ۳۹۸، مطبوعہ: مکتبۃ قاسمیہ، سیالکوٹ، تاریخ اشاعت 1969ء)

اور اس کے برعکس بعض حضرات کی رائے یہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک پر دور اور قریب سے جو بھی صلاۃ و سلام پڑھا جائے، وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر پیش تو کیا جاتا ہے، اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم خاص اور عظیم حیات حاصل ہونے کے باعث سماعت بھی فرماتے ہیں، اور سلام کا جواب بھی مرحمت فرماتے ہیں، لیکن نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ سماعت فرمانا براہ راست کے بجائے فرشتہ کے واسطے سے ہوتا ہے، اور جس وقت بھی کوئی سنت کے مطابق صلاۃ و سلام پڑھتا ہے، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر بلاتاخیر اس کو پہنچا دیا جاتا ہے، اور بندہ کے نزدیک مذکورہ تفصیل کے مطابق یہ اختلاف فروغی و اجتہادی نوعیت کا ہے، جس میں کوئی ایک قول بھی اہل السنۃ والجماعۃ سے خروج کو مستلزم نہیں۔ واللہ اعلم۔ ﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

اور درد و شریف کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ سے دعاء و درخواست کر کے پڑھا جائے، مثلاً ”اللہم صل علی محمد“ کہا جائے، جس کی تفصیل آگے آتی ہے۔

اور جب بندہ روئے زمین کے کسی بھی حصہ پر درد و شریف اللہ تعالیٰ سے دعاء کے ساتھ پڑھے گا، تو وہ پہلے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضر ہوگا، پھر اللہ تعالیٰ اس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک رحمتوں کے نزول کے ساتھ پہنچائیں گے، اور اس خدمت کے لئے اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک پر فرشتہ مقرر فرما رکھا ہے۔

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

وقال (أكثر واعلى من الصلاة يوم الجمعة وليلة الجمعة فان صلاحكم معروضة على) قالوا : كيف تعرض صلاحنا عليك وقد أرميت أى بليت قال : (إن الله حرم على الأرض أن تأكل لحوم الأنبياء) فأخبر أنه يسمع الصلاة من القريب وأنه يبلغ ذلك من البعيد (الصارم المنكى فى الرد على السبكي، ج ۱ ص ۴۷، الباب الأول: فى الأحاديث الواردة فى الزيارة نصاً)
(قوله : فإن صلاحكم معروضة على) أى تعرضها الملائكة، فما اشتهر أنه يسمع فى ليلة الجمعة ويومها بلا واسطة لا أصل له . نعم تبلغه بلا واسطة ممن صلى عند قبره - صلى الله عليه وسلم (حاشية الشبراملسى على نهاية المحتاج الى شرح المنهاج، ج ۲ ص ۳۴۳، كتاب الصلاة، باب صلاة الجمعة)

يجمع بين هذه الأحاديث الظاهرة التعارض ببدء الرأى وأحاديث آخر وردت بمعناها أو قريب منه بأنه - صلى الله عليه وسلم - يبلغ الصلاة والسلام إذا صدر من بعد ويسمعهما إذا كانا عند قبره الشريف بلا واسطة وإن ورد أنه يبلغهما هنا أيضاً كما مر إذ لا مانع أن من عند قبره يخص بأن الملك يبلغ صلاته وسلامه مع سماعه لهما إشعاراً لمزيد خصوصيته والاعتناء بشأنه والاستعداد له بذلك سواء فى ذلك كله ليلة الجمعة وغيرها إذ المقيد يقضى به على المطلق والجمع بين الأدلة التى ظاهرها التعارض واجب حيث أمكن (حاشية الجمل على شرح المنهج، ج ۲ ص ۵۰، كتاب الصلاة، باب صلاة الجمعة)

أنه يسمع الصلاة والسلام من القريب، وتبلغ إليه ذلك من البعيد (رحلة الصديق الى البلد العتيق لنواب صديق حسن خان، ص ۱۴۶، الباب الخامس، فصل فى آداب الزيارة وما يتصل بها)
أنه إنما يسمع صلاة القريب منه قرباً عادياً بأن كان فى الحجرة الشريفة بحيث لو كان حياً لسمع ذلك، وأما غيره فيبلغه الملك مطلقاً أى سواء كان فى يوم الجمعة أم لا أخلص فى محبته أم لا (حاشية البجيرمى على الخطيب، ج ۲ ص ۲۱۱، ۲۱۲، كتاب الصلاة، فصل فى صلاة الجمعة)
قال السخاوى: ثم يأتى القبر الشريف من ناحية قبلته فيقف عند محاذة تمام اربع اذرع من رأس القبر بعيداً منه، ويقف (القول البديع للسخاوى، ص ۲۱۳، الباب الخامس، آداب زيارة قبره الشريف)
﴿بقية حاشيا گلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

لیکن سلام کے مسنون طریقہ میں اس طرح سے ”اللہم“ وغیرہ الفاظ کی ضرورت نہیں ہوتی، بلکہ بندہ ”السلام علیک“ یا ”السلام علی النبی“ وغیرہ الفاظ کے ساتھ سلام پڑھتا ہے، اس لئے اس میں بندہ کی طرف سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچانے کے واسطے کی ضرورت ہے، اور اس ضرورت کے لئے اللہ تعالیٰ نے روئے زمین پر فرشتوں کو گشت پر مقرر فرما رکھا ہے۔

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

وإذا أتى الزائر المسجد صلى تحية المسجد ثم أتى القبر الكريم، فاستقبله واستدبر القبلة على نحو أربعة أذرع من جدار القبر وسلم (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج ۲۵ ص ۱۷۳، مادة ”سلام“) والجمع بين الأحاديث أن نقول: إن التسليم نوعان:

۱۔ تسليم مسموع: وهو تسليم التحية الذي يُلقى على الرسول -صلى الله عليه وسلم- عند قبره، وهذا أشار إليه ابن عبد الهادی فی کتابه المنکی، وهذا التسليم يسمعه الرسول ويكافئه عليه بالرد عند القبر لا من وراء الحجرة.

۲۔ تسليم معروض: وهو كل تسليم ليس عند قبره.

أما الصلاة فلا تنقسم، ولكن لو صلى وسلم عند قبره فإن الصلاة تكون مثل السلام.

جزاء التسليم: هذا على حسب التسليم، فإن كان التسليم مسموعاً فيكافئه الرسول -صلى الله عليه وسلم- بالرد، وأما التسليم المبلغ المعروض فجزاؤه من الله من صلى على واحدة صلى الله عليه بها عشرا (المعتصر شرح كتاب التوحيد، للشيخ علي بن خضير الخضير، ج ۱، ص ۱۰۸)

(من صلى على عند قبري) أى فى بيتي قريباً من قبري، هذا هو الظاهر لكنه غير ممكن اليوم، لكون بيت عائشة الذى هو مدفن رسول الله -صلى الله عليه وسلم- قد سد، وبيت على القبر حيطان مرتفعة مستديرة حوله. لا يمكن لأجلها الدخول فى الحجرة، والوصول إلى قرب القبر. وقيل:

المراد فى حجرتى مطلقاً، وهذا أيضاً غير مقدور. وقيل: المراد أعم من ذلك، أى ولو كان المصلى فى المسجد خارج الحجرة، ولا يخفى ما فيه من الخدشات، وقد تقدمت الإشارة إليها فى كلام الحافظ المقدسى، والعلامة السهسوانى. (سمعته) أى سمعاً حقيقياً بلا واسطة (مرعاة

المفاتيح شرح مشكاة المصابيح، لعبيد الله بن محمد عبد السلام المباركفوري، ج ۳ ص ۲۸۶، كتاب الصلاة، باب الصلاة على النبی صلى الله عليه وسلم وفضلها)

ولیس أحد من اللفظین أى اللفظ الدال على السماع عند القبر، واللفظ الآخر الدال على عدم السماع عند القبر أولى وأرجح من الآخر، فإن مدار الروایتین کلتیہما على محمد بن مروان السدی، وهو متروک الحدیث، متهم بالكذب، فتساقطت الروایتان جمیعاً. ولأن حدیث أبی هريرة هذا قد عارضه أحادیث كثيرة حسنة، مروية فى السنن، والمسانید، والمعاجم، كحدیث أبی هريرة عند أبی داود، وحدیث الحسن بن علی بن أبی طالب، وحدیث علی بن أبی طالب عند

﴿بقیہ حاشیہ گے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں﴾

اس تفصیل کی روشنی میں درود اور سلام کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچنے کی کیفیت اور طریقہ کے بارے میں جو مختلف روایات آئی ہیں (کہ درود کے لئے قبر مبارک پر فرشتہ مقرر

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

الضیاء المقدسی ونحو ذلك، فإنها متفقة على أن من صلى عليه من أمته فإن ذلك يبلغه ويعرض عليه، سواء كان المصلي حاضراً عند قبره قريباً منه، أو غائباً بعيداً، وليس في شيء منها أنه يسمع صوت المصلي عليه بنفسه، إنما فيها أنه يعرض عليه ويبلغه من غير فرق بين القريب والبعيد (مرعاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح، لعبيد الله بن محمد عبد السلام المباركفوري، ج ۳ ص ۲۸۷، كتاب الصلاة، باب الصلاة على النبي صلى الله عليه وسلم وفضلها)

(ما من أحد يسلم على إلا رد الله على روحه حتى أورد عليه السلام) وهذا الحديث يدل على أن سلام المسلم على رسول الله صلى الله عليه وسلم يصل إليه، ولكن ليس فيه دليل على أنه يسمع سلام المسلم، وإنما فيه دليل على أن الله يرد عليه روحه حتى يرد السلام، والسلام إنما يصل إليه عن طريق الملائكة الذين يبلغون الرسول صلى الله عليه وسلم السلام من قريب ومن بعيد، كما في الحديث: (إن لله ملائكة سياحين يبلغونني عن أمتي السلام) ولهذا جاء عن علي بن الحسين رحمه الله: (أنه رأى رجلاً يأتي إلى فرجة عند قبر النبي صلى الله عليه وسلم فقال له: ألا أحدنك بحديث سمعته عن أبي عن جدي؟ إن النبي صلى الله عليه وسلم قال: لا تتخذوا قبري عيداً، وصلوا على فإن صلاتكم تبلغني حيث كنتم) ثم قال: ما أنت ومن بالاندلس إلا سواء.

قوله: (تبلغني حيثما كنتم) يعني: بواسطة الملائكة. فالحديث ليس فيه نص على أن هذا خاص فيمن يسلم عليه عند قبره صلى الله عليه وسلم وأنه يسمعه، وإنما هو عام، والرسول صلى الله عليه وسلم يبلغه السلام بواسطة الملائكة سواء عن قرب أم بعد، سواء كان في مسجده وعند قبره أو في أي مكان من الأرض، وهذا يدخل فيه السلام والصلاة عليه صلى الله عليه وسلم (شرح سنن أبي داود للعباد، كتاب المناسك، باب زيارة القبور)

وبالجملة؛ فمن قال إنه يسلم سلام التحية الذي يقصد به الرد فلا بد من تحديد مكان ذلك فإن قال: إلى أن يسمع ويرد السلام فإن حد في ذلك ذراعاً أو ذراعين أو عشرة أذرع، أو قال: إن ذلك في المسجد كله أو خارج المسجد؛ فلا بد له من دليل، والأحاديث الثابتة عنه فيها أن الملائكة يبلغونه صلاة من صلى عليه وسلام من يسلم عليه، ليس في شيء منها أنه يسمع بنفسه ذلك، فمن زعم أنه يسمع ويرد من خارج الحجرة من مكان دون مكان فلا بد له من حد، ومعلوم أنه ليس في ذلك حد شرعي وما أحد يحد في ذلك حداً إلا عورض بمن يزيده أو ينقصه ولا فرق. وأيضاً فذلك يختلف باختلاف ارتفاع الأصوات وانخفاضها، والسنة للمسلم في السلام عليه خفض الصوت، ورفع الصوت في مسجده منهي عنه بالسلام والصلاة وغير ذلك، بخلاف المسلم من الحجرة، فإنه فرق ظاهر بينه وبين المسلم عليه من المسجد، ثم السنة لمن دخل مسجده أن يخفض صوته، فالمسلم عليه إن رفع الصوت أساء الأدب برفع الصوت في المسجد،

﴿بقية حاشيا گلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

ہے، اور سلام کے لئے زمین پر فرشتے گشت کرتے ہیں) ان میں کوئی ٹکراؤ نہیں رہتا۔ ۱۔

نبی ﷺ امتیوں کے سلام کا جواب مرحمت فرماتے ہیں

اس سے پہلے معتبر احادیث میں گزر چکا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے زمین پر انبیاء کے جسموں کا کھانا حرام کر دیا ہے، اور اللہ کا نبی حیات ہوتا ہے، جس کو رزق دیا جاتا ہے، اور دوسری معتبر احادیث میں انبیاء صلی اللہ علیہم وسلم کے اپنی قبور مبارک میں زندہ ہونے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سلام کا جواب دینے کی وضاحت پائی جاتی ہے۔

چنانچہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: الْأَنْبِيَاءُ أَحْيَاءُ فِي قُبُورِهِمْ

يُصَلُّونَ (مسند ابی یعلیٰ الموصلی) ۲۔

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

وإن لم يرفع لم يصل الصوت إلى داخل الحجرة، وهذا بخلاف السلام الذي أمر الله به ورسوله، الذي يسلم الله على صاحبه كما يصل على من صلى عليه، فإن هذا مشروع في كل مكان لا يختص بالقبر.

وبالجملة؛ فهذا الموضوع فيه نزاع قديم بين العلماء على كل تقدير (غاية الأمانى فى الرد على النبهانى، لمحمود شكرى الألوسى، ج ۱، ص ۲۵۳، الكلام على قول النبهانى أن الوهابية مبتدعة غير أن ضررهم دون من قبلهم)

۱۔ ایک دوسری تقریر ان روایات میں جمع و تطبیق کے متعلق یہ بھی کی جاسکتی ہے کہ ممکن ہے کہ روئے زمین پر گشت کرنے والے فرشتے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک پر مقرر فرشتے تک درود و سلام پہنچانے کی خدمت انجام دیتے ہوں، اور قبر مبارک پر مقرر فرشتے عین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک درود و سلام پہنچانے کی خدمت انجام دیتا ہو، جیسا کہ دنیا کے امور میں بھی اس کی بے شمار مثالیں موجود ہیں کہ کچھ لوگوں کے ذمہ مختلف اطراف سے کسی مخصوص جگہ اشیاء کی ترسیل ہوتی ہے، اور اس مخصوص جگہ سے اصل منزل اور مرکز تک پہنچانے کے لئے مخصوص افراد یا فرد مقرر ہوتا ہے، اپنے اپنے ذوق کے مطابق دونوں میں جوئی تفصیل و تطبیق چاہے آدمی اختیار کر لے، وللناس فیما یحبون مذاہب۔

واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم۔ محمد رضوان۔

۲۔ رقم الحدیث ۳۴۲۵، مسند البزار رقم الحدیث ۶۳۹۱ و رقم الحدیث ۶۸۸۸، أخبار أصبهان رقم الحدیث ۴۰۳۶۵، ما ورد فى حياة الأنبياء بعد وفاتهم للبيهقى ص ۱۔

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ انبیائے کرام صلی اللہ علیہم وسلم اپنی

قبروں میں زندہ ہیں، اور نماز پڑھتے ہیں (ابویعلیٰ، بزار، اصہبانی، بیہقی)

یہ حدیث مختلف سندوں سے مروی ہے، اور بعض سندوں میں اگرچہ کچھ ضعف پایا جاتا ہے، لیکن اس کی بعض سندیں بالکل صحیح ہیں، اور مجموعی طور پر یہ حدیث سند کے لحاظ سے درست، معتبر اور قابل استدلال ہے۔ ۱

۱۔ قال الہیثمی: رواہ أبو یعلیٰ والبزار، ورجال أبی یعلیٰ ثقات (مجمع الزوائد ج ۸ ص ۲۱۱، تحت رقم الحدیث ۱۳۸۱۲، باب ذکر الأنبياء صلی اللہ علیہ وسلم)
وقال حسین سلیم أسد الدارنی: إسناده صحيح (حاشیة ابی یعلیٰ)
وقال البیہقی: ولحیة الأنبياء بعد موتهم صلوات اللہ علیہم شواہد من الأحادیث الصحیحة (ما ورد فی حیاة الأنبياء بعد وفاتهم، حوالہ بالا)
وقال ابن حجر: وقد جمع البیہقی کتاباً لطیفاً فی حیاة الأنبياء فی قبورهم أورد فیہ حدیث أنس الأنبياء أحياء فی قبورهم يصلون أخرجه من طریق یحیی بن أبی کثیر وهو من رجال الصحیح عن المستلم بن سعید وقد وثقه أحمد وابن حبان عن الحجاج الأسود وهو بن أبی زید البصری وقد وثقه أحمد وابن معین عن ثابت عنه وأخرجه أيضاً أبو یعلیٰ فی مسنده من هذا الوجه وأخرجه البزار لكن وقع عنده عن حجاج الصواف وهو وهم والصواب الحجاج الأسود كما وقع التصريح به فی رواية البیہقی وصححه البیہقی وأخرجه أيضاً من طریق الحسن بن قتیبة عن المستلم وكذلك أخرجه البزار وابن عدی والحسن بن قتیبة ضعیف (فتح الباری، ج ۶ ص ۳۸۷، کتاب الجہاد، باب قول اللہ تعالیٰ واذکر فی الکتاب مریم)
وقال الالبانی: أخرجه أبو یعلیٰ بإسناد جید، وقد خرجته فی الأحادیث الصحیحة (احکام الجنائز، ص ۲۱۳، باب ما یحرم عند القبور)

وقال أيضاً: وهذا إسناده جید، رجالہ کلہم ثقات، غیر الأزرق هذا قال الحافظ فی "التقريب": "صدوق یغرب". "و لم یفرد به، فقد أخرجه أبو نعیم فی "أخبار أصبهان (۸۳/۲)" من طریق عبد اللہ بن إبراہیم بن الصباح عن عبد اللہ بن محمد بن یحیی بن أبی بکیر حدثنی یحیی بن أبی بکیر به. أوردہ فی ترجمۃ ابن الصباح هذا، و لم یذكر فیہ جرحاً ولا تعديلاً، و عبد اللہ بن محمد بن یحیی بن أبی بکیر، فترجمہ الخطیب (۸/۱۰) وقال " :سمع جدہ یحیی بن أبی بکیر قاضی کرمان ... و كان ثقة . "فهذه متابعة قوية للأزرق، تدل علی أنه قد حفظ و لم یغرب . و كأنه لذلك قال المناوی فی "فیض القدير" بعد ما عزاه أصلہ لأبى یعلیٰ " : و هو حدیث صحیح . " و لكنہ لم یبین وجهه، و قد کفیناک مؤنتہ، و الحمد لله الذی ہدانا لهذا و ما كنا لنهتدی لولا أن ہدانا الله . هذا . وقد كنت برہة من الدهر أرى أن هذا الحدیث ضعیف لظنی أنه مما تفرد به ابن قتیبة - كما قال البیہقی - و لم أکن قد وقفت علیہ فی "مسند أبی یعلیٰ" و "أخبار أصبهان" .

﴿بقیہ حاشیہا گلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

اس معتبر اور صریح حدیث سے معلوم ہوا کہ انبیاء صلی اللہ علیہم وسلم کو قبور میں خصوصی زندگی حاصل ہوتی ہے، جو دوسرے تمام افراد کی زندگی کے مقابلہ میں اعلیٰ و افضل ہوتی ہے، اور اسی وجہ سے وہ اپنی قبور میں نماز بھی پڑھتے ہیں، اگرچہ وہ اس کے مکلف نہیں۔ ۱۔

﴿ گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ ﴾

فلما وقت علی إسناده فیہما تبیین لی أنه إسناد قوی و أن التفرد المذكور غیر صحیح ، و لذلك بادر ت إلی إخراجہ فی هذا الكتاب تبرئة للذمة و أداء للأمانة العلمية و لو أن ذلك قد یفتح الطريق لجاهل أو حاقد إلی الطعن و الغمز و اللمز ، فلست أبالی بذلك ما دمت أني أقوم بواجب دینی أرجو ثوابہ من الله تعالى وحده . فإذا رأیت أيہا القارئ الكريم فی شيء من تألیفی خلاف هذا التحقیق ، فأضرب علیہ و اعتمد هذا و عض علیہ بالنواجذ ، فإني لا أظن أنه یتسر لك الوقوف علی مثله . و الله ولی التوفیق . (سلسلة الاحادیث الصحیحة للالبانی ، تحت رقم الحدیث ۶۲۱)

۱۔ یصلون ، فذكر لهم عبادة لینیہ علی معنی حیاتہم فہم یصلون و یحجون فی قبورہم ، و یفعلون أفعال الأحياء ، فہم أحياء بهذا المعنی (فیض الباری شرح البخاری للکشمیری ، ج ۲ ص ۸۹ ، کتاب الصلاة ، باب رفع الصوت فی المساجد)

و حینئذ علمت حیاتہم ما ہی أعنی أنهم یفعلون أفعال الحی ، و لیسوا بمعطلین . و إلی هذا المعنی أرشد القرآن بقولہ : (یبرزون) و الحدیث بقولہ : یصلون . لیتعین المراد من الحیاء ، و لتتمیز حیاتہم عن حیلة سائر الناس (فیض الباری شرح البخاری للکشمیری ، ج ۲ ص ۱۶۳ ، کتاب الجہاد و السیر ، باب فضل قول الله تعالى (ولا تحسبن الذين قتلوا فی سبیل الله أمواتا)

اس موقع پر یہ بات ملحوظ رہنا ضروری ہے کہ مذکورہ حدیث میں انبیاء صلی اللہ علیہم وسلم کے اپنی قبور میں زندہ ہونے کا ذکر ہے، اور ظاہر ہے کہ قبر وہ مقام ہوتا ہے، جس مقام پر انسان کا جسم (کلی یا جزوی طور پر) موجود ہوتا ہے۔

جس سے معلوم ہوا کہ اس دنیا سے انتقال کے بعد جب انسان عالم برزخ میں جاتا ہے تو اس کا قبر سے بھی تعلق قائم ہوتا ہے، اور واقعہ یہ ہے کہ قبر اور عالم برزخ دو متضاد اشیاء نہیں، بلکہ قبر، عالم برزخ کا ایک حصہ و جزء ہے۔

عالم برزخ تو اپنی حقیقت و کونہ کے لحاظ سے بہت وسیع ہے، جس میں مختلف حالات اور احوال پیش آتے ہیں، اور اس میں علین و تخمین اور ان کے مابین مختلف درجات ہیں، مگر قبر کے اس عالم برزخ کا جزء ہونے کی وجہ سے اس میں موجود جسم کے (کل یا جزء کے) ساتھ روح کا تعلق ضرور قائم ہوتا ہے۔

اور انبیاء صلی اللہ علیہم وسلم کا جسم حضری کیونکہ کلی طور پر تغیر سے محفوظ رہتا ہے، اس لئے انبیاء صلی اللہ علیہم وسلم کے جسم کلی کے ساتھ روح کا تعلق قائم ہوتا ہے، جبکہ انبیاء صلی اللہ علیہم وسلم کے علاوہ دیگر افراد و اشخاص کا جسم (کلی و جزوی متغیر یا غیر متغیر) جس حالت میں بھی ہوتا ہے، اس کے ساتھ روح کا تعلق وابستہ ہوتا ہے۔

اور قبر کی یہ زندگی درحقیقت برزخی زندگی ہوتی ہے، اور انبیاء صلی اللہ علیہم وسلم کی برزخی زندگی دیگر تمام اشخاص و افراد سے اعلیٰ و اقویٰ اور افضل ہے، اور اس لئے انبیاء صلی اللہ علیہم وسلم کے اجسام وصال کے بعد نعوذ باللہ تعالیٰ گتے و سڑنے نہیں، اور انبیاء صلی اللہ علیہم وسلم کی مذکورہ تفصیل کے مطابق برزخی زندگی کو حیات انبیاء کے نام سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ محمد رضوان۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا مِنْ أَحَدٍ يُسَلِّمُ عَلَيَّ إِلَّا رَدَّ اللَّهُ عَلَيَّ رُوحِي حَتَّى أُرَدَّ عَلَيْهِ السَّلَامَ (سنن ابی داود) ۱

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ (میرے وصال کے بعد) جو شخص بھی مجھ پر سلام کرتا ہے، تو اللہ مجھ پر میری روح کو لوٹا دیتا ہے، یہاں تک کہ میں

اس کے سلام کا جواب دیتا ہوں (ابوداؤد، مسند احمد)

یہ حدیث سند کے لحاظ سے درست اور کم از کم حسن درجہ میں داخل ہے۔ ۲

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم امتیوں کے سلام کا جواب مرحمت

۱۔ رقم الحدیث ۲۰۴۱، کتاب المناسک، باب زیارة القبور، مسند احمد رقم الحدیث ۱۰۸۱۵۔

۲۔ قال شعيب الارنؤوط: اسنادہ حسن (حاشیة سنن ابی داؤد)

وقال أيضاً: اسنادہ حسن (حاشیة مسند احمد)

قال العراقي: أخرجه أبو داود من حديث أبي هريرة بسند جيد (تخریج احادیث الاحیاء، تحت رقم الحدیث ۱۰۱۳)

وقال ابن الملقن: قلت: رواه أبو داود بإسناد جيد (البدر المنير، ج ۶ ص ۲۹۹، کتاب الحج، باب دخول مكة وما يتعلق به، الحديث السادس بعد الخمسين)

وقال ابن حجر: ورواته ثقات (فتح الباری، ج ۲ ص ۳۸۸، باب قول الله تعالى واذكر في الكتاب مريم الخ)

وقال أيضاً: بإسناد صحيح (نتائج الافكار، ج ۳ ص ۲۰، کتاب: الصلاة على رسول الله صلى الله عليه وسلم، المجلس: ۲۹۷)

وقال المناوي: قال في الأذكار والرياض: إسناده صحيح وقال ابن حجر: رواته ثقات (فيض القدير تحت رقم الحديث ۷۹۸۶)

وقال الالبانی: قال الطبرانی: "لم يروه عن يزيد إلا أبو صخر ولا عنه إلا حيوة تفرد به عبد الله بن يزيد". قلت: وهو المقری، ثقة من رجال الشيخين، وكذلك من فوقه غير أبي صخر - وهو حميد بن زياد - مختلف فيه، والراجح عندي أنه حسن الحديث. وفي "التقريب": "صدوق بهم".

وهذا أقرب إلى الصواب من قوله في "الفتح (۲/۲۷۹)": "رجاله ثقات"! وقال الحافظ العراقي في "تخریج الاحیاء (۱/۲۷۹)": "سنده جيد". وأما النووي، فقال في "الرياض (۱۳۰۹)": "سنده صحيح"! ووافقه المناوي في "التيسير"! (سلسلة الاحادیث الصحيحة، تحت رقم

الحدیث ۲۲۶۶)

فرماتے ہیں۔ ۱۔

جمہور اہل السنۃ والجماعۃ کے نزدیک ہر انسان کی وفات کے بعد عالم برزخ میں اس کی روح کو اس کے جسم کے کل یا بعض حصہ کی طرف لوٹا دیا جاتا ہے، اس لئے ہر انسان ہی عالم برزخ میں زندہ ہوتا ہے۔ ۲۔

۱۔ اور اس حدیث میں ”مَّا مِنْ أَحَدٍ يُسَلِّمُ عَلَيَّ“ کے الفاظ سے عموماً معلوم ہو رہا ہے کہ خواہ سلام تحیۃ ہو یا سلام رسول ہر ایک سلام کا جواب عنایت فرماتے ہیں۔

۲۔ اگر کہا جائے کہ احادیث سے تو معلوم ہوتا ہے کہ فوت ہونے کے بعد بہت سے لوگوں کی روہیں اعلیٰ علیین میں اور بہت سے لوگوں کی روہیں اسفل السفلین، اور سجن میں پہنچ جاتی ہیں، جبکہ بعض کی روہیں جنت کے اندر سیر کرتی ہیں، اور پرندوں کی شکل میں جنت میں متشکل ہوتی ہیں، جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ روہوں کا تعلق قبر سے قائم نہیں ہوتا۔ اس کے جواب میں کہا جائے گا کہ روہوں کے ساتھ پیش آنے والے ان سب حالات کے باوجود قبر اور جسم غصری (یا اس کے کسی بھی جزو) کے ساتھ روح کا تعلق ختم نہیں ہوتا، بلکہ قائم رہتا ہے، اور اس سے اس تعلق کا ختم ہونا ہرگز لازم نہیں آتا، جیسا کہ سوئے ہوئے شخص کے خوش کن اور پریشان کن خوابوں کا معاملہ ہے، کہ خواب میں وہ مختلف مقامات کی سیر کرتا ہے، ایک جگہ سے دوسری جگہ کا سفر کرتا ہے، اور سرور و مغنوم سب کچھ ہوتا ہے، لیکن ان سب باتوں کے باوجود روح کا جسم سے تعلق قائم ہوتا ہے، فکذا ہنا۔

فلانفاۃ بین احوال الروح وتعلقہ بالجسم العنصری

وذهب بن حزم وبن ہبیرۃ إلى أن السؤال يقع على الروح فقط من غير عود إلى الجسد وخالفهم الجمهور فقالوا تعاد الروح إلى الجسد أو بعضه كما ثبت في الحديث ولو كان على الروح فقط لم يكن لبطن بذلك اختصاص ولا يمنع من ذلك كون الميت قد تتفرق أجزاءه لأن الله قادر أن يعيد الحيلة إلى جزء من الجسد ويقع عليه السؤال كما هو قادر على أن يجمع أجزاءه والحامل للقائلين بأن السؤال يقع على الروح فقط أن الميت قد يشاهد في قبره حال المسألة لا أثر فيه من إقعاد ولا غيره ولا ضيق في قبره ولا سعة وكذلك غير المقبور كالمصلوب وجوابهم أن ذلك غير ممتنع في القدرة بل له نظير في العادة وهو النائم فإنه يجد لذة وألم لا يدركه جليسه بل اليقظان قد يدرك ألماً أو لذة لما يسمعه أو يفكر فيه ولا يدرك ذلك جليسه وإنما أتى الغلط من قياس الغائب على الشاهد وأحوال ما بعد الموت على ما قبله والظاهر أن الله تعالى صرف أبصار العباد وأسماعهم عن مشاهدته ذلك وستره عنهم إبقاء عليهم لئلا يتدافروا وليست للجوارح الدنيوية قدرة على إدراك أمور الملكوت إلا من شاء الله وقد ثبتت الأحاديث بما ذهب إليه الجمهور كقوله إنه ليسمع خفق نعالهم وقوله تختلف أضلاعهم لضمة القبر وقوله يسمع صوته إذا ضرب بالمطراق وقوله يضرب بين أذنيه وقوله فيقعدانه وكل ذلك من صفات الأجساد (فتح الباری لابن حجر، ج ۳ ص ۲۳۵، باب ما جاء في عذاب القبر)

اور اسی وجہ سے قبر و برزخ میں راحت و تکلیف (جو بھی اللہ کو منظور ہو) روح اور جسم دونوں کو محسوس ہوتی ہے، ہاں یہ ضرور ہے کہ عالم برزخ میں غلبہ روح کو حاصل ہوتا ہے، اور جسم دراصل روح کے مقابلہ میں مغلوب ہوتا ہے، لیکن کیونکہ عالم برزخ میں یہ سب کچھ دنیاوی زندگی والوں سے آڑ میں ہوتا ہے، اور اسی وجہ سے مرنے کے بعد کے عالم کو عالم برزخ کہا جاتا ہے (اور برزخ کے معنی آڑ کے آتے ہیں) اس لئے دنیا میں زندہ انسانوں کو وہاں کے حالات نظر نہیں آتے۔ اِلَّا أَنْ يَشَاءَ اللَّهُ۔ ۱

جبکہ انبیائے کرام صلی اللہ علیہم وسلم کی عالم برزخ والی زندگی سب سے اعلیٰ اور افضل ہوتی ہے، اس لئے روح لوٹا دیئے جانے کا یہ مطلب مراد لینا تو درست نہیں بنتا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو صرف سلام کے جواب کے وقت حیات حاصل ہوتی ہے، بالخصوص جبکہ کائنات بھر میں فرشتوں اور انسانوں کی طرف سے ہر وقت نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر سلام پڑھا جا رہا ہے، اور کوئی وقت بھی سلام سے خالی نہیں، اور دوسری صحیح احادیث بھی انبیاء صلی اللہ علیہم وسلم کے قبور میں حیات ہونے پر دلالت کرتی ہیں۔ ۲

۱۔ وكذلك عذاب القبر يكون للنفس والبدن جميعا، باتفاق أهل السنة والجماعة، تنعم النفس وتعذب مفردة عن البدن ومتصلة به.

واعلم أن عذاب القبر هو عذاب البرزخ، فكل من مات وهو مستحق للعذاب ناله نصيبه منه، قبر أو لم يقبر، أكلته السباع أو احترق حتى صار رمادا ونسف في الهواء، أو صلب أو غرق في البحر - وصل إلى روحه وبدنه من العذاب ما يصل إلى المقبور..... فالحاصل أن الدور ثلاثة: دار الدنيا، ودار البرزخ، ودار القرار. وقد جعل الله لكل دار أحكاما تخصها، وركب هذا الإنسان من بدن ونفس، وجعل أحكام الدنيا على الأبدان، والأرواح تبع لها، وجعل أحكام البرزخ على الأرواح، والأبدان تبع لها، فإذا جاء يوم حشر الأجساد وقيام الناس من قبورهم - صار الحكم والنعيم والعذاب على الأرواح والأجساد جميعا. فإذا تأملت هذا المعنى حق التأمل، ظهر لك أن كون القبر روضة من رياض الجنة أو حفرة من حفر النار مطابق للعقل، وأنه حق لا مرية فيه، وبذلك يتميز المؤمنون بالغيب من غيرهم (شرح العقيدة الطحاوية لصدر الدين ابن أبي العز الحنفی، ج ۲ ص ۵۷۹، ۵۸۰، عذاب القبر ونعيمه)

۲۔ (قال)، أي رسول الله صلى الله عليه وسلم: (إن الله حرم على الأرض)، أي: منعها وفيه مبالغة لطيفة (أجساد الأنبياء)، أي: من أن تأكلها، فإن الأنبياء في قبورهم أحياء.

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں﴾

اور اسی وجہ سے محدثین نے گذشتہ حدیث میں مذکور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سلام کا جواب دیتے وقت روح لوٹا دینے جانے کے کئی مطلب بیان کئے ہیں، جو علمی نوعیت کے ہیں، اور اس سلسلہ میں عوام کے لئے سلامتی و عافیت کا راستہ یہ ہے کہ وہ اس میں کھود کرید سے پرہیز کریں، اور یہ سمجھیں کہ اس کی حقیقت کو اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتے ہیں، اور ہمیں تو اس حدیث کی روشنی میں یہ سمجھنا چاہئے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم امتیوں کے آپ پر پیش کئے جانے والے سلام کا جواب مرحمت فرماتے ہیں، واللہ اعلم۔ ۱۔

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

قال الطیبی: فإن قلت: ما وجه الجواب بقوله: إن الله حرم على الأرض أجساد الأنبياء، فإن المانع من العرض والسماع هو الموت وهو قائم؟ قلت: لا شك أن حفظ أجسادهم من أن ترم خرق للعادة المستمرة، فكما أن الله تعالى يحفظها، فكذلك يمكن من العرض عليهم، ومن الاستماع منهم صلوات الأمة، ويؤيده ما سیرد في الحديث الثالث من الفصل الثالث، فنبى الله حتى يرزق اهـ. قال السيد جمال الدين: لا حاجة في وجه مطابقة الجواب إلى هذا التطويل، فإن قوله: إن الله حرم. إلخ. مقابل قوله: فقد أُرمت، وأيضا فمحصل الجواب أن الأنبياء أحياء في قبورهم، فيمكن لهم سماع صلاة من صلى عليهم، تأمل. ثم كلامه، فتأمل في كلامه فإن الذى ذكره أنه محصل الجواب هو خلاصة ما ذكره الطیبی من السؤال، والجواب غايته أنه على وجه التوضيح والإطناب، وأما قوله: فإن قوله: إن الله حرم، مقابل قوله: وقد أُرمت كلام حسن لا يحتاج إلى بيان، وهو أن الصحابة رضى الله عنهم سألوا بيان كيفية العرض بعد اعتقاد جواز أن العرض كائن لا محالة لقول الصادق "فإن صلاتكم معروضة على" لكن حصل لهم الاشباه أن العرض هل هو على الروح المجرد أو على المتصل بالجسد؟ وحسبوا أن جسد النبى كجسد كل أحد، فكفى في الجواب ما قاله على وجه الصواب، وأما على ما قدمه الطیبی فإنما يفيد حصر العرض، والسماع بعد الموت بالأنبياء، وليس الأمر كذلك، فإن سائر الأموات أيضا يسمعون السلام والكلام، وتعرض عليهم أعمال أقاربهم في بعض الأيام، نعم إن الأنبياء تكون حياتهم على الوجه الأكمل، ويحصل لبعض وارثهم من الشهداء والأولياء والعلماء الحظ الأوفى بحفظ أبدانهم الظاهرة، بل بالتلذذ بالصلاة والقرءاء ونحوهما في قبورهم الطاهرة إلى قيام الساعة الآخرة (مراقبة المفاتيح، ج ۱ ص ۱۰۱، كتاب الصلاة، باب الجمعة)

۱۔ (روحی) یعنی رد علی نطقی لأنه حی علی الدوام وروحہ لا تفارقه أبدا لما صح أن الأنبياء أحياء في قبورهم (حتى أُرِد) غاية لرد في معنى التعليل أى من أجل أن أُرِد (عليه السلام) هذا ظاهر في استمرار حياته لاستحالة أن يخلو الوجود كله من أحد يسلم عليه عادة ومن خص الرد بوقت الزيارة فعليه البيان فالمراد كما قال ابن الملقن وغيره بالروح النطق مجازا وعلاقة المجاز أن النطق ﴿بقية حاشيا گلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: وَالَّذِي نَفْسُ أَبِي الْقَاسِمِ بِيَدِهِ لَيَنْزِلَنَّ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ إِمَامًا مُقْسِطًا وَحَكَمًا عَدْلًا، فَلْيُكْسِرَنَّ الصَّلِيبَ، وَلْيَقْتُلَنَّ الْخَنْزِيرَ، وَلْيَصْلَحَنَّ ذَاتَ النُّيْنِ، وَلْيَذْهَبَنَّ الشُّحْنَاءُ، وَلْيَعْرِضَنَّ عَلَيْهِ الْأَمَالُ فَلَا يَقْبَلُهُ، ثُمَّ لَيَنْ قَامَ عَلَى قَبْرِى فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ لَا جَبِيْنَهُ (مسند ابی یعلی الموصلى ،

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

من لازمه وجود الروح كما أن الروح من لازمه وجود النطق بالفعل أو القوة وهو في البرزخ مشغول بأحوال الملكوت مستغرق في مشاهدته مأخوذ عن النطق بسبب ذلك ، ولهذا قال ابن حجر : الأحسن أن يؤول رد الروح بحضور الفكر كما قالوه في خبر يغان على قلبي وقال الطيبي : لعل معناه تكون روحه القدسية في شأن ما في الحضرة الإلهية فإذا بلغه سلام أحد من الأمة رد الله روحه من تلك الحالة إلى رد سلام من سلم عليه وكذا شأنه وعادته في الدنيا يفيض على أمته من سبحات الوحي الإلهي ما أفاضه الله عليه ولا يشغله هذا الشأن وهو شأن إفاضة الأنوار القدسية على أمته عن شغله بالحضرة كما كان في عالم الشهادة لا يشغله شأن عن شأن والمقام المحمود في الآخرة عبارة عن هذا المعنى فهو في الدنيا والبرزخ والعقبى في شأن أمته وههنا أجوبة كثيرة هذا أرجحها ورده المصنف وغيره بما لا طائل تحته (فيض القدير للمناوي تحت رقم الحديث ٤٩٨٦) ووجه الإشكال فيه أن ظاهره أن عود الروح إلى الجسد يقتضى انفصالها عنه وهو الموت وقد أجاب العلماء عن ذلك بأجوبة:

أحدها أن المراد بقوله رد الله على روحى أن رد روحه كانت سابقة عقب دفنه لا أنها تعاد ثم تنزع ثم تعاد.

الثاني سلمنا لكن ليس هو نزاع موت بل لا مشقة فيه.

الثالث أن المراد بالروح الملك الموكل بذلك.

الرابع المراد بالروح النطق فتجوز فيه من جهة خطابنا بما نفهمه .

الخامس أنه يستغرق في أمور الملاء الأعلى فإذا سلم عليه رجع إليه فهمه ليحجب من سلم عليه.

وقد استشكل ذلك من جهة أخرى وهو أنه يستلزم استغراق الزمان كله في ذلك لاتصال الصلاة والسلام عليه في أقطار الأرض ممن لا يحصى كثرة.

وأجيب بأن أمور الآخرة لا تدرك بالعقل وأحوال البرزخ أشبه بأحوال الآخرة والله أعلم (فتح الباری لابن حجر، ج ۳ ص ۲۳۵، کتاب الجهاد، باب قول الله تعالى واذكر في الكتاب مريم إذ انتبذت من أهلها)

رقم الحديث ۶۵۸۴ ۱

ترجمہ: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرما رہے تھے کہ قسم ہے اس رب العزت کی، جس کے قبضہ میں ابوالقاسم (یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کی جان ہے، کہ عیسیٰ بن مریم ضرور بالضرور امام مہصف اور حاکم و عادل ہو کر نازل ہوں گے، اور وہ ضرور صلیب کو توڑیں گے، اور خنزیر کو قتل کریں گے، اور باہمی اختلافات میں صلح کرائیں گے، اور کینہ کو ختم فرمادیں گے، اور ان پر مال پیش کیا جائے گا۔ لیکن وہ اس کو قبول نہ کریں گے، پھر اگر وہ میری قبر پر کھڑے ہو کر کہیں گے کہ اے محمد! تو میں ضرور ان کو جواب دوں گا (ابو یعلیٰ)

اس حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو قبر مبارک پر خطاب کرنے اور اس خطاب کے جواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جواب دینے کی تصریح معلوم ہوئی، اور اگلی روایت میں سلام کرنے اور سلام کا جواب دینے کی صاف طور پر تصریح ہے۔

چنانچہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لِيَهْبِطَنَّ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ حَكَمًا عَدْلًا، وَإِمَامًا مُقْسِطًا وَلَيْسُ لَكُمْ فِجًا حَاجًّا، أَوْ مُعْتَمِرًا أَوْ بَيْنَتَهُمَا وَلَيَأْتِيَنَّ قَبْرِي حَتَّى يُسَلِّمَ وَلَا زُدْنَ عَلَيْهِ (مسند حاکم) ۲

۱۔ قال الهيثمي: رواه أبو يعلى ورجاله رجال الصحيح (مجمع الزوائد ج ۸ ص ۲۱۱، تحت رقم الحديث ۱۳۸۱۳)

وقال حسين سليم أسد الداراني: إسناده صحيح (حاشية مسند أبي يعلى)
وقال الألباني: قلت: وهذا إسناده جيد رجاله كلهم ثقات رجال الشيخين غير أبي صخر - وهو حميد ابن زياد الخراط - فمن رجال مسلم وحده (سلسلة الاحاديث الصحيحة، تحت رقم الحديث ۲۷۳۳)

۲۔ رقم الحديث ۴۱۶۲، كتاب تواريخ المتقدمين من الأنبياء والمرسلين .
قال الحاكم: هذا حديث صحيح الإسناد ولم يخرجاه بهذه السياقة .
وقال الذهبي في التلخيص: صحيح .

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ (قیامت سے پہلے) عیسیٰ بن مریم ضرور بالضرور حاکم عادل اور امام منصّف ہو کر نازل ہوں گے، اور وہ ضرور دروازے کے راستے سے حج یا عمرہ یا دونوں کی نیت سے جائیں گے، اور وہ ضرور میری قبر پر آئیں گے، یہاں تک کہ وہ سلام کریں گے، اور میں ضرور ان کے سلام کا جواب دوں گا (حاکم)

مذکورہ معتبر اور صریح احادیث سے معلوم ہوا کہ انبیاء صلی اللہ علیہم وسلم اپنی قبور میں سب انسانوں سے زیادہ افضل و ارفع اور اور اعلیٰ و اقویٰ حیات رکھتے ہیں، اور اسی وجہ سے قبور میں ان کے اجسام صحیح سلامت رہتے ہیں، اور ان پر درد و دو سلام پیش ہوتا ہے، اور وہ امتیوں کے سلام کا جواب بھی مرحمت فرماتے ہیں۔ ۱۔

اگر کسی کوشبہ ہو کہ احادیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا امتیوں کی طرف سے پیش کئے

﴿ گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ ﴾

وقال الالبانی: والجملة الأخيرة لها طريق أخرى عنه بلفظ ..: "وليأتين قبري حتى يسلم علي، ولأردن عليه". أخرجه الحاكم. وصححه الذهبي وغيرهما من المتأخرين، وفيه علتان بينهما في "الضعيفة" تحت الحديث (٥٥٣٠) لكن لعله يصلح شاهدا للطريق الأولى. (تنبيه): قوله "لا أجته" كذا في "مسند أبي يعلى"، والنسخة سيئة، لكن كذلك وقع أيضا في نقل الهيثمي عنه، وقد ادعى الشيخ أبو غدة في تعليقه على "التصريح بما تواتر في نزول المسيح" (ص ٢٢٥) أنه تحريف، وأن الصواب "لا يجيئه"، وهو محتمل. والله أعلم (سلسلة الاحاديث الصحيحة، تحت رقم الحديث ٢٤٣٣)

۱۔ یؤخذ من هذه الاحاديث انه صلى الله عليه وسلم حي على الدوام وذلك انه محال ان يخلو الوجود كله من واحد يسلم عليه في ليل ونهار ونحن نؤمن ونصدق بانه صلى الله عليه وسلم حي يرزق في قبره وان جسده الشريف لا تأكله الارض، والاجماع على هذا (القول الحبيب في الصلاة على الحبيب الشفيح ص ١٤١، ١٤٢، الباب الرابع)

قال أبو منصور البغدادي: قال المتكلمون المحققون من أصحابنا: إن نبينا -صلى الله عليه وسلم- حي بعد وفاته وإنه يسر بطاعة أمته، وإن الأنبياء لا يبلون مع أنا نعتقد ثبوت الإدراكات كالعلم والسمع لسائر الموتى ونقطع بعود حياة كل ميت في قبره وبنعيم القبر وعذابه وهما من الأعراض المشروطة بالحياة لكن من غير توقف على بنية، وأما أدلة الحياة في الأنبياء فمقتضاها أنها مع البنية (الفواكه الدواني لأحمد بن غنيم المالكي، ج ١ ص ٩٦، باب ما تنطق به الألسنة، وتعتقد الأفئدة: من واجب أمور الديانات)

جانے والے سلام کے جواب دینے کا تو ذکر ہے، مگر درود کے جواب دینے کا ذکر نہیں، اس کی کیا وجہ ہے؟

تو اس کے جواب میں کہا جائے گا کہ سلام تو ایسا عمل ہے کہ جس کے جواب کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ضرورت ہے (جیسا کہ سلام تحیہ میں جواب کی ضرورت ہوتی ہے) لیکن درود ایسا عمل نہیں کہ جس کے جواب کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ضرورت ہو، بلکہ درود پاک کے عمل سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسرور اور خوش ہوتے ہیں، اور اللہ تعالیٰ اور فرشتوں کی طرف سے جواب دیا جاتا ہے کہ اللہ ایک مرتبہ درود پر دس رحمتیں نازل فرماتا ہے، اور درجات بلند فرماتا ہے، گناہ معاف فرماتا ہے، نیکیاں عطا فرماتا ہے، اور فرشتے اس کے حق میں برکت، رحمت و مغفرت کی دعا کرتے ہیں۔

وَاللّٰهُ سُبْحَانَهُ وَتَعَالٰی اَعْلَمُ وَعِلْمُهُ اَتَمُّ وَاَحْكَمُ۔

(دوسرا باب)

درود کے مخصوص مواقع اور اُن کی فضیلت و اہمیت

مطلق اور عام حالات میں درود و سلام کے عظیم الشان فضائل اور فوائد کے بعد اب احادیث و روایات میں مذکور مخصوص مواقع کے لحاظ سے الگ الگ درود و سلام کی فضیلت و اہمیت کا ذکر کیا جاتا ہے۔

(۱)..... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر پر درود

پہلے گزر چکا ہے کہ بہت سے اہل علم حضرات کے نزدیک ہر مسلمان کو زندگی میں کم از کم ایک مرتبہ درود و سلام پڑھنا واجب ہے، اس کے علاوہ درود شریف کا ایک اہم موقع وہ ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی تذکرہ کرے، یا کسی سے تذکرہ سُنے تو اس موقع پر درود پڑھنا واجب ہو جاتا ہے۔

چنانچہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : مَنْ ذُكِرَتْ عِنْدَهُ فَلْيُصَلِّ عَلَى ؛ فَإِنَّهُ مَنْ صَلَّى عَلَى مَرَّةٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ عَشْرًا (مسند ابی یعلیٰ الموصلی) ۱

۱۔ رقم الحدیث ۴۰۰۲، المعجم الاوسط للطبرانی، رقم الحدیث ۲۷۷۷ اور رقم الحدیث ۴۹۴۸، عمل الیوم واللیلۃ لابن السنی رقم الحدیث ۳۷۹، السنن الکبریٰ للنسائی، رقم الحدیث ۹۸۰۶۔

قال حسین سلیم أسد: رجاله رجال الصحيح (حاشیہ مسند ابی یعلیٰ)
وقال الہیثمی: رواه أبو یعلیٰ ورجالہ رجال الصحيح (مجمع الزوائد ج ۱ ص ۱۳۷، تحت رقم الحدیث ۵۷۹)

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس کے سامنے میرا ذکر کیا جائے، تو اسے چاہئے کہ میرے اوپر درود بھیجے، کیونکہ جو میرے اوپر ایک مرتبہ درود بھیجے گا، اس پر اللہ دس مرتبہ رحمت نازل فرمائے گا (ابویعلیٰ، طبرانی، نسائی)

اور حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ:

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ ذَكَرَنِي فَلْيُصَلِّ عَلَيَّ، وَمَنْ صَلَّيَ عَلَيَّ صَلَاةً وَاحِدَةً صَلَّيَ اللَّهُ عَلَيْهِ عَشْرًا (مسند ابی یعلیٰ الموصلی رقم الحدیث ۳۶۸۱) ۱

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے میرا ذکر کیا، تو اسے چاہئے کہ میرے اوپر درود بھیجے، اور جس نے میرے اوپر ایک مرتبہ درود بھیجا، اس پر اللہ دس مرتبہ رحمت نازل فرمائے گا (ابویعلیٰ)

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْبَحِيلُ الَّذِي مَنْ ذُكِرَتْ عَنْدهُ

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

وقال الهيثمي: رواه الطبرانی في الأوسط، ورجاله رجال الصحيح (مجمع الزوائد ج ۱۰ ص ۱۲۳، تحت رقم الحديث ۱۷۳۰۰، باب الصلاة على النبي صلى الله عليه وسلم في الدعاء وغيره)

وقال الزيلعي: وسنده جيد (تخريج الأحاديث والآثار الواقعة في تفسير الكشاف للزمخشري، لجمال الدين أبو محمد عبد الله بن يوسف بن محمد الزيلعي، ج ۳، ص ۱۳۲) وقال ابن حجر: وروينا في كتاب ابن السني بإسناد جيد، عن أنس رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من ذكرني عنده فليصل علي (نتائج الأفكار لابن حجر، ج ۴، ص ۳۲) قال الحافظ: ووصف السند بالجودة كأنه بالنظر إلى رجاله بأنهم موثقون لكن في السند انقطاع يعنى بين أبي إسحاق السبيعي وأنس بن مالك رضي الله عنه اهـ. أقول: للحديث شواهد بمعناه يقوى بها (روضة المحدثين، تحت رقم الحديث ۴۶۷۰، ج ۱۰، ص ۲۴۵)

۱۔ قال حسين سليم أسد: رجاله ثقات (حاشية مسند ابی یعلیٰ)

وقال الهيثمي: رواه أبو يعلى وفيه الأزرقي بن علي وثقه ابن حبان وقال يغرب وبقية رجال الصحيح (مجمع الزوائد ج ۱ ص ۱۳۷، تحت رقم الحديث ۵۷۸)

فَلَمْ يُصَلِّ عَلَى (سنن الترمذی) ۱

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بخیل ہے وہ شخص جس کے سامنے میرا ذکر کیا جائے، پھر وہ مجھ پر درود نہ پڑھے (ترمذی، حاکم، مسند احمد، ابویعلیٰ)

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِنَّ أَبْخَلَ النَّاسِ مَنْ ذُكِرَتْ عِنْدَهُ فَلَمْ يُصَلِّ عَلَى صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (فضل الصلاة على النبي

لاسماعیل بن اسحاق رقم الحديث ۳۵، مسند الحارث، رقم الحديث ۱۰۶۴) ۲

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لوگوں میں بخیل ترین شخص وہ ہے کہ جس کے سامنے میرا ذکر کیا جائے، پھر وہ مجھ پر درود نہ پڑھے، صلی اللہ علیہ وسلم (فضل الصلاة، مسند حارث)

۱۔ رقم الحديث ۳۵۴۲، ابواب الدعوات، باب في فضل التوبة والاستغفار وما ذكر من رحمة الله بعباده، مستدرک حاکم رقم الحديث ۲۰۱۵، مسند احمد، رقم الحديث ۱۷۳۶، مسند ابی یعلیٰ، رقم الحديث ۶۷۷۶.

قال الترمذی: هذا حديث حسن صحيح غريب.

وقال الحاكم: هذا حديث صحيح الإسناد، ولم يخرجاه. وله شاهد عن أبي هريرة.

وقال شعيب الارنؤوط: إسناده قوى، رجاله ثقات رجال الصحيح غير عبد الله بن علي بن حسين، فمن رجال الترمذی والنسائی، روى عنه جمع، وثقه ابن حبان وابن خلفون والذهبي (حاشية مسند احمد)

وقال حسين سليم أسد: إسناده صحيح (حاشية مسند ابی یعلیٰ)

وقال الالباني: قلت: ورجالہ ثقات معروفون، غير عبد الله بن علي حفيد الحسين رضي الله عنه، وقد وثقه ابن حبان وحده، وروى عنه جماعة، وقد اختلف عليه في إسناده على وجوه، خرجهما إسماعيل القاضي.

لكن الحديث صحيح. فإن له شاهدين: أحدهما عن أبي ذر، والآخر عن الحسن البصري مرسلًا بسند صحيح عنه، أخرجهما القاضي.

وله شاهد ثالث أورده الفيروز آبادی فی "الرد على المعترضين على ابن عربي" (ق ۱/ ۳۹) من رواية النسائي عن أنس، ثم قال: "وهذا حديث صحيح (إرواء الغليل في تخريج أحاديث منار السبيل، تحت رقم الحديث ۵)

۲۔ قال الالباني: صحيح لغيره (صحيح الترغيب والترهيب، تحت رقم الحديث ۱۶۸۴)

حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے مرسل روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: بِحَسْبِ امْرِءٍ فِي الْبُخْلِ أَنْ
أَذْكَرَ عِنْدَهُ فَلَا يُصَلِّيَ عَلَى (فضل الصلاة على النبي لاسماعيل بن اسحاق
رقم الحديث ۳۶) ۱

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آدمی کے بخل کے لئے یہ کافی ہے
کہ اس کے سامنے میرا ذکر کیا جائے، پھر وہ مجھ پر درود نہ پڑھے (فضل الصلاة)
اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ:

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: كَفَى بِهِ شُحًّا أَنْ أَذْكَرَ عِنْدَهُ،
ثُمَّ لَا يُصَلِّيَ عَلَى (مصنف ابن ابی شیبہ) ۲

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آدمی کے بخل کے لئے یہ کافی ہے
کہ اس کے سامنے میرا ذکر کیا جائے، پھر وہ مجھ پر درود نہ پڑھے (ابن ابی شیبہ)
اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے پوتے، حضرت محمد بن علی رحمہ اللہ سے مرسل روایت ہے کہ:
قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْجَفَاءِ أَنْ أَذْكَرَ عِنْدَ الرَّجُلِ
فَلَا يُصَلِّيَ عَلَى (مصنف عبد الرزاق) ۳

۱۔ قال سعد بن ناصر بن عبد العزيز الشَّري: عن الحسن البصري رحمه الله رفعه: بحسب امرء
من البخل أن أذكر عنده فلا يصلي على.
أخرج الجهمي في فضل الصلاة (۳۸/۳۳) حدثنا سليمان بن حرب، قال ثنا جرير بن حازم، قال:
سمعت الحسن يقول فذكره. وهذا مرسل صحيح الإسناد.
فظهر هنا قول الحافظ رحمه الله إذا أضفنا إليه حديث عوف بن مالك.
هذا ما استطعته -على حسب جهدي الذي لا يذكر -في جمع شواهد الحديث (حاشية المطالب
العالية، ج ۱، ص ۲۱۹، كتاب بدء الخلق، احاديث الانبياء عليهم الصلاة والسلام)
وقال الالباني: صحيح (تحقيق فضل الصلاة على النبي صلى الله عليه وسلم، تحت رقم الحديث
۳۸)

۲۔ رقم الحديث ۸۷۹۳، كتاب الصلاة، باب في ثواب الصلاة على النبي صلى الله عليه وسلم.

۳۔ رقم الحديث ۳۱۲۱، كتاب الصلاة، باب الصلاة على النبي صلى الله عليه وسلم.

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ بات ظلم (وزیادتی) میں داخل ہے کہ کسی آدمی کے سامنے میرا ذکر کیا جائے، پھر وہ میرے اوپر درود نہ بھیجے (عبد

الرزاق)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

رَغِمَ أَنْفُ رَجُلٍ ذُكِرْتُ عَنْدهُ فَلَمْ يُصَلِّ عَلَيَّ وَرَغِمَ أَنْفُ رَجُلٍ دَخَلَ عَلَيْهِ رَمَضَانُ ثُمَّ انْسَلَخَ قَبْلَ أَنْ يُغْفَرَ لَهُ وَرَغِمَ أَنْفُ رَجُلٍ أَذْرَكَ عَنْدهُ أَبَوَاهُ الْكِبَرَ فَلَمْ يَدْخِلْهُ الْجَنَّةَ قَالَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ وَأَظْنُهُ قَالَ

أَوْ أَحَدَهُمَا (سنن الترمذی) ۱

ترجمہ: ذلیل و خوار ہو وہ شخص جس کے سامنے میرا نام لیا گیا اور پھر اس نے مجھ پر درود نہ پڑھا اور ذلیل و خوار ہو وہ شخص جس کو رمضان کے مہینہ کی نعمت حاصل ہوئی اور رمضان گزر بھی گیا، مگر اس نے اپنی مغفرت کا سامان نہیں کیا اور ذلیل و خوار ہو وہ شخص جس نے اپنے والدین کو بڑھاپے کی حالت میں پایا، لیکن وہ اس کو جنت میں داخل نہ کرائیں، عبد الرحمن (اس حدیث کے راوی) فرماتے ہیں کہ میرا گمان یہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان (والدین) میں سے ایک (کے بارے میں

۱۔ رقم الحدیث ۳۴۶۸، ابواب الدعوات، باب قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رَغِمَ أَنْفُ رَجُلٍ، ومسنند احمد، رقم الحدیث ۷۴۵۱، وابن حبان، رقم الحدیث ۹۰۸۔

قال الترمذی: وفي الباب عن جابر، وأنس: هذا حديث حسن غريب من هذا الوجه وربعی بن إبراهيم هو: أخو إسماعيل بن إبراهيم، وهو ثقة، وهو: ابن علي وروی عن بعض أهل العلم قال: إذا صلى الرجل على النبي صلى الله عليه وسلم مرة في المجلس أجزأ عنه ما كان في ذلك المجلس (سنن الترمذی)

وقال شعيب الارنؤوط: صحيح، وهذا إسناد حسن، عبد الرحمن بن إسحاق - وهو المدنی - حسن الحديث، روى له البخارى فى "الأدب المفرد"، ومسلم متابعه، وأصحاب السنن، وباقي رجاله ثقات (حاشية مسند احمد)

وقال أيضاً: إسناده صحيح، رجاله رجال الصحيح، عبد الرحمن بن إسحاق: هو ابن عبد الله بن الحارث بن كنانة المدنی (حاشية صحيح ابن حبان)

بھی یہی) فرمایا (ترمذی، مسند احمد، ابن حبان)

بعض روایات میں کچھ تفصیل کے ساتھ یہ مضمون آیا ہے، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ بدوعاء جبریل علیہ السلام نے کی تھی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آمین کہا تھا۔ چنانچہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَفَى الْمُنْبِرَ فَقَالَ: آمِينَ، آمِينَ، آمِينَ، فَقِيلَ لَهُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، مَا كُنْتَ تَصْنَعُ هَذَا فَقَالَ: قَالَ لِي جِبْرِيلُ: أَرْغَمَ اللَّهُ أَنْفَ عَبْدٍ، أَوْ بَعْدَ، دَخَلَ رَمْضَانُ فَلَمْ يُغْفَرْ لَهُ، فَقُلْتُ: آمِينَ، ثُمَّ قَالَ: رَغِمَ أَنْفُ عَبْدٍ، أَوْ بَعْدَ، أَدْرَكَ وَالِدَيْهِ أَوْ أَحَدَهُمَا لَمْ يَدْخُلْهُ الْجَنَّةَ، فَقُلْتُ: آمِينَ، ثُمَّ قَالَ: رَغِمَ أَنْفُ عَبْدٍ، أَوْ بَعْدَ، ذُكِرْتُ عَنْدهُ فَلَمْ يُصَلِّ عَلَيْكَ، فَقُلْتُ: آمِينَ (صحیح ابن خزيمة) ۱

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر چڑھے، اور فرمایا کہ آمین، آمین، آمین، آپ سے عرض کیا گیا کہ اے اللہ کے رسول! آپ یہ عمل تو نہیں کیا کرتے؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے جبریل امین نے فرمایا کہ اللہ اس بندے کو ذلیل و خوار کرے، یا رحمت سے دور کرے، جس پر رمضان آ گیا، اور اس نے اپنی مغفرت کا سامان نہیں کیا؛ جس پر میں نے آمین کہا، پھر

۱۔ رقم الحديث ۱۸۸۸، کتاب الصیام، باب استحباب الاجتهاد فی العبادة فی رمضان، مسند ابی یعلیٰ، رقم الحديث ۵۹۲۲، مسند البزار، رقم الحديث ۸۱۱۶، المعجم الاوسط للطبرانی، رقم الحديث ۸۹۹۳، صحیح ابن حبان، رقم الحديث ۹۰۷۔

قال الأعظمی فی تعلیق ابن خزيمة: إسناده جيد (حاشیة ابن ماجه)
وقال الهیثمی: رواه البزار، وفيه کثیر بن زید الاسلامی، وقد وثقه جماعة، وفيه ضعف، وبقيّة رجاله ثقات (مجمع الزوائد، تحت رقم الحديث ۱۷۳۱۹)
وقال حسین سلیم أسد: إسناده حسن (حاشیة مسند ابی یعلیٰ)
وقال شعيب الارنوط: إسناده حسن (حاشیة صحیح ابن حبان)

جبریل امین نے فرمایا کہ ذلیل و خوار یا دور ہو وہ شخص، جس نے اپنے والدین یا ان میں سے کسی ایک کو پایا، جو اس کو جنت میں داخل نہ کرا سکے، جس پر میں نے آمین کہا، پھر جبریل امین نے فرمایا کہ ذلیل و خوار یا دور ہو وہ شخص، جس کے سامنے آپ کا ذکر کیا گیا، پھر اس نے آپ پر درود نہیں پڑھا، تو میں نے کہا کہ آمین (ابن خزیمہ، بیہقی، بزار، طبرانی، ابن حبان)

اور بعض احادیث میں یہ تفصیل آئی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے سب کو منبر کے قریب آنے کے لئے فرمایا، اور پھر منبر کی پہلی سیڑھی پر اور دوسری سیڑھی پر اور تیسری سیڑھی پر چڑھتے ہوئے آمین آمین آمین کہا تھا۔

چنانچہ حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، خَرَجَ يَوْمًا إِلَى الْمَنْبَرِ، فَقَالَ حِينَ ارْتَقَى دَرَجَةً: آمِينَ. ثُمَّ ارْتَقَى الْأُخْرَى، فَقَالَ: آمِينَ. ثُمَّ ارْتَقَى الثَّالِثَةَ فَقَالَ: آمِينَ. فَلَمَّا نَزَلَ عَنِ الْمَنْبَرِ وَفَرَغَ، قُلْنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ لَقَدْ سَمِعْنَا مِنْكَ كَلَامًا الْيَوْمَ مَا كُنَّا نَسْمَعُهُ قَبْلَ الْيَوْمِ؟ قَالَ: وَسَمِعْتُمُوهُ؟ قَالُوا: نَعَمْ، قَالَ: إِنَّ جِبْرِيلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ، عَرَضَ لِي حِينَ ارْتَقَيْتُ دَرَجَةً، فَقَالَ: بَعْدَ مَنْ أَذْرَكَ أَبُوِيهِ عِنْدَ الْكَبِيرِ أَوْ أَحَدَهُمَا لَمْ يَدْخِلَاهُ الْجَنَّةَ، قَالَ: فَقُلْتُ: آمِينَ، وَقَالَ: بَعْدَ مَنْ ذُكِرَتْ عِنْدَهُ وَلَمْ يُصَلِّ عَلَيْكَ، فَقُلْتُ: آمِينَ، ثُمَّ قَالَ: بَعْدَ مَنْ أَذْرَكَ رَمَضَانَ، فَلَمْ يُغْفَرْ لَهُ، فَقُلْتُ: آمِينَ (المعجم الكبير للطبرانی) ۱

۱۔ رقم الحديث ۳۱۵، مستدرک حاکم، رقم الحديث ۷۲۵۶۔

قال الحاکم: هذا حديث صحيح الإسناد ولم يخرجاه .

و قال الذهبي في التلخيص: صحيح.

وقال الهیثمی: رواه الطبرانی، ورجاله ثقات (مجمع الزوائد ج ۱۰ ص ۶۶، تحت رقم الحديث

(۱۷۳۱۷)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منبر کی طرف تشریف لائے، اور منبر کے پہلے درجہ پر قدم مبارک رکھا تو فرمایا آمین، پھر جب دوسرے پر قدم رکھا تو پھر فرمایا آمین، پھر جب تیسرے پر قدم رکھا تو پھر فرمایا آمین۔

جب آپ خطبہ سے فارغ ہو کر نیچے اترے تو ہم نے عرض کیا کہ ہم نے آج آپ سے منبر پر چڑھتے ہوئے ایسی بات سنی جو پہلے کبھی نہیں سنی تھی، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تم نے بھی وہ بات سنی ہے؟ ہم نے عرض کیا جی ہاں، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس وقت جبریل میرے سامنے آئے تھے (جب پہلے درجہ پر میں نے قدم رکھا تو) انہوں نے کہا کہ ہلاک ہو وہ شخص جس کے سامنے اس کے والدین یا ان میں سے کوئی ایک بڑھاپے کو پائے اور وہ اس کو جنت میں داخل نہ کرائے، میں نے کہا آمین!

پھر جب میں دوسرے درجہ پر چڑھا تو انہوں نے کہا کہ ہلاک ہو وہ شخص جس کے سامنے آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کا ذکر ہوا اور وہ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) پر درود نہ بھیجے، میں نے کہا آمین! پھر انہوں نے کہا کہ ہلاک ہو وہ شخص جس نے رمضان کا مہینہ پایا پھر بھی اس کی مغفرت نہ ہوئی، میں نے کہا آمین (طبرانی، حاکم) اس طرح کی حدیث اور سندوں سے بھی مروی ہے، اور بعض دیگر احادیث میں بھی تھوڑے الفاظ کے فرق کے ساتھ یہ مضمون آیا ہے۔ ۱

۱۔ مالک بن الحسن بن مالک بن الحویرث عن أبيه عن جده قال سعد رسول الله صلى الله عليه وسلم المنبر فلما رقى عتبة قال آمين ثم رقى عتبة أخرى فقال آمين ثم رقى عتبة ثالثة فقال آمين ثم قال أتانى جبريل فقال يا محمد من أدرك رمضان فلم يغفر له فابعد الله قلت آمين قال ومن أدرك والديه أو أحدهما فدخل النار فابعد الله قلت آمين فقال ومن ذكرت عنده فلم يصل عليك فابعد الله قل آمين فقلت آمين (صحيح ابن حبان، رقم الحديث ۴۰۹)

قال شعيب الانورط: حديث صحيح لغيره، وهذا إسناد ضعيف (حاشية صحيح ابن حبان)

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

اول تو حضرت جبریل علیہ السلام جیسے مقرب فرشتے کی بددعاء ہی کیا کم تھی اور پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آمین نے تو اس کو جتنی سخت بددعاء بنا دیا وہ ظاہر ہے۔
اللہ ہی اپنے فضل سے ان تینوں کوتاہیوں سے بچنے کی توفیق عطا فرمادیں اور ان برائیوں سے محفوظ رکھیں، ورنہ ہلاکت میں کیا شک ہے۔

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

عن جابر، قال: صعد النبي صلى الله عليه وسلم المنبر، فقال: آمين آمين آمين قال: "أتاني جبريل عليه السلام، فقال: يا محمد من أدرك أحد والديه فمات فدخل النار فأبعده الله قل آمين، فقلت: آمين، قال: يا محمد من أدرك شهر رمضان فمات فلم يغفر له فأدخل النار فأبعده الله قل آمين، فقلت: آمين، قال: ومن ذكرت عنده فلم يصل عليك فمات فدخل النار فأبعده الله، قل آمين، فقلت: آمين" (المعجم الكبير للطبراني، رقم الحديث ۲۰۲۲)
قال الهيثمي: هذا أو نحوه رواه البزار عن شيخه: محمد بن حوان ولم أعرفه، وبقية رجاله وثقوا، وفي قيس بن الربيع خلاف (مجمع الزوائد، تحت رقم الحديث ۱۷۳۱)

عن عمار بن ياسر، قال: صعد رسول الله صلى الله عليه وسلم المنبر، فقال: آمين آمين آمين، فلما نزل قيل له، فقال: "أتاني جبريل، فقال: رغم أنف رجل أدرك رمضان فلم يغفر له أو فأبعده الله، قل: آمين، فقلت: آمين، ورغم أنف رجل أدرك والديه فلم يدخلا الجنة أو فأبعده الله، قل: آمين، قلت: آمين، ورجل ذكرت عنده فلم يصل عليك فأبعده الله، قل: آمين، فقلت: آمين" وهذا الحديث لا نعلمه يروى عن عمار إلا من هذا الوجه بهذا الإسناد (مسند البزار، رقم الحديث ۱۴۰۵)

عن عبد الله بن الحارث بن جزء الزبيدي رضى الله عنه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم دخل المسجد وصعد المنبر فقال: آمين، آمين، آمين فلما انصرف قيل: يا رسول الله، لقد رأيناك صنعت شيئا ما كنت تصنعه، قال: "إن جبريل تبدى لى فى أول درجة، فقال: يا محمد، من أدرك أحد والديه فلم يدخلا الجنة فأبعده الله ثم أبعده، قال: فقلت: آمين ثم قال لى فى الدرجة الثانية: ومن أدرك شهر رمضان فلم يغفر له فأبعده الله، ثم أبعده، فقلت: آمين ثم تبدى لى فى الثالثة، فقال: إن من ذكرت عنده فلم يصل عليك فأبعده الله ثم أبعده، فقلت: آمين" (مسند البزار، رقم الحديث ۳۷۹۰)

قال الهيثمي: رواه البزار، والطبراني بنحوه، وفيه من لم أعرفهم (مجمع الزوائد، تحت رقم الحديث ۱۷۳۱)

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

بہر حال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آمین کہا ہو، تب بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے بددعاء تو ثابت ہوگئی۔

وہ تین شخص جن کو بددعاء دی گئی ہے، ان میں ایک وہ شخص ہے جس کے سامنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر مبارک ہوا اور وہ درد نہ پڑھے۔

حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ ذُكِرْتُ عِنْدَهُ فَخَطَّءَ

الصَّلَاةَ عَلَيَّ؛ خَطَّءَ طَرِيقَ الْجَنَّةِ (المعجم الكبير للطبرانی) ۱

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس کے سامنے میرا ذکر کیا گیا، پھر

اس نے مجھ پر درد پڑھنے میں خطاء (غلطی) کی، تو اس نے جنت کے راستے میں

خطاء (غلطی) کی (طبرانی، فضل الصلاة)

یہ حدیث دوسری سندوں سے بھی مروی ہے۔ ۲

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

عن ابن عباس أن النبي صلى الله عليه وسلم: ارتقى على المنبر فأمن ثلاث مرات، ثم

قال: تدرون لم أمنت؟ قالوا: الله ورسوله أعلم. قال: "جاءني جبريل عليه السلام،

فأخبرني: أنه من ذكرت عنده فلم يصل عليك دخل النار، فأبعده الله وأسحقه، فقلت:

آمين، ومن أدرك والديه أو أحدهما، فلم يبرهما دخل النار فأبعده الله وأسحقه،

فقلت: آمين، ومن أدرك رمضان فلم يغفر له دخل النار، فأبعده الله وأسحقه، فقلت:

آمين" (المعجم الكبير للطبرانی، رقم الحديث ۱۲۵۵)

قال الهيثمي: رواه الطبرانی، وفيه اسحاق بن عبد الله بن كيسان، وفيه ضعف (مجمع الزوائد،

تحت رقم الحديث ۱۷۳۱۳)

۱۔ رقم الحديث ۲۸۱۸، فضل الصلاة على النبي لاسماعيل بن اسحاق رقم الحديث ۳۲.

۲۔ حدثنا حفص بن غياث، عن جعفر، عن أبيه، قال: قال رسول الله صلى الله عليه

وسلم: من ذكرت عنده فنسى الصلاة على خطاء طريق الجنة يوم القيامة. (مصنف ابن

ابی شيبة، رقم الحديث ۳۲۴۵۳، كتاب الفضائل، باب ما أعطى الله محمدا صلى الله

عليه وسلم)

على بن أحمد بن عبدان، أخبرنا أحمد بن عبيد، حدثنا الباغندي، حدثنا عمر بن حفص

﴿بقية حاشيا گلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں﴾

اور مذکورہ روایات کی اسناد پر اگرچہ ضعیف ہونے کا حکم لگایا گیا ہے۔ ۱
لیکن متعدد حضرات نے فرمایا کہ تمام روایات کے مجموعہ سے یہ حدیث حسن یا صحیح درجہ میں

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

بن غیاث، حدثنا أبي، عن محمد بن عمرو، عن أبي سلمة، عن أبي هريرة قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من نسي الصلاة على خطئه به طريق الجنة (معرفة السنن والآثار للبيهقي، رقم الحديث ۱۹۰۴۱)
حدثنا جبارة بن المغلس قال: حدثنا حماد بن زيد، عن عمرو بن دينار، عن جابر بن زيد، عن ابن عباس، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من نسي الصلاة على، خطئه طريق الجنة (سنن ابن ماجه، رقم الحديث ۹۰۸)
۱ قال شعيب الارنؤوط: إسناده ضعيف، جبارة بن المغلس متروك الحديث، كذبه ابن معين، وقال ابن نمير: ما هو عندي ممن يكذب، كان يوضع له الحديث فيحدث به، ما كان عندي ممن يتعمد الكذب وأخرجه الطبراني في "الكبير" (۱۲۸۱۹) وابن عدى في "الكامل" ۶۰۳/۲ وأبو نعيم في "الحلية" ۹۱/۳ "من طريق جبارة بن المغلس، بهذا الإسناد.
وأخرجه البيهقي في "السنن" ۲۸۶/۹ وفي "الشعب" (۱۵۷۴) "من حديث أبي هريرة، وفي إسناده محمد بن سليمان ويغلب على الظن أنه الشطوي البغدادي، وهو ضعيف.
وأخرجه إسماعيل القاضي في "فضل الصلاة على النبي" (۴۱ - ۴۲) "عن محمد بن علي الباقر مرسلًا (حاشية سنن ابن ماجه)

حدثنا أحمد بن علي، حدثنا جبارة، حدثنا حماد بن زيد عن عمرو بن دينار عن جابر بن زيد، عن ابن عباس وأبي جعفر جميعاً قالوا قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من نسي الصلاة على خطئه طريق الجنة.
قال الشيخ: وهذا الحديث أيضا غير محفوظ بهذا الإسناد (الكامل في ضعفاء الرجال لابن عدى، ج ۲ ص ۴۲۶، تحت ترجمة جبارة بن المغلس بن محمد الحماني الكوفي، رقم الترجمة ۳۶۹)

وقال محمد بن محمد الدرويش الحوت: من نسي الصلاة على خطئه طريق الجنة. "فيه جابر بن يزيد ضعيف، وفيه جبارة بن المغلس قال يحيى: كذاب، وقال المنذرى: له مناكير (اسنى المطالب في احاديث مختلفة المراتب، تحت رقم الحديث ۱۵۱۴، حرف الميم)
وقال الهيثمي: رواه الطبراني في الكبير وفيه بشير بن محمد الكندي أو بشر فان كان بشيرا فقد ضعفه ابن المبارك ويحيى بن معين والدارقطني وإن كان بشرا فلم أر من ذكره (مجمع الزوائد ج ۱ ص ۱۳۷، تحت رقم الحديث ۵۸۰)
وقال أيضاً: رواه الطبراني، وفيه بشير بن محمد الكندي، وهو ضعيف (مجمع الزوائد، تحت رقم الحديث ۷۳۰، باب فيمن ذكر عنده فلم يصل عليه)

داخل ہو جاتی ہے۔ ۱

۱۔ قال الالبانی: صحیح لغيره (تحقیق فضل الصلاة على النبی لاسماعيل بن اسحاق رقم الحديث ۴۲)

وقال ابن حجر: واطنب فی تخريج طرقه وبيان الاختلاف فيه من حديث على ومن حديث ابنه الحسين ولا يقصر عن درجة الحسن ومنها حديث من نسي الصلاة على خطأ طريق الجنة أخرجه بن ماجه عن ابن عباس والبيهقي في الشعب من حديث أبي هريرة وابن أبي حاتم من حديث جابر والطبرانی من حديث حسين بن علي وهذه الطرق يشد بعضها بعضها (فتح الباری لابن حجر، ج ۱ ص ۲۸، باب الصلاة على النبی صلى الله عليه وسلم)

وقال أبو حذيفة البصرة: "من نسي الصلاة على خطأ طريق الجنة" قال الحافظ: أخرجه ابن ماجه عن ابن عباس، والبيهقي في "الشعب" من حديث أبي هريرة، وابن أبي حاتم من حديث جابر، والطبرانی من حديث حسين بن علي، وهذه الطرق يشد بعضها بعضها حسن.

روى من حديث ابن عباس ومن حديث أبي هريرة ومن حديث جابر ومن حديث علي بن أبي طالب ومن حديث الحسين بن علي ومن حديث محمد بن علي بن الحسين بن علي بن أبي طالب مرسلًا. فأما حديث ابن عباس فأخرجه ابن ماجه (۹۰۸) عن جبارة بن المغلس ثنا حماد بن زيد عن عمرو بن دينار عن جابر بن زيد عن ابن عباس به مرفوعا.

وأخرجه الطبرانی في "الكبير" (۱۲۸۱۹) "وعنه أبو نعيم في "الحلية" (۹۱/۳) "عن عبدان بن أحمد الأهوازي ثنا جبارة به.

وأخرجه أبو نعيم في "الحلية" (۲۶۷/۲) "عن محمد بن عبد الرحمن ثنا عبدان بن أحمد ثنا جبارة بن المغلس ثنا حماد بن زيد عن عمرو بن دينار عن جابر بن زيد عن ابن عباس، وعن عمرو بن دينار عن أبي جعفر قالاً.

وأخرجه ابن عدی (۶۰۳/۲) عن أبي يعلى ثنا جبارة ثنا حماد بن زيد عن عمرو بن دينار عن جابر بن زيد عن ابن عباس وأبي جعفر به.

قال ابن عدی: هذا الحديث غير محفوظ بهذا الإسناد

وقال أبو نعيم: غريب من حديث جابر وعمرو لم نكتبه إلا من حديث جبارة، تفرد به

وقال البوصيري: هذا إسناد ضعيف لضعف جبارة بن المغلس "المصباح" (۱۱۲/۱)

وأما حديث أبي هريرة فأخرجه ابن الأعرابي (ق ۳۵ - ۳۶) عن محمد بن سليمان بن الحارث الباغندي ثنا عمر بن حفص بن غياث ثنا أبي عن محمد بن عمرو عن أبي سلمة عن أبي هريرة مرفوعا "من نسي الصلاة على نسي طريق الجنة"

وأخرجه البيهقي (۲۸۶/۹) وفي "الدعوات" (۱۵۴) "وفي "الشعب" (۱۴۷۳) "وأبو القاسم الأصبهاني في "الترغيب" (۱۶۸۵) "من طرق عن الباغندي به.

قال الرشيد العطار: إسناده حسن "القول البديع" ص ۱۴۶.

﴿بقية حاشيا گلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

اس قسم کی احادیث کے پیش نظر بہت سے فقہائے کرام کے نزدیک مسئلہ یہ ہے کہ جب کوئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کرے یا سنے تو اس پر درود شریف پڑھنا واجب ہو جاتا ہے۔ البتہ اگر ایک مجلس میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر مبارک ایک سے زیادہ مرتبہ آئے، تو بہت سے اہل علم حضرات کے نزدیک صرف ایک مرتبہ درود پڑھنے سے واجب ادا ہو جاتا ہے،

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

قلت: وهو كما قال، محمد بن سليمان ومحمد بن عمرو بن علقمة صدوقان، والباقر وثقات. وأما حديث جابر فذكر السخاوي أنه عند ابن أبي حاتم، وحكى عن الرشيد العطار أنه قال: إسناده جيد حسن متصل

وأما حديث علي فذكره السخاوي وقال: أخرجه ابن بشكوال بسند ضعيف. وأما حديث الحسين بن علي فأخرجه الدولابي في "الذرية الطاهرة" (١٥٥) "والطبراني في الكبير" (٢٨٨٤) "من طريق محمد بن بشير الكندي ثنا عبيدة بن حميد ثني فطر بن خليفة عن أبي جعفر محمد بن علي بن حسين عن أبيه عن جده حسين بن علي مرفوعا "من ذكرت عنده فخطأ الصلاة على طريق الجنة" وإسناده ضعيف لضعف محمد بن بشير.

وأما حديث محمد بن علي بن الحسين فأخرجه ابن أبي شيبة (٥٠٨ - ٥٠٤ / ١١) وإسماعيل القاضي في "الصلاة على النبي" (٢١ و ٢٢ و ٢٣ و ٢٤) "وابن أبي عاصم في "الصلاة على النبي" (٨٣) "والطبري في "تهذيب الآثار" (مسند طلحة بن عبيد الله (٣٥٨) والبيهقي في "الشعب" (١٢٤٢) "من طرق عن محمد بن علي بن الحسين به.

قال البيهقي: هذا مرسل "انيس الساري تخريج احاديث فتح الباري، ج ٤ ص ٥٣٩٥ الى ٥٣٩٤، تحت رقم الحديث (٣٤٤٤)

وقال الالباني: "من ذكرت عنده، فنسى الصلاة على، خطأ به طريق الجنة". رواه عيسى بن علي الوزير في "سنة مجالس" (١٩٠ / ٢) "قال: قرئ علي أبي الحسن محمد بن الحسن الجنديسابوري - وأنا أسمع - قيل له: حدثكم جعفر بن عامر وسهل بن بحر قالوا: حدثنا عمر بن حفص بن غياث حدثنا أبي عن محمد بن عمرو عن أبي سلمة عن أبي هريرة مرفوعا. قلت: وهذا إسناده حسن إن ثبت عدالة الجنديسابوري هذا، فإني لم أعرفه. ومثله جعفر بن عامر، ولكنه مقرون مع سهل بن بحر، وهذا قد قال عنه ابن أبي حاتم (١٩٣ / ٢) " : كتبت عنه بالرى مع أبي، وكان صدوقا. " لكن الحديث صحيح، فقد روى عن ابن عباس عند ابن ماجه، وحسين بن علي عند الطبراني، وابنه محمد بن الحسين أبي جعفر الباقر مرسلًا عند إسماعيل القاضي في "فضل الصلاة على النبي صلى الله عليه وسلم" (رقم ٣١ - ٣٣ بتحقيق) وهي وإن كانت لا تخلو عن ضعف، فبعضها يقرى بعضها، ولا سيما والمرسل منها صحيح كما بينته هناك (سلسلة الاحاديث الصحيحة، تحت رقم الحديث ٢٣٣٨)

لیکن پھر بھی بعض حضرات کے نزدیک مستحب و افضل یہ ہے کہ جتنی مرتبہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر مبارک کرے، یا سنے، ہر مرتبہ پڑھے۔ ۱

محدثین کرام سے زیادہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کرنے والے اور کون لوگ ہو سکتے ہیں، ان کا ہر وقت کا مشغلہ ہی حدیثِ رسول ہے، جس میں ہر وقت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا بار بار ذکر آتا ہے۔

۱۔ ومن الواجب عند الاكثرين عند ذكره او سماع اسمه عليه الصلاة والسلام ، كما ذهب اليه الطحاوى، واختاره فى التحفة، للحديث المذكورة آنفا، ولو تكرره ذكره الشريف فى المجلس ففى شرح المنية عن الكافى: لم يلزمه الا مرة واحدة فى الصحيح ، لان تكرار اسمه واجب لحفظ سنته التى بها قوام الشريعة، فلو وجبت الصلاة فى كل مرة لافضى الى الحرج ، غير انه ندب تكرارها، انتهى.

وسنة اصحاب الحديث الذين هم اكثر الناس تكرارا للذكر الشريف ، هو تكرار الصلاة عند تكرار الذكر قراءة وكتابة، وهو الاولى والاخرى (احكام القرآن للفقهاء المفسر العلامة محمد شفيح رحمه الله تعالى، ج ۳ ص ۲۸۹، سورة الاحزاب)

والحديث يدل على وجوب الصلاة عليه كلما جرى ذكره واليه صار جمع من المذاهب الأربعة وقيل يجب ذلك فى العمر مرة فقط (فيض القدير شرح الجامع الصغير للمناوى، تحت رقم الحديث ۸۶۷۸)

الصلاة على النبى صلى الله عليه وسلم مع اتحاد المجلس:

للفقهاء آراء عديدة فى حكم الصلاة على النبى صلى الله عليه وسلم كلما ذكر فى غير الصلاة، ويتعلق بالمجلس منها ثلاثة آراء :

الأول :أنها تجب كلما ذكر اسمه صلى الله عليه وسلم ولو اتحد المجلس، وبه قال جمع، منهم الطحاوى من الحنفية، والطرطوشى، وابن العربى، والفاكهانى من المالكية، وأبو عبد الله الحلیمى وأبو حامد الإسفرايينى من الشافعية، وابن بطة من الحنابلة . لحديث من ذكرت عنده فلم يصل على فدخل النار فأبعده الله .

الثانى :وجوب الصلاة مرة فى كل مجلس، وهو ما صححه النسفى فى الكافى حيث قال فى باب التلاوة :وهو كمن سمع اسمه مرارا، لم تلزمه الصلاة إلا مرة فى الصحيح؛ لأن تكرار اسمه صلى الله عليه وسلم لحفظ سنته التى بها قوام الشريعة، فلو وجبت الصلاة بكل مرة لأفضى إلى الحرج.

وهو قول أبى عبد الله الحلیمى إن كان السامع غافلا فيكفيه مرة فى آخر المجلس .

الثالث :ندب التكرار فى المجلس الواحد، ذكره ابن عابدين فى تحصيله لآراء فقهاء الحنفية.

وبقية الفقهاء لا ينظرون إلى اتحاد المجلس، فمنهم من يقول :إنها واجبة فى العمر مرة، ومنهم من يقول بالنسب مطلقا، اتحد المجلس أم اختلف (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج ۱، ص ۲۰۳ و ۲۰۵، مادة "اتحاد المجلس")

مگر تمام محدثین کا یہی دستور رہا ہے، کہ ہر مرتبہ درود و سلام پڑھتے اور لکھتے ہیں۔ انہوں نے اس کی بھی پروا نہیں کی کہ بار بار درود و سلام لکھنے سے کتاب کی ضخامت اور مواد کافی بڑھ جاتا ہے، کیونکہ اکثر تو چھوٹی چھوٹی حدیثیں آتی ہیں، جن میں ایک دو سطر کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام مبارک آتا ہے۔

اور بعض جگہ تو ایک سطر میں ایک سے زیادہ مرتبہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے نام مبارک کا ذکر آتا ہے، مگر اس کے باوجود محدثین کرام درود و سلام کے لکھنے کو نہیں چھوڑتے (معارف القرآن: بتحیر، جلد ہفتم، صفحہ ۲۲۴، ص ۲۲۵، و ذیل سورہ احزاب، رقم الآیہ ۵۶)

اب اس سلسلہ میں چند مسائل اختصار کے ساتھ ملاحظہ فرمائیں۔
مسئلہ نمبر ۱..... جس طرح زبان سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر مبارک کرتے یا سنتے وقت زبانی درود واجب ہے، اسی طرح قلم سے لکھتے وقت بھی زبان یا قلم سے واجب ہے۔ اور جو لوگ لکھتے وقت اختصار کے پیش نظر چھوٹا سا ”یا“ ”صلم“ وغیرہ لکھ دیتے ہیں، یہ کافی نہیں۔ ۱

مسئلہ نمبر ۲..... نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر مبارک کے وقت اعلیٰ و افضل اور مستحب تو یہی ہے کہ درود اور سلام دونوں پڑھے یا لکھے جائیں، مثلاً ”صلی اللہ علیہ وسلم“ پڑھا، یا لکھا جائے، جس میں کہ درود و سلام دونوں موجود ہیں۔

لیکن اگر کوئی شخص صرف درود پڑھ لے، تو اس سے بھی واجب ادا ہو جاتا ہے، اور بعض علماء کے نزدیک صرف سلام پر اکتفاء کرنے سے بھی واجب ادا ہو جاتا ہے۔ ۲

۱۔ مقتضى الدليل الفراضها في العمر مرة، وإيجابها كلما ذكر، إلا أن يتحد المجلس فيستحب التكرار بالتكرار، فعليك به اتفقت الأقوال أو اختلفت. اهـ. فقد اتضح لك أن المعتمد ما في الكافي. وسمعت قول القنية إنه به يفتى، وأنت خير بان الفتوى أكد ألفاظ التصحيح (ردالمحتار، ج ۱ ص ۵۱، كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، فصل في بيان تأليف الصلاة الى انتهائها)

۲۔ السلام يجزء عن الصلاة على النبي - صلى الله عليه وسلم - هندية عن الغرائب (ردالمحتار، ج ۱ ص ۵۱، كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، فصل في بيان تأليف الصلاة الى انتهائها)
﴿بقية حاشية اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

مسئلہ نمبر ۸۰۰..... نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم مبارک اگر خطبے میں آئے تو خطبہ سننے والوں پر درود پڑھنا واجب نہیں، اسی طرح اگر کوئی قرآن مجید کی قرأت سن رہا ہو، اور قرأت کے دوران رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام نامی آئے تو بھی درود پڑھنا واجب نہیں۔

خطبہ کے دوران نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا نام نامی سننے والوں کو زبان کو حرکت دیئے بغیر اپنے دل میں درود شریف پڑھ لینے میں حرج بھی نہیں۔

البتہ بعض مشائخ حنفیہ کے نزدیک اس موقع پر اتنی آہستہ آواز میں جو خود کو سنائی دے، اور دوسرے کو سنائی نہ دے، درود شریف پڑھ لینا جائز ہے۔ ۱

مسئلہ نمبر ۸۰۰..... اگر کوئی قرآن مجید کی تلاوت میں مشغول ہے، اور کسی دوسرے کی زبان سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام نامی سنے، تو بھی قرآن مجید کی تلاوت میں مشغول آدمی پر درود شریف پڑھنا واجب نہیں، البتہ اگر تلاوت سے فارغ ہو کر درود پڑھ لے، تو افضل ہے، اگرچہ واجب نہیں۔

اسی طرح اگر کوئی قرآن مجید تلاوت کر رہا ہے، تو تلاوت کے دوران رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام آئے، تو بھی تلاوت کرنے والے پر درود پڑھنا واجب نہیں، اور اسے اپنی تلاوت

﴿ گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ ﴾

مگر اس پر یہ اشکال ہے کہ احادیث میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر مبارک پر درود و حکم اور اس کے ترک پر وعید وارد ہے، اور یہ حکم اور وعید صلاۃ کے تارک سے متعلق ہے، نہ کہ سلام کے تارک سے، اس کا تقاضا یہ ہے کہ درود کے بغیر وجوب ادا نہ ہو ممکن ہے کہ مجوزین نے سلام کو صلاۃ پر قیاس کیا ہو؟ واللہ اعلم۔

۱۔ قولہ: "یصلی سرا" بحیث یسمع نفسه کذا أفاده القهستانی وفي الشرح عن الحسامی یصلی فی نفسه وفي الفتح عن أبي يوسف یبغی فی نفسه لأن ذلك مما لا يشغله عن سماع الخطبة فكان إحرازا للفضيلتين وهو الصواب قوله: "ويحمد في نفسه" وإذا فرغ من الخطبة يحمد بلسانه (حاشية الطحطاوی علی المراقی شرح نور الايضاح، ج ۱ ص ۵۱۹، باب الجمعة)

وإذا قرأ الخطيب إن الله وملائكته يصلون على النبي الآية فعن أبي حنيفة ومحمد رحمهما الله أنه ينصت وعن أبي يوسف رحمه الله أنه يصلی سرا وبه أخذ بعض المشايخ والأكثر على أنه ينصت (منية المصلى، باب الجمعة)

أقول: يستثنى أيضا ما لو ذكره أو سمعه في القراءة أو وقت الخطبة لوجوب الإنصات والاستماع فيهما (رد المحتار، كتاب الصلاة، بعد آداب الصلاة، فروع قرء بالفارسية أو التوراة أو الانجيل)

کا تسلسل جاری رکھنا افضل ہے، البتہ اگر تلاوت سے فارغ ہو کر درود پڑھ لے، تو افضل ہے، اگرچہ واجب نہیں۔ ۱

مسئلہ نمبر ۵..... بعض لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام نامی سن کر درود شریف کے بجائے ”حق یانی“ وغیرہ الفاظ کہتے ہیں، اور اسی کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام نامی سننے کا جواب سمجھتے ہیں، یہ غلط ہے۔

اور صحیح طریقہ یہی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام مبارک کے سننے پر سنت کے مطابق درود شریف ”اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ“ وغیرہ پڑھا جائے۔

(۲)..... نماز کے قعدہ میں درود شریف

نماز کے آخری قعدہ میں تشہد (یعنی التحيات الخ) کے بعد درود شریف پڑھنا سنت ہے۔ ۲
حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

كُنْتُ أَصَلِّيُ وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ مَعَهُ فَلَمَّا جَلَسْتُ بَدَأْتُ بِالتَّنَاءِ عَلَى اللَّهِ ثُمَّ الصَّلَاةَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ دَعَوْتُ لِنَفْسِي فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَلْ تُعْطَى سَلْ تُعْطَى (سنن الترمذی) ۳

۱۔ وفي كراهية الفتاوى الهندية: ولو سمع اسم النبي صلى الله عليه وسلم وهو يقرأ لا يجب أن يصلى، وإن فعل ذلك بعد فراغه من القرآن فهو حسن، كذا في الينابيع، ولو قرأ القرآن فمر على اسم نبي فقراءة القرآن على تأليفه ونظمه أفضل من الصلاة على النبي صلى الله عليه وسلم في ذلك الوقت، فإن فرغ ففعل فهو أفضل وإلا فلا شيء عليه كذا في الملتقط. ۱-هـ (ردالمحتار، ج ۱ ص ۵۱۹، كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، فصل في بيان تأليف الصلاة الى انتهائها)

۲۔ واما الصلاة على النبي عليه الصلاة والسلام في قعدة الصلاة فهي سنة عند الجمهور (احكام القرآن للفقهاء المفسر العلامة محمد شفيع رحمه الله تعالى ج ۳ ص ۲۸۹، سورة الاحزاب)

۳۔ رقم الحديث ۵۹۳، ابواب السفر، باب ما ذكر في التناء على الله والصلاة على النبي صلى الله عليه وسلم قبل الدعاء. ﴿بقية حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

ترجمہ: میں نماز پڑھ رہا تھا، اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر اور عمر اس وقت موجود تھے، پس جب میں نماز کے قعدے میں بیٹھا، تو میں نے اللہ کی ثناء کی (یعنی تشہد پڑھا) پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھا، پھر میں نے اپنے لئے دعاء کی (یعنی درود شریف کے بعد دعائیہ کلمات مثلاً ”اللہم انی ظلمت نفسی الخ“ پڑھی) تو اس پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مانگو، آپ کو عطا کیا جائے گا، مانگو، آپ کو عطا کیا جائے گا (ترمذی)

مطلب یہ ہے کہ حمد و ثناء اور درود شریف کے بعد دعاء شرف قبولیت رکھتی ہے۔

حضرت فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

بَيْنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَاعِدٌ إِذْ دَخَلَ رَجُلٌ فَصَلَّى فَقَالَ
اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ وَارْحَمْنِيْ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
عَجَلْتَ اَيُّهَا الْمُصَلِّيْ اِذَا صَلَّيْتَ فَقَعَدْتَ فَاَحْمَدُ اللّٰهَ بِمَا هُوَ اَهْلُهُ
وَصَلَّى عَلَيَّ ثُمَّ اَدْعُهُ قَالَ ثُمَّ صَلِّ رَجُلٌ آخَرُ بَعْدَ ذَلِكَ فَحَمَدَ اللّٰهَ
وَصَلَّى عَلَيَّ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ اَيُّهَا الْمُصَلِّيُّ اَذْعُ تُحِبُّ (سنن الترمذی) ۱

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما تھے، کہ اس دوران ایک آدمی آیا، اور اس نے نماز پڑھی، پھر نماز (کے قعدہ) میں یہ دعاء پڑھی ”اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ“

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾ قال الترمذی: وفي الباب عن فضالة بن عبيد: حديث عبد الله بن

مسعود حديث حسن صحيح: هذا الحديث رواه أحمد بن حنبل، عن يحيى بن آدم مختصراً.

۱۔ رقم الحديث ۳۴۷۶، ابواب الدعوات، باب ماجاء فى جامع الدعوات، صحيح ابن

خزيمة، رقم الحديث ۷۰۹، واللفظ له، المعجم الكبير للطبرانى رقم الحديث ۱۵۱۸۷.

قَالَ أَبُو عِيسَى: هذا حديث حسن وقد رواه حيوة بن شريح، عن أبي هانء الخولانى. وأبو هانء

اسمه: حميد بن هانء، وأبو على الجبى اسمه: عمرو بن مالك.

وقال الأعظمى: إسناده حسن من أجل أحمد بن عبد الرحمن بن وهب كان تغير بأخرة لكن تابعه

رشد بن سعد عند الترمذى وقال حديث حسن يعنى لغيره وهو كما قال (حاشية صحيح ابن خزيمة)

وَأَرْحَمُنِي“ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے نمازی تو نے جلدی کی ہے (صحیح طریقہ یہ ہے کہ) جب تم نماز پڑھو، اور نماز کا قعدہ کرو، تو تم اللہ کی شایانِ شان حمد بیان کرو (یعنی التحیات للہ اُٹھو) اور مجھ پر درود پڑھو، پھر دعاء کرو۔

حضرت فضالہ فرماتے ہیں کہ پھر اس کے بعد ایک دوسرے آدمی نے نماز پڑھی، اور (نماز کے قعدہ میں) اللہ کی حمد بیان کی، اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھا، تو اس پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے نمازی دعاء کرو، قبول کی جائے گی (ترمذی، ابن خزيمة، طبرانی)

اور ایک روایت کے آخر میں ہے کہ:

إِذَا صَلَّى أَحَدُكُمْ فَلْيُبْدِ بِتَحْمِيدِ اللَّهِ وَالشَّائِءِ عَلَيْهِ ثُمَّ يُصَلِّ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ يُدْعُ بِمَا شَاءَ (سنن الترمذی) ۱
ترجمہ: جب تم میں سے کوئی نماز پڑھے، تو اسے چاہئے کہ وہ (قعدہ میں) اللہ کی حمد و ثناء (یعنی تشہد) کے بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھے، پھر اس کے بعد جو چاہے (مسنون) دعاء پڑھے (ترمذی، مسند احمد)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے موقوفاً روایت ہے کہ:

يَتَشَاهَدُ الرَّجُلُ، ثُمَّ يُصَلِّي عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ثُمَّ يَدْعُو لِنَفْسِهِ (مستدرک حاکم) ۲

۱۔ رقم الحديث ۳۴۷۷، ابواب الدعوات، باب ماجاء في جامع الدعوات، مسند أحمد، رقم الحديث ۲۳۹۳۷۔

قال الترمذی: هذا حديث حسن صحيح.

وقال شعيب الارنؤوط: إسناده صحيح، رجاله ثقات رجال الصحيح غير عمرو بن مالک الجنبی، فقد روى له أصحاب السنن والبخاری فی "الأدب المفرد"، وهو ثقة (حاشیة مسند أحمد)

۲۔ رقم الحديث ۹۹۰، کتاب الامامة وصلاة الجماعة، مصنف ابن ابی شیبہ، رقم الحديث ۳۰۴۳۔ قال الحاکم: وقد أسند هذا الحديث عن عبد الله بن مسعود بإسناد صحيح.

ترجمہ: آدمی تشہد پڑھے، پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھے، پھر اپنے لئے دعاء کرے (حاکم، ابن ابی شیبہ)

ان احادیث و روایات سے معلوم ہوا کہ نماز کے قعدہ میں درود شریف پڑھنے کی وجہ سے درود شریف کے بعد پڑھی جانے والی دعاء قبول کی جاتی ہے۔ ۱۔
مسئلہ نمبر ۱..... اکثر اور جمہور فقہائے کرام کے نزدیک نماز کے پہلے قعدہ میں صرف تشہد پر اکتفاء کرنا چاہئے، اور اس کے بعد درود شریف نہیں پڑھنا چاہئے۔
البتہ شافعیہ کے راجح قول اور بعض حنابلہ کے نزدیک نماز کے پہلے قعدہ میں تشہد کے بعد درود شریف پڑھنا سنت و مستحب ہے۔
لیکن فقہائے کرام کا اس بارے میں کوئی اختلاف نہیں کہ نماز کے آخری قعدہ میں تشہد کے بعد درود شریف پڑھنا چاہئے۔ ۲۔

۱۔ ("إذا صليت ") : بالخطاب الخاص المراد به العام ("فقدعت ") : قال الطيبي : إما عطف على مقدر، أى : إذا صليت وفرغت فقدعت للدعاء فاحمد الله، وإما عطف على المذكور، أى : إذا كنت مصلياً فقدعت للتشهد فاحمد الله، أى : أثن عليه بقولك التحيات اهـ۔
ويؤيد الأول إطلاق قوله : ("فاحمد الله بما هو أهله ") : من كل ثناء جميل، واشكره على كل عطاء جزيل ("وصل على ") : وفي رواية " : ثم صل على " ، فإني واسطة عقد المحبة، ووسيلة العيادة، والمعرفة ("ثم ادعه ") : بهاء الضمير، وقيل : هاء السكت (قال) ، أى : الراوى (ثم صلى رجلاً آخر) : قيل : لعنه ابن مسعود للحديث الآتى عقب هذا (بعد ذلك) : فى ذلك المحلى أو بعده فى وقت آخر (فحمد الله، وصلى على النبى صلى الله عليه وسلم) ، أى : ولم يدع (فقال له النبى صلى الله عليه وسلم " : أيها المصلى ادع تجب ") : على بناء المجهول مجزوماً على جواب الأمر، دلهما عليه السلام على الكمال (مراقبة المفاتيح، ج ۲ ص ۷۷، كتاب الصلاة، باب الصلاة على النبى وفضلها)

۲۔ الصلاة على النبى صلى الله عليه وسلم فى التشهد:
يرى جمهور الفقهاء أن المصلى لا يزيد على التشهد فى القعدة الأولى بالصلاة على النبى صلى الله عليه وسلم وبهذا قال النخعى والثورى وإسحاق۔
وذهب الشافعية فى الأظهر من الأقوال إلى استحباب الصلاة فيها، وبه قال الشيعى۔
وأما إذا جلس فى آخر صلاته فلا خلاف بين الفقهاء فى مشروعية الصلاة على النبى صلى الله عليه وسلم بعد التشهد۔

﴿بقیہ حاشیہ گلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

البتہ حنفیہ کے نزدیک سنتوں اور نقلوں کے ہر قعدے میں تشہد کے بعد درود شریف اور مسنون

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

وأما صيغة الصلاة على النبي صلى الله عليه وسلم في القعدة الأخيرة، وما روى في ذلك من الأدلة، فقد فصل الفقهاء الكلام عليه في موطنه من كتب الفقه وانظر أيضا " : الصلاة على النبي صلى الله عليه وسلم (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج ۲، ص ۳۹، مادة "تشهد")
أما الصلاة عليه صلى الله عليه وسلم في التشهد الأول، في الصلاة الرباعية والثلاثية، فهي سنة في القول الجديد للشافعي، وهو اختيار ابن هبيرة، والآجری من الحنابلة، ولا تبطل الصلاة بتركه ولو عمداً، ويجبر بسجود السهو إن تركه (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج ۲، ص ۲۳۶ و ۲۳۷، مادة "الصلاة على النبي صلى الله عليه وسلم")

قوله ثم ليتخير وإن كان بصيغة الأمر لكنها كثيراً ما ترد للندب وادعى بعضهم الإجماع على عدم الوجوب وفيه نظر فقد أخرج عبد الرزاق بإسناد صحيح عن طاوس ما يدل على أنه يرى وجوب الاستعاذة المأمور بها في حديث أبي هريرة المذكور في الباب قبله وذلك أنه سأل ابنه هل قالها بعد التشهد فقال لا فأمره أن يعيد الصلاة وبه قال بعض أهل الظاهر وأفرط بن حزم فقال بوجوبها في التشهد الأول أيضاً وقال بن المنذر لولا حديث بن مسعود ثم ليتخير من الدعاء قلقت بوجوبها وقد قال الشافعي أيضاً بوجوب الصلاة على النبي صلى الله عليه وسلم بعد التشهد وادعى أبو الطيب الطبري من أتباعه والطحاوي وآخرون أنه لم يسبق إلى ذلك واستدلوا على نديبتها بحديث الباب مع دعوى الإجماع وفيه نظر لأنه ورد عن أبي جعفر الباقر والشعبي وغيرهما ما يدل على القول بالوجوب وأعجب من ذلك أنه صح عن بن مسعود راوى حديث الباب ما يقتضيه فعند سعيد بن منصور وأبي بكر بن أبي شيبة بإسناد صحيح إلى أبي الأحوص قال قال عبد الله يتشهد الرجل في الصلاة ثم يصلى على النبي صلى الله عليه وسلم ثم يدعو لنفسه بعد وقد وافق الشافعي أحمد في إحدى الروايتين عنه وبعض أصحاب مالك وقال إسحاق بن راهويه أيضاً بالوجوب لكن قال إن تركها ناسياً وجوت أن يجزئته قليل إن له في المسألة قولين كأحمد وقليل بل كان يراها واجبة لا شرطاً ومنهم من قيد تفرد الشافعي بكونه عينها بعد التشهد لا قبله ولا فيه حتى لو صلى على النبي صلى الله عليه وسلم في أثناء التشهد مثلاً لم يجزئه عنده وسيأتي مزيد لهذا في كتاب الدعوات إن شاء الله تعالى قوله ثم ليتخير من الدعاء أعجبه إليه فيدعو (فتح الباري لابن حجر، ج ۲، ص ۳۲۱، قوله باب ما يتخير من الدعاء بعد التشهد وليس بواجب)

وهل تسن الصلاة على النبي صلى الله عليه وسلم في التشهد الأول؟ قولان: أظهرهما: تسن (روضة الطالبين عمدة المفتين للنووي، ج ۱، ص ۲۶۳، كتاب الصلاة)

(وهي) أي الصلاة على النبي -صلى الله عليه وسلم- (في) التشهد (الأول) سنة تعال (وعلى) الآل (الأخير سنة) لخبر كعب السابق حملاً له على الندب كالباقى بعدها بخلافها في التشهد الأول لبناؤه على التخفيف (وأقلها) في الصلاة عليه (اللهم صل على محمد ونحوه) كصلى الله على محمد، أو على رسوله، أو على النبي دون أحمد أو عليه على الصحيح في التحقيق وغيره (اسنى المطالب في شرح روضة الطالب، ج ۱، ص ۱۶۵، كتاب الصلاة، الباب الرابع في صفة الصلاة)

دعائیں پڑھنے میں حرج نہیں۔ ۱

مسئلہ نمبر ۴..... نماز کے آخری قعدہ میں حنیفہ اور مالکیہ کے نزدیک درود شریف سنت

۱ البتہ بعض مشائخ حنیفہ نے جمعہ اور ظہر سے پہلے کی چار سنتوں کو اس سے مستثنیٰ قرار دیا ہے، پھر فرض نماز کے قعدہ اولیٰ میں اگر بھولے سے کوئی درود شریف پڑھ لے، تو امام ابوحنیفہ کے نزدیک اس پر سجدہ سہو واجب ہے، اور امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے شاگرد امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہما اللہ کے نزدیک سجدہ سہو واجب نہیں ”ویمیل قلبی الیٰ قولہما“ محمد رضوان۔

(ولا یزید) فی الفرض (علیٰ التشہد فی القعدة الأولى) (الدرا المختار مع رد المحتار، ج ۱، ص ۵۱۰، کتاب الصلاة، باب صفة الصلاة)

ولا یزید علیٰ هذا فی القعدة الأولى، فإن زاد فصلی علی النبی ودعا لنفسه ولوالديه، فإن کان عامداً کان ذلک مکروہا، ہکذا ذکر شمس الأئمة السرخسی رحمہ اللہ، وإن کان ساهیا: روی عن أبی حنیفہ أنه یلزمہ سجدتا السهو، وعن أبی یوسف ومحمد: أنه لا یلزمہ سجدتا السهو حالا؛ لأنه لو لزم ذلک لزمہ بالصلاة علی النبی، وإنه یسبح وأبو حنیفہ یقول سجود السهو لا یلزمہ بالصلاة علی النبی، وإنما تلزمہ بتأخیر الرکن (المحیط البرہانی، ج ۱، ص ۳۶۶، کتاب الصلاة، الفصل السادس عشر، فرع فی بیان ما یفعله المصلی بعد الافتتاح)

ولو زاد علی قراءۃ التشہد فی القعدة الأولى وصلى علی النبی -صلى الله عليه وسلم- ذکر فی أمالی الحسن بن زیاد عن أبی حنیفہ أن علیہ سجود السهو، وعندہما لا یجب.

(لہما) أنه لو وجب علیہ سجود السهو لوجب جبر النقصان؛ لأنه شرع له ولا یعقل تمکن النقصان فی الصلاة بالصلاة علی النبی -صلى الله عليه وسلم- وأبو حنیفہ یقول: لا یجب علیہ بالصلاة علی النبی -صلى الله عليه وسلم- بل بتأخیر الفرض وهو القیام، إلا أن التأخیر حصل بالصلاة فیجب علیہ من حیث إنه تأخیر لا من حیث إنه صلاة علی النبی -صلى الله عليه وسلم- (بدائع الصنائع، ج ۱، ص ۱۶۳، کتاب الصلاة، فصل بیان سبب وجوب سجود السهو)

قال أبو شعاع: إذا قال فی القعدة الأولى: اللہم صل علی محمد یلزمہ السهو، وعن أبی حنیفہ إذا زاد حرفا یجب سجود السهو، وقال الإمام أبو منصور الماتریدی: لا یجب ما لم یقل وعلی آل محمد وعن الصفار: لا سهو علیہ فی هذا، وعن محمد أنه استقبح إن أوجب سجود السهو بالصلاة علی النبی -صلى الله عليه وسلم- (البنایة شرح الہدایة، ج ۲، ص ۶۳۴، کتاب الصلاة، باب سجود السهو)

وفی الامالی الحسن عن أبی حنیفہ أنه یلزمہ سجود السهو، وعن أبی یوسف ومحمد أنه لا یلزمہ، وفی المضممرات وعن الشیخ الامام أبی بکر محمد بن الفضل إذا صلی علی النبی ﷺ لا یلزمہ السهو وهو قول أبی یوسف رحمہ اللہ وحکی عن الفقیہ ابی جعفر أنه قال القیاس ان لا یلزمہ، وفی الاستحسان یلزمہ لتأخیر القیام وعلیہ الفتویٰ (الفتاویٰ التاتارخانیة ج ۱، ص ۷۲۳، ۷۲۴، کتاب الصلاة، بحث سجود السهو)

ہے، فرض یا واجب نہیں۔ ۱

اور شافعیہ اور حنابلہ کے نزدیک نماز کے آخری قعدہ میں درود شریف پڑھنا فرض ہے۔ ۲

۱ اور حنفیہ کے نزدیک نوافل کے ہر قعدہ میں بھی درود شریف سنت و مستحب ہے۔

(قوله وسنة في الصلاة) أي في قعود أخير مطلقا، وكذا في قعود أول في النوافل غير الرواتب تأمل وفي صلاة الجنازة..... (قوله ومكروهة في صلاة غير تشهد أخير) أي وغير قنوت وتر فإنها مشروعة في آخره كما في البحر فالأولى استثناءه أيضا ح وكذا في غير صلاة الجنازة فتسن فيها (رد المحتار، ج ۱ ص ۵۱۸، كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة)

الصلاة على النبي صلى الله عليه وسلم بعد التشهد (الصلاة الإبراهيمية) ذهب الحنفية والمالكية إلى أن الصلاة على النبي صلى الله عليه وسلم في التشهد الأخير سنة، وعند المالكية خلاف في أن المشهور: هل هي سنة أو فضيلة؟

وأفضل صيغ الصلاة على النبي صلى الله عليه وسلم عند الحنفية هي: اللهم صل على محمد وعلى آل محمد، كما صليت على إبراهيم، وعلى آل إبراهيم، إنك حميد مجيد، وبارك على محمد، وعلى آل محمد، كما باركت على إبراهيم وعلى آل إبراهيم في العالمين، إنك حميد مجيد.

وهي -أيضا- أفضل صيغ الصلاة عند المالكية لكن بحذف (إنك حميد مجيد) الأولى (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج ۲، ص ۹۷، مادة "سنن الصلاة")

فقال الحنفية، والمالكية: إن الصلاة على النبي صلى الله عليه وسلم في التشهد الأخير سنة، وليس بواجب. وقالوا: تجب الصلاة عليه صلى الله عليه وسلم في العمر مرة للأمر بها في قوله تعالى: (يا أيها الذين آمنوا صلوا عليه وسلموا تسليما) وقال الطحاوي: تجب كلما ذكر صلى الله عليه وسلم. واستدلوا على عدم الوجوب في التشهد الأخير بقوله صلى الله عليه وسلم -في تعليم التشهد- بعد أن ذكر ألفاظ التشهد: إذا قلت هذا، أو فعلت، فقد تمت صلاتك، إن شئت أن تقوم فقم، وإن شئت أن تقعد فاقعد.

وقالوا: وإلى هذا ذهب أهل المدينة، وأهل الكوفة، وجملة من أهل العلم.

أما الصلاة عليه صلى الله عليه وسلم في التشهد الأول فليس بمشروع عندهم، وبه قال الحنابلة فإن أتى بالصلاة على النبي صلى الله عليه وسلم عامدا في التشهد الأول كره، وتجب عليه الإعادة. أو ساهيا وجبت عليه سجدة السهو عند الحنفية. وتفسد صلاته عند المالكية إن تعمد بإتيانها (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج ۲، ص ۲۳۵، مادة "الصلاة على النبي صلى الله عليه وسلم")

۲ وذهب الشافعية والحنابلة إلى أن الصلاة على النبي صلى الله عليه وسلم بعد التشهد الأخير ركن كما سبق بيانه.

وقد أخذ الحنابلة بصيغة حديث كعب بن عجرة، وهي أفضل الصيغ عندهم. ولكن يتحقق ركن الصلاة على النبي صلى الله عليه وسلم بقول: (اللهم صل على محمد).

وصرحوا بأنه لا يجوز إبدال آل بأهل؛ لأن أهل الرجل أقاربه أو زوجته، وآله أتباعه على دينه.

﴿بقية حاشيا گلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں﴾

(۳)..... اذان کے بعد درود شریف اور دعائے وسیلہ

اذان کے بعد درود شریف اور دعائے وسیلہ سنت ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ:

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

وقال الشافعية: أقل الصلاة على النبي: اللهم صل على محمد وآله في التشهد الأخير، والسنة: اللهم صل على محمد وعلى آل محمد، كما صليت على إبراهيم وعلى آل إبراهيم وبارك على محمد وعلى آل محمد، كما باركت على إبراهيم وعلى آل إبراهيم إنك حميد مجيد. وقد وردت الأحاديث بكل هذه الصيغ (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج ۲، ص ۹۸، مادة "سنن الصلاة")

وقال الشافعية والحنابلة: إنها تجب في التشهد الأخير من كل صلاة، وبعد التكبيرة الثانية في صلاة الجنازة، وفي خطبتي الجمعة، والعيدین، ولا تجب خارج ذلك. وقالوا: إن الله تعالى فرض الصلاة على نبيه صلى الله عليه وسلم في قوله تعالى: (إن الله وملائكته يصلون على النبي يا أيها الذين آمنوا صلوا عليه وسلموا تسليماً) فلم يكن فرض الصلاة عليه في موضع أولى من الصلاة عليه في الصلاة. ووجدنا الدلالة عن رسول الله صلى الله عليه وسلم بما وصفنا؛ من أن الصلاة على رسول الله صلى الله عليه وسلم فرض في الصلاة، لا في خارجها. فقد جاء في حديث أبي هريرة - رضي الله عنه - أنه قال: يا رسول الله؛ كيف نصلي عليك؟ يعني في الصلاة.

فقال: تقولون: اللهم صل على محمد، وعلى آل محمد، كما صليت على إبراهيم. وبارك على محمد، وآل محمد، كما باركت على إبراهيم، ثم تسلمون على وعن كعب بن عجرة عن النبي صلى الله عليه وسلم: أنه كان يقول في الصلاة: اللهم صل على محمد، وعلى آل محمد، كما صليت على إبراهيم، وعلى آل إبراهيم، إنك حميد مجيد.

وقال الشافعي: فلما روى أن رسول الله صلى الله عليه وسلم كان يعلمهم التشهد في الصلاة، وروى أن رسول الله صلى الله عليه وسلم علمهم كيف يصلون عليه في الصلاة، لم يجز - والله أعلم - أن نقول: التشهد واجب، والصلاة على النبي غير واجبة، والخبر فيهما عن النبي صلى الله عليه وسلم زيادة فرض القرآن.

وقال - رحمه الله -: فعلى كل مسلم - وجبت عليه الفرائض - أن يتعلم التشهد، والصلاة على النبي صلى الله عليه وسلم. ومن صلى صلاة لم يتشهد فيها، ويصلي على النبي صلى الله عليه وسلم - وهو يحسن التشهد - فعليه إعادتها. وإن تشهد ولم يصل على النبي صلى الله عليه وسلم أو صلى عليه ولم يتشهد، فعليه الإعادة حتى يجمعهما جميعاً. وإن كان لا يحسنهما على وجههما أتى بما

﴿بقية حاشيا گئے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

إِذَا سَمِعْتُمُ الْمُؤَذِّنَ فَقُولُوا مِثْلَ مَا يَقُولُ ثُمَّ صَلُّوا عَلَيَّ فَإِنَّهُ مَنْ صَلَّى عَلَيَّ صَلَاةً صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ بِهَا عَشْرًا ثُمَّ سَلُوا اللَّهَ لِي الْوَسِيلَةَ فَإِنَّهَا مَنْزِلَةٌ فِي الْجَنَّةِ لَا تَنْبَغِي إِلَّا لِعَبْدٍ مِنْ عِبَادِ اللَّهِ وَأَرَجُو أَنْ أَكُونَ أَنَا هُوَ فَمَنْ سَأَلَ لِي الْوَسِيلَةَ حَلَّتْ لَهُ الشَّفَاعَةُ (مسلم) ۱

ترجمہ: جب تم مؤذن کی اذان کو سنو، تو جو وہ کہتا ہے، تم اس کی طرح کہو، پھر (اذان کے بعد) میرے اوپر درود پڑھو، اس لئے کہ جس نے میرے اوپر درود پڑھا، تو اللہ اس پر دس رحمتیں نازل فرماتا ہے، پھر تم میرے لئے وسیلہ کی دعاء کرو، اور وسیلہ جنت میں ایک ایسا درجہ (و مقام) ہے، جو اللہ کے بندوں میں سے ایک ہی بندے کی شان کے لائق ہے، اور مجھے امید ہے کہ وہ میں ہوں گا، پس جو میرے لئے وسیلہ کا سوال کرے گا تو اس کے لئے میری شفاعت اتر پڑے گی (مسلم)

ایک دوسری حدیث میں اذان کے کلمات ”حی علی الصلاۃ“ اور ”حی علی الفلاح“ کے جواب میں ”لا حول ولا قوۃ الا باللہ“ پڑھنے کا ذکر ملتا ہے۔ ۲

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

أحسن منهما، ولم يجزه إلا بأن يأتي باسم تشهد، وصلاة على النبي صلى الله عليه وسلم. وإن أحسنهما فأغفلهما، أو عمد بتركهما فسدت صلاته، وعليه الإعادة فيهما جميعاً. وقد قال بهذا جماعة من الصحابة ومن بعدهم.

فمن الصحابة: عبد الله بن مسعود، وأبو مسعود البدری، وعبد الله بن عمر. ومن التابعين: أبو جعفر محمد بن علي، والشعبي، ومقاتل بن حیان. ومن أرباب المذاهب المتبوعين: إسحاق بن راهويه، وأحمد في إحدى روايتيه، وهي المشهورة في المذهب (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج ۲، ص ۲۳۶ و ۲۳۷، مادة ”الصلاة على النبي صلى الله عليه وسلم“) ۱. رقم الحديث ۳۸۳ ”۱“، كتاب الصلاة، باب استحباب القول مثل قول المؤذن لمن سمعه ثم يصلي على النبي صلى الله عليه وسلم ثم يسأل الله له الوسيلة.

۲. عن عمر بن الخطاب، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ”إذا قال المؤذن: الله أكبر الله أكبر، فقال أحدكم: الله أكبر الله أكبر، ثم قال: أشهد أن لا إله إلا الله“ (بقيہ حاشیہ گلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں)

مذکورہ حدیث سے اذان کے بعد درود اور دعائے وسیلہ کا پڑھنا معلوم ہوا۔
اور دعائے وسیلہ کے ذریعہ سے شفاعت حاصل ہونے کی فضیلت بھی معلوم ہوئی۔^۱
اور دیگر احادیث میں دعائے وسیلہ کے الفاظ کا بھی ذکر ملتا ہے۔
چنانچہ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا کہ جو اذان سننے کے وقت یہ دعاء پڑھے، تو اس کے لئے قیامت کے دن میری
شفاعت اتر پڑے گی:

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

إلا الله، قال: أشهد أن لا إله إلا الله، ثم قال: أشهد أن محمداً رسول الله قال: أشهد أن
محمداً رسول الله، ثم قال: حى على الصلاة، قال: لا حول ولا قوة إلا بالله، ثم قال:
حى على الفلاح، قال: لا حول ولا قوة إلا بالله، ثم قال: الله أكبر الله أكبر، قال: الله
أكبر الله أكبر، ثم قال: لا إله إلا الله، قال: لا إله إلا الله من قبله دخل الجنة (مسلم،
رقم الحديث ۳۸۵، ۱۴)، كتاب الصلاة، باب القول مثل قول المؤذن لمن سمعه، ثم
يصلى على النبي صلى الله عليه وسلم ثم يسأل له الوسيلة)
۱۔ ملحوظ رہے کہ مختلف روایات میں مذکور الفاظ سے معلوم ہوتا ہے کہ شفاعت کے حصول کی یہ فضیلت دعائے وسیلہ سے
حاصل ہوتی ہے، وہ الگ بات ہے کہ اذان کے بعد درود شریف پڑھ کر دعائے وسیلہ مسنون ہے، اور اس موقع پر اس کو
مذکورہ فضیلت کے ساتھ ایک مسنون عمل کی فضیلت کا درجہ بھی حاصل ہے، اس اعتبار سے اذان کے بعد درود شریف پڑھ کر
دعائے وسیلہ کی فضیلت زیادہ ہے۔

چنانچہ مسلم، نسائی، مسند احمد اور مستخرج ابوعوانہ کی روایت کے آخر میں الفاظ یہ ہیں کہ:

فمن سأل لى الوسيلة حلت له الشفاعة (مسلم، رقم الحديث ۳۸۴، ۱۱)، نسائی، رقم

الحديث ۶۷۸، مسند احمد، رقم الحديث ۶۵۶۸

اور ترمذی اور مجتہد کبیر طبرانی کی ایک روایت کے آخر میں الفاظ یہ ہیں کہ:

ومن سأل لى الوسيلة حلت عليه الشفاعة (سنن الترمذی، رقم الحديث ۳۶۱۳، المعجم

الكبير للطبرانی، رقم الحديث ۱۴۵۷۳)

اور ابوداؤد کی روایت کے آخر میں الفاظ یہ ہیں کہ:

فمن سأل لى الوسيلة حلت عليه الشفاعة (ابوداؤد، رقم الحديث ۵۲۳)

اور امام ابن خزیمہ رحمہ اللہ نے صحیح ابن خزیمہ میں اس طرح باب قائم کیا ہے کہ:

باب صفة الدعاء عند مسألة الله عز وجل للنبي صلى الله عليه وسلم محمد الوسيلة،

واستحقاق الداعي بتلك الدعوة الشفاعة يوم القيامة (صحيح ابن خزيمة، كتاب

الصلاة)

اَللّٰهُمَّ رَبِّ هَذِهِ الدَّعُوَّةُ التَّامَّةُ وَالصَّلَاةُ الْقَائِمَةُ اَتِ مُحَمَّدًا الْوَسِيْلَةَ وَالْفَضِيْلَةَ وَابْعَثْهُ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا الَّذِي وَعَدْتُهُ .

ترجمہ: اے اللہ مالک اس کامل دعاء (اذان) کے اور اس قائم ہونے والی نماز کے رب، محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو وسیلہ (جنت کا سب سے خاص اور اعلیٰ درجہ) اور فضیلت عطا فرمائیے، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مقام محمود (شفاعتِ کبریٰ) تک پہنچائیے، جس کا آپ نے اُن سے وعدہ فرمایا ہے (بخاری) ۱۔

اس حدیث میں اذان کے بعد دعائے وسیلہ پڑھنے پر شفاعت حاصل ہونے کا ذکر ہے۔ اور اس سے پہلی حدیث میں درود شریف کے بعد دعائے وسیلہ کا ذکر تھا، اس لئے درود شریف کے بعد اس دعاء کو پڑھنا افضل ہوگا، اور درودِ ابراہیمی کی فضیلت دوسرے درودوں سے زیادہ ہے، اس لئے زیادہ فضیلت اس میں ہے کہ درودِ ابراہیمی کے بعد یہ دعاء پڑھی جائے، اور اگر دوسرا کوئی مسنون درود پڑھ کر یہ دعاء پڑھی جائے، تب بھی کوئی حرج نہیں۔ ۲۔
بعض روایات میں دعائے وسیلہ کے الفاظ اس سے کچھ مختلف آئے ہیں۔ ۳۔

۱۔ رقم الحديث ۵۷۹، كتاب الاذان، باب الدعاء عند النداء، ورقم الحديث ۴۳۵۰، باب قوله عسى أن يبعثك ربك مقاما محمودا .

۲۔ الثالث: أن يصلى على النبي صلى الله عليه وسلم بعد فراغه من إجابة المؤذن، وأكمل ما يصلى عليه به ويصل إليه هي الصلاة الإبراهيمية، كما علمه أمته أن يصلوا عليه، فلا صلاة عليه أكمل منها، وإن تحذلق المتحذلقون.

الرابع: أن يقول بعد صلاته عليه: (اللهم رب هذه الدعوة التامة، والصلاة القائمة، آت محمدا الوسيلة والفضيلة، وابعه مقاما محمودا الذي وعدته، إنك لا تخلف الميعاد) هكذا جاء بهذا اللفظ "مقاما محمودا" "بلا ألف ولا لام، وهكذا صح عنه صلى الله عليه وسلم (زاد المعاد لابن القيم، ج ۲ ص ۳۵۷، فصل في هديه ﷺ في الأذكار والأدعية، الذكر عند الأذان وبعده)

۳۔ عن عبد الله، أن النبي صلى الله عليه وسلم قال: "ما من مسلم يقول حين يسمع النداء بالصلاة فيكبر، ويشهد أن لا إله إلا الله، ويشهد أن محمدا رسول الله، ثم يقول: اللهم أعط محمدا الوسيلة والفضيلة، واجعله في الأعلى درجاته، وفي المصطفين محبته، وفي المقربين ذكره، إلا وجبت له الشفاعة يوم القيامة" (المعجم الكبير رقم الحديث ۹۷۹۰)

قال الهيثمي: رواه الطبراني في الكبير، ورجاله موثقون (مجمع الزوائد ج ۱ ص ۳۳۳)

جبکہ بعض روایات میں درود شریف اور دعائے وسیلہ دونوں کا ذکر ہے، اور ان میں دعائے وسیلہ کے الفاظ کچھ مختلف ہیں، اور ان کی اسناد پر محدثین و اہل علم حضرات نے کلام بھی کیا ہے، اور انہیں سند کے اعتبار سے ضعیف قرار دیا ہے۔ ۱

۱۔ عن ابن عباس أن نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال " : من سمع النداء ، فقال :
أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له ، وأن محمدا عبده ورسوله ، اللهم صل عليه
وبلغه درجة الوسيلة عندك ، واجعلنا في شفاعته يوم القيامة ، وجبت له الشفاعة
" (المعجم الكبير للطبرانی، رقم الحديث ۱۲۵۵۴)

قال الهيثمي: رواه الطبرانی في الكبير وفيه إسحاق بن عبد الله بن كيسان لينة الحاكم وضعفه ابن
حبان ، وبقية رجاله ثقات. (مجمع الزوائد ج ۱ ص ۳۳۳)
وقال البوصيري: وفي إسناده إسحاق بن عبد الله بن كيسان وهو لين الحديث. (إتحاف الخيرة
المهرة، كتاب الاذان، باب فيمن خرج من المسجد بعد الاذان أو سمع النداء فلم يأت به إلا من عذر)
وقال المنذرى: وفيه إسحاق بن عبد الله بن كيسان وهو لين الحديث (الترغيب والترهيب -
المنذرى تحت رقم الحديث ۴۰۰، كتاب الصلاة الترغيب في الاذان وما جاء في فضله)
وقال الذهبي: إسحاق بن عبد الله بن كيسان المروزي، واه (المقتضى في سرد الكنى للذهبي تحت
رقم الترجمة ۲۹۲)

وقال ابن عساكر: أبو بشر إسحاق بن عبد الله بن كيسان المروزي يحدث عن أبيه روى عنه أبو
الرداء عبد العزيز بن منيب ليس من أهل الحديث (تاريخ مدينة دمشق، ج ۲۶ ص ۱۷۷)
وقال النسائي: عبد الله بن كيسان أبو مجاهد مروزي ليس بالقوي (الضعفاء والمتروكين للنسائي،
تحت رقم الترجمة ۹۲۹)

وقال المزني: قال البخاري : له ابن يسمى إسحاق . منكر الحديث . وَقَالَ أَبُو حَاتِمٍ : ضعیف
الحديث . وذكره ابنُ حَبَّانَ في كتاب "الثقات . روى له البخاري في "الأدب " ، وأبو داود . (تهذيب
الكمال ج ۱ ص ۴۸۱)

وقال ابن حجر: قلت عبد الله بن كيسان وضعفه أبو حاتم الرازي وابنه إسحاق لينة أبو أحمد
الحاكم (فتح الباري لابن حجر، كتاب كفارات اليمين، باب الكفارة قبل الحنث وبعده)
وقال الالباني: (من سمع النداء ؛ فقال : أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له ، وأن محمدا عبده
ورسوله ، اللهم صل عليه وبلغه درجة الوسيلة عندك ، واجعلنا في شفاعته يوم القيامة ، وجبت له
الشفاعة). ضعيف جدا .

أخرجه الطبرانی في "المعجم الكبير من طريق إسحاق بن عبد الله بن كيسان عن أبيه عن سعيد بن
جبير عن ابن عباس مرفوعا .

قلت : وهذا إسناد ضعيف جدا ، إسحاق هذا : قال البخاري ، وأبو أحمد الحاكم : "منكر الحديث "
- كما في "اللسان - . "وقال ابن حبان في ترجمة أبيه (عبد الله بن كيسان) (۳۳/۷) "يتقى حديثه
من رواية ابنه عنه . " ﴿بقية حاشیاء الگے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

اور بعض روایات میں اذان کے بغیر یا نماز کے بعد دعائے وسیلہ پڑھنے کا ذکر ہے۔

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

وأما قول المنذرى فى "الترغيب (۱/۱۳۱)": "رواه فى "الكبير"، وفيه إسحاق بن عبد الله بن كيسان، وهو لين الحديث". فهو من تساهله المعروف، ونحوه قول الهيثمى (۳۳۳/۱) "رواه الطبرانى فى "الكبير"، وفيه إسحاق بن عبد الله بن كيسان، لينه الحاكم، وضعفه ابن حبان، وبقية رجاله ثقات!"

قلت: وعليه مؤاخذات:

الأولى: تساهله - كالمندرى -.

الثانية: قوله: "لينه الحاكم": "هذا الإطلاق يوهم أنه (الحاكم) أبو عبد الله صاحب "المستدرک".." وليس به، وإنما هو: (أبو أحمد الحاكم) - كما تقدم -.

الثالثة: قوله: "وبقية رجاله ثقات": "فهو من تمام تساهله؛ فإن: (عبد الله ابن كيسان) - أبو مجاهد المروزی - لم يوثقه غير ابن حبان، ومع ذلك فإنه أشار إلى ضعف فيه بقوله (۵۲/۷): "يخطئ". وقد ضعفه الجمهور، منهم أبو حاتم، فقال: "ضعيف الحديث". واعتمده الذهبى فى "الكاشف"، و"المغنى"، وقال الحافظ فى "التقريب": "صدوق، يخطئ كثيرا".

وأما جاء فى التعليق على، الكاشف "على قوله": "وضعفه أبو حاتم": "ووثقه أبو داود والحاكم أبو أحمد وابن حبان!" فهو وهم فاحش؛ سببه انتقال بصر المعلقين من ترجمة (عبد الله بن كيسان أبو عمر) - التى قبل ترجمة (أبى مجاهد) - إلى هذا، وكنت أود أن أعصب الوهم بالطابع؛ بأنه طبع رقم التعليق على هذه، أعنى ترجمة (أبى عمر)، لكن حال بينى وبين ذلك أنه جاء فى ترجمته: "قال أبو داود: ثبت".

فليس من المعقول أن يكون الأصل - أعنى: خط المعلقين - معلقا على هذه؛ لأنه يكون ممجوجا تكرر ذكر أبى داود فى المعلق والمعلق عليه. أى هكذا: (قال أبو داود: ثبت. ووثقه أبو داود ...) إفتأمل!

ثم إن مما يؤكد التساهل الذى نسبته للمندرى والهيثمى أن الحافظ فى "اللسان" أشار إلى حديث آخر لإسحاق هذا، ذكره الضياء فى: المختارة"، وقال الحافظ: "فتعقبه الصدر الياسوفى - فيما رأيت بخطه - فقال: هو من رواية إسحاق عن أبيه، وفيهما الضعف الشديد". وقد وصف الحافظ الحديث المشار إليه بأنه موضوع؛ فوجب تخريجه تحذيرا منه (سلسلة الأحاديث الضعيفة والموضوعة، تحت رقم الحديث ۲۸۱۳)

عن جابر، أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: "من قال حين ينادى المنادى:

اللهم رب هذه الدعوة التامة، والصلاة القائمة، صل على محمد، وارض عنه، رضا لا

سخط بعده، استجاب الله له دعوته (مسند أحمد، رقم الحديث ۱۳۶۱۹، المعجم

الاسط للطبرانى، رقم الحديث ۱۹۴)

﴿بقية حاشيا گلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں﴾

مگر متعدد محدثین و اہل علم حضرات نے ان کی سندوں کی تحقیق کرتے ہوئے ان روایات کی

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

قال الطبرانی: لم يرو هذا الحديث عن أبي الزبير إلا ابن لهيعة، ولا يروى عن جابر إلا بهذا الإسناد (المعجم الاوسط)

وقال شعيب الارنؤوط: إسناده ضعيف. وأخرجه ابن السني في "عمل اليوم والليلة" (۹۶) "من طريق الحسن بن موسى، بهذا الإسناد - وفيه عنده ... " : والصلاة القائمة "بدل قوله" : والصلاة النافعة. " وأخرجه كذلك الطبراني في "الأوسط" (۱۹۶) "من طريق سعيد بن أبي مريم، عن عبد الله بن لهيعة، به. وقال: لم يرو هذا الحديث عن أبي الزبير إلا ابن لهيعة، ولا يروى عن جابر إلا بهذا الإسناد. وصرح الدعاء بعد الأذان بغير هذا اللفظ من طريق محمد بن المنكدر، عن جابر، وسيأتي برقم (۱۳۸۱) (حاشية مسند احمد)

وقال الهيثمي: رواه أحمد والطبراني في الأوسط، وفيه ابن لهيعة وفيه ضعف (مجمع الزوائد، رقم الحديث ۱۸۷۵)

وقال البوصيري: قلت: رواه أحمد بن حنبل في مسنده والطبراني في الأوسط من طريق ابن لهيعة، وهو ضعيف (اتحاف الخيرة المهرة بزوائد المسانيد العشرة، تحت رقم الحديث ۹۱۶)

حدثنا سيف بن عمرو الغزي قال: نا محمد بن أبي السري قال: نا عمرو بن أبي سلمة، عن صدقة بن عبد الله، عن سليمان بن أبي كريمة، عن أبي قرعة عطاء بن أبي قرعة، عن عبد الله بن ضمرة السلولي قال: سمعت أبا الدرداء، يقول: كان رسول الله صلى الله عليه وسلم إذا سمع النداء قال: اللهم رب هذه الدعوة التامة والصلاة القائمة، صل على محمد عبدك ورسولك، واجعلنا في شفاعته يوم القيامة قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من قال هذا عند النداء جعله الله في شفاعتي يوم القيامة.

لا يروى هذا الحديث عن أبي الدرداء إلا بهذا الإسناد، تفرد به: عمرو بن أبي سلمة (المعجم الاوسط للطبراني، رقم الحديث ۳۶۶۲)

قال الهيثمي: وفيه صدقة بن عبد الله السمين ضعفه أحمد والبخاري ومسلم وغيرهم ووثقه دحيم وأبو حاتم وأحمد بن صالح المصري (مجمع الزوائد ج ۱ ص ۳۳۳، تحت رقم الحديث ۱۸۷۹) وقال المنذري: وفي إسنادهما صدقة بن عبد الله السمين (الترغيب والترهيب، تحت رقم الحديث ۳۹۸)

وقال الالباني: (كان إذا سمع النداء قال: اللهم! رب هذه الدعوة التامة، والصلاة القائمة، صل على محمد عبدك ورسولك، واجعلنا في شفاعته يوم القيامة. قال رسول الله - صلى الله عليه وسلم -: من قال هذا عند النداء؛ جعله الله في شفاعتي يوم القيامة) ضعيف. أخرجه الطبراني في "الدعاء" (۲/۹۹۹/۳۳۲) و"الأوسط" (۱/۲۶/۲) "عن محمد بن أبي السري: حدثنا عمرو بن أبي سلمة عن صدقة ابن عبد الله عن سليمان بن أبي كريمة عن أبي قرعة عطاء بن قرعة عن عبد الله ابن ضمرة السلولي: سمعت أبا الدرداء يقول ... فذكره. وقال: لا يروى عن أبي الدرداء إلا بهذا الإسناد،

﴿بقية حاشيا گلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

اسناد کو بھی ضعیف قرار دیا ہے۔ ۱

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

تفرد بہ عمرو۔ "قلت: وهو التيسى؛ ثقة من رجال الشيخين؛ لكن فوّه علل: الأولى: عطاء بن قرّة؛ لم يوثقه غير ابن حبان. وقال علي بن المديني: "شامي، لا أعرفه."

الثانية: سليمان بن أبي كريمة؛ قال ابن أبي حاتم (۲/۱۳۸) عن أبيه: "ضعيف الحديث." وقال ابن عدی (ق ۱۵۶/۱) وقد ساق له عدة أحاديث منكروا: "وله غير ما ذكرت، وليس بالكثير، وعامة أحاديثه مناكير، ورواها عنه عمرو، ولم أر للمتقدمين فيه كلاما، وقد تكلموا فيمن هو أمثل منه بكثير، ولم يتكلموا في سليمان هذا؛ لأنهم لم يخبروا حديثه."

الثالثة: صدقة بن عبد الله -وهو السمين- أبو معاوية، وهو ضعيف؛ كما جزم به الحافظ في "التقريب." وبه فقط أعله الهيثمي، فقال في "المجمع" (۳۳۳/۱): "رواه الطبراني في "الأوسط"، وفيه صدقة بن عبد الله السمين؛ ضعفه أحمد والخاروي ومسلم وغيرهم، ووثقه دحيم وأبو حاتم وأحمد بن صالح المصري!" قلت: وما دام أنهم اختلفوا فيه -وإن كان الراجح قول الأئمة المضعفين له-؛ فكان الأولى بالهيثمي أن يعله بشيخه سليمان بن أبي كريمة.

والحديث؛ أخرجه الطبراني في "الكبير" بالإسناد المذكور بنحوه؛ كما في "الترغيب" (۱۱۴/۱) "والحديث؛ أخرجه الطبراني في "الكبير" بالإسناد المذكور بنحوه؛ كما في "الترغيب" (۱۱۴/۱) "وأعله بصدقة -وكذا الهيثمي. وقد صح الحديث من رواية جابر مرفوعا بلفظ: "من قال حين يسمع النداء: اللهم إرب هذه الدعوة التامة والصلاة القائمة! آت محمدا الوسيلة والفضيلة، وابعثه مقاما محمودا الذي وعدته؛ حلت له شفاعتي يوم القيامة."

رواه البخاري، وأصحاب "السنن"، وغيرهم، وهو مخرج في "صحيح أبي داود" (۵۴۰) "وغيره. وزيادة: "إنك لا تخلف الميعاد" فيه؛ شاذة لا تصح كما بينته هناك.

وقد رويت في حديث آخر في إجابة المؤذن فيه زيادات منكروا، منها هذه، وهو مخرج برقم (۶۷۱۴) (سلسلة الأحاديث الضعيفة، تحت رقم الحديث ۵۱۸۱)

۱- حدثنا عبد الرزاق، أخبرنا سفيان، عن ليث، عن كعب، عن أبي هريرة، أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: "إذا صليتم على، فاسألوا الله لي الوسيلة" قيل: يا رسول الله، وما الوسيلة؟ قال: "أعلى درجة في الجنة، لا ينالها إلا رجل واحد، وأرجو أن أكون أنا هو (مسند أحمد رقم الحديث ۷۵۹۸)

قال شعيب الارنؤوط: إسناده ضعيف، ليث -وهو ابن أبي سليم- ضعيف، وكعب قال الترمذی: ليس هو بمعروف، ولا نعلم أحدا روى عنه غير ليث بن أبي سليم. وأخرجه الترمذی (۳۶۱۲) من طريق أبي عاصم، عن سفيان، بهذا الإسناد. وقال: هذا حديث غريب ليس إسناده بالقوى.

وسیاتی برقم (۸۷۷۰) ویغنی عنه حدیث عبد الله بن عمرو عند مسلم (حاشیة مسند احمد) عن مطروح بن یزید، عن محمد بن یزید، عن عیسی بن سعید، عن القاسم، عن أبی امامة، عن النبی صلی الله علیه وسلم قال: "من دعا بهؤلاء الدعوات في دبر كل صلاة ﴿بقية حاشيا﴾

﴿بقية حاشيا﴾

حضرت رویف بن ثابت انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

مَنْ صَلَّى عَلَى مُحَمَّدٍ، وَقَالَ: اللَّهُمَّ أَنْزِلْهُ الْمَقْعَدَ الْمُقَرَّبَ عِنْدَكَ
يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَجَبَتْ لَهُ شَفَاعَتِي (مسند احمد) ۲

ترجمہ: جس نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھ کر یہ دعاء پڑھی (جس کا ترجمہ یہ ہے) ”اے اللہ! محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو قیامت کے دن اپنا قرب خاص عطا فرمائیے“ تو اس کے لئے میری شفاعت واجب ہو جائے گی (مسند احمد)

اس حدیث کو سند کے اعتبار سے بعض اہل علم حضرات نے ضعیف قرار دیا ہے۔ ۱

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

مکتوبہ حلت له الشفاعة مني يوم القيامة: اللهم أعط محمدًا الوسيلة، واجعله في
المصطفين محبته، وفي العالمين درجته، وفي المقربين ذكر داره (المعجم الكبير
للطبراني، رقم الحديث ۷۹۲۶)

قال الهيثمي: رواه الطبراني، وفيه مطروح بن يزيد، وهو ضعيف (مجمع الزوائد، تحت رقم الحديث
۱۶۹۸۱)

وقال المنذرى: رواه الطبراني وهو غريب (الترغيب والترهيب للمنذرى، تحت رقم الحديث
۲۴۷۳)

۲ رقم الحديث ۱۶۹۹۱، مسند البزار رقم الحديث ۲۳۱۵، السنة لابن ابی عاصم رقم
الحديث ۳۲۳.

۱ قال شعيب الارنؤوط: إسناده ضعيف لضعف ابن لهيعة -وهو عبد الله-، ولجهالة حال وفاء
الحضرمي -وهو ابن شريح -فلم يذكروا في الرواة عنه غير اثنين، ولم يؤثر توثيقه عن غير ابن
حبان، وباقي رجال الإسناد ثقات. زياد بن نعيم: هو زياد ابن ربيعة بن نعيم الحضرمي المصري.
وأخرجه القاضي إسماعيل بن إسحاق في "فضل الصلاة على النبي" (۵۳) "وابن أبي عاصم في
"السنة" (۸۷) "والبزار في "البحر الزخار" (۲۳۱۵ - ۵۷۳) "كشف الأستار"، والخلال في
"السنة" (۳۱۵) "وابن قانع في "معجم الصحابة" ۲/ ۲۱، والطبراني في "الكبير" (۴۴۸۰) "وفي
"الأوسط" (۳۳۰۹) "من طرق عن ابن لهيعة، بهذا الإسناد. ووقع في مطبوع "الأوسط": "نعيم بن
زيادة، بدل: زياد بن نعيم، وورقاء، بدل: وفاء.

قال البزار: لا يروى عن النبي صلى الله عليه وسلم بهذا اللفظ إلا عن روى وحده.
وقال الطبراني في "الأوسط": "لا يروى هذا الحديث عن روى إلا بهذا الإسناد، تفرد به ابن لهيعة.

﴿بقيہ حاشیہ گئے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

اور بعض حضرات نے حسن درجہ میں مقبول قرار دیا ہے۔ ۱
اور اس حدیث کو حسن و مقبول قرار دینے کی صورت میں قرب خاص سے مقام وسیلہ یا مقام محمود مراد ہونے کا احتمال ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ ۲
بہر حال اذان کے بعد درود شریف پڑھنا سنت و مستحب ہے، اور اس حکم میں مؤذن بھی شامل ہے، مگر اس موقع پر اسے بھی دوسروں کی طرح آہستہ آواز میں درود شریف پڑھنا چاہئے۔ ۳

﴿گزشتہ صفحہ کا یقینہ حاشیہ﴾ وأخرجه الطبرانی في "الكبير" (۴۳۸۱) "من طريق أبي عبد الرحمن المقرئ، عن ابن لهيعة، عن ابن هبيرة، عن زياد، به. وأورده المنذرى في "الترغيب والترهيب" (۲۳۹۱) "وقال: رواه البزار والطبرانی في "الكبير" و"الأوسط"، وبعض أسانيدهم حسنة! وأورده الهيثمي في "المجمع" (۱۶۳/۱۰) "وقال: رواه البزار والطبرانی في "الأوسط" و"الكبير" وأسانيدهم حسنة!

قلنا: والصحيح في هذا ما أخرجه البخاري (۶۱۴) من حديث جابر بن عبد الله رضي الله عنهما أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: "من قال حين يسمع النداء: اللهم رب هذه الدعوة التامة والصلاة القائمة، آت محمدا الوسيلة والفضيلة، وابعثه مقاما محمودا الذي وعدته، حلت له شفاعتي يوم القيامة". وسلف برقم (۱۴۸۲۳) وما أخرجه مسلم (۳۸۴) من حديث عبد الله بن عمرو بن العاص، وسلف برقم (۶۵۶۸) حاشية مسند احمد

۱۔ قال الهيثمي: رواه البزار والطبرانی في الاوسط والكبير وأسانيدهم حسنة (مجمع الزوائد ج ۱۰ ص ۱۶۳، تحت رقم الحديث ۱۷۳۰۴)
وقال المنذرى: رواه البزار والطبرانی في الكبير والأوسط وبعض أسانيدهم حسن (الترغيب والترهيب للمنذرى، تحت رقم الحديث ۲۵۸۷)
من قال اللهم صل على محمد وأنزل له "المقعد المقرب عندك": هو المقام المحمود لقوله: ("يوم القيامة"): وفي رواية: "المقرب عندك في الجنة"، فيحتمل أن يراد به الوسيلة التي هي أعلى درجة في الجنة لا تكون إلا له عليه السلام (مرواة المفاتيح، ج ۲ ص ۷۵، كتاب الصلاة، باب الصلاة على النبي وفضلها)

۲۔ والمقعد المقرب يحتمل أن يراد به الوسيلة أو المقام المحمود وجلسه على العرش أو المنزل العالی والقدر الرفیع واللہ أعلم (القول البدیع للسخاوی، ج ۱، ص ۵۲، الباب الاول)
۳۔ الصلاة على النبي صلى الله عليه وسلم بعد الأذان:
يرى الشافعية والحنابلة أن الصلاة على النبي صلى الله عليه وسلم من المؤذن بعد الأذان سنة، وعندهم يسن للمؤذن متابعة قوله سرا مثله كالمستمع ليجمع بين أداء الأذان والمتابعة، وروى عن ﴿يقينہ حاشیہ گے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں﴾

(۴)..... نمازِ جنازہ میں درود شریف

نمازِ جنازہ درحقیقت میت کے لئے دعاء ہے، اور دعاء کے بارے میں آگے آ رہا ہے کہ پہلے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کی جائے، پھر درود شریف پڑھا جائے، پھر دعاء کی جائے۔
حضرت مسیب رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ:

عَنْ عَلِيٍّ أَنَّهُ كَانَ إِذَا صَلَّى عَلَى مَيِّتٍ يَبْدَأُ بِحَمْدِ اللَّهِ وَيُصَلِّي عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ثُمَّ يَقُولُ: اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَّاَحْيَائِنَا وَاَمْوَاتِنَا , وَاَلْفَ بَيْنَ قُلُوبِنَا، وَاَصْلِحْ ذَاتَ بَيْنِنَا، وَاَجْعَلْ قُلُوبَنَا عَلَى قُلُوبِ خِيَارِنَا (مصنف ابن ابی شیبہ) ۱

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ جب میت کا جنازہ پڑھتے تھے، تو پہلے اللہ کی حمد و ثناء کرتے تھے، اور پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھتے تھے، اور پھر یہ دعاء پڑھتے تھے (جس کا ترجمہ یہ ہے) اے اللہ! ہمارے زندوں اور مردوں کی

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

الإمام أحمد أنه كان إذا أذن فقال كلمة من الأذان قال مثلها سرا؛ ليكون ما يظهره أذانا ودعاء إلى الصلاة، وما يسره ذكر الله تعالى فيكون بمنزلة من سمع الأذان.
بذلك يمكن أن يشمل المؤذن الأمر الوارد في قول النبي صلى الله عليه وسلم: إذا سمعتم المؤذن فقولوا مثل ما يقول، ثم صلوا على فإنه من صلى على صلاة صلى الله عليه بها عشرا، ثم سلوا الله لي الوسيلة فإنها منزلة في الجنة لا ينبغي أن تكون إلا لعبد من عباد الله وأرجو أن أكون أنا هو، فمن سأل الله لي الوسيلة حلت عليه الشفاعة .
واعتبره الحنفية والمالكية بدعة حسنة (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج ۲ ص ۳۶۲، مادة "اذن")
۱ رقم الحديث ۱۱۳۹۴، كتاب الجنائز، باب ما يبدأ به في التكبير الأولى في الصلاة عليه والثانية والثالثة والرابعة.

قال ابن حجر: وأخرج ابن أبي شيبة بسند حسن عن علي رضي الله عنه أنه كان إذا صلى على ميت يبدأ بحمد الله تعالى ثم يصلي على نبيه صلى الله عليه وسلم ثم يقول: اللهم اغفر لحينا وميتنا .. الحديث. وفي الباب عن جماعة من التابعين رحمة الله عليهم أجمعين (نتائج الأفكار، ج ۳، ص ۳۸۷، باب اذكار الصلاة على الميت، المجلس: ۳۸۹)

مغفرت فرما، اور ہمارے دلوں کے درمیان الفت و محبت پیدا فرما، اور ہمارے اختلافات کو دور فرما، اور ہمارے دلوں کو ہمارے نیک بندوں کے دلوں کے مطابق بنا (ابن ابی شیبہ)

نماز جنازہ میں دیگر روایات سے اور دعائیں پڑھنا بھی ثابت ہیں، اس لئے مذکورہ دعاء کے علاوہ ان کو بھی پڑھا جاسکتا ہے۔

حضرت ابوسعید مقبری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ انہوں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے جنازہ پڑھنے کا طریقہ معلوم کیا:

فَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ أَنَا لَعَمْرُ اللَّهِ أُخْبِرُكَ أَتَّبِعُهَا مِنْ أَهْلِهَا فَإِذَا وُضِعَتْ كَبُرْتُ وَحَمِدْتُ اللَّهَ وَصَلَّيْتُ عَلَى نَبِيِّهِ ثُمَّ أَقُولُ اللَّهُمَّ إِنَّهُ عَبْدُكَ وَابْنُ عَبْدِكَ وَابْنُ أُمَّتِكَ كَانَ يَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ وَأَنْ مُحَمَّدًا عَبْدُكَ وَرَسُولُكَ وَأَنْتَ أَعْلَمُ بِهِ اللَّهُمَّ إِنْ كَانَ مُحْسِنًا فَزِدْ فِي إِحْسَانِهِ وَإِنْ كَانَ مُسِيئًا فَتَجَاوَزْ عَنْ سَيِّئَاتِهِ اللَّهُمَّ لَا تَحْرِمْنَا أَجْرَهُ وَلَا تَفْتِنْنَا بَعْدَهُ (موطأ امام مالک) ۱

ترجمہ: تو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اللہ کی قسم میں آپ کو ضرور بتلاتا ہوں، میں تو جنازہ والے کے گھر سے ہی جنازہ کے پیچھے ہولیتا ہوں، پھر جب جنازہ (نماز کے لئے) رکھا جاتا ہے، تو میں تکبیر کہہ کر اللہ کی حمد و ثناء کرتا ہوں، اور پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھتا ہوں، اور پھر یہ دعاء پڑھتا ہوں

۱۔ رقم الحديث ۴۷۹، کتاب الجنائز، باب ما يقول المصلى على الجنازة، فضل الصلاة على النبي لاسماعيل بن اسحاق رقم الحديث ۸۹.

قال الاباننى: صحيح (تحقيق فضل الصلاة على النبي صلى الله عليه وسلم، تحت رقم الحديث ۹۳)

وقال ايضا: أخرجه مالک (۱ - ۲۲۷) وعنه محمد بن الحسن (۱۶۳ - ۱۶۵) وإسماعيل القاضي فى "فضل الصلاة على الله عليه وسلم" رقم (۹۳ - ۲۷/۵) وسنده موقوف صحيح جدا (احکام الجنائز، ج ۱، ص ۱۲۵)

(جس کا ترجمہ یہ ہے) اے اللہ! یہ آپ کا بندہ ہے اور آپ کے بندے اور آپ کی بندی کی اولاد ہے، یہ اس بات کی گواہی دیتا تھا کہ آپ کے علاوہ کوئی معبود نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے بندے اور رسول ہیں، اور آپ اس کی حالت کو (ہم سے) زیادہ جانتے ہیں، اے اللہ! اگر یہ نیک تھا تو اس کی نیکی کو اور زیادہ فرما، اور اگر خطاوار تھا تو اس کی خطاؤں کو درگزر فرما، اے اللہ! ہمیں اس کے ثواب سے محروم نہ فرما، اور ہمیں اس کے بعد آزمائش میں مبتلا نہ فرما (موطاماک)

حضرت نافع رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ:

عَنْ ابْنِ عُمَرَ ، أَنَّهُ يُكَبِّرُ عَلَى الْجَنَازَةِ وَيُصَلِّي عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ يَقُولُ: اَللّٰهُمَّ بَارِكْ فِيْهِ وَصَلِّ عَلَيْهِ وَاعْفِرْ لَهُ وَأُوْرِدْهُ حَوْضَ نَبِيِّكَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (فضل الصلاة على النبي لاسماعيل بن اسحاق رقم الحديث ۹۲) ۱

ترجمہ: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ جنازہ کی نماز میں درود شریف پڑھتے تھے، اور درود شریف کے بعد یہ دعاء پڑھتے تھے (جس کا ترجمہ یہ ہے) اے اللہ! اس میں برکت پیدا فرما، اور اس پر رحمت نازل فرما، اور اس کی مغفرت فرما، اور اس کو اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حوض کوثر پر حاضری نصیب فرما (فضل الصلاة)

تابعی حضرت شعیب فرماتے ہیں کہ:

التَّكْبِيْرَةُ الْأُولَى عَلَى الْمَيِّتِ ثَنَاءٌ عَلَى اللَّهِ وَالثَّانِيَةُ صَلَاةٌ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالثَّلَاثَةُ دُعَاءٌ لِلْمَيِّتِ، وَالرَّابِعَةُ تَسْلِيمٌ (مصنف

۱۔ قال ابن حجر: هذا موقوف رجاله رجال الصحيح إلا نافعاً، وهو صدوق (نتائج الافكار، ج ۳،

ص ۳۸۶، باب اذكار الصلاة على الميت، المجلس: ۳۸۹)

وقال الالبانی: صحيح (تحقيق فضل الصلاة على النبي صلى الله عليه وسلم، تحت رقم الحديث

عبدالرزاق) ۱۔

ترجمہ: میت پر جنازہ کی پہلی تکبیر کے بعد اللہ کی حمد و ثناء ہے، اور دوسری کے بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود ہے، اور تیسری کے بعد میت کے لئے دعاء ہے، اور چوتھی کے بعد سلام ہے (عبدالرزاق)

ان روایات سے نماز جنازہ میں درود شریف کے پڑھنے کا سنت ہونا معلوم ہوا۔ اس کے علاوہ نماز جنازہ چونکہ دعاء ہے، اور دعاء کے موقع پر درود شریف کی فضیلت و اہمیت کے دیگر دلائل بھی اپنے مقام پر مذکور ہیں، ان سے بھی نماز جنازہ میں درود شریف پڑھنے کی تائید ہوتی ہے۔ ۲۔

(۵)..... جمعہ کے دن درود شریف کی کثرت

جن مواقع پر درود شریف کا پڑھنا زیادہ فضیلت و اہمیت کا باعث ہے، ان میں سے ایک موقع جمعہ کے دن کا بھی ہے۔

کئی معتبر احادیث میں جمعہ کے دن درود شریف پڑھنے کا ذکر آیا ہے، البتہ اس سلسلہ میں بعض احادیث سند کے اعتبار سے غیر معتبر بھی ہیں۔

حضرت اوس بن اوس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ مِنْ أَفْضَلِ أَيَّامِكُمْ يَوْمَ الْجُمُعَةِ، فِيهِ خُلِقَ آدَمُ، وَفِيهِ قُبُضَ، وَفِيهِ النَّفْخَةُ، وَفِيهِ الصُّعْقَةُ،

۱۔ رقم الحديث ۶۴۳۴، كتاب الجنائز، باب القراءة والدعاء في الصلاة على الميت، فضل الصلاة على النبي لاسماعيل بن اسحاق رقم الحديث ۹۱.

قال الالباني: صحيح (تحقيق فضل الصلاة على النبي صلى الله عليه وسلم، تحت رقم الحديث ۹۱)

۲۔ وبعد الثانية: الصلاة على النبي صلى الله عليه وسلم كما في التشهد (مراقبة المفاتيح، ج ۳ ص ۱۲۰۵، كتاب الجنائز، باب المشي بالجنازة والصلاة عليها)

فَاكْثِرُوا عَلَيَّ مِنَ الصَّلَاةِ فِيهِ (ابوداؤد) ۱

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک تمہارے سب دنوں میں جمعہ کا دن افضل ہے، اسی دن حضرت آدم کو پیدا کیا گیا، اور اسی دن ان کی روح قبض کی گئی، اور اسی دن (قیامت قائم ہونے کے لئے) صور پھونکا جائے گا، اور اسی دن قیامت قائم ہوگی، پس تم اس دن کثرت سے مجھ پر درود پڑھا کرو (ابوداؤد،

ابن ماجہ، مسند احمد)

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَكْثِرُوا الصَّلَاةَ عَلَيَّ يَوْمَ

الْجُمُعَةِ، فَإِنَّهُ مَشْهُودٌ تَشْهَدُهُ الْمَلَائِكَةُ (سنن ابن ماجہ) ۲

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم مجھ پر جمعہ کے دن کثرت سے

۱۔ رقم الحديث ۱۰۸۷، كتاب الصلاة، ابواب الجمعة، باب فضل يوم الجمعة وليلة الجمعة؛

ابن ماجه، رقم الحديث ۱۰۸۵؛ مسند احمد، رقم الحديث ۱۶۱۶۲.

قال شعيب الارنؤوط: صحيح لغيره، وهذا إسناد رجاله ثقات (حاشية ابى داؤد)

وقال أيضاً: إسناده صحيح، رجاله رجال الصحيح، غير صحابيہ فمن رجال أصحاب السنن (حاشية

مسند احمد)

۲۔ رقم الحديث ۱۶۳۷، كتاب الجنائز، باب ذكر وفاته ودفنه - صلى الله عليه وسلم.

قال المنذرى: رواه ابن ماجه بإسناد جيد (الترغيب والترهيب، رقم الحديث ۲۵۸۲، كتاب الذكر

والدعاء الترغيب فى الإكثار من ذكر الله سرا وجهرا)

وقال ابن الملقن: وإسناده حسن (البدور المنير، ج ۵ ص ۲۸۸، كتاب الجنائز، الحديث السادس بعد

الخمسين)

وقال العجلونى: رواه ابن ماجه بإسناد جيد عن أبى الدرداء (كشف الخفاء، ج ۱ ص ۱۸۹، تحت

رقم الحديث ۵۰۱، حرف الهمزة مع الكاف)

قال الدكتور سعد بن ناصر بن عبد العزيز الشّرى: ذكره المنذرى فى الترغيب (۵۰۲/۲)، ثم قال :

رواه ابن ماجه بإسناد جيد. وقال البوصيرى فى مصباح الزجاجة (۲۹۴/۱) هذا إسناد رجاله ثقات،

إلا أنه منقطع فى موضعين، عبادة بن نسي روايته عن أبى الدرداء مرسله، قاله العلاء، وزيد بن أيمن

عن عبادة بن نسي مرسله، قاله البخارى. قلت: وزيد بن أيمن هذا مقبول (تخريج المطالب العالية

بزوائد المسانيد الثمانية للعسقلانى، ج ۱ ص ۸۰۳، كتاب الاذكار والدعوات، باب الصلاة على

النبي صلى الله عليه وسلم)

دروود بھیجا کرو، کیونکہ یہ یومِ مشہود ہے، جس میں فرشتے حاضر ہوتے ہیں (ابن ماجہ)
 جمعہ کے دن فرشتے حاضر ہونے کا مطلب یہ ہے کہ جمعہ کے دن بندوں کے نیک اعمال کو لکھنے کے
 لئے مخصوص فرشتے حاضر ہوتے ہیں، جن کا دوسری احادیث میں ذکر آیا ہے۔ ۱
 حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَكْثَرُوْا الصَّلَاةَ عَلَى يَوْمِ
 الْجُمُعَةِ وَلَيْلَةِ الْجُمُعَةِ فَمَنْ صَلَّى عَلَى صَلَاةٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
 عَشْرًا (السنن الكبرى للبيهقي) ۲

۱۔ "تفصیل اور دلائل کے لئے ملاحظہ ہماری دوسری کتاب "جمعہ مبارکہ کے فضائل و احکام"
 ۲۔ رقم الحديث ۶۲۰۷، کتاب الجمعة، باب ما يؤمر به في ليلة الجمعة ويومها من كثرة الصلاة
 على رسول الله صلى الله عليه وسلم.
 قال المنذرى: رواه الطبراني عن أبي ظلال عنه وأبو ظلال وثق ولا يضر في المتابعات (الترغيب و
 الترهيب، تحت رقم الحديث ۲۵۶۸)
 وقال ابن الملقن: رواه البيهقي بإسناد جيد (حفة المحتاج الى ادلة المنهاج، تحت رقم الحديث
 ۶۶۴)
 وقال أبو عبد الرحمن عبد الله بن صالح العيلان: وهذا وإن كانا ضعيفين، فيصلحان للاستشهاد
 (ردُّ الجَمِيلِ فِي الدُّبِّ عَنْ إِرْوَاءِ الْغَلِيلِ وَهُوَ رَدُّ عَلَى كِتَابِ مُسْتَذْرَكِ التَّغْلِيلِ، ج ۱، ص
 ۸۰، الحديث الاول)
 وقال الالباني: أكثرُوا الصلاة على يوم الجمعة وليلة الجمعة، فمن صلى على صلاة صلى الله عليه
 عَشْرًا. "البيهقي في "سننه (۲۴۹/۳) "عن عبد الرحمن بن سلام أنبأنا إبراهيم بن طهمان عن أبي
 إسحاق عن أنس مرفوعا .
 وقال الذهبي في "مختصره (۲/۱۳۷) "إسناده صالح. "قلت: كلا، فإن أبا إسحاق وهو
 السبيعي كان اختلط، ثم هو مدلس وقد عنعنه. وله طريق أخرى يرويه درست بن زياد القشيري عن
 يزيد الرقاشي عن أنس مرفوعا بلفظ: "أكثرُوا على من الصلاة في يوم الجمعة وليلة الجمعة، فمن
 فعل ذلك كنت له شهيدا أو شافعا يوم القيامة. "أخرجه ابن عدی (۱۲۹/۲) في ترجمة درست
 هذا وقال: "أرجو أنه لا بأس به. "وقال الحافظ في "التقريب: "ضعيف".
 قلت: والرقاشي ضعيف أيضا. ومن هذا الوجه رواه البيهقي في "الشعب" كما في "المنาวى".
 وروى مرسلًا مختصرا بلفظ: "إذا كان يوم الجمعة وليلة الجمعة فأكثرُوا الصلاة على. "أخرجه
 الشافعي (رقم ۴۳۱) أخبرنا إبراهيم بن محمد: أخبرني صفوان بن سليم أن رسول الله صلى الله
 عليه وآله وسلم قال: «مَنْ صَلَّى عَلَيَّ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَلَيْلَتِهَا صَلَّيْتُ عَلَيْهِ عَشْرًا» (تقریہ حاشیاء گلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھ پر تم جمعہ کے دن اور جمعہ کی رات کثرت سے درود پڑھا کرو، پس جو مجھ پر ایک مرتبہ درود پڑھے گا، اللہ اس پر دس رحمتیں نازل فرمائے گا (بیہقی)

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَكْثِرُوا عَلَى مِنَ الصَّلَاةِ فِي كُلِّ يَوْمٍ جُمُعَةٍ (شعب الایمان للبیہقی) ۱

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم ہر جمعہ کے دن میں مجھ پر کثرت سے درود پڑھا کرو (بیہقی)

حضرت ابوسعود انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: أَكْثِرُوا عَلَى الصَّلَاةِ فِي يَوْمِ الْجُمُعَةِ (مستدرک حاکم) ۲

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾ علیہ وسلم قال: فذكره. وإبراهيم هذا هو ابن يحيى الأسلمي متروك . ولهذا شاهد من حديث عمر مرفوعا بسند ضعيف ذكره السنخاوى فى "القول البدیع" (ص - ۲۰ هـ) . وأورده ابن أبى حاتم فى "العلل (۲۰۵/۱)" من طريق سعيد بن بشير عن قتادة عن أنس مرفوعا به دون قوله: "وليلة الجمعة".... وقال: "قال أبى: هذا حديث منكر بهذا الإسناد". وبالحمله فالحديث بهذا الطرق حسن على أقل الدرجات، وهو صحيح بدون ذكر ليلة الجمعة. انظر "تخريج مشكاة المصابيح" (۱۳۶۱) (سلسلة الاحاديث الضعيفة، تحت رقم الحديث ۱۴۰۷) ۱. رقم الحديث ۲۷۷۰، باب فضل الصلاة على النبى صلى الله عليه وسلم ليلة الجمعة ويومها الخ، السنن الكبرى للبیہقی ۲۲۰۸.

قال أبو عبد الرحمن عبد الله بن صالح العيлян: وهذا وإن كانا ضعيفين، فيصلحان للاستشهاد (رَدُّ الْجَمِيلِ فِي الذُّبِّ عَنْ إِرْوَاءِ الْغَلِيلِ وَهُوَ رَدُّ عَلَى كِتَابِ مُسْتَدْرَكِ التَّغْلِيلِ، ج ۱، ص ۸۰، الحديث الاول)

وقال المنذرى: رواه البيهقي بإسناد حسن إلا أن مكحولا قيل لم يسمع من أبى أمامة (الترغيب والترهيب تحت حديث رقم ۲۵۸۳، كتاب الذكر والدعاء)

وقال الابانى: حسن لغيره (صحيح الترغيب والترهيب، تحت رقم الحديث ۱۶۷۳)

۲. رقم الحديث ۳۵۷۷، كتاب التفسير، تفسير سورة الاحزاب.

﴿بقیہ حاشیہ گے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم جمعہ کے دن مجھ پر کثرت سے درود پڑھا کرو (حاکم)

جمعہ کے دن درود شریف پڑھنے کا اور احادیث میں بھی ذکر آیا ہے۔ ۱۔
البتہ ان میں سے بعض احادیث کی سند میں ضعف پایا جاتا ہے، اور بعض سند کے اعتبار سے شدید ضعیف اور غیر معتبر بھی ہیں۔ ۲۔

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

قال الحاكم: هذا حديث صحيح الاسناد، فان ابا رافع هذا هو اسماعيل بن رافع ولم يخرجناه. وقال الذهبي في التلخيص: إسماعيل بن رافع أبو رافع ضعفه. وقال الالباني: ولطرفة الأول شاهد من رواية أبي رافع عن سعيد المقبري عن أبي مسعود، الأنصاري مرفوعا به. أخرجه الحاكم (۴۲/۲) وقال: "صحيح الإسناد، فإن ابا رافع هذا هو إسماعيل بن رافع." ورده الذهبي بقوله "قلت: ضعفه." قلت: لكن في الشواهد لا بأس به، فإنه غير متهم في صدقه، وقد أشار إلى هذا الحافظ بقوله في "التقريب" "ضعيف الحفظ." وله شاهد آخر من حديث أنس بن مالك رضى الله عنه، تقدم تخريجه في المجلد الثالث برقم (۱۴۰۷) (سلسلة الاحاديث الصحيحة، تحت رقم الحديث ۱۵۲۷)

۱۔ أخبرنا أبو سهل أحمد بن محمد بن إبراهيم المهراني، أنبا محمد بن جعفر السختياني، ثنا أبو خليفة، ثنا عبد الرحمن بن سلام، أنبا إبراهيم بن طهمان، عن أبي إسحاق، عن أنس قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: "أكثرُوا الصلاة على يوم الجمعة وليلة الجمعة؛ فمن صلى على صلاة الله عليه عَشْرًا (السنن الكبرى) للبيهقي، رقم الحديث ۵۹۹۴"

حدثنا هشيم، قال: أخبرنا أبو حرة، عن الحسن، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: "أكثرُوا الصلاة على يوم الجمعة، فإنها معروضة على (مصنف ابن أبي شيبة، رقم الحديث ۸۷۹۲)"

۲۔ أخبرنا أبو سعد الماليني، حدثنا أبو أحمد بن عدى، حدثنا محمد بن علي بن سهل المروزي، وأخبرنا أبو عبد الله الحافظ، حدثني أبو طاهر محمد بن الحسين المحمداً بآذى، حدثنا محمد بن علي المروزي، بـجـرجـان، حدثنا يحيى بن يحيى، حدثنا درست بن زياد القشيري، عن يزيد الرقاشي، عن أنس، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: "أكثرُوا على الصلاة في يوم الجمعة، وليلة الجمعة، فمن فعل ذلك كنت له شهيدا، أو شافعا يوم القيامة" (شعب الإيمان للبيهقي، رقم الحديث ۲۷۷۱، كتاب الصلاة، باب فضل الصلاة على النبي صلى الله عليه وسلم ليلة الجمعة ويومها)

﴿بقية حاشيا گلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

یہ بات پہلے گزر چکی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جمعہ کے دن جو درود شریف پڑھا جاتا ہے، وہ دوسرے دنوں کی طرح ہی زیادہ قبولیت کے ساتھ فرشتوں کے واسطے سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک پیش کیا جاتا ہے، نہ یہ کہ صرف جمعہ کے دن پیش کیا جاتا ہے۔ پھر جمعہ کی صرف رات میں یا صرف دن میں کثرت سے درود شریف پڑھنے سے یہ فضیلت حاصل ہو جائے گی، اور اگر رات اور دن دونوں اوقات میں پڑھا جائے گا، تو اس کی فضیلت اور زیادہ ہوگی، اور اس صورت میں مذکورہ احادیث پر زیادہ کامل طریقہ پر عمل ہوگا۔

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

حدثنا إسماعيل بن موسى الحاسب، حدثنا جبارة، حدثنا أبو إسحاق الحميسي عن يزيد الرقاشي، عن أنس قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم أكثروا الصلاة على يوم الجمعة فإن صلاتكم تعرض على قال ابن عدي وهذه الأحاديث عن يزيد الرقاشي، عن أنس وإن كان يزيد فيه كلام فإنها ليست بمحفوظة وما أظنه يرويها عنه غير أبي إسحاق الحميسي (الكامل في ضعفاء الرجال، ج ۳، ص ۵۳۱، تحت الترجمة خازم بن الحسين أبو إسحاق الحميسي كوفي)

حدثنا محمد بن علي بن سهل المروزي، حدثنا يحيى بن يحيى، حدثنا درست بن زياد القشيري عن يزيد الرقاشي، عن أنس قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم أكثروا على من الصلاة في يوم الجمعة وليلة الجمعة فمن فعل ذلك كنت له شهيدا وشافعا يوم القيامة..... قال ابن عدي وهذه الأحاديث لدرست عن يزيد الرقاشي، عن أنس فيما ينفرد به درست عن يزيد ومنها ما قد شورك فيه وللدرست غير هذه الأحاديث عن يزيد وعن غيره قليل وأرجو أنه لا بأس به (الكامل في ضعفاء الرجال لابن عدي، ج ۳ ص ۵۷۷، ۵۷۸، ملخصاً، تحت ترجمة درست بن زياد العنبري، رقم الترجمة ۶۳۶)

أخبرنا أبو عبد الله الحافظ، حدثني أبو بكر بن أبي دارم، ح وأخبرنا أبو زكريا بن أبي إسحاق، أخبرنا أبو بكر بن أبي دارم، حدثنا المنذر بن محمد، حدثنا أبي، حدثنا إسماعيل بن أبان الأزدي، حدثني عمرو وهو ابن شمر، عن محمد بن سوقة، عن عامر الشعبي، عن ابن عباس، قال: سمعت نبيكم صلى الله عليه وسلم يقول: "أكثرُوا الصلاة على نبيكم في الليلة الغراء، واليوم الأزهري ليلة الجمعة، ويوم الجمعة" وفي رواية أبي عبد الله سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: هذا إسناده ضعيف بمرة (شعب الإيمان للبيهقي، رقم الحديث ۲۷۷۲)

عن عبد العزيز بن أحمد أنا تمام ابن محمد أخبرني أبو الفتح مظفر بن برهان نا محمد بن منصور الأسواري نا أحمد بن زيد الفزاري نا محمد بن نجيع نا ربعي بن شداد نا ابن أبي مليكة عن أبي بكر الصديق عن النبي (صلى الله عليه وسلم) قال ليس عند الله يوم ولا ليلة تعدل الليلة الغراء واليوم الأزهري يعني ليلة الجمعة ويوم الجمعة (تاريخ دمشق لابن عساكر، ج ۵۸ ص ۳۷۴، حرف الميم)

﴿بقية حاشيا گلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

اور کیونکہ معتبر و مضبوط احادیث میں جمعہ کے دن درود شریف پڑھنے کا ذکر بغیر کسی وقت اور بغیر کسی خاص درود کے صیغہ کی قید کے مذکور ہے، تو اس حدیث کے عموم سے فائدہ اٹھاتے ہوئے جمعہ کے دن کسی بھی وقت کوئی سا بھی مسنون درود شریف پڑھنے سے انشاء اللہ تعالیٰ فضیلت حاصل ہو جائے گی اور کیونکہ درود ابراہیمی سب سے افضل ہے، اس لیے اُس کو پڑھنے کی فضیلت یقیناً زیادہ ہوگی۔

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

حدثنا الحكم بن عبد الله حدثني القاسم عن عائشة قالت قال أصحاب النبي (صلى الله عليه وسلم) يا رسول الله أمرنا أن نكسر الصلاة عليك في الليلة الغراء واليوم الأزهري وأحب ما صلينا عليك كما تحب قال قولوا اللهم صل على محمد وعلى آل محمد كما صليت على إبراهيم وآل إبراهيم وارحم محمدًا وآل محمد كما رحمت إبراهيم وآل إبراهيم وبارك على محمد وآل محمد كما باركت على إبراهيم وآل إبراهيم إنك حميد مجيد وأما السلام فقد عرفتم كيف هو (تاريخ دمشق لابن عساكر، ج ۵۳ ص ۳۰۹، حرف الميم)

حديث "أكثرُوا على من الصلاة في الليلة الغراء واليوم الأزهري" أخرجه الطبراني في الأوسط من حديث أبي هريرة وفيه عبد المنعم بن بشير ضعفه ابن معين وابن حبان (تخريج احاديث الاحياء، تحت رقم الحديث ۲۱۸)

ومنها ما رواه ابن وهب عن يونس، عن ابن شهاب أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: (أكثرُوا على من الصلاة في الليلة الغراء واليوم الأزهري، فإنهما يؤديان عنكم، وإن الأرض لا تأكل أجساد الأنبياء، وكل ابن آدم يأكله التراب إلا عجب الذنب، ورواه عمارة بن غزية عن ابن شهاب بنحوه وهو مرسل (الصارم المنكي في الرد على السبكي لابن عبد الهادي، ج ۱ ص ۲۱۱، الباب الثاني، فصل: في علم النبي صلى الله عليه وسلم بمن يسلم عليه)

(ابن عساكر عن الحكم بن عبد الله عن القاسم عن عائشة) قالت: "قالوا يا رسول الله أمرنا أن نكسر الصلاة عليك في الليلة الغراء، واليوم الأزهري وأحب ما صلينا عليك كما تحب قال: فذكره والحكم كذاب وقال أحمد أحاديثه كلها موضوعة (كنز العمال، ج ۱ ص ۴۹۶، تحت رقم الحديث ۲۱۸۷)

أخبرنا أبو سعيد قال: حدثنا أبو العباس قال: أخبرنا الربيع قال: أخبرنا الشافعي قال: بلغنا عن عبد الله بن أبي أوفى، أن النبي صلى الله عليه وسلم قال: أكثرُوا الصلاة على في يوم الجمعة، فإني أبلغ وأسمع (معرفه السنن والآثار للبيهقي، رقم الحديث ۲۶۷۱)

أخبرنا أبو زكريا، وأبو بكر قالوا: حدثنا أبو العباس قال: أخبرنا الربيع قال: أخبرنا الشافعي قال: أخبرنا إبراهيم بن محمد قال: أخبرنا صفوان بن سليم، أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: إذا كان يوم الجمعة وليلة الجمعة، فأكثرُوا الصلاة على (معرفه السنن والآثار للبيهقي، رقم الحديث ۲۶۷۲)

یاد رہے کہ درود شریف پڑھنے کا کوئی خاص طریقہ یا عقیدہ اپنی طرف سے گھڑ لینا صحیح نہیں۔ آج کل بعض لوگ مساجد میں جمعہ کی نماز سے فارغ ہو کر کھڑے ہو جاتے ہیں اور اجتماعی طور پر بلند آواز سے درود شریف پڑھتے ہیں اور اس کی یہ وجہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس مجلس میں تشریف لاتے ہیں، اس لئے ہم آپ کے ادب میں کھڑے ہوتے ہیں، حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اس طرح کسی مجلس یا جمعہ کے دن میں حاضر سمجھنے کا عقیدہ قرآن مجید اور کسی مستند حدیث سے ثابت نہیں۔

لہذا درود شریف کے لیے ان قیود و تخصیصات کا کوئی ثبوت نہیں، جس کام کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی خاص کیفیت اور کوئی خاص طریقہ متعین نہ فرمایا ہو، اس کے لیے اپنی طرف سے مخصوص طریقے بنا لینا دین میں اختراع اور زیادتی ہے (احسن الفتاویٰ جلد ۱ صفحہ ۳۶۵)

(۲)..... ہر مجلس میں درود شریف

احادیث سے ہر مجلس میں درود شریف پڑھنے کی فضیلت و اہمیت بھی معلوم ہوتی ہے۔ چنانچہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَا جَلَسَ قَوْمٌ مَجْلِسًا لَمْ يَذْكُرُوا اللَّهَ فِيهِ وَلَمْ يُصَلُّوا عَلَى نَبِيِّهِمْ إِلَّا كَانَ عَلَيْهِمْ تِرَةٌ فَإِنْ شَاءَ عَذَّبَهُمْ وَإِنْ شَاءَ غَفَرَ لَهُمْ (سنن الترمذی) ۱

۱۔ رقم الحدیث ۳۳۸۰، کتاب الدعوات عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، باب ما جاء في القوم يجلسون ولا يذكرون الله، مسند احمد رقم الحدیث ۹۸۴۳۔

قال الترمذی: "هذا حديث حسن، وقد روى من غير وجه عن أبي هريرة، عن النبي صلى الله عليه وسلم، ومعنى قوله: ترة: یعنی حسرة وندامة. وقال بعض أهل المعرفة بالعربية: الترة هو النار" (ترمذی، حوالہ بالا)

وقال شعيب الارنؤوط: حديث صحيح، وهذا إسناد حسن، رجاله ثقات رجال الشيخين غير صالح مولى التوأمة (حاشية مسند احمد)

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو لوگ بھی کسی مجلس میں بیٹھیں، اور اس مجلس میں اللہ کا ذکر نہ کریں اور اس کے نبی پر درود بھی نہ پڑھیں، تو وہ مجلس ان پر قیامت کے دن حسرت ہوگی، پھر اگر اللہ چاہے تو ان کو عذاب دے، اور چاہے تو ان کو معاف فرمادے (ترمذی، مسند احمد)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: مَا جَلَسَ قَوْمٌ مَجْلِسًا لَمْ يُصَلُّوا فِيهِ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَّا كَانَ حَسْرَةً عَلَيْهِمْ، وَإِنْ دَخَلُوا الْجَنَّةَ لِمَا يَرَوْنَ مِنَ الثَّوَابِ (الترغيب في فضائل الاعمال لابن شاهين) ۱

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو لوگ کسی مجلس میں بیٹھیں، اور اس مجلس میں اللہ کا ذکر نہ کریں اور اس کے نبی پر درود بھی نہ پڑھیں، تو وہ مجلس ان پر قیامت کے دن حسرت کا باعث ہوگی، اگرچہ ان کو جنت میں داخلہ بھی مل جائے، بوجہ اس ثواب کے جو (اللہ کے ذکر اور درود شریف کا) وہ دیکھیں گے (ابن شاہین)

۱۔ رقم الحديث ۱۶، باب مختصر من الصلاة على رسول الله صلى الله عليه وسلم تسليمًا، فضل الصلاة على النبي لاسماعيل بن اسحاق رقم الحديث ۵۵، الصلاة على النبي لابن ابي عاصم، رقم الحديث ۸۳.

قال ابن حجر: وقرأت على فاطمة بنت المنجا، عن سليمان بن حمزة، قال: أخبرنا أبو عبد الله الحافظ، قال: أخبرنا عبد الوهاب بن علي بن علي بن سكينه، قال: أخبرنا أبي، قال: أخبرنا عبد الله بن محمد الخطيب، قال: أخبرنا عبيد الله بن محمد بن حبابه، قال: حدثنا عبد الله بن محمد البغوي، قال: حدثنا علي بن الجعد، قال: حدثنا شعبة، عن سليمان - هو الأعمش - عن أبي صالح، عن أبي سعيد الخدري رضي الله عنه، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم (: لا يجلس قوم مجلسًا لا يصلون على النبي صلى الله عليه وسلم إلا كان عليهم حسرة يوم القيامة وإن دخلوا الجنة، هذا حديث صحيح) نتائج الأفكار، ج ۳ ص ۲۹، باب أمر من ذكر عند النبي صلى الله عليه وسلم بالصلاة عليه والتسليم صلى الله عليه وسلم، المجلس: (۲۹۹) وقال الالباني: صحيح (تحقيق فضل الصلاة على النبي، تحت رقم الحديث ۵۵)

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَا مِنْ قَوْمٍ جَلَسُوا مَجْلِسًا، ثُمَّ قَامُوا مِنْهُ لَمْ يَذْكُرُوا اللَّهَ، وَلَمْ يُصَلُّوا عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَّا كَانَ ذَلِكَ الْمَجْلِسُ عَلَيْهِمْ تِرَةً (المعجم الكبير للطبرانی، رقم

الحديث ۷۷۵۱) ۱

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو لوگ کسی مجلس میں بیٹھیں، پھر وہ اس مجلس سے کھڑے ہو جائیں، نہ تو اللہ کا ذکر کریں، اور نہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجیں، تو یہ مجلس ان پر (قیامت کے دن) حسرت کا باعث ہوگی (طبرانی)

اس طرح کی حدیث ایک اور سند سے بھی مروی ہے۔ ۲

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَا اجْتَمَعَ قَوْمٌ ثُمَّ تَفَرَّقُوا عَنْ غَيْرِ ذِكْرِ اللَّهِ، وَصَلَاةِ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، إِلَّا قَامُوا عَنْ أَتْنِ جِيفَةٍ (مسند ابی داؤد الطیالسی) ۳

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو قوم بھی جمع ہو، پھر اللہ کا ذکر اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھے بغیر جدا ہو جائے، تو وہ سب سے زیادہ بدبودار

۱۔ قال الهیثمی: رواه الطبرانی، ورجاله وثقوا (مجمع الزوائد، تحت رقم الحديث ۱۶۷۸، باب: ذکر الله تعالى فی الأحوال كلها والصلاة والسلام على النبي صلى الله عليه وسلم)

۲۔ عن جابر، رضی اللہ عنہ قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ما من قوم اجتمعوا فی مجلس ثم تفرقوا ولم يذكروا الله تعالى ولم يصلوا على نبيه صلى الله عليه وسلم إلا كان عليهم حسرة يوم القيامة (الدعاء للطبرانی، رقم الحديث ۱۹۲۸)

۳۔ رقم الحديث ۱۸۶۳، عمل اليوم والليلة للنسائی، رقم الحديث ۵۸، باب التشديد فی ترك الصلاة على النبي صلى الله عليه وسلم.

قال ابن حجر: ورجاله رجال الصحيح (نتائج الافکار، ج ۴ ص ۲۹، باب أمر من ذکر عنده النبي صلى الله عليه وسلم بالصلاة عليه والتسليم صلى الله عليه وسلم، المجلس: ۲۹۹)

سڑی ہوئی لاش سے اٹھتی ہے (مسند طیالی)

مطلب یہ ہے کہ اللہ کا ذکر اور درود سے خالی ہونے کی وجہ سے وہ مجلس باعثِ رغبت نہیں ہوتی۔ ۱۔

دروود شریف بھی ذکر اللہ کی ایک قسم ہے، اور ذکر اللہ کے بعد درود شریف کا ذکر اس کی خاص فضیلت و اہمیت کی وجہ سے ہے۔ ۲۔

ورنہ اگر مجلس میں درود شریف کی بجائے کوئی بھی ذکر اللہ کر لیا جائے، یا صرف درود پڑھ لیا جائے، تو اس مجلس کے قیامت کے دن حسرت کا باعث ہونے سے حفاظت ہو جائے گی۔

یہی وجہ ہے کہ بعض روایات میں اس مضمون کو بیان کرتے ہوئے عام ذکر اللہ کے تذکرہ پر اکتفاء کیا گیا ہے، اور درود شریف کا ذکر نہیں کیا گیا، اور بعض روایات میں صرف درود شریف پر اکتفاء کرنے کا ذکر آیا ہے۔ ۳۔

۱۔ (ما اجتماع قوم تفرقوا عن غیر ذکر اللہ وصلاة علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم إلا قاموا عن أنین من حیفۃ) هذا علی طریق استقذار مجلسهم العاری عن الذکر والصلاة علیہ استقذارا یبلغ الی هذه الحالة وما بلغ هذا المبلغ فی کراهة الرائحة وجب التفرق عنه والهرب منه (الطیالسی) أبو داود (ہب والضیاء) المقدسی (عن جابر) ورواہ عنه النسائی فی یوم وليلة وتمام فی فوائده قال القسطلانی: رجالہ رجال الصحیح علی شرط مسلم انتہی۔ ورمز المصنف لصحته (فیض القدیر للمناوی، تحت رقم الحدیث ۷۷۷۸)

۲۔ ما جلس قوم مجلسا لم یذکروا اللہ فیہ، ولم یصلوا علی نبیہم) : تخصیص بعد تعمیم (إلا کان) : ای : ذلک المجلس (علیہم ترة، فإن شاء عذبہم) : ای : بذنوبہم السابقة وتقصیراتہم اللاحقة (مراقبة المفاتیح، ج ۳ ص ۱۵۵، کتاب الدعوات، باب ذکر اللہ عز وجل)

۳۔ عن أبی ہریرۃ، قال : قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم : ما جلس قوم مجلسا لم یذکروا اللہ فیہ إلا کان علیہم ترة، وما مشی أحد ممشی لم یذکر اللہ فیہ إلا کان علیہ ترة، وما أوی أحد إلی فراشہ ولم یذکر اللہ فیہ إلا کان علیہ ترة (صحیح ابن حبان رقم الحدیث ۸۵۳)

قال شعيب الارنؤوط: حدیث صحیح (حاشیة ابن حبان)

عن أبی سعید الخدری قال ما جلس قوم مجلسا لم یصل) فیہ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم إلا كانت علیہم حسرة وإن دخلوا الجنة (عمل الیوم واللیلۃ للنسائی، رقم الحدیث ۳۱۰)

﴿یقینہ حاشیہ لکے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

اور اسی طرح مذکورہ حکم اجتماعی نشست کے ساتھ خاص نہیں ہے، بلکہ اگر کوئی انفرادی طور پر کسی جگہ بیٹھے، یا لیٹے تو تب بھی اس کے لئے ذکر و درود شریف کا مذکورہ حکم ہے، چنانچہ بعض احادیث میں تھا کسی ایک شخص کے حق میں بھی اس طرح ذکر آیا ہے۔ ۱۔

بہر حال ان احادیث سے معلوم ہوا کہ جس مجلس اور نشست و برخاست کی حالت میں اللہ تعالیٰ کا ذکر اور بطور خاص درود شریف پڑھ لیا جائے، تو وہ مجلس ان شاء اللہ تعالیٰ قیامت کے دن انسان کے لئے حسرت کا باعث نہیں ہوگی، اس سے ہر نشست و برخاست کے وقت درود شریف پڑھنے کی فضیلت معلوم ہوئی۔ ۲۔

﴿ گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ ﴾

عن جابر أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال ما جلس قوم مجلسا ثم تفرقوا عن غير صلاة على النبي صلى الله عليه وسلم إلا تفرقوا على أئتن من ربح الجيفة (عمل اليوم والليلة للنسائي، رقم الحديث ۴۱۱)

۱۔ چنانچہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ایک روایت اس طرح مروی ہے کہ:

عن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال من قعد مقعدا لم يذكر الله فيه كانت عليه من الله ترة ومن قال مقاما لم يذكر الله فيه كانت عليه من الله ترة ومن اضطجع مضجعا لم يذكر الله فيه كانت عليه من الله ترة (السنن الكبرى للنسائي رقم الحديث ۱۰۲۳۷)

اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ:

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم " : من اضطجع مضجعا لم يذكر الله فيه كان عليه ترة يوم القيامة ومن جلس مجلسا لم يذكر الله فيه كان عليه ترة يوم القيامة، ومن مشى ممشى لم يذكر الله فيه كان عليه ترة يوم القيامة " (شعب الایمان للبيهقي رقم الحديث ۵۳۹، فصل فی إدامة ذكر الله عز وجل)

۲۔ (ما جلس قوم مجلسا لم يذكروا الله فيه ولم يصلوا) فيه (على نبیہم إلا كان عليهم ترة) بمشنة فوقية وراء مهملة مفتوحين أى تبة كذا ضبطه بعضهم، وقال فى الرياض : بكسر المشنة فوق وهى النقص وقيل التبة (فإن شاء عذبهم) بذنوبهم (وإن شاء غفر لهم) فيتأكد ذكر الله والصلاة على رسوله عند إرادة القيام من المجلس وتحصل السنة فى الذكر والصلاة بأى لفظ كان لكن الأكمل فى الذكر سبحانه اللهم وبحمدك أشهد أن لا إله إلا أنت أستغفرک وأتوب إليك وفى الصلاة على النبي صلى الله عليه وسلم ما فى آخر التشهد (فيض القدير للمناوى، تحت حديث رقم ۷۸۸۶)

(۷)..... دعاء کے ساتھ درود شریف

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ:

كُلُّ دُعَاءٍ مَحْبُوبٌ حَتَّى يُصَلِّيَ عَلَى مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ (المعجم

الاوسط للطبرانی) ۱

ترجمہ: ہر دعاء رکڑی رہتی ہے، یہاں تک کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آل پر درود نہ پڑھا جائے (طبرانی: معجم)

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث مرفوعاً یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف نسبت کی صورت میں بھی مروی ہے، لیکن محدثین نے اس کو سند کے اعتبار سے کمزور اور موقوف (یعنی حضرت علی رضی اللہ عنہ کا قول ہونے) کو زیادہ صحیح قرار دیا ہے۔

لیکن ایسی بات نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنے بغیر خود سے بیان کرنا ممکن نہیں، اس لئے ایسی بات کے بارے میں یہی گمان کیا جاتا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے یہ بات نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سن کر ہی بیان کی ہوگی۔ ۲

۱۔ قم الحدیث ۷۲۱، شعب الایمان للبیہقی رقم الحدیث ۱۳۷۲ اور رقم الحدیث ۱۳۷۵، باب فی تعظیم النبی صلی اللہ علیہ وسلم وإجلاله وتوقیره صلی اللہ علیہ وسلم.

۲۔ قال البیهقی: ورویناه من وجه آخر، عن مالک بن دینار، عن انس بن مالک مرفوعاً (شعب الایمان للبیہقی، حوالہ بالا)

وقال الہیثمی: رواه الطبرانی فی الاوسط، ورجاله ثقات، وقد تقدم فی اول الباب قبل هذا حدیث ابن مسعود، وهو حدیث جید، وحدیث جابر، وحدیث فضالة بن عبید (مجمع الزوائد ج ۱۰ ص ۱۶۲، باب الصلاة علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی الدعاء وغیره)

وقال المنذری: رواه الطبرانی فی الاوسط موقوفاً ورواه ثقات ورفعہ بعضهم والموقوف أصح (الترغیب والترہیب، تحت حدیث رقم ۲۵۸۹، کتاب الذکر والدعاء)

وقال الالبانی: "کل دعاء محبوب حتی یصلی علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم."

رواه ابن مخلد فی "المنتقى من أحادیثہ (۷۶/۱)" والأصبهانی فی "الترغیب" (ق ۱۷۱/۲) عن سلام بن سلیمان حدثنا قیس عن أبی إسحاق عن الحارث عن علی مرفوعاً.

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ:
إِنَّ الدُّعَاءَ مَوْقُوفٌ بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ لَا يَصْعَدُ مِنْهُ شَيْءٌ حَتَّىٰ

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

وہذا إسناد ضعيف مسلسل بالعلل:
 الأولى: الحارث، وهو ابن عبد الله الأعور، قال الحافظ " : كذبه الشعبي في رأيه ورمى بالرفض، وفي حديثه ضعف ".
 قلت: لكن كذبه ابن المديني مطلقا.
 الثانية: أبو إسحاق السبيعي، ثقة ولكنه على اختلاطه مدلس، وقد عنعنه بل ذكروا في ترجمته أنه لم يسمع من الحارث إلا أربعة أحاديث والباقي كتاب.
 الثالثة والرابعة: قيس - وهو ابن الربيع - وسلام بن سليمان - وهو المدائني الضرير - ضعيفان. لكن يبدو أن له طريقا أخرى، فقد أورده السخاوي في "القول البدیع" (ص - ۲۲۳ بیروت) من رواية البيهقي في "الشعب" وأبى القاسم التيمي وغيرهما عن الحارث الأعور عن علي مرفوعا نحوه. وقال " : الأعور قد ضعفه الجمهور، وروى عن أحمد بن صالح توثيقه ".
 قلت: فلم يعله بغير الأعور، لكن ذكر له متابعا فقال " : وأخرجه الطبراني في "الأوسط" والبيهقي في "الشعب" من رواية الحارث وعاصم بن ضمرة عن علي.
 ورواه الطبراني أيضا والهروري في "ذم الكلام" له، وأبو الشيخ والدليمن من طريقه، والبيهقي أيضا في "الشعب" كلهم موقوفا باختصار " : كل دعاء محبوب حتى يصل على محمد وآل محمد صلى الله عليه وسلم. " والموقوف أشبه. " وقال الهيثمي في هذا الموقف (۱۰/۱۶۰) " :
 رواه الطبراني في "الأوسط"، ورجاله ثقات ".
 قلت: وهو في حكم المرفوع لأن مثله لا يقال من قبل الرأي كما قال السخاوي (ص ۲۲۳) وحكاها عن أئمة الحديث والأصول. وقد وجدت له شاهدا بلفظ " : الدعاء محبوب حتى يصل على النبي صلى الله عليه وسلم. " أخرجه ابن حبان في ترجمة "إبراهيم بن إسحاق الواسطي" من "الضعفاء" "له يسنده عن ثور بن يزيد عن خالد بن معدان عن معاذ بن جبل مرفوعا. وقال فيه " : يروى عن ثور ما لا يتابع عليه وعن غيره من الثقات المقلوبات، على قلة روايته لا يجوز الاحتجاج به. "

وأورده ابن أبي حاتم (۸۷/۱) فلم يذكر فيه جرحا ولا تعديلا. وله شاهد آخر، فقال ابن القيم في "فجلاء الأفهام" (ص ۲۶۱) " : وقال أحمد بن علي بن شعيب (هو النسائي الإمام) : حدثنا محمد بن حفص حدثنا الجراح بن مليح (الأصل: يحيى) : حدثني عمر (الأصل: عمرو) بن عمرو قال : سمعت عبد الله بن بسر يقول : قال رسول الله صلى الله عليه وسلم " : الدعاء كله محبوب حتى يكون أوله ثناء على الله عز وجل، وصلاة على النبي صلى الله عليه وسلم، ثم يدعو فيستجاب لدعائه. " وعمر بن عمرو وهذا هو الأحموسى له عن عبد الله بن بسر حديثان هذا أحدهما. "

﴿بقية حاشيا گلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

تُصَلِّيَ عَلَى نَبِيِّكَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (سنن الترمذی) ۱
ترجمہ: بے شک دعاء آسمان اور زمین کے درمیان موقوف رہتی ہے، اس کا کوئی
حصہ بھی اوپر نہیں چڑھتا، جب تک کہ تم اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود نہ پڑھ
لو (ترمذی)

اس حدیث کی سند پر اگرچہ محدثین نے کلام کیا ہے، لیکن اس کی تائید گزشتہ روایت سے

﴿ گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ ﴾

قلت: قال ابن أبي حاتم (۱۲۷/۱/۳) "شامي، أبو حفص، أدرك عبد الله بن بسر... قال أبي: لا بأس به، صالح الحديث، هو من ثقات الحمصيين. "والجراح ابن مليح هو البهراني، شامي حمصي، روى عن جمع منهم الأحموسي هذا كما في "الجرح والتعديل (۵۲۴/۱/۱)" وقال عن أبيه "صالح الحديث."

ومحمد بن حفص الظاهر أنه الوصابي الحمصي أبو عبيد روى عن محمد بن حمير وغيره، قال ابن أبي حاتم (۲۳۷/۲/۳) "أدركته، وأردت قصده والسماع منه، فقال لي بعض أهل حمص: ليس بصدوق، ولم يدرك محمد بن حمير، فتركته." وقال ابن منده "ضعيف." وذكره ابن حبان في "الثقات"، وقال "يغرب."

والحديث رواه الدلمي في "مسند الفردوس" من حديث أنس كما في "القول البديع" (ص ۲۲۲) ولم يتكلم على إسناده بشيء. وقد جزم المناوي بضعفه، فقال: "فيه محمد بن عبد العزيز الدينوري، قال الذهبي في "الضعفاء": "منكر الحديث." وجزم بأن رواية الطبراني المتقدمة جيدة الإسناد.

وخلاصة القول أن الحديث بمجموع هذه الطرق والشواهد لا ينزل عن مرتبة الحسن إن شاء الله تعالى على أقل الأحوال. ثم وقفت على إسناده عند الطبراني في "الأوسط" (۴۲۸/۳) "مصورة الجامعة الإسلامية"، فإذا هو من طريق عامر بن يسار حدثنا عبد الكريم الجزري عن أبي إسحاق الهمداني عن الحارث وعاصم بن ضمرة عن علي موقوفا.

قلت: وهذا إسناد رجاله ثقات كما تقدم عن الهيثمي، لكن أبو إسحاق -وهو السبيعي- مدلس وكان اختلط إلا أن ذلك لا يضر في الشواهد. والله أعلم.

ومن شواهد ما أخرجه الترمذی (۹۷/۱) عن أبي قرّة الأسدي عن سعيد بن مسيب عن عمر قال: "إن الدعاء موقوف بين السماء والأرض، لا يصعد منه شيء حتى تصلّي على نبيك صلى الله عليه وسلم." وأبو قرّة مجهول (سلسلة الاحاديث الصحيحة، رقم الحديث ۲۰۳۵)

۱۔ رقم الحديث ۳۸۶، ابواب الوتر، باب ما جاء في فضل الصلاة على النبي صلى الله عليه وسلم.

ہوتی ہے۔ ۱

اور اگرچہ یہ حدیث موقوف ہے، لیکن حکماً مرفوع ہے، کیونکہ ایسی بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سننے بغیر صرف عقل اور اپنے اجتہاد کی بنیاد پر نہیں کہی جاسکتی، جیسا کہ پہلے گزرا۔ ۲

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے ایک لمبی حدیث میں روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

اجْعَلُونِي فِي أَوَّلِ الدُّعَاءِ وَفِي آخِرِ الدُّعَاءِ (شعب الایمان للبيهقي) ۳
ترجمہ: تم مجھے (یعنی میرے اوپر درد بھیجنے کا عمل) دعاء کے شروع اور آخر میں
کرو (بیہقی، مسند حمید)

۱ قال البوصيري: وقال إسحاق بن راهويه: حَدَّثَنَا النضر بن شميل، أَثْبَاتُ أَبُو قُرَّة، هُوَ الْأَسَدِيُّ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ، رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: ذَكَرَ لِي أَنَّ الدُّعَاءَ يَكُونُ بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ لَا يَصْعَدُ مِنْهُ شَيْءٌ حَتَّى يَصْلِيَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ..
هذا إسناد موقوف رجاله رجال الصحيح إِلَّا أَبَا قُرَّةَ الْأَسَدِيِّ فَإِنِّي لَمْ أَرُ مِنْ تَكْلِمٍ فِيهِ بَعْدَالَةَ وَلَا جَرَحَ، لَكِنْ أَخْرَجَ ابْنُ خُزَيْمَةَ حَدِيثَهُ فِي صَحِيحِهِ وَقَالَ: لَا أَعْرِفُهُ بَعْدَالَةً وَلَا جَرَحَ (اتحاف الخيرة الماهرة، تحت رقم الحديث ۱۷۷، باب استفتاح الدعاء بالثناء على الله، عز وجل، والصلاة على النبي صلى الله عليه وسلم)

۲ (وعن عمر بن الخطاب): رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ (قال)، أَي: موقوفاً (إن الدعاء موقوف بين السماء والأرض لا يصعد): بفتح الياء وقيل: بضمها، كما في قوله تعالى: (إِلَيْهِ يَصْعَدُ الْكَلِمُ الطَّيِّبُ) والجمهور على الفتح، وقرأ في الشواذ بالضم، (منها)، أَي: من الدعوات، وفي نسخة صحيحة: "منه"، أَي: من الدعاء جنسه (شَيْءٌ حَتَّى تَصْلِيَ عَلَى نَبِيِّكَ): قال الطَّبِيُّ: يَحْتَمِلُ أَنْ يَكُونَ مِنْ كَلَامِ عُمَرَ، فَيَكُونُ مَوْقُوفًا، وَأَنْ يَكُونَ نَاقِلًا كَلَامَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَحِينَئِذٍ فِيهِ تَجْرِيدٌ، وَعَلَى التَّقْدِيرَيْنِ الْخَطَّابُ عَامٌ لَا يَخْتَصُّ بِمَخَاطَبِ دُونَ مَخَاطَبِ، (رواه الترمذی): قَالَ مِيرَكَ: مِنْ طَرِيقِ أَبِي قُرَّةَ الْأَسَدِيِّ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، وَهُوَ مِنْ كِبَارِ التَّابِعِينَ، عَنْ عُمَرَ مَوْقُوفًا وَقَدْ رَوَى مَرْفُوعًا أَيْضًا، وَالصَّحِيحُ وَقْفُهُ، لَكِنْ قَالَ الْمُحَقِّقُونَ مِنْ عُلَمَاءِ الْحَدِيثِ: إِنَّ مِثْلَ هَذَا لَا يَقَالُ مِنْ قَبْلِ الرَّأْيِ فَهُوَ مَرْفُوعٌ حِكْمًا اهـ (مرقاة المفاتيح، ج ۲ ص ۷۵۱، كتاب الصلاة، باب الصلاة على النبي وفضلها)

۳ رقم الحديث ۱۷۷، باب في تعظيم النبي صلى الله عليه وسلم وإجلاله وتوقيره صلى الله عليه وسلم، مسند عبد بن حميد رقم الحديث ۱۱۳۳.

یہ حدیث بھی سند کے اعتبار سے اگرچہ کمزور ہے، لیکن دوسری روایات کی موجودگی میں قابل قبول ہے۔ ۱۔

حضرت ابو عبیدہ اپنے والد حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا کہ:

إِذَا أَرَادَ أَحَدُكُمْ أَنْ يَسْأَلَ فَلْيَبْدَأْ بِالْمَدْحَةِ وَالثَّنَاءِ عَلَى اللَّهِ بِمَا هُوَ أَهْلُهُ ثُمَّ لِيُصَلِّ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ لِيُصَلِّ بَعْدَ فَإِنَّهُ أَجْدَرُ أَنْ يُنَجَّحَ (مصنف عبد الرزاق) ۲۔

۱۔ قال الهيثمي: رواه البزار وفيه موسى بن عبيدة وهو ضعيف (مجمع الزوائد ج ۱ ص ۱۶۰، باب فيما يستفتح به الدعاء من حسن الثناء على الله سبحانه والصلاة على النبي محمد صلى الله عليه وسلم)

وقال ابن حجر: هذا حديث غريب. أخرجه عبد الرزاق في جامعه عن سفيان الثوري.

وأخرجه البزار في مسنده عن عمرو بن علي، عن أبي عاصم، كلاهما عن موسى بن عبيدة. فوقع لنا عالياً.

وموسى الذى انفرد به ضعفه جماعة من قبل حفظه.

وشيخه لا يعرف له إلا هذا الحديث، وقد ذكره ابن حبان والعقيلي فى الضعفاء من أجل هذا الحديث.

وقال البخارى فى ترجمته: لم يثبت حديثه.

وأخرج سفيان بن عيينة فى جامعه رواية سعيد بن عبد الرحمن، عنه، عن يعقوب بن زيد بن طلحة، يبلغ به النبي صلى الله عليه وسلم قال (لا تجعلوني كقدح الراكب، اجعلوني أول دعائكم وأوسطه وآخره)

وسنده مرسل أو معضل، فإن كان يعقوب أخذه عن غير موسى تقوت به رواية موسى، والله أعلم (نتائج الأفكار، ج ۳ ص ۵۰، ۵۱، باب استفتاح الدعاء بالحمد لله تعالى والصلاة على النبي صلى الله عليه وسلم، المجلس: ۳۰۶)

۲۔ رقم الحديث ۱۹۶۴۲، كتاب اهل الكتابين، باب الدعاء، واللفظ لله، المعجم الكبير للطبراني رقم الحديث ۸۶۹۲.

قال الهيثمي: رواه الطبراني ورجاله رجال الصحيح إلا أن أبا عبيدة لم يسمع من أبيه. (مجمع الزوائد ج ۱ ص ۱۶۰، باب فيما يستفتح به الدعاء من حسن الثناء على الله سبحانه والصلاة على النبي محمد صلى الله عليه وسلم)

وقال المنذرى فى موضع: وأبو عبيدة اسمه عامر ولم يسمع من أبيه عبد الله بن مسعود رضى الله عنه

﴿بقية حاشيا گلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں﴾

ترجمہ: جب تم میں سے کوئی دعاء کا ارادہ کرے، تو اسے چاہئے کہ وہ پہلے اللہ کی شایان شان حمد و ثناء کرے، پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجے، اور پھر دعاء کے بعد درود بھیجے، کیونکہ یہ کامیابی (اور قبولیت) کے زیادہ لائق ہے (عبدالرزاق، طبرانی) اس قسم کی کئی روایات مروی ہیں، جن میں سے بعض اگرچہ سند کے لحاظ سے کمزور ہیں، لیکن ان سب کے مجموعہ سے دعاء کے ساتھ درود شریف کے مستحب درجہ کا ثبوت ہونے میں شبہ نہیں۔

اور ان احادیث و روایات کی روشنی میں فقہائے کرام نے فرمایا کہ دعاء سے پہلے اور دعاء کے درمیان اور آخر میں یا کم از کم اول و آخر میں درود شریف پڑھنا دعاء کی زیادہ قبولیت کا باعث ہے۔ ۱

(۱)..... مسجد میں داخل و خارج ہوتے وقت درود و سلام

جن مقامات پر درود و سلام پڑھنا احادیث سے ثابت ہے، ان میں سے ایک مقام مسجد میں داخل اور خارج ہونے کا بھی ہے۔ چنانچہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

وقیل سمع منه (التروغیب والترہیب ج ۱ ص ۲۹۰، تحت رقم الحدیث ۱۰۶۸) وقال ابن تیمیہ: ویقال إن أبا عیبة لم یسمع من أبیہ؛ لکن هو عالم بحال أبیہ متعلق لآثاره من أکابر أصحاب أبیہ و هذه حال متکررة من عبد الله -رضی اللہ عنہ- فتكون مشهورة عند أصحابه فیکثر المتحدث بها ولم یکن فی أصحاب عبد الله من یتهم علیه حتی یخاف أن یكون هو الواسطة فلهذا صار الناس یحتجون بروایة ابنه عنه وإن قیل إنه لم یسمع من أبیہ (مجموع فتاویٰ ابن تیمیہ، ج ۶ ص ۳۰۴، متابعة حدیث سوق الجنة)

۱۔ من أراد أن یسأل الله حاجته فلیکثر بالصلاة علی النبی -صلی اللہ علیہ وسلم- ثم یسأل الله حاجته، ولیختم بالصلاة علی النبی -صلی اللہ علیہ وسلم- فإن الله یقبل الصلواتین، وهو أکرم من أن یدع ما بینهما۔ اهر (رد المحتار، ج ۱ ص ۵۲۰، کتاب الصلاة، باب صفة الصلاة) اور وظائف و اوراد میں بھی بزرگان دین سے عموماً اول و آخر درود شریف کی اہمیت منقول ہے۔

عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِذَا دَخَلَ أَحَدُكُمْ
الْمَسْجِدَ فَلْيُسَلِّمْ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلْيَقُلْ اللَّهُمَّ
افتَحْ لِي أَبْوَابَ رَحْمَتِكَ وَإِذَا خَرَجَ فَلْيُسَلِّمْ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلْيَقُلْ اللَّهُمَّ أَجِرْنِي مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ (صحیح ابن
حبان، رقم الحدیث ۲۰۴۷، کتاب الصلاة، باب الامامة والجماعة) ۱

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی مسجد میں
داخل ہو، تو وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر سلام بھیجے، اور یہ دعاء پڑھے کہ:
”اللَّهُمَّ افْتَحْ لِي أَبْوَابَ رَحْمَتِكَ“

”اے اللہ! میرے لئے اپنی رحمت کے دروازے کھول دیجئے“

اور جب مسجد سے نکلے، تو وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر سلام بھیجے، اور یہ دعاء پڑھے کہ:
”اللَّهُمَّ أَجِرْنِي مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ“
”اے اللہ! مجھے شیطان مردود سے محفوظ فرمائے“ (ابن حبان)

اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: إِذَا دَخَلَ أَحَدُكُمْ
الْمَسْجِدَ فَلْيُصَلِّ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلْيَقُلْ: اللَّهُمَّ
أَجِرْنِي مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ (مستدرک حاکم) ۲

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی مسجد میں
داخل ہو، تو وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجے، اور یہ دعاء پڑھے کہ:

۱۔ قال شعيب الارنؤوط: إسناده قوى، على شرط مسلم، رجاله رجال الشيخين غير الضحاك
بن عثمان، فإنه من رجال مسلم وحده (حاشية ابن حبان)

۲۔ رقم الحدیث ۷۴۷، کتاب الامامة وصلاة الجماعة.

قال الحاكم: هذا حديث صحيح على شرط الشيخين، ولم يخرجاه.
وقال الذهبي في التلخيص: على شرطهما.

”اَللّٰهُمَّ اَجِرْنِيْ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ“
 ”اے اللہ! مجھے شیطان مردود سے محفوظ فرمائیے“ (حاکم)

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ:

كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا دَخَلَ الْمَسْجِدَ، صَلَّى عَلَى مُحَمَّدٍ وَسَلَّمَ، وَقَالَ: اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ ذُنُوْبِيْ، وَافْتَحْ لِيْ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ. وَإِذَا خَرَجَ، صَلَّى عَلَى مُحَمَّدٍ وَسَلَّمَ، ثُمَّ قَالَ: اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ ذُنُوْبِيْ، وَافْتَحْ لِيْ اَبْوَابَ فَضْلِكَ (مسند احمد) ۱

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب مسجد میں داخل ہوتے، تو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پر درود پڑھتے اور سلام پڑھتے، اور یہ دعاء فرماتے کہ:

”اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ ذُنُوْبِيْ، وَافْتَحْ لِيْ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ“

”اے اللہ! میرے گناہ معاف فرما دیجئے، اور میرے لئے اپنی رحمت کے دروازے کھول دیجئے“

اور جب مسجد سے نکلتے، تو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پر درود پڑھتے، اور یہ دعاء فرماتے کہ:

”اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ ذُنُوْبِيْ، وَافْتَحْ لِيْ اَبْوَابَ فَضْلِكَ“

”اے اللہ! میرے گناہ معاف فرما دیجئے، اور میرے لئے اپنے فضل کے دروازے کھول دیجئے“ (مسند احمد، عبدالرزاق)

اور اسماعیل بن اسحاق نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے جو روایت نقل فرمائی ہے، اس میں

۱۔ رقم الحدیث ۲۶۴۱۶، مصنف عبدالرزاق رقم الحدیث ۱۶۶۳، کتاب الصلاة، باب ما یقول إذا دخل المسجد وخرج منه.

قال شعيب الارنؤوط: صحيح لغيره، دون قوله: "اللهم اغفر لي ذنوبي"، فحسن (حاشية مسند احمد)

”بِسْمِ اللّٰهِ“ کا اضافہ بھی ہے۔

چنانچہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد اس طرح نقل کیا ہے کہ:

إِذَا دَخَلْتَ الْمَسْجِدَ فَقُولِي: بِسْمِ اللّٰهِ وَالسَّلَامُ عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ ،
اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ ، وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ ، وَاعْفِرْ لَنَا ، وَسَهِّلْ لَنَا
أَبْوَابَ رَحْمَتِكَ ، فَإِذَا فَرَعْتَ ، فَقُولِي مِثْلَ ذَلِكَ ، غَيْرَ أَنْ
تَقُولِي: وَسَهِّلْ لَنَا أَبْوَابَ فَضْلِكَ (فضل الصلاة على النبي لاسماعيل بن

اسحاق، رقم الحديث ۸۲) ۱

ترجمہ: جب آپ مسجد میں داخل ہوں تو یہ دعاء پڑھیں کہ:

بِسْمِ اللّٰهِ وَالسَّلَامُ عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ ، اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ ، وَعَلَى
آلِ مُحَمَّدٍ ، وَاعْفِرْ لَنَا ، وَسَهِّلْ لَنَا أَبْوَابَ رَحْمَتِكَ .

”اللہ کے نام سے اور اللہ کے رسول پر سلام ہو، اے اللہ! محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اور
محمد کی آل پر رحمت نازل فرما، اور ہماری مغفرت فرما، اور ہمارے لئے اپنی رحمت
کے دروازے آسان فرما“

اور جب آپ مسجد سے فارغ ہو کر نکلیں، تو یہی الفاظ کہیں، سوائے اس کے کہ آخر
میں (أَبْوَابَ رَحْمَتِكَ کے بجائے) یہ کہیں کہ:

سَهِّلْ لَنَا أَبْوَابَ فَضْلِكَ

”ہمارے لئے اپنے فضل کے دروازے آسان فرما“ (یعنی فرق صرف

”فَضْلِكَ“ اور ”رَحْمَتِكَ“ کے الفاظ کا ہے) (فضل الصلاة على النبي)

حضرت ابو حمید یا حضرت ابواسید رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِذَا دَخَلَ أَحَدُكُمْ الْمَسْجِدَ

۱۔ قال الالبانی: صحيح لغيره (تحقیق فضل الصلاة على النبي، تحت رقم الحديث ۸۲)

فَلْيَسَلِّمْ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ثُمَّ لِيَقُلْ: اَللّٰهُمَّ افْتَحْ لِيْ
اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ، فَاِذَا خَرَجَ فَلْيَقُلْ: اَللّٰهُمَّ اِنِّىْ اَسْأَلُكَ مِنْ
فَضْلِكَ (ابوداؤد) ۱

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی مسجد میں
داخل ہو، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر سلام پڑھے اور یہ دعاء پڑھے کہ:

اَللّٰهُمَّ افْتَحْ لِيْ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ

”اے اللہ! میرے لئے اپنی رحمت کے دروازے کھول دیجئے“

اور جب مسجد سے نکلے تو یہ دعاء پڑھے کہ:

اَللّٰهُمَّ اِنِّىْ اَسْأَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ

”اے اللہ! میں آپ سے آپ کے فضل کا سوال کرتا ہوں“ (ابوداؤد)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا دَخَلَ الْمَسْجِدَ قَالَ: بِسْمِ
اللَّهِ، اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ. وَإِذَا خَرَجَ قَالَ: بِسْمِ اللَّهِ، اَللّٰهُمَّ
صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ (عمل اليوم والليلة لابن السني) ۲

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب مسجد میں داخل ہوتے، تو یہ دعاء پڑھتے کہ:

بِسْمِ اللَّهِ ، اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ

۱۔ رقم الحديث ۴۶۵، كتاب الصلاة، باب فيما يقوله الرجل عند دخوله المسجد.

قال شعيب الارنؤوط: حديث صحيح، وهذا إسناد قوى من أجل عبد العزيز بن محمد الدراوردي،
وقد توبع (حاشية سنن ابى داؤد)

۲۔ رقم الحديث ۸۸، باب ما يقول اذا دخل المسجد.

قال الالبانى: أخرجه ابن السني في (عمل اليوم والليلة) (ص ۳۱ رقم ۸۶) قال: ثنى الحسن بن
موسى الرسعنى: ثنى إبراهيم بن الهيثم البلدى: ثنى إبراهيم بن محمد بن البحتري -شيخ صالح
بغدادى -: ثنى عيسى بن يونس عن معمر عن الزهرى عنه. وهذا سند حسن أو محتمل
للتحسين (التمر المستطاب في فقه السنة والكتاب، ج ۲، ص ۶۰۴، كتاب الصلاة، احكام المساجد)

”اللہ کے نام سے، اے اللہ! محمد پر درود نازل فرما“

اور جب مسجد سے باہر تشریف لاتے تو یہ دعاء پڑھتے کہ:

بِسْمِ اللّٰهِ، اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ

”اللہ کے نام سے، اے اللہ! محمد پر درود نازل فرما“ (ابن سنی)

اس سلسلہ میں اور احادیث بھی مروی ہیں، جن میں سے بعض کی سند پر کلام ہے۔ ۱۔

۱۔ عن سعید بن ابی سعید، أن کعبا قال : لأبى هريرة " : أحفظ على اثنين، إذا دخلت المسجد سلم على النبي صلى الله عليه وسلم، وقل : اللهم افتح لي أبواب رحمتك، وإذا خرجت قل : اللهم صل على محمد، اللهم أعذني من الشيطان " (مصنف عبد الرزاق رقم الحديث ۱۶۷۰، كتاب الصلاة، باب ما يقول إذا دخل المسجد وخرج منه)

عن سعید بن ابی سعید، عن أبی هريرة، قال : قال لی کعب بن عجرة : إذا دخلت المسجد فسلم على النبي صلى الله عليه وسلم وقل : اللهم افتح لي أبواب رحمتك، وإذا خرجت فسلم على النبي صلى الله عليه وسلم وقل : اللهم أحفظني من الشيطان (مصنف ابن ابی شيبه، رقم الحديث ۳۴۳۲)

عن أبی بکر بن محمد بن عمرو بن حزم قال : كان رسول الله صلى الله عليه وسلم إذا دخل المسجد قال : السلام على النبي ورحمة الله، اللهم افتح لي أبواب رحمتك والجنة، وإذا خرج قال : السلام على النبي ورحمة الله، اللهم أعذني من الشيطان، ومن الشر كله (مصنف عبد الرزاق رقم الحديث ۱۶۶۳، كتاب الصلاة، باب ما يقول إذا دخل المسجد وخرج منه)

حدثنا محمد بن جعفر ابن الإمام، ثنا حسين بن علي بن جعفر الأحمر، ثنا إسماعيل بن صبيح، عن سالم بن عبد الأعلى، عن نافع، عن ابن عمر قال : علم رسول الله صلى الله عليه وسلم الحسنة بن علي إذا دخل المسجد أن يصلي على النبي صلى الله عليه وسلم، ويقول : اللهم اغفر لنا ذنوبنا، وافتح لنا أبواب رحمتك، وإذا خرج صلى على النبي صلى الله عليه وسلم، وقال : اللهم افتح لنا أبواب فضلك.

لم يرو هذين الحديثين إلا أبو الفيز، تفرد بهما إسماعيل بن صبيح (المعجم الأوسط للطبرانی، رقم الحديث ۶۶۱۲)

قال ابن حجر: قلت: أبو الفيز كنية سالم المذكور، ولم ينفرد به إسماعيل، فقد أخرجه ابن السني من رواية الوليد بن القاسم عن سالم بن عبد الأعلى.

وسالم المذكور ضعيف جدا.

قال فيه ابن حبان : كان يضع الحديث (نتائج الأفكار في تخریج أحاديث الأذکار، ج ۱، ص ۲۷۹، باب : ما يقوله عند دخول المسجد والخروج منه) ﴿بقية حاشية اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

مسجد میں داخل ہوتے وقت اور نکلنے وقت مذکورہ دعاؤں میں سے کوئی دعا بھی پڑھ لیں۔
یہ بات قابل توجہ ہے کہ مذکورہ روایات میں سے بعض میں صرف درود کا اور بعض میں صرف سلام کا، اور بعض میں دونوں کا ذکر ہے، اور درود کا درجہ سلام سے زیادہ ہے، کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ اور فرشتوں کا بھی عمل ہے، نیز اکثر احادیث میں درود شریف کی فضیلت زیادہ آئی ہے۔

اس لئے مسجد میں داخل ہوتے اور نکلنے وقت مسنون دعاؤں سے پہلے سلام کے بجائے درود پڑھنا زیادہ فضیلت کا باعث ہوگا، اور اگر دونوں کو جمع کیا جائے، تو اس کی اور زیادہ فضیلت ہوگی، اور اگر درود کے بجائے سلام پڑھا جائے، تو اس کی بھی گنجائش ہوگی۔ ۱۔

واللہ تعالیٰ اعلم

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

وقال الحوینی: وأخرج الطبرانی فی "الأوسط (۶۱۲)" قال: حدثنا محمد بن جعفر ابن الامام، ثنا حسین بن علی بن جعفر، ثنا إسماعیل بن صبیح، عن سالم بن عبد الأعلى، عن نافع عن ابن عمر قال: "عَلَّمَ رسول الله صلى الله عليه وسلم الحسن بن علي إذا دخل المسجد أن يصلي على النبي صلى الله عليه وسلم ويقول " : اللهم اغفر لنا ذنوبنا وأفتح لنا أبواب رحمتك " وإذا خرج صلى على النبي صلى الله عليه وسلم وقال " : اللهم افتح لنا أبواب فضلك " .
قال الطبرانی: "لم يرو هذا الحديث إلا أبو الفيز، تفرد به : إسماعيل بن صبيح ."
قُلْتُ: رضى الله عنك ! فلم يتفرد به إسماعيل، فتابعه الوليد بن القاسم الهمداني، قال : حدثنا سالم ابن عبد الأعلى بسنده سواء .

أخبره ابن السني في "اليوم والليلة (۸۹)" قال : أخبرنا أبو حفص عمر بن محمد بن بكار القافلاني، حدثنا يوسف بن موسى، حدثنا الوليد به .
قال الهيثمي (۳۲/۲) " : فيه سالم بن عبد الأعلى، وهو متروك " .
وقال ابن حبان " : كان يضع الحديث . " (تنبيه الهاجد الى ما وقع من النظر في كتب الاماجد، تحت رقم الحديث ۳۱۹)

۱۔ ملحوظ رہے کہ مذکورہ احادیث میں درود پڑھنے کا تو "اللهم" کے بغیر ذکر نہیں، بلکہ متعدد روایات میں "اللهم صل علی محمد" کی صراحت ہے، اور ہمیں کسی روایت میں "بسم اللہ والصلاۃ والسلام علی رسول اللہ" کے الفاظ نہیں ملے، البتہ "بسم اللہ والسلام علی رسول اللہ" کے الفاظ بعض روایات میں ملے ہیں۔ محرمضان۔

واعلم أن النووی نقل عن العلماء أن الصلاة والسلام يكره أفراد أحدهما عن الآخر وقد وقع أفراد

﴿بقیہ حاشیہ گئے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

(۹)..... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک پر درد و دو سلام

جن مواقع پر درد و دو سلام کی زیادہ فضیلت ہے، ان میں سے ایک موقع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک ہے۔ ۱

حضرت عبداللہ بن دینار رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ ابْنَ عُمَرَ : كَانَ إِذَا أَرَادَ سَفَرًا أَوْ قَدِمَ مِنْ سَفَرٍ جَاءَ قَبْرَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَلَّى عَلَيْهِ وَدَعَا ثُمَّ انْصَرَفَ .

قَالَ مُحَمَّدٌ : هَكَذَا يَنْبَغِي أَنْ يَفْعَلَهُ إِذَا قَدِمَ الْمَدِينَةَ يَأْتِي قَبْرَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (الموطأ للإمام محمد) ۲

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ جب سفر کا ارادہ فرماتے، یا سفر سے واپس تشریف لاتے، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک پر حاضر ہوتے، اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درد پڑھتے، اور دعاء کرتے، اور اس کے بعد وہاں سے جاتے تھے۔

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

السلام فی هذا الحديث وورد أفراد الصلاة فی حديث ابن السني عن أنس ولفظه كان إذا دخل المسجد قال بسم الله اللهم صل على محمد وإذا خرج قال مثل ذلك لفأفراد كل منهما في هذين الحديثين يعكس على القول بالكره والظاهر أن مرادهم أن محل كراهة الأفراد فيما لم يرد الأفراد فيه وأن أصل السنة تحصل بالإتيان بأحدهما وكمالها إنما يحصل بجمعهما كما ورد في حديث يأتي (فيض القدير للمناوي، تحت رقم الحديث ۵۸۲)

صرح الفقهاء بأنه يستحب عند الخروج من المسجد أن يقدم رجله اليسرى، ويستحب أن يقال عند الخروج " : اللهم إني أسألك من فضلك " أو يقول " : رب اغفر لي، وافتح لي أبواب فضلك "، وذلك بعد الصلاة على النبي صلى الله عليه وسلم (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج ۱۹، ص ۱۱۲، مادة "خروج")

۱ ونص العلماء على استحبابها في مواضع :.....وعند زيارة قبره الشريف صلى الله عليه وسلم (رد المحتار، ج ۱ ص ۵۱۸، كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة)

۲ رقم الحديث ۹۴۷، أبواب السير، باب قبر النبي صلى الله عليه وسلم وما يستحب من ذلك.

امام محمد فرماتے ہیں کہ اسی طرح عمل کرنا مناسب ہے، جب کوئی مدینہ میں آئے، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک پر حاضر ہو (مؤطا)

اور حضرت عبداللہ بن دینار رحمہ اللہ سے ہی روایت ہے کہ:

رَأَيْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ يَقِفُ عَلَى قَبْرِ النَّبِيِّ وَيُصَلِّي عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (فضل الصلاة على النبي لاسماعيل بن اسحاق، رقم

الحديث ۹۸) ۱

ترجمہ: میں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک پر کھڑے ہوئے دیکھا، اور وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھ رہے تھے (فضل الصلاة)

ان دونوں روایتوں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک پر درود شریف پڑھنا ثابت ہوا۔

حضرت نافع رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ:

عَنِ ابْنِ عُمَرَ ، أَنَّهُ كَانَ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَخْرُجَ دَخَلَ الْمَسْجِدَ فَصَلَّى ، ثُمَّ أَتَى قَبْرَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، فَقَالَ : السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ . السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا أَبَا بَكْرٍ . السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا أَبَتَاهُ ، ثُمَّ يَكُونُ وَجْهَهُ وَكَانَ إِذَا قَدِمَ مِنْ سَفَرٍ أَتَى الْمَسْجِدَ ففَعَلَ ذَلِكَ قَبْلَ أَنْ يَدْخُلَ مَنْزِلَهُ (مصنف ابن ابی شیبہ) ۲

ترجمہ: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ جب کسی جگہ جانے کا ارادہ فرماتے، تو مسجد

۱۔ قال الالبانی: صحيح (تحقيق فضل الصلاة على النبي صلى الله عليه وسلم، تحت رقم الحديث ۹۸)

۲۔ رقم الحديث ۱۱۹۱۵، كتاب الجنائز، باب من كان يأتي قبر النبي صلى الله عليه وسلم فيسلم، فضل الصلاة على النبي لاسماعيل بن اسحاق رقم الحديث ۹۶، مصنف عبدالرزاق، باب السلام على القبر النبي صلى الله عليه وسلم.

نبوی میں داخل ہوتے، اور (سفر و حاجت کی) نماز پڑھتے، پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک پر حاضر ہوتے، اور یوں کہتے کہ:

السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا أَبَا بَكْرٍ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا أَبَتَاهُ.

(جس کا ترجمہ یہ ہے ”اے اللہ کے رسول! آپ پر سلام ہو۔ اے ابوبکر! آپ پر سلام ہو۔ اے والد ماجد“ حضرت عمر فاروق ”آپ پر سلام ہو“)

پھر اپنے سفر کا رخ کرتے، اور جب سفر سے واپس آتے تو مسجد میں آتے، پھر وہی عمل کرتے (جو جاتے وقت کیا تھا) پھر اپنے گھر میں داخل ہوتے (ابن ابی شیبہ) اور اسماعیل بن اسحاق رحمہ اللہ نے حضرت عبداللہ بن دینار کی سند سے اس طرح روایت کیا ہے کہ:

رَأَيْتُ ابْنَ عُمَرَ إِذَا قَدِمَ مِنْ سَفَرٍ دَخَلَ الْمَسْجِدَ، فَقَالَ: السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ، السَّلَامُ عَلَى أَبِي بَكْرٍ، السَّلَامُ عَلَى أَبِي، وَيُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ (فضل الصلاة على النبي لاسماعيل بن اسحاق رقم الحديث ۹۹) ۱

ترجمہ: میں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کو دیکھا، جب وہ سفر سے تشریف لاتے تو مسجد نبوی میں داخل ہوتے، اور یہ کہتے کہ:

السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ، السَّلَامُ عَلَى أَبِي بَكْرٍ، السَّلَامُ عَلَى أَبِي.

”اے اللہ کے رسول! آپ پر سلام ہو، ابوبکر پر سلام ہو، میرے والد پر سلام ہو“

پھر دو رکعت پڑھتے (فضل الصلاة)

۱۔ قال الابانی: صحيح (تحقيق فضل الصلاة على النبي صلى الله عليه وسلم، تحت رقم الحديث ۹۹)

اس سے پہلی روایت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر و حضرت عمر رضی اللہ عنہما تینوں پر خطاب کے ساتھ سلام کا ذکر ہے، اور اس روایت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر خطاب کے ساتھ اور حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما پر خطاب کے بغیر سلام کا ذکر ہے۔

دونوں روایتوں میں تطبیق اور موافقت کی صورت یہ ہے کہ ممکن ہے کہ جب ہر ایک کی قبر مبارک پر سلام پڑھتے ہوں، تو خطاب کے صیغے کے ساتھ سلام پیش کرتے ہوں، اور جب صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک کی طرف کھڑے ہو کر سلام پڑھتے ہوں، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خطاب کے صیغہ کے ساتھ اور باقی حضرات کو بغیر خطاب کے صیغے کے سلام پیش کرتے ہوں۔

اور امام ابوبکر محمد بن حسین بن عبد اللہ آجری رحمہ اللہ حضرت ابنِ عوف سے روایت کرتے ہیں کہ:

سَأَلَ رَجُلٌ نَافِعًا: هَلْ كَانَ ابْنُ عُمَرَ يُسَلِّمُ عَلَى الْقَبْرِ؟ قَالَ: نَعَمْ، لَقَدْ رَأَيْتُهُ مِائَةَ مَرَّةٍ أَوْ أَكْثَرَ مِنْ مِائَةِ مَرَّةٍ كَانَ يَمُرُّ فَيَقُومُ عِنْدَهُ فَيَقُولُ: السَّلَامُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، السَّلَامُ عَلَى أَبِي بَكْرٍ، السَّلَامُ عَلَى أَبِي. (الشريعة للأجری) ۱

ترجمہ: ایک آدمی نے حضرت نافع سے سوال کیا کہ کیا حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ (نبی کی) قبر پر سلام کیا کرتے تھے؟ تو انہوں نے فرمایا کہ جی ہاں! میں نے سو مرتبہ یا اس سے بھی زیادہ مرتبہ آپ کو دیکھا ہے، آپ گزرتے ہوئے قبر کے قریب ٹھہر جاتے تھے، اور یہ کہا کرتے تھے کہ:

السَّلَامُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، السَّلَامُ عَلَى أَبِي بَكْرٍ،

۱۔ رقم الحديث ۱۸۵۳، کتاب مذهب أمير المؤمنين علي بن أبي طالب رضي الله عنه في أبي بكر وعمر وعثمان رضي الله عنهم أجمعين، باب ذكر دفن أبي بكر وعمر رضي الله عنهما مع النبي صلى الله عليه وسلم.

السَّلَامُ عَلَى أَبِي.

”نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر سلام ہو، ابو بکر پر سلام ہو، میرے والد پر سلام ہو“

(الشریعہ)

اس روایت میں بغیر خطاب کے صیغے کے سلام پیش کرنے کا ذکر ہے، اور اس کی وجہ بظاہر یہ معلوم ہوتی ہے کہ اس طرح سے سلام آپ اس وقت کیا کرتے تھے، جب قبر کے بالکل قریب نہیں ہوتے تھے، بلکہ گزرتے ہوئے کچھ فاصلہ پر ٹھہر کر سلام پیش کیا کرتے تھے۔ کما فی الروایۃ ”کان یمر فیکوم“ واللہ اعلم۔

اس روایت کو نقل فرما کر علامہ آجری فرماتے ہیں کہ:

فَإِنْ قَالَ قَائِلٌ: فَإِنَّا قَدْ رَأَيْنَا بِالْمَدِينَةِ أَقْوَامًا إِذَا نَظَرُوا إِلَى مَنْ يُسَلِّمُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلَى أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا يُنْكِرُونَ عَلَيْهِ وَيُكَلِّمُونَهُ بِمَا يَكْرَهُ، فَلِمَ صَارَ هَذَا هَكَذَا، وَعَنْ مَنْ أَخَذُوا هَذَا؟ قِيلَ لَهُ: لَيْسَ الَّذِي يَفْعَلُ هَذَا مِمَّنْ لَهُ عِلْمٌ وَمَعْرِفَةٌ، هَؤُلَاءِ نَشَأُوا مَعَ طَبَقَةٍ غَيْرِ مُحْمُودَةٍ يَسُبُّونَ أَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا فَلَيْسَ يَغُولُ عَلَى مِثْلِ هَؤُلَاءِ (الشریعہ) ۱

ترجمہ: اگر کوئی کہنے والا یہ کہے کہ ہم نے مدینہ میں کچھ لوگوں کو دیکھا ہے کہ وہ لوگ جب کسی کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما پر سلام پڑھتے ہوئے دیکھتے ہیں، تو اس پر اعتراض کرتے ہیں، اور اس سے ناپسندیدہ باتیں کرتے ہیں، تو یہ اس طریقہ سے کیسے ہو گیا؟ اور ان لوگوں نے یہ معترضانہ روش کہاں سے لی ہے؟

۱۔ تحت رقم الحدیث ۱۸۵۳، کتاب مذهب امیر المؤمنین علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ فی ابی بکر و عمر و عثمان رضی اللہ عنہم اجمعین، باب ذکر دفن ابی بکر و عمر رضی اللہ عنہما مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔

اس کو جواب میں کہا جائے گا کہ یہ اعتراض اس شخص کی طرف سے نہیں ہوتا، جس کو علم اور معرفت ہوتی ہے، ان اعتراض کرنے والے لوگوں کی بود و باش ایسے برے طبقے میں ہوتی ہے کہ جو حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کو برا بھلا کہتے ہیں، تو ان جیسے لوگوں کے طرزِ عمل کو کوئی اہمیت نہیں دی جائے گی (۲ جری)

اور نبی بن عبد اللہ سے روایت ہے کہ:

رَأَيْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ أَتَى قَبْرَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَوَقَفَ
فَرَفَعَ يَدَيْهِ حَتَّى ظَنَنْتُ أَنَّهُ افْتَتَحَ الصَّلَاةَ فَسَلَّمَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ انْصَرَفَ (شعب الایمان للبیہقی) ۱

ترجمہ: میں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک پر آ کر کھڑے ہو گئے، پھر دونوں ہاتھ اٹھائے، یہاں تک کہ میرا گمان یہ ہوا کہ انہوں نے نماز شروع کر دی ہے، پھر انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر سلام کیا، پھر واپس لوٹ گئے (بیہقی)

اگر کہا جائے کہ روایات میں قبر مبارک کے قریب کھڑے ہو کر خطاب کے صیغے کے ساتھ سلام کا تو ذکر ہے، مگر اس طرح خطاب کے صیغے کے ساتھ درود پڑھنے کا ذکر نہیں، اس کی کیا وجہ ہے؟

اس کا جواب یہ ہے کہ یہ بات ہم نے الگ مقام پر تفصیل کے ساتھ ذکر کر دی ہے کہ درود شریف کی زیادہ تعظیم اور سنت والا طریقہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ سے درخواست کر کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر پیش کیا جائے، مثلاً:

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ

اور ظاہر ہے کہ اس صورت میں خطاب کی ضرورت نہیں ہوگی، کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کے حضور دعاء

ہے، نبی پر رحمت نازل کرنے کی۔ ۱

۱۔ التنبیہ الثانی: سئل شیخنا عن إضافة الصلاة إلى الله تعالى وملائكته دون السلام وأمر المؤمنين بها وبالسalam فأجاب بأنه يحتمل أن يقال السلام له معنيان التحية والإنقياد فؤمر به المؤمنون لصحتها منهم والله وملائكته لا يجوز منهم الإنقياد فلم يضاف إليهم دفعاً للإيهام والله أعلم (القول البديع للسخاوي، ج ۱، ص ۴۲، ما الحكمة في إضافة الصلاة إلى الله تعالى وملائكته دون السلام)

(ما الحكمة في أن الله تعالى أمرنا أن نصلی عليه) ونحن نقول اللهم صل .
مهمة: قرأت فی شرح مقدمة أبي الليث للأمرير المصطفى التركمانی من الحنفية مانصة، فإن قيل :
ما الحكمة في أن الله تعالى أمرنا أن نصلی ونحن نقول اللهم صل على محمد وعلى آل محمد
فنسأل الله تعالى أن يصلی عليه ولا نصلی عليه نحن بأنفينا یعنی بأن يقول العبد في الصلاة أصلي
على محمد قلنا لأنه - صلى الله عليه وسلم - طاهر لا عيب فيه ونحن فينا المعائب والنقائص فكيف
يشئ من فيه .

معائب على طاهر؟ فنسأل الله تعالى أن يصلی عليه لتكون الصلاة عن رب طاهر على نبی طاهر كذا
فی المرغینانی انتهى، ونحو ذلك منقول عن النيسابوری فی كتابه اللطائف والحكم فإنه قال لا
يكفى للعبد أن يقول في الصلاة صليت على محمد لأن مرتبة العبد تقصر عن ذلك بل يسأل ربه أن
يصلی عليه لتكون الصلاة على لسان غيره وحينئذ فالمصلی في الحقيقة هو الله ونسبة الصلاة إلى
العبد مجازية بمعنى السؤال انتهى.

وقد أشار ابن أبي حنبلہ إلى شيء عن ذلك فقال الحكمة في تعليمه الأمة صيغة اللهم صل على
محمد أنا لما أمرنا بالصلاة عليه ولم يبلغ قدر الواجب من ذلك أحلناه عليه لأنه أعلم بما يليق به،
وهو كقوله لا أحصى ثناء عليك وسبق له أبو اليمین بن عساكر والله أعلم، إذا عرفت ذلك كله
فلتكن صلاتك عليه كما أمرك بالصلاة عليه فبذلك تعظم حظوتك لديه وعليك بالاكثار
منها والمواظبة عليها (القول البديع للسخاوي، ج ۱، ص ۷۲ و ۷۳، الباب الاول)

اور غالباً یہی وجہ ہے کہ ہمیں باوجود تلاش بسیار کے ذخیرہ حدیث میں کوئی معتبر و مستند ایک بھی مستند حدیث ایسی نہیں ملی کہ جس
میں اللہ تعالیٰ سے دعاء کے بغیر درود کا ذکر ہو، بلکہ کسی صحابی سے قبر مبارک پر بھی اس طرح درود پڑھنے کا ذکر نہیں ملا۔

یہ بات ملحوظ رہنی چاہئے کہ حضرت نافع کی حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مذکورہ روایات میں جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم کی قبر مبارک پر سلام پڑھنا مذکور ہے، اسی طرح حضرت ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کی قبر مبارک پر بھی سلام پڑھنا مذکور ہے۔
اب جواہلی علم سلام کو رسولوں کے ساتھ خاص نہیں سمجھتے، ان کے قول پر تو اس سے کوئی شبہ نہیں ہوتا، لیکن جواہلی علم حضرات
سلام کو نبیوں کے ساتھ خاص رکھتے ہیں، ان کے قول پر ان روایات سے غیر نبی پر سلام کے جواز کا شبہ وارد ہو سکتا ہے۔

لیکن ان کی طرف سے اس کے جواب میں یہ کہا جاسکتا ہے کہ ان روایات میں غیر نبی پر سلام اصلاً نہیں، بلکہ جعاً و ضمناً ہے،
جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے تابع ہو کر استعمال ہوا ہے، جس طرح کہ درود ابراہیمی وغیرہ میں غیر نبی پر درود جعاً و ضمناً ہے، اور
جعاً و ضمناً غیر نبی پر سلام کے جواز میں شبہ نہیں۔

﴿بقیہ حاشیا گلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں﴾

دروود شریف کے دیگر مواقع

محدثین اور فقہائے کرام نے مذکورہ مواقع کے علاوہ مزید چند مواقع پر بھی درود شریف کو سنت اور مستحب قرار دیا ہے، جن میں سے چند مواقع یہ ہیں:

(۱)..... حج و عمرہ کا احرام شروع کرنے کا تلبیہ پڑھنے کے بعد۔ ۱۔

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

اور یہ بھی کہا جاسکتا ہے کہ ان روایات میں جو سلام مذکور ہے، ممکن ہے اس سے سلام تحیہ مراد ہو، جو زندہ حضرات اور عام اصحاب قبور کے لئے بھی احادیث سے ثابت ہے، علامہ ابن تیمیہ کا موقف یہی ہے، جیسا کہ پہلے گزرا۔ اس طرح کی بعض احادیث کو ہم کتاب کے شروع کے حواشی میں ذکر کر چکے ہیں، اور ان میں اصحاب قبور کے لئے بقیہ خطاب سلام کا ذکر ہے۔

جہاں تک اس خاص سلام یعنی سلام رسول کا تعلق ہے، جس کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے سورہ احزاب میں مومنین کو حکم ہے، اور سورہ صافات میں رسولوں کے لئے ذکر ہے، تو اس سے یہ روایات ساکت ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ اور جو سلام بھی مراد لیا جائے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے سلام کے جواب دینے کا پہلے صحیح سند کے ساتھ ثبوت گزر چکا ہے۔ محمد رضوان۔

فعلم أن ما أمر الله به من ذلك فإنه يبلغه، وأما من سلم عليه عند قبره فإنه يرد عليه ذلك كالسلام على سائر المؤمنين؛ ليس هو من خصائصه، ولا هو السلام المأمور به الذي يسلم الله على صاحبه عشرا، كما يصلى على من صلى عليه عشرا، فإن هذا هو الذي أمر الله به في القرآن، وهو لا يختص بمكان دون مكان.

وقد تقدم حديث أبي هريرة أنه يرد السلام على من سلم عليه، والمراد عند قبره، لكن النزاع في معنى كونه عند القبر، هل المراد به في بيته، كما يرد مثل ذلك في سائر ما أخبر به من سماع الموتى إنما هو لمن كان عند قبورهم قريبا منها، أو يرد به من كان في المسجد أيضا قريبا من الحجرة، كما قاله طائفة من السلف والخلف، وهل يستحب ذلك عند الحجرة لمن قدم من سفر أو لمن أراد من أهل المدينة أو لا يستحب بحال؟ وليس الاعتماد في سماعه ما يبلغه من صلاة أمته وسلامهم إلا على هذه الأحاديث الثابتة (الرد على الأختائى قاضى المالكية، ص ۱۴۵ و ۱۴۶، فصل حديث من صلى على عند قبري سمعته)

۱۔ قال صالح: سمعت القاسم بن محمد، يقول: كان يستحب للرجل إذا فرغ من تلبيته أن يصلى على النبي صلى الله عليه وسلم (سنن الدارقطنى، تحت رقم الحديث ۲۵۰۷، كتاب الحج، باب المواقيت، واللفظ له، سنن البيهقى، كتاب الحج، باب ما يستحب من القول في أثر التلبية) ونص العلماء على استحبابها في مواضع:..... وعند الفراغ من التلبية (رد المحتار، ج ۱ ص ۵۱۸، كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة)

(۲)..... صفا اور مروہ پر سعی کرتے ہوئے۔ ۱

(۳)..... جمعہ وعیدین اور نکاح وغیرہ کے خطبہ میں حمد و ثناء کے بعد۔ ۲

۱۔ حدثنا عارم بن الفضل قال: ثنا عبد الله بن المبارك قال: ثنا زكريا، عن وهب بن الأجدع قال: سمعت عمر بن الخطاب، يقول: إذا قدمتم فطروا بالبیت سبعا، وصلوا عند المقام ركعتين، ثم اتوا الصفا، فقوموا من حيث ترون البيت، فكبروا سبع تكبيرات بين كل تكبيرتين حمد لله، وثناء عليه، وصلاة على النبي صلى الله عليه وسلم، ومسألة لنفسك، وعلى المروة مثل ذلك (فضل الصلاة على النبي لاسماعيل بن اسحاق رقم الحديث ۷۹)

حدثنا هذبة بن خالد قال ثنا همام بن يحيى قال: ثنا نافع، أن عمر، كان يكبر على الصفا ثلاثا يقول: لا إله إلا الله وحده لا شريك له، له الملك وله الحمد، وهو على كل شيء قدير، ثم يصلى على النبي صلى الله عليه وسلم، ثم يدعو ويطلب القيام والدعاء، ثم يفعل على المروة نحو ذلك (فضل الصلاة على النبي لاسماعيل بن اسحاق رقم الحديث ۸۴)

ونص العلماء على استحبابها في مواضع: وعند الصفا والمروة (رد المحتار، ج ۱ ص ۵۱۸، كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة)

۲۔ ثم بحمد الله تعالى والثناء عليه والشهادتين والصلاة على النبي -صلى الله عليه وسلم- والعظة والتذكير والقراءة قال في التيجيس والثانية كالأولى إلا أنه يدعو للمسلمين مكان الوعظ قال في البحر وظاهره أنه يسن قراءة آية فيها كالأولى. اهـ (رد المحتار، ج ۲ ص ۱۴۹، كتاب الصلاة، باب الجمعة)

وروى الدارقطني من طريق ابن لهيعة عن يحيى بن هانئ المعافري قال ركبت أنا ووالدي إلى صلاة الجمعة فذكر حديثا وفيه فقام عمرو بن العاص على المنبر فحمد الله وأثنى عليه حمدا موجزا وصلى على النبي صلى الله عليه وسلم ووعظ الناس فأمرهم ونهاهم.

وفى الباب حديث ضبة بن محيصن أن أبا موسى كان إذا خطب فحمد الله وأثنى عليه وصلى على النبي صلى الله عليه وسلم ودعا لعمر قبل الدعاء لأبى بكر رضى الله عنهما فرفع ذلك إلى عمر رضى الله عنه فقال لضبة أنت أوفق منه وأرشد فهذا دليل على أن الصلاة على النبي صلى الله عليه وسلم فى الخطب كان أمرا مشهورا معروفا عند الصحابة رضى الله عنهم أجمعين

وأما وجوبها فيعتمد دليلا يجب المصير إليه وإلى مثله (جلاء الافهام لابن القيم، ص ۳۷۰، ۳۷۱، الباب الثالث: فى مواطن الصلاة على النبي صلى الله عليه وسلم التى يتأكد طلبها إما وجوباً وإما استحساناً مؤكداً)

ونص العلماء على استحبابها فى مواضع: وفى خطبة الجمعة وغيرها (رد المحتار، ج ۱ ص ۵۱۸، كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة)

(۴)..... صبح اور شام کے وقت۔ ۱

(۵)..... تہجد کے لئے نیند سے بیدار ہوتے وقت۔ ۲

(۶)..... حصول مقاصد اور حادثات اور آفات و بلیات سے نجات کے لئے۔ ۳

(۷)..... کتب و رسائل کی ابتداء کے وقت، بسم اللہ اور حمد و ثناء کے بعد۔ ۴

اور وعظ اور دین کی نشر و اشاعت اور تعلیم و تعلم کے وقت، اور ہر اہم کام کے شروع

میں۔ ۵

۱۔ ونص العلماء علی استحبابها فی مواضع :..... وعند الصباح والمساء ، وعند دخول المسجد والخروج منه (رد المحتار، ج ۱ ص ۵۱۸، کتاب الصلاة، باب صفة الصلاة)

۲۔ ومنها عند الهبوب عن النوم للتجهد ، كما اخرجه النسائي في السنن (احكام القرآن للفقهاء المفسر العلامة محمد شفيح رحمه الله تعالى ج ۳ ص ۲۹۱، سورة الاحزاب)

أخبرني علي بن محمد قال حدثنا خلف يعني بن تميم قال حدثنا أبو الأحوص قال أخبرنا شريك عن أبي إسحاق عن أبي عبيدة عن عبد الله بن مسعود قال يضحك الله إلى رجلين رجل لقي العدو وهو على فرس من أمثل خيل أصحابه فانهزموا وثبت فإن قتل استشهد وإن بقي فذلك الذي يضحك الله إليه ورجل قام في جوف الليل لا يعلم به أحد فتوضأ فأسبغ الوضوء ثم حمد الله ومجده وصلى على النبي صلى الله عليه وسلم واستفتح القرآن فذلك الذي يضحك الله إليه يقول انظروا إلى عبدی قائما لا يراه أحد غيری (السنن الكبرى للنسائي رقم الحديث ۱۰۷۰۳)

۳۔ ومنها عند نزول الحوادث والمسلمات ، فانها نافعة لدفعها (احكام القرآن للفقهاء المفسر العلامة محمد شفيح رحمه الله تعالى ج ۳ ص ۲۹۱، سورة الاحزاب)

۴۔ مگر یاد رہے کہ ان صورتوں میں زبانی پڑھنا بھی کافی ہے، تحریری طور پر ضروری نہیں، البتہ دونوں طریقوں کو جمع کرنا افضل ہے۔

۵۔ واما الصلاة عليه في الرسائل وبعد البسملة فهو من سنة الخلفاء الراشدين التي امر بها سيد المرسلين عليه افضل الصلاة والتسليم (القول البديع للسخاوي، ص ۲۱۹، الباب الخامس في الصلاة عليه في اوقات مخصوصة)

ومنها في ابتداء الكتب والرسائل بعد البسملة والحمد (احكام القرآن للفقهاء المفسر العلامة محمد شفيح رحمه الله تعالى ج ۳ ص ۲۹۱، سورة الاحزاب)

ونص العلماء علی استحبابها فی مواضع :..... وعند الوعظ ونشر العلوم ، وعند قراءة الحديث ابتداء وانتهاء ، وعند كتابة السؤال والفتيا ، ولكل مصنف ودارس ومدرس وخطيب وخطاط ومتزوج ومزوج . وفي الرسائل : وبين يدي سائر الأمور المهمة (رد المحتار، ج ۱ ص ۵۱۸، کتاب الصلاة، باب صفة الصلاة)

(۸)..... جس وقت بھی ممکن ہو اور کوئی مانع و عارض نہ ہو۔

اس کے علاوہ بھی کچھ اور مواقع پر علماء نے درود شریف کے مستحب ہونے کا ذکر کیا ہے۔ ۱
ملفوظ رہے کہ بعض حضرات نے نماز وتر میں دعائے قنوت کے بعد درود شریف پڑھنے کو مستحب قرار دیا ہے۔

کیونکہ ایک روایت میں دعائے قنوت کے بعد ”وَصَلَّى اللّٰهُ عَلَی النَّبِیِّ مُحَمَّدٍ“ پڑھنے کا ذکر آیا ہے۔ ۲

اگرچہ اس کی سند پر بعض حضرات نے ضعیف ہونے کا حکم لگایا ہے۔ ۳

۱ (قوله ومستحبة فی كل أوقات الإمكان) أى حیث لا مانع.....وعقب دعاء القنوت ، وعند الفراغ من التلبية ، وعند الاجتماع والافتراق ، وعند الوضوء ، وعند طنين الأذن ، وعند نسيان الشيء (ردالمحتار، ج ۱ ص ۵۱۸ ، کتاب الصلاة، باب صفة الصلاة)
الصلاة على النبي صلى الله عليه وسلم خارج الصلاة:
تستحب الصلاة عليه صلى الله عليه وسلم خارج الصلاة في كل الأوقات، وتؤكد في مواطن منها : يوم الجمعة وليلتها، وعند الصباح، وعند المساء، وعند دخول المسجد، والخروج منه، وعند قبره صلى الله عليه وسلم وعند إجابة المؤذن، وعند الدعاء، وبعده وعند السعي بين الصفا والمروة، وعند اجتماع القوم، وتفرقهم، وعند ذكر اسمه صلى الله عليه وسلم وعند الفراغ من التلبية، وعند استلام الحجر، وعند القيام من النوم، وعقب ختم القرآن، وعند الهم والشدائد، وطلب المغفرة، وعند تبليغ العلم إلى الناس، وعند الوعظ، وإلقاء الدرس، وعند خطبة الرجل المرأة في النكاح. وفي كل موطن يجتمع فيه لذكر الله تعالى (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج ۲، ص ۲۳۷، مادة ”الصلاة على النبي صلى الله عليه وسلم“)

۲ أخبرنا محمد بن سلمة، قال : حدثنا ابن وهب، عن يحيى بن عبد الله بن سالم، عن موسى بن عقبة، عن عبد الله بن علي، عن الحسن بن علي قال : علمني رسول الله صلى الله عليه وسلم هؤلاء الكلمات في الوتر قال " : قل : اللهم اهدني فيمن هديت، وبارك لي فيما أعطيت، وتولني فيمن توليت، وقني شر ما قضيت، فإنك تقضي ولا يقضى عليك، وإنه لا يذل من واليت، تباركت ربنا وتعاليت، وصلى الله على النبي محمد " (سنن النسائي، رقم الحديث ۱۷۴۶)

۳ قال أبو حذيفة، نبيل بن منصور بن يعقوب بن سلطان البصرة الكوفي: قلت : رواه يحيى بن عبد الله بن سالم المدني عن موسى بن عقبة عن عبد الله بن علي عن الحسن قال : علمني رسول الله -صلى الله عليه وسلم - هؤلاء الكلمات في الوتر قال : فذكرها وزاد في آخرها "وصلى الله على النبي محمد" أخرجه النسائي (۳/۳۰۶) وفي "الكبرى (۱۲۳۳ و ۸۱۰۱)" ومن طريقه أخرجه

﴿بقية حاشيا گلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں﴾

لیکن چونکہ مشہور احادیث میں دعائے قنوت کے بعد درود شریف پڑھنے کا ذکر نہیں ملتا، اس

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

الحافظ فی "نتائج الأفكار (۲/۱۳۵ - ۱۳۶)" قال النووی فی "المجموع (۳/۳۴۱)" هذا لفظه فی روایة النسائی بإسناد صحیح أو حسن "وتعقبه الحافظ فی "التلخیص (۱/۲۴۸)" فقال: قلت: وليس كذلك فإنه منقطع فإن عبد الله بن علي هو ابن الحسين بن علي لم يلحق الحسن بن علي وقال فی "نتائج الأفكار": "هذه الزيادة فی هذا السند غريبة لا تثبت لأن عبد الله بن علي لا يعرف، وقد جوز الحافظ عبد الغني بأن يكون هو عبد الله بن علي بن الحسين بن علي، وجزم المزى بذلك، فإن يكن كما قال فالسند منقطع، فقد ذكر ابن سعد والزبير بن بكار وابن حبان أن أمه أم عبد الله بنت الحسن بن علي وهو شقيق أبي جعفر الباقر، ولم يسمع من جده الحسن بن علي بل الظاهر أن جده مات قبل أن يولد، لأن أباه زين العابدين أدرك من حياة عمه الحسن نحو عشر سنين فقط، فتبين أن هذا السند ليس من شرط الحسن لانقطاعه أو جهالة راو، ولم ينجر بمجيئه من وجه آخر، ويؤيد انقطاعه أن ابن حبان ذكره فی أتباع التابعين من الثقات، فلو كان سمعه من الحسن لذكره فی التابعين (انيس الساری فی تخریج احادیث فتح الباری، ج ۲، ص ۸۷۵، ۸۷۶، حرف الهمزة)

قال الالبانی: قلت: وهذا سند ضعيف وإن قال النووی فی "المجموع (۳/۳۹۹)": "إنه صحيح أو حسن، فقد تعقبه الحافظ ابن حجر فی "التلخیص (ص ۹۴)" بقوله: قلت: وليس كذلك فإنه منقطع، فإن عبد الله بن علي - وهو ابن الحسين بن علي - لم يلحق الحسن بن علي، وقد اختلف على موسى بن عقبة فی إسناده فروى عنه شيخ ابن وهب هكذا، ورواه محمد بن أبي جعفر بن أبي كثير عن موسى بن عقبة عن أبي إسحاق عن بريد بن أبي مريم بسنده. رواه الطبرانی والحاكم، ورواه أيضا الحاكم من حديث إسماعيل بن إبراهيم بن عقبة عن عمه موسى بن عقبة عن هشام بن عروة، عن أبيه عن عائشة عن الحسن بن علي قال: علمني رسول الله صلى الله عليه وسلم فی إذا رفعت رأسي ولم يبق إلا السجود، فقد اختلف فيه على موسى بن عقبة كما ترى وتفرد يحيى بن عبد الله بن سالم عنه بقوله: عن عبد الله بن علي، وبزيادة الصلاة فيه."

قلت: ولذلك قال العز بن عبد السلام فی "الفتاوى (ق ۱/۲۶ - عام ۲۹۲۲)": "ولم تصح الصلاة على رسول الله صلى الله عليه وسلم فی القنوت، ولا ينبغي أن يزداد على صلاة رسول الله صلى الله عليه وسلم شيء."

وهذا هو الحق الذي يشهد به كل من علم كمال الشريعة وتمامها وأنه صلى الله عليه وسلم ما ترك شيئاً يقربنا إلى الله إلا وأمرنا به.

قلت: ثم اطلعت على بعض الآثار الثابتة عن بعض الصحابة وفيها صلاحهم على النبي صلى الله عليه وسلم فی آخر قنوت الوتر، فقلت بمشروعية ذلك، وسجلته فی "تلخیص صفة الصلاة" فكتبه (إرواء الغلیل فی تخریج احادیث منار السبيل، ج ۲، ص ۱۷۶، تحت رقم الحديث ۳۴۱)

لئے بعض حضرات نے نماز و تر میں دعائے قنوت پر اکتفاء کرنے اور درود شریف نہ پڑھنے کو ہی اولیٰ و مستحب قرار دیا ہے۔ ۱

اور یہ بات ظاہر ہے کہ یہ اختلاف اجتہادی اور فروعی نوعیت کا ہے، جس میں کسی ایک صورت پر بے جا تشدد کرنا اور کسی ایک صورت پر عمل پیرا ہونے والے پر نکیر اور اس سے بڑھ کر اس کی تحقیر کرنا درست نہیں، جیسا کہ آج کل بہت سے عوام بلکہ بعض اہل علم حضرات نے بھی وطیرہ اختیار کر لیا ہے۔

اللہ تعالیٰ اس طرح کے غلو اور تشدد سے حفاظت فرمائے۔
وَاللّٰهُ سُبْحَانَهُ وَتَعَالٰی اَعْلَمُ وَعِلْمُهُ اَتَمُّ وَاحْكَمُ.

۱۔ وَاخْتَلَفُوا اَنَّهُ هَلْ يَصَلِّي عَلَى النَّبِيِّ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ فِي الْقَنُوتِ قَالَ بَعْضُهُمْ لَا يَصَلِّي (فتاویٰ قاضیخان، کتاب الصلاة)

وَلَا يَصَلِّي عَلَى النَّبِيِّ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - فِي الْقَنُوتِ وَهُوَ اخْتِيَارُ مَشَايخِنَا . كَذَا فِي الظَّهِيرَةِ (الفتاویٰ الہندیہ، ج ۱۱۱، کتاب الصلاة، الباب الثامن فی صلاة الوتر)
وَلَمْ يَذْكُرِ الْمُصَنِّفُ الصَّلَاةَ عَلَى النَّبِيِّ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - فِي الْقَنُوتِ لِلاخْتِلَافِ فِيهَا وَاخْتَارَ الْفَقِيهَ أَبُو الْلَيْثِ اَنَّ الْاَوَّلَى الصَّلَاةَ عَلَيْهِ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - لِاَنَّ الْقَنُوتَ دَعَاءُ وَالْاَوَّلَى فِي الدَّعَاءِ اَنْ يَكُونَ مُشْتَمِلًا عَلَيْهَا وَذَهَبَ أَبُو الْقَاسِمِ الصَّفَّارُ اِلَى اَنَّهُ لَا يَصَلِّي فِيهِ لِاَنَّهُ لَيْسَ مَوْضِعُهَا وَمَشَى عَلَيْهِ فِي الْخُلَاصَةِ وَالْحَقُّ هُوَ الْاَوَّلُ لَمَّا رَوَاهُ النَّسَائِيُّ بِاِسْنَادٍ حَسَنٍ اَنْ فِي حَدِيثِ الْقَنُوتِ وَصَلَّى اللَّهُ عَلَى مُحَمَّدٍ وَلَمَّا رَوَاهُ الطَّبْرَانِيُّ عَنْ عَلِيٍّ كُلِّ دَعَاءٍ مُحَجُّوبٌ حَتَّى يَصَلِّيَ عَلَى مُحَمَّدٍ وَفِي الْوَقْعَاتِ . وَيَسْتَحَبُّ فِي كُلِّ دَعَاءٍ اَنْ تَكُونَ فِيهِ الصَّلَاةُ عَلَى النَّبِيِّ اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ اِهـ . وَهُوَ يَقْتَضِي اَنَّهُ يَصَلِّي عَلَيْهِ فِي الْقَنُوتِ بِهَذِهِ الصِّيغَةِ وَهُوَ الْاَوَّلَى وَمِنْ الْغَرِيبِ مَا فِي الْمَجْتَبَى لَوْ صَلَّيَ عَلَى النَّبِيِّ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - فِي الْقَنُوتِ لَا يَصَلِّي فِي الْقَعْدَةِ الْاُخْيَرَةِ وَكَذَا لَوْ صَلَّيَ عَلَيْهِ فِي الْقَعْدَةِ الْاَوَّلَى سَهْوًا لَا يَصَلِّي عَلَيْهِ فِي الْقَعْدَةِ الْاُخْيَرَةِ وَلَا يَصَلِّي فِي الْقَنُوتِ (اھـ البحر الرائق شرح كنز الدقائق، ج ۲ ص ۷۷، باب الوتر والنوافل)

(تیسرا باب)

درود و سلام کے چند احکام

(۱)..... کیا درود کا استعمال نبی کے لئے خاص ہے؟

اس بارے میں اہل علم حضرات کا اختلاف ہے کہ انبیاء صلی اللہ علیہم وسلم کے علاوہ کسی اور کے لئے صلاۃ بمعنی درود کا استعمال (مثلاً ”صلی اللہ علیٰ فلان“ کہنا) جائز ہے یا نہیں؟ بعض اہل علم اس کے جائز ہونے کے قائل ہیں، ان حضرات کا فرمانا ہے کہ قرآن مجید اور بعض احادیث میں غیر نبی کے لئے بھی لفظ ”صلاۃ“ کا استعمال ہوا ہے۔ ۱

۱ اور بعض اہل علم کے کلام میں جہاں کہیں غیر نبی کے نام کے ساتھ صلاۃ کا استعمال ہوا ہے، وہ ممکن ہے کہ اسی قول پر مبنی ہو۔ واللہ اعلم۔

عن عبد الله بن أبي أوفى، قال: كان النبي صلى الله عليه وسلم إذا أتاه قوم بصدقته، قال: اللهم صل على آل فلان، فأتاه أبي بصدقته، فقال: اللهم صل على آل أبي أوفى (صحيح البخاري، رقم الحديث ۱۴۹۷)

عن جابر بن عبد الله: أن امرأة قالت للنبي -صلى الله عليه وسلم -: صلّ عليّ وعلى زوجي، فقال النبي -صلى الله عليه وسلم -: "صلّي الله عليك وعلى زوجك (سنن أبي داود، رقم الحديث ۱۵۳۳، باب الصلاة على غير النبي -صلى الله عليه وسلم)

قال شعيب الأرنؤوط: إسناده صحيح (حاشية أبي داود)

عن أبي مالك عبيد، أن رسول الله صلى الله عليه وسلم فيما بلغه دعا له: "اللهم صل على عبيد أبي مالك، واجعله فوق كثير من الناس (مسند أحمد، رقم الحديث ۲۲۹۰۷)

قال شعيب الأرنؤوط: رجاله ثقات رجال الصحيح، لكنه معل بالإرسال، فقد رواه عصام بن خالد -وهو ثقة- عن حريز بن عثمان عن حبيب بن عبيد مرسلًا، أخرجه من طريقه ابن عدی فی "الكامل" ۸۵۸/۲ وهو الصواب، فإن حبيبًا لم يدرك أبا مالك (حاشية مسند أحمد)

عن قيس بن سعد بن عباد، عن النبي صلى الله عليه وسلم أنه قال: اللهم صل على الأنصار وعلى ذرية الأنصار وعلى ذرية ذرية الأنصار (مُصَنَّف ابن أبي شيبة، رقم الحديث ۳۳۰۱، في فضل الأنصار)

اور بہت سے اہل علم کے نزدیک اس کا استعمال نبیوں کے ساتھ خاص ہے، اور غیر نبیوں کے لئے اس کا مستقل استعمال مکروہ ہے، البتہ نبی کے تابع ہو کر اس کا غیر نبی کے لئے استعمال جائز ہے، مثلاً ”اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَأَصْحَابِهِ“ وغیرہ کہا جاسکتا ہے۔ کیونکہ یہاں اصل میں تو درد کا استعمال نبی کے لئے ہوا، اور دوسروں (یعنی آل و اصحاب) کے لئے تابع ہو کر ضمنی طور پر استعمال ہوا ہے۔ ۱۔

۱۔ اور اسی حیثیت سے احادیث میں تابع ہو کر مؤمنین و مومنات اور مسلمین و مسلمات کے لئے استعمال ہوا ہے۔
وَأَمَّا الصَّلَاةُ عَلَى غَيْرِ الْأَنْبِيَاءِ وَالْمَلَائِكَةِ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ فَقَدْ اضْطَرَبَتْ فِيهَا أَقْوَالُ الْعُلَمَاءِ فَقِيلَ تَجُوزُ مُطْلَقًا قَالَ الْقَاضِي عِيَاضٌ وَعَلَيْهِ عَامَةُ أَهْلِ الْعِلْمِ وَاسْتَدَلَّ لَهُ بِقَوْلِهِ تَعَالَى: هُوَ الَّذِي يُصَلِّي عَلَيْكُمْ وَمَلَائِكَتُهُ وَبِمَا صَحَّ مِنْ.
قوله صلى الله عليه وسلم: اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى آلِ أَبِي أَوْفَى.
وقوله عليه الصلاة والسلام وقد رفع يديه: اللّٰهُمَّ اجْعَلْ صَلَوَاتِكَ وَرَحْمَتِكَ عَلَى آلِ سَعْدِ بْنِ عِبَادَةَ.

وصح ابن حبان خبر إن امرأة قالت للنبي صلى الله عليه وسلم: صل على وعلى زوجي ففعل.
وفي خبر مسلم أن الملائكة تقول لروح المؤمن: صلى الله عليك وعلى جسدك.
وبه يرد على الخفاجي قوله في شرح الشفاء صلاة الملائكة على الأمة لا تكون إلا بتبعيته صلى الله عليه وسلم (روح المعاني الألوسي، ج ۱ ص ۲۶۰، تحت رقم الآية ۵۶ من سورة الاحزاب) وتفسرها بذلك لا ينافي عطف غيره كالآل والأصحاب عليه لأن تعظيم كل أحد بحسب ما يليق به (روح المعاني - الألوسي تحت رقم الآية ۵۶ من سورة الاحزاب) الصلاة على غير الأنبياء:

-أما الصلاة على غير الأنبياء؛ فإن كانت على سبيل التبعية، كما جاء في الأحاديث السابقة: اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ، وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ فَهَذَا جَائِزٌ بِالْإِجْمَاعِ.
واختلفوا فيما إذا أُفرد غير الأنبياء بالصلاة عليهم. فقال قائلون: يجوز ذلك، واحتجوا بقول الله تعالى: (هُوَ الَّذِي يُصَلِّي عَلَيْكُمْ وَمَلَائِكَتُهُ) وقوله: (أُولَئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوَاتٌ مِنْ رَبِّهِمْ) وقوله: (وَصَلِّ عَلَيْهِمْ إِنَّ صَلَاتَكَ سَكَنٌ لَهُمْ).
وبخبر عبد الله بن أبي أوفى قال: كان رسول الله صلى الله عليه وسلم إذا أتاه قوم بصدقتهم قال: اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَيْهِمْ فَأَتَاهُ أَبِي بِصَدَقَتِهِ، فقال: اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى آلِ أَبِي أَوْفَى.
وقال الجمهور من العلماء: لا يجوز إفراد غير الأنبياء بالصلاة؛ لأن هذا شعار للأنبياء إذا ذكروا، فلا يلحق بهم غيرهم، فلا يقال: قال أبو بكر صلى الله عليه وسلم، أو قال: على صلى الله عليه وسلم، وإن كان المعنى صحيحاً، كما لا يقال: محمد عز وجل، وإن كان عزيزاً جليلاً؛ لأن هذا من شعار ذكر الله عز وجل.

ان حضرات کا فرمانا ہے کہ قرآن وحدیث میں جہاں کہیں غیر نبی کے لئے اس کا استعمال ہوا ہے، تو وہ خاص اس معنی میں استعمال نہیں ہوا، جس معنی میں نبیوں کے لئے استعمال ہوا ہے، اس کے علاوہ عرف و رواج میں بھی درود، نبیوں کا شعرا اور نشان خاص بن گیا ہے۔ اس لئے عام حالات میں مستقلاً غیر نبی کے لئے اس کا استعمال مکروہ و نامناسب ہے۔ ۱۔

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

أما السلام، فقد نقل ابن كثير عن الشيخ أبي محمد الجويني -من الشافعية- أنه في معنى الصلاة، فلا يستعمل في الغائب، ولا يفرد به غير الأنبياء، وسواء في ذلك الأحياء والأموات. وأما الحاضر فيخاطب به، فيقال: سلام عليكم، وسلام عليك، وهذا مجمع عليه. وقد روى عن ابن عباس رضى الله عنه أنه قال: لا تصح الصلاة على أحد إلا على النبي صلى الله عليه وسلم ولكن يدعى للمسلمين والمسلمات بالمغفرة (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج ۲، ص ۲۳۹، مادة "الصلاة على النبي صلى الله عليه وسلم")

۱۔ وقيل لا تجوز مطلقا وقيل لا تجوز إستقلالاً وتجوز تبعاً فيما ورد فيه النص كالآل أو الحق به كالأصحاب وأختاره القرطبي وغيره وقيل تجوز تبعاً مطلقاً ولا تجوز إستقلالاً ونسب إلى أبي حنيفة وجمع وفي تنوير الأبصار ولا يصلى على غير الأنبياء والملائكة إلا بطريق التبع وهو محتمل لكره الصلاة بدون تبع تحريماً وكرهاتها تنزيهاً ولكونها خلاف الأولى لكن ذكر البيري من الحنفية من صلى على غيرهم أثم وكره وهو الصحيح.

وفي رواية عن أحمد كراهة ذلك إستقلالاً ومذهب الشافعية أنه خلاف الأولى وقال اللقاني: قال القاضي عياض الذى ذهب إليه المحققون وأميل إليه ما قاله مالك وسفيان وأختاره غير واحد من الفقهاء والمتكلمين أنه يجب تخصيص النبي صلى الله تعالى عليه وسلم وسائر الأنبياء بالصلاة والتسليم كما يختص الله سبحانه عند ذكره بالتقديس والتتزيه ويذكر من سواهم بالغفران والرضا كما قال تعالى رضى الله عنهم ورضوا عنه يقولون ربنا أغفر لنا ولإخواننا الذين سبقونا بالإيمان وأيضاً فهو أمر لم يكن معروفاً فى الصدر الأول وإنما أحدثه الرافضة فى بعض الأئمة والتشبه بأهل البدع منهى عنه فتجب مخالفتهم إنتهى ولا يخفى أن كراهة التشبه بأهل البدع مقررة عندنا أيضاً لكن لا مطلقاً بل فى المذموم وفيما قصد به التشبه بهم فلا تغفل.....

وأستدل المانعون بأن لفظ الصلاة صار شعاراً لعظم الأنبياء وتوقيرهم فلا يقال لغيرهم إستقلالاً وإن صح كما لا يقال محمد عز وجل وإن كان عليه الصلاة.

والسلام عزيزاً جليلاً لأن هذا الثناء صار شعاراً لله تعالى فلا يشارك فيه غيره وأجابوا عما مر بأنه صدر من الله تعالى ورسوله عليه الصلاة والسلام ولهما أن يخصا من شاء بما شاء وليس ذلك لغيرهما إلا بإذنهما ولم يثبت عنهما إذن فى ذلك.

ومن ثم قال أبو اليمن بن عساكر له صلى الله تعالى عليه وسلم أن يصلى على غيره مطلقاً لأنه حق

﴿بقية حاشيا گئے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

اور دلائل کی رو سے یہی رائے زیادہ رائج معلوم ہوتی ہے۔ ۱

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: صَلُّوا عَلَى أَنْبِيَاءِ اللَّهِ وَرُسُلِهِ،

فَإِنَّ اللَّهَ بَعَثَهُمْ كَمَا بَعَثَنِي (شعب الایمان للبیہقی) ۲

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

و منصبہ فلہ التصرف فیہ کیف شاء بخلاف امتہ إذ لیس لهم أن یؤثروا غیرہ بما ہولہ لکن نازع فیہ صاحب المعتقد من الشافعیۃ بأنہ لا دلیل علی الخصوصیۃ وحمل البیہقی بالمنع علی ما إذا جعل ذلک تعظیماً وتحمیۃً وبالجواز علیہا إذا کان دعاءً وتبرکاً (روح المعانی - الألوسی، ج ۱ ص ۲۰، ۲۱ ملخصاً تحت رقم الآیۃ ۵۶ من سورۃ الاحزاب)

۱۔ وأما الصلاة علیہم فلم یرد فیہا بخصوصہم نص خاص یصح، ومن هنا ذهب مالک فی قول ذکرہ صاحب الشفاء، وبعض أصحاب مالک، أنه لا تشرع الصلاة علی أحد من الأنبیاء غیر محمد صلی اللہ علیہ وسلم، وأن الجمع بین الصلاة والتسلیم من خصوصیاتہ.

ولکن قال جمهور العلماء بجواز الصلاة علیہم واستحبابہا قیاساً علی الصلاة علی محمد صلی اللہ علیہ وسلم، ولأن أكثرہم وهو من کان من ذریۃ إبراهیم یدخلون فی الصلاة الإبراهیمیۃ " : كما صلیت علی إبراهیم وعلی آل إبراهیم " دخولاً أولیاً، حتی لقد قال النورۃ فی الأذکار : أجمع من یعتد بہ من العلماء علی جوازها واستحبابہا علی سائر الأنبیاء والملائکۃ استقلاً .

وقد نقل ابن کثیر ما رواہ ابن أبی شیبۃ بسندہ أن عمر بن عبد العزیز کتب : أما بعد فإن ناساً من الناس قد التمسوا الدنیا بعمل الآخرة، وإن ناساً من القصاص قد أحدثوا فی الصلاة علی خلفائہم وأمرائہم عدل الصلاة علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم، فإذا جاء ک کتابی هذا فمرہم أن تكون صلاتہم علی النبیین ودعاؤہم للمسلمین عامۃ (الموسوعة الفقہیۃ الکریتیۃ، ج ۴ ص ۴۰، ۴۸، مادة "نبی")

الصلاة علی سائر الأنبیاء :

أما سائر الأنبیاء والمرسلین فیصلی علیہم ویسلم . قال تعالیٰ فی نوح : (سلام علی نوح فی العالمین) وفی إبراهیم : (سلام علی إبراهیم کذلک نجزی المحسنین) وفی موسیٰ وهارون : (سلام علی موسیٰ وهارون)

وروی أن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال : صلوا علی أنبیاء اللہ ورسلہ، فإن اللہ بعثہم کما بعثنی وقد حکى غیر واحد الإجماع علی أن الصلاة علی جمیع النبیین مشروعة (الموسوعة الفقہیۃ الکریتیۃ، ج ۴ ص ۲۳۸، مادة "الصلاة علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم")

۲۔ رقم الحدیث ۱۳۰، باب فی الإیمان برسل اللہ صلوات اللہ علیہم عامۃ، واللفظ لہ، فضل الصلاة علی النبی لاسماعیل بن اسحاق رقم الحدیث ۴۳، مصنف عبدالرزاق رقم الحدیث ۳۱۱۸، کتاب الصلاة، باب الصلاة علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم.

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم اللہ کے نبیوں، اور اس کے رسولوں پر درود بھیجو، کیونکہ بلاشبہ اللہ نے ان کو اس طرح سے (نبی بنا کر) مبعوث فرمایا ہے، جس طرح سے مجھے مبعوث فرمایا ہے (بیہقی، فضل الصلاة، عبدالرزاق)

یہ حدیث سند کے لحاظ سے کچھ کمزور ہے، لیکن دوسری احادیث کی تائید کی وجہ سے حسن درجہ میں داخل ہو کر معتبر ہے۔ ۱

۱۔ قال الآلوسی: وهو وإن جاء من طرق ضعيفة يعمل به في مثل هذا المطلب كما لا يخفى (روح المعاني للآلوسی، ج ۱ ص ۲۶۰، تحت رقم الآية ۵۶، من سورة الاحزاب)

وقال ابن القيم: قلت: سعيد بن زيد هذا هو أخو حماد بن زيد، ضعفه يحيى بن سعيد جداً. قال السعدی: يضعفون حديثه وليس بحجة. قال النسائي: ليس بالقوى، وروى له مسلم.

وأما الإمام أحمد رضى الله عنه فكان حسن القول فيه، قال: ليس به بأس، وقال يحيى بن معين: ثقة، وقال البخارى: ثقة. وعمر بن هارون وموسى بن عبيدة، ومحمد بن ثابت، وإن لم يكونوا بحجة، والحديث له شواهد، ومثله يصلح للاستشهاد (جلاء الافهام، ج ۵، ص ۷۹، الباب الأول: ما جاء فى الصلاة على رسول الله صلى الله عليه وسلم)

وقال الالبانى: صلوا على أنبياء الله ورسله، فإن الله بعثهم كما بعثنى. "أخرجه عبد الرزاق فى المصنف (۳۱۱۸/۲۱۶/۲)" وإسماعيل القاضى (۳۵/۱۸) والبيهقى فى "الشعب (۱۳۱/۱۳۸/۱)" والخطيب فى "التاريخ (۱۰۵/۸)" وكذا أبو الحسن الهاشمى فى "الفوائد المنقطة" (ق ۱۰۴/۱) والديباجى أيضاً (۱/۸۱/۲) وأبو القاسم الشهرزورى فى "الأمالى" (ق ۱۷۹/۱) وابن المظفر فى "المنتقى من حديث هشام بن عمار (۲/۴)" وأبو إسحاق الطرسوسى فى "مشيخته (۳۵-۳۶)" وكذا على بن حرب فى "حديث ابن عيينة (۲/۱۰۰/۲)" من طرق عن موسى بن عبيدة عن محمد بن ثابت عن أبى هريرة مرفوعاً. وقال الطرسوسى: "حديث غريب، وموسى ضعفه، وشيخه محمد مجهول."

قلت: تقدم الكلام على موسى وضعفه فى ما سبق. وأما محمد بن ثابت هذا فلم ينسب، وهو من رجال الترمذى وابن ماجه، وهو مجهول كما قال الطرسوسى تبعاً لابن معين وغيره، وتبعهم الذهبى، والعسقلانى، ولذلك لما عزه فى "الفتح (۱۶۹/۱۱)" لإسماعيل القاضى جزم بضعف سنده. والحديث أورده الحافظ فى "المطالب العالية (۲۲۵/۳)" من رواية ابن أبى عمر، وسكت عنه، وأعله البوصيرى بضعف موسى بن عبيدة. وله شاهد واه من رواية الحسن بن على المعروف بـ (الطوايقي): حدثنا على بن أحمد البصرى -جار حميد الطويل- قال: حدثنا حميد الطويل عن أنس بن مالك مرفوعاً. أخرجه الخطيب فى "التاريخ (۳۸۰/۴-۳۸۱)" فى ترجمة الطوايقي هذا، وقال: "حدث عن على بن أحمد البصرى شيخ له مجهول. روى عنه يوسف القواس. ثم ساق له هذا الحديث ولم يزد، وذلك يعنى أنه مجهول أيضاً، وهو مما يستدرک على "الميزان"

﴿بقية ما شيا گلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

اس طرح کی احادیث و روایات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے درود بھیجنے کے حکم کو نبیوں اور رسولوں کے ساتھ خاص رکھا ہے، کسی غیر نبی کو اس میں شامل نہیں فرمایا۔

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

و "اللسان"، وكذلك شيخه !وله شاهد آخر بمعناه في قصة، يرويه محمد بن حجر بن عبد الجبار بن وائل بن حجر قال :حدثني سعيد بن عبد الجبار بن وائل بن حجر عن أمه عن وائل بن حجر قال :بلغنا ظهور رسول الله صلى الله عليه وسلم وأنا في ملك عظيم وطائفة، فنهضت راغباً في الله عز وجل ورسوله صلى الله عليه وسلم، ورفضت ما كنت فيه حتى قدمت المدينة .. الحديث، وفيه القصة .أخرجه العقيلي في "الضعفاء(۳/۵۹/۶۱۰)" في ترجمة محمد بن حجر هذا، وروى عن البخاري أنه قال: "فيه بعض النظر" ثم ساق له هذا الحديث، وقال " : لا يعرف إلا به ". وقد رواه الطبراني من هذا الوجه في "المعجم الكبير(۲۶/۲۶- ۳۹)" وأيضاً في "المعجم الصغير" (رقم- ۸۹۵ الروض) أخرجه مطولاً جداً، وليس فيه موضع الشاهد، وروى البزار في "مسنده (۳/۲۷۷)" (الكشف) طرفاً منه، وفيه " : فرفع صلى الله عليه وسلم يديه فحمد الله وأثنى عليه، وصلى على النبيين، واجتمع الناس إليه .. الحديث . وقال الهيثمي في "المجمع(۹/۳۷۳)" " : رواه البزار، وفيه محمد بن حجر، وهو ضعيف ". وكذا قال(۹/۳۷۳) في رواية المعجمين الطويلة جداً " : وفيه محمد بن حجر، وهو ضعيف ". ثم وقفت على طريق أخرى للحديث عن أنس بن مالك عن طريق الخطيب، رواه إبراهيم بن أيوب قال : حدثنا النعمان عن أبي العوام عن قتادة عن أنس أن النبي صلى الله عليه وسلم قال " : إذا سلمتم على فسلموا على المرسلين، وإنما أنا رسول من المرسلين ". أخرجه أبو الشيخ في "طبقات الأصهبانيين (۱/۱۶۷)" وأبو نعيم في "أخبار أصبهان(۲/۳۳۵)" من طريقين عن إبراهيم بن أيوب به .

قلت : وهذا إسناد حسن لولا أن إبراهيم هذا ذكره ابن أبي حاتم في "الجرح(۱/۸۹)" وقال " : سألت أبي عنه؟ فقال : لا أعرفه ". وذكر أنه روى عنه النضر بن هشام الأصهباني وعبد الرزاق بن بكر الأصهباني . قلت : فهو على شرط ابن حبان في "الثقات"، لأنه يورد عادة له فيه من روى عنه ولو واحد، فكيف وقد روى عنه اثنان كما رأيت، كيف وقد روى عنه ثالث هو : عبد الله بن داود بن الهذيل، كما ذكر الحافظ في "اللسان"، وإن كنت لم أعرفه الآن، بخلاف الأولين فهما صدوقان، مترجمان في "الجرح". ثم هو مترجم في "الطبقات(۱/۱۹۰- ۱۹۱)" وفي "الأخبار(۱/۱۷۲- ۱۷۳)" بما يدل على صلاحه، فذكرنا -وتبعهما الحافظ " : - كان صاحب تهجد وعبادة، لم يعرف له فراش أربعين سنة، كان يخضب رأسه ولحيته ". على أنه قد توبع، فقال أحمد بن سليمان بن يوسف العقيلي : حدثنا أبي حدثنا النعمان بن عبد السلام : حدثنا أبو العوام به . أخرجه أبو نعيم أيضاً(۱/۱۱۳) في ترجمة أحمد بن سليمان العقيلي، ولم يذكر فيه جرْحاً ولا تعديلاً، لكنه ساق له ثلاثة أحاديث من رواية ثلاثة شيوخ عنه، وكلهم ثقات .

۱ - محمد بن أحمد بن إبراهيم أبو أحمد القاضي العسالي راوی الحديث عنه .

﴿بقیہ حاشیہ گے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

خطیب بغدادی نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی سند سے روایت کیا ہے کہ:

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

۲۔ سلیمان بن أحمد الطبرانی الحافظ صاحب المعاجم الثلاثة.
۳۔ عبد اللہ بن محمد بن جعفر، وهو أبو الشيخ مؤلف "الطبقات"، وقد ترجم فيه للعسال ترجمة حسنة (۳۵۵/۲) فرواية هؤلاء الحفاظ عنه يلقى الاطمئنان في النفس أنه صدوق إن شاء الله تعالى. وأما أبوه سليمان بن يوسف العقيلي، فقد ترجمه أبو نعيم في "الأخبار (۳۳۴/۱)" برواية ابنه عنه عن النعمان بن عبد السلام بسند آخر له عن ابن مسعود مرفوعاً: "خير أمتي قرني" .. الحديث. وقال: "توفي سنة إحدى وأربعين ومائتين".

ولم يذكر فيه جرحاً ولا تعديلاً. فهو على الستر، فيمكن الاستشهاد به. والله سبحانه وتعالى أعلم. وعلى هذا فالحديث بهذه المتابعة من سليمان بن يوسف العقيلي لإبراهيم بن أيوب، يرتقى إلى مرتبة الحسن، فإن أبا العوام وهو عمران بن داود القطان قال الحافظ: "صدوق يهيم". ثم هو بمجموع حديث أبي هريرة، وحديث حميد الطويل عن أنس، وحديث وائل بن حجر يرتقى إلى مرتبة الصحيح، لأنه ليس فيها متهم. ثم رأيت الحافظ السخاوي في "القول البدیع" قال عقب حديث أنس من الطريق الأولى (ص ۳۹-۴۰): "وذكر المجد اللغوي أن إسناده صحيح محتج برجاله في "الصحيحين"، والله أعلم، ورواه أبو نعيم في (الأحمدین) من "تاريخ أصبهان" (يعني طريق العقيلي)، وعن قتادة عن النبي صلى الله عليه وسلم أنه قال: "إذا صليتم على المرسلين فصلوا على معهم، فإني رسول من المرسلين". رواه ابن أبي عاصم، وإسناده حسن جيد، لكنه مرسل. ثم ذكره من حديث أبي هريرة وأعله به (موسى بن عبيدة الربدی)، لكنه قال: "وهو وإن كان ضعيفاً فحديثه يستأنس به". قلت: وفيه إشعار إلى أنه يميل إلى تقوية الحديث. والله أعلم. (تنبيهان): الأول: علق محققا "طبقات المحدثين" على ترجمة إبراهيم بن أيوب الفرساني (۱۹۰/۱) بقولهما: "ذكره ابن أبي حاتم في "الجرح والتعديل (۵۰/۲)" قال: سألت أبا عنه، فقال: صالح محله الصدق!" فأقول: لا أدري ما هي الطبعة التي يشير إلى جزئها وصفحتها بالرقمين المذكورين، فإن الطبعة الأصلية التي أنقل منها ليس المترجم في المكان المشار إليه بالرقمين المذكورين، وإنما فيه: "الحسين بن حفص الأصبهاني .. سألت أبا عنه؟ فقال: صالح محله الصدق". فهذا وهم عجيب لا أذكر أنه مر على مثله، فالذي يقع من بعض الكتّابين أو المؤلفين عادة أن ينتقل بصره من ترجمة إلى أخرى فوقها أو تحتها في نفس الصحيفة أو في النسخة، أما أن ينتقل من جزء و صفحة إلى جزء آخر و صفحة أخرى فهذا غريب جداً. وقد عرفت مما نقلته (ص ۱۱۲) عن ابن أبي حاتم أنه قال عن أبيه: "لا أعرفه!" والأخر: أن في "اللسان" قبل ترجمة إبراهيم بن أيوب الفرساني هذا ترجمة (إبراهيم بن أيوب الجرجاني ..) اختلطت بترجمة الفرساني هذا، جاء في أول هذه وآخر تلك لفظ: "حدثنا"، فصارت هذه عقب تلك هكذا: "حدثنا إبراهيم بن أيوب الفرساني" .. إلخ. وإن مما لا شك فيه أن اللفظ المذكور زيادة مقحمة من بعض النساخ لم يتنبه لها المعلق أو المصحح، فالحق هذه بتلك طباعة، ﴿بقية حاشيا گلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں﴾

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: صَلُّوا عَلَى أَنْبِيَاءِ اللَّهِ وَرُسُلِهِ،

فَإِنَّ اللَّهَ بَعَثَهُمْ كَمَا بَعَثَنِي (تاریخ بغداد) ۱

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم اللہ کے نبیوں اور رسولوں پر درود

بھیجو، پس بے شک اللہ نے ان کو اسی طرح نبی بنا کر مبعوث فرمایا ہے، جس طرح

مجھے مبعوث فرمایا ہے (تاریخ بغداد)

یہ حدیث پہلی حدیث کی تائید کرتی ہے، اور اس حدیث میں بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہی بات فرمائی ہے، جو اس سے پہلی حدیث میں گزری۔

اور عبد الجبار بن وائل اپنی والدہ سے اور وہ حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے ایک لمبی حدیث میں روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

﴿ گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ ﴾

وأعطاهما رقما واحدا هو (۷۰) ونتج من وراء ذلك أن التضعيف الوارد في الترجمة الأولى تعدى إلى الأخرى، فيرجى الانتباه لهذا. ثم رأيت الحديث باللفظ الذي رواه ابن أبي عاصم الذي نقلته آنفا عن السخاوي - في "مسند الديلمي (۱/۳۲/۱)" من طريق ابن أبي عاصم عن محمد بن أزهر عن سليمان ابن عبد الرحمن عن شعيب بن إسحاق عن سعيد بن أبي عروبة عن قتادة عن أنس مرفوعا. كذا وقع فيه "عن أنس" "مسند"، وفي نقل السخاوي المشار إليه "عن قتادة" "مرسلا". ولعل هذا هو المحفوظ عن ابن أبي عاصم، فإن في الطريق إليه عند الديلمي عبد الرحمن بن محمد بن أحمد المعدل وهو الأصبهاني الذكواني، أورده الذهبي في "الميزان" وقال "قال يحيى بن منده: تكلموا في سماعه لأنه ألحق سماعه بسماع جماعة، وعامة سماعه بخط والده."

وكذا في "سير أعلام النبلاء (۱/۷۸ - ۶۰۹)" وشيخه فيه عبد الله بن محمد بن فورك الراوي عن ابن أبي عاصم لم أجد له ترجمة، وهو غير محمد بن الحسن بن فورك الأصبهاني الأشعري المتكلم المترجم في "السير (۱/۲۱۳ - ۲۱۶)" فألقى في نفسى أن هذا الإسناد لعله الذي قال فيه المجد اللغوي "إسناده صحيح، محتج برجاله في الصحيحين". لكن شيخ ابن أبي عاصم فيه "محمد بن أزهر" ليس من رجالهما، وهو الجوزجاني. قال ابن حبان في "الفتا (۱۲۳/۹)": "شيخ.. روى عنه أحمد بن سيار (وفى "اللسان": "سنان"، كثير الحديث، يتعاطى الحفظ، من جلساء أحمد بن حنبل". ثم رأيت الحديث في "الجامع الكبير" بلفظ ابن أبي عاصم، وقال "رواه الديلمي عن أنس، ورواه ابن أبي عاصم عن قتادة مرسلا، وسنده حسن". انظر الاستدراك رقم ۵ (سلسلة الاحاديث الصحيحة، تحت رقم الحديث ۲۹۶۳) ۱ ج ۳ ص ۳۳۵، تحت ترجمة الحسن بن علي أبو علي المعروف بالطوايقي.

صَلُّوا عَلَيْهِمْ كَمَا تُصَلُّونَ عَلَى ، فَقَدْ بُعِثُوا كَمَا بُعِثْتُ (الضعفاء الكبير

للعقيلي، رقم الترجمة ۱۶۱۰، ج ۴ ص ۵۹، تحت ترجمة محمد بن حجر بن عبد الجبار

بن وائل بن حجر) ۱

ترجمہ: تم نبیوں پر درود پڑھو، جس طریقہ سے مجھ پر درود پڑھتے ہو، کیونکہ وہ بھی

(نبی بنا کر) بھیجے گئے ہیں، جس طرح سے میں (نبی بنا کر) بھیجا گیا ہوں (عقيلي)

اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

لَا يَنْبَغِي الصَّلَاةُ مِنْ أَحَدٍ عَلَى أَحَدٍ، إِلَّا عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

وَسَلَّمَ (المعجم الكبير للطبراني، رقم الحديث ۱۱۸۱۳) ۲

ترجمہ: کسی کی طرف سے کسی پر درود پڑھنا مناسب نہیں، مگر اللہ کے (کسی) نبی

صلی اللہ علیہ وسلم پر ہی (طبرانی)

اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ:

لَا تُصَلُّوا صَلَاةً عَلَى أَحَدٍ إِلَّا عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ،

وَلَكِنْ يُدْعَى لِلْمُسْلِمِينَ وَالْمُسْلِمَاتِ بِالْإِسْتِغْفَارِ (فضل الصلاة على

النبي لاسماعيل بن اسحاق رقم الحديث ۷۵) ۳

ترجمہ: تم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ کسی دوسرے پر درود نہ پڑھو، البتہ مسلمان

مرد اور خواتین کے لئے استغفار کی دعاء کی جائے گی (فضل الصلاة)

۱۔ قال الالبانی: ثم هو بمجموع حديث أبي هريرة، و حديث حميد الطويل عن أنس، و حديث وائل بن حجر يرتقى إلى مرتبة الصحيح، لأنه ليس فيها متهم (سلسلة الاحاديث الضعيفة، تحت حديث رقم ۲۹۶۳)

۲۔ قال الهيثمي: رواه الطبراني موقوفا، و رجاله رجال الصحيح (مجمع الزوائد، تحت رقم الحديث ۱۳۲۰، باب الصلاة على غيره)

وقال ابن حجر: هذا موقف صحيح. أخرجه الطبراني (نتائج الافكار، ج ۴ ص ۵۴، باب الصلاة على الانبياء وآلهم تبعاً لهم صلى الله عليهم وسلم، المجلس: ۳۰۷)

۳۔ قال الالبانی: صحيح (تحقيق فضل الصلاة على النبي، تحت رقم الحديث ۷۵)

اور ایک روایت میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے یہ الفاظ مروی ہیں کہ:

مَا أَعْلَمُ الصَّلَاةَ تَنْبَغِي مِنْ أَحَدٍ عَلَى أَحَدٍ إِلَّا عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (مُصَنَّفُ ابْنِ أَبِي شَيْبَةَ) ۱

ترجمہ: میرے علم کے مطابق کسی کی طرف سے بھی درود سوائے (اللہ کے کسی) نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اور کسی کے لئے مناسب نہیں (ابن ابی شیبہ)

حضرت جعفر بن برقان رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ:

كَتَبَ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ: أَمَّا بَعْدُ ، فَإِنَّ أَنَا مِنَ النَّاسِ قَدْ اَلْتَمَسُوا الدُّنْيَا بِعَمَلِ الْآخِرَةِ ، وَإِنَّ النَّاسَ مِنَ الْقُصَّاصِ قَدْ أَحَدْتُوا فِي الصَّلَاةِ عَلَى خُلَفَائِهِمْ وَأُمَرَائِهِمْ عَذْلَ صَلَاتِهِمْ عَلَى النَّبِيِّ ، فَإِذَا جَاءَكَ كِتَابِي هَذَا ، فَمُرْهُمْ أَنْ تَكُونَ صَلَاتُهُمْ عَلَى النَّبِيِّينَ وَدُعَاؤُهُمْ لِلْمُسْلِمِينَ عَامَّةً ، وَيَدْعُوا مَا سِوَايَ ذَلِكَ (فضل الصلاة على النبي لاسماعيل بن اسحاق رقم الحديث ۷۶) ۲

ترجمہ: حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ نے (اپنے عاملوں کے نام فرمان و آرڈیننس) تحریر فرمایا کہ: اما بعد! لوگوں میں سے بعض لوگ آخرت کے عمل کے ذریعہ سے دنیا کو تلاش کر رہے ہیں، اور بعض قصہ گو لوگوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود کی طرح اپنے خلفاء و امراء کے لئے درود کا استعمال شروع کر دیا ہے، پس جب آپ کے پاس میرا یہ مکتوب پہنچے، تو لوگوں کو حکم دیں کہ اپنا درود نبیوں کے لئے اور دعاء عام مسلمانوں کے لئے خاص رکھیں، اور اس کے علاوہ کوچھوڑ

۱۔ رقم الحديث ۸۸۰۸، كتاب الصلاة، باب في الصلاة على غير الأنبياء .

۲۔ قال ابن حجر: وسند هذا الأثر صحيح (نتائج الافكار، ج ۳ ص ۵۵، باب الصلاة على الأنبياء وآلهم تبعاً لهم صلى الله عليهم وسلم، المجلس: ۳۰۷) وقال الالباني: صحيح (تحقيق فضل الصلاة على النبي، تحت رقم الحديث ۷۶)

دیں (فضل الصلاة)

ان احادیث و روایات سے معلوم ہوا کہ کسی غیر نبی کے لئے درود کا استعمال مناسب نہیں۔ اور ساتھ ہی یہ بھی معلوم ہوا کہ درود ہمارے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خاص نہیں، بلکہ اللہ تعالیٰ کے دیگر انبیائے کرام صلی اللہ علیہم وسلم پر بھی درود پیش کرنا جائز بلکہ باعثِ ثواب اور اس کا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے حکم ہے۔ ۱۔

(۲)..... کیا سلام کا استعمال نبی کے لئے خاص ہے؟

جس طرح غیر نبی کے لئے صلاۃ و درود کے استعمال میں اہل علم کا اختلاف ہے، اسی طریقہ سے سلام کے بارے میں بھی ہے کہ کسی غیر نبی کے نام کے ساتھ سلام کا استعمال جائز ہے یا نہیں؟

اور اگرچہ بعض حضرات نے درود اور سلام دونوں میں فرق کیا ہے، اور درود کا استعمال غیر نبی کے لئے ناجائز اور سلام کا استعمال غیر نبی کے لئے جائز قرار دیا ہے۔ ۲۔ لیکن بعض حضرات نے جو حکم درود کا بیان فرمایا کہ غیر نبی کے لئے اس کا مستقل طور پر استعمال مناسب نہیں، البتہ نبی کے تابع کر کے جائز ہے، وہی حکم سلام کا بھی بیان فرمایا ہے۔ اور اس سلسلہ میں راجح وہی تفصیل معلوم ہوتی ہے، جو ہم نے شروع میں ذکر کر دی ہے کہ سلام عام اور سلام خاص میں فرق کیا جائے، سلام عام تو وہ ہے جس کو سلام علی المسلمین کہنا چاہئے، اور قرآن مجید میں اس کو سلام تحیۃ کہا گیا ہے۔

اور سلام خاص وہ ہے کہ جس کو قرآن مجید میں سلام علی المرسلین قرار دیا گیا ہے۔

۱۔ والصلاة من على الانبياء ما عدا نبينا صلى الله عليه وسلم جائزة بلا كراهة (احکام القرآن للفقہ المفسر العلامة محمد شفیع رحمہ اللہ تعالیٰ، ج ۳ ص ۴۹۷، سورة الاحزاب)

۲۔ اور بعض اہل علم کے کلام میں جہاں کہیں غیر نبی کے نام کے ساتھ سلام کا استعمال ہوا ہے، وہ ممکن ہے کہ اسی قول پر مبنی ہو۔

جہاں تک سلام علی المسلمین کا تعلق ہے، جو ایک مسلمان دوسرے مسلمان سے ملاقات یا قبر کی زیارت کے وقت ”السلام علیکم“ کے ساتھ کرتا ہے، تو اس کے غیر نبی کے لئے جائز ہونے میں کوئی شبہ نہیں، کیونکہ اس کا استعمال عام مسلمین کے حق میں سنت سے ثابت ہے۔

اور جہاں تک سلام علی المرسلین کا تعلق ہے، تو اس کا استعمال انبیائے کرام صلی اللہ علیہم وسلم کے ساتھ مخصوص ہے، اور کسی دوسرے فرد بشر کے لئے اس کا مستقل طور پر استعمال نہ کرنا چاہئے، بالخصوص موجودہ دور میں کسی بھی فرد بشر کے نام کے ساتھ اس کے استعمال سے اس کے نبی ہونے کو (یا فرشتہ ہونے کو) مراد لیا جاتا ہے، ایسے حالات میں سننے والے کے غلط فہمی میں مبتلا ہونے کا اندیشہ ہے کہ وہ کسی غیر نبی کے نام کے ساتھ ”علیہ السلام“ سن کر اس کو نبی سمجھنے کی غلط فہمی میں مبتلا ہو جائے گا۔ ۱

۱۔ وأما السلام فنقل اللقانی فی شرح جوهرة التوحيد عن الإمام الجوينی أنه فی معنى الصلاة، فلا يستعمل فی الغائب ولا یفرد به غیر الأنبياء فلا یقال علی -عليه السلام -وسواء فی هذا الأحياء والأموات إلا فی الحاضر فيقال السلام أو سلام عليك أو عليكم وهذا مجمع عليه اهـ۔
أقول :ومن الحاضر السلام علينا وعلى عباد الله الصالحين، والظاهر أن العلة فی منع السلام ما قاله النووي فی علة منع الصلاة أن ذلك شعار أهل البدع، ولأن ذلك مخصوص فی لسان السلف بالأنبياء -عليهم الصلاة والسلام - (.....وبعد اسطر.....) وأيضاً فهو أمر لم يكن معروفاً فی الصدر الأول، وإنما أحدثه الرافضة فی بعض الأئمة والتشبه بأهل البدع منهي عنه فتجب مخالفتهم اهـ۔
أقول :وكرهه التشبه بأهل البدع مقرر عندنا أيضاً لكن لا مطلقاً بل فی المذموم وفيما قصد به التشبه بهم (رد المحتار، ج ۶ ص ۷۵۳، كتاب الخنثى، مسائل شتى)

والسلام عند كثير فيما ذكر وفي شرح الجوهرة للقانی نقلاً عن الإمام الجوينی أنه فی معنى الصلاة فلا يستعمل فی الغائب ولا یفرد به غیر الأنبياء عليهم السلام فلا یقال علی عليه السلام بل یقال رضی الله تعالی عنه وسواء فی هذا الأحياء والأموات إلا فی الحاضر فيقال السلام أو سلام عليك أو عليكم وهذا مجمع عليه إنهی وفي حكاية الإجماع علی ذلك نظر .
وفي الدر المنضود السلام كالصلاة فيما ذكر إلا إذا كان لحاضر أو تحية لحي غائب وفرق آخرون بأنه یشرع فی حق كل مؤمن بخلاف الصلاة وهو فرق بالمدعي فلا یقبل ولا شاهد فی السلام علينا وعلى عباد الله الصالحين لأنه وارد فی محل مخصوص وليس غيره فی معناه علی أن ما فيه وقع تبعاً لا استقلالاً .

و حقق بعضهم فقال ما حاصله مع زیادة علیه السلام الذى یعم الحی والمیت هو الذى یقصد به

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں﴾

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ، حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ:

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِذَا سَلَّمْتُمْ عَلَيَّ فَسَلِّمُوا

عَلَى الْمُرْسَلِينَ (الصلاة على النبي لابن ابی عاصم) ۱

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم مجھ پر سلام بھیجو تو رسولوں پر

بھی سلام بھیجو (الصلاة على النبي)

اس حدیث میں سلام کو رسولوں کے ساتھ خاص رکھا گیا ہے۔

اور حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

إِذَا سَلَّمْتُمْ عَلَيَّ: فَسَلِّمُوا عَلَى الْمُرْسَلِينَ: فَإِنَّمَا أَنَا رَسُولٌ مِّنَ

الْمُرْسَلِينَ .

قَالَ أَبُو الْعَوَّامِ: وَكَانَ قَتَادَةُ يَذْكُرُ هَذَا الْحَدِيثَ إِذَا تَلَا هَؤُلَاءِ

الآيَاتِ: سُبْحَنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُونَ وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِينَ

وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ (أخبار أصبهان، لابی نعیم الاصبهانی) ۲

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

التحية كالسلام عند تلاق أو زيارة قبر وهو مستدع للرد وجوب كفاية أو عين بنفسه في الحاضر ورسوله أو كتابه في الغائب وأما السلام الذي يقصد به الدعاء منا بالتسليم من الله تعالى على المدعو له سواء كان بلفظ غيبة أو حضور فهذا هو الذي أختص به صلى الله تعالى عليه وسلم عن الأمة فلا يسلم على غيره منهم إلا تبعاً كما أشار إليه التقى السبكي في شفاء الغرام وحينئذ فقد أشبه قولنا عليه السلام قولنا عليه الصلاة من حيث أن المراد عليه السلام من الله تعالى ففيه إشعار بالتعظيم الذي في الصلاة من حيث الطلب لأن يكون المسلم عليه الله تعالى كما في الصلاة وهذا النوع من السلام هو الذي أدمى الحليمي كون الصلاة بمعناه إنتهى (روح المعاني - الألوسي، ج ۱ ص ۲۶۱، ۲۶۲، تحت رقم الآية ۵۶ من سورة الاحزاب)

۱۔ رقم الحديث ۷۰، باب ما أمر به النبي صلى الله عليه وسلم من الصلاة عليه مع الصلاة على المرسلين، تفسير ابن أبي حاتم، وتفسير ابن جرير تحت رقم الآية ۵۶ من سورة الاحزاب.

۲۔ ج ۱ ص ۱۴۹، تحت ترجمة أحمد بن سليمان بن يوسف، و تحت ترجمة الوليد بن أبان بن بونة أبو العباس، طبقات المحدثين، لابی نعیم الاصبهانی رقم الحديث ۱۷۶.

﴿بقیہ حاشیہ گے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

ترجمہ: جب تم مجھ پر سلام بھیجو، تو رسولوں پر بھی سلام بھیجو، کیونکہ میں بھی رسولوں میں سے ایک رسول ہوں۔

ابوالعوام فرماتے ہیں کہ حضرت قتادہ اس حدیث کو اس وقت ذکر کیا کرتے تھے، جب یہ آیات تلاوت کیا کرتے تھے کہ:

سُبْحَنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُونَ وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِينَ
وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ (سورة الصافات، رقم الآية ۸۰ تا ۸۲)

(جن کا ترجمہ یہ ہے کہ ”پاک ذات ہے تیرے رب کی، عزت والا رب ان باتوں سے پاک ہے، جو یہ بیان کرتے ہیں، اور سلام ہے رسولوں پر، اور تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جو سب عالموں کا رب ہے“)

اس حدیث کا مضمون اُن احادیث کے مطابق ہے، جن میں نبیوں پر درود کو خاص رکھا گیا ہے، لہذا اس کا تقاضا یہ ہے کہ درود کی طرح سلام کا استعمال بھی نبیوں کے ساتھ خاص رکھا جائے، اور کسی دوسرے کے لئے مستقل طور پر اور اصلاً استعمال نہ کیا جائے، البتہ نبی پر سلام بھیجتے ہوئے دوسرے صلحاء کو بھی شامل کیا جاسکتا ہے۔ ۱۔

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

قال ابن حجر: وروينا في تاريخ أصبهان لأبي نعيم وتفسير ابن مردويه من طريق أبي العوام، عن قتادة، عن أنس رفعه (إذا سلمتم على فسلموا على المرسلين، فإنما أنا رسول من المرسلين) وسنده حسن.

لكن أخرجه عبد بن حميد في تفسيره من رواية سعيد بن أبي عروبة عن قتادة مرسلًا، وهو أقوى (نتائج الأفكار، ج ۳ ص ۵۳، ۵۴، باب الصلاة على الأنبياء وآلهم تبعاً لهم صلى الله عليهم وسلم، المجلس: ۳۰۷)

۱۔ جیسا کہ نماز والے تشہد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد تبعاً ”وَعَلَىٰ عِبَادِ اللَّهِ الصَّالِحِينَ“ آیا ہے۔ اور اس طرح تشہد پڑھنے کے بارے میں فرمایا گیا ہے کہ:

فإنكم إذا فعلتم ذلك فقد سلمتم على كل عبد لله صالح في السماء والأرض (بخاری، رقم الحديث ۱۲۰۲، كتاب الجمعة، باب من سمى قوماً أو سلم في الصلاة على غيره مواجهة وهو لا يعلم)

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

اور اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ درود شریف کی طرح سلام بھی تمام نبیوں کے لئے استعمال کرنا جائز ہے۔ ۱

(۳)..... درود شریف جاہ و مال کی خاطر پڑھنے کا حکم

دروود شریف چونکہ عبادت ہے، اور عبادت پر اجر و ثواب مرتب ہونے کے لئے اخلاص ضروری ہے، اس لئے جاہ و مال کے حصول کی خاطر درود شریف پڑھنا منع ہے۔
اس سے معلوم ہوا کہ آج کل جو لوگ ریاء کاری اور اپنی شہرت یا مال حاصل کرنے کی خاطر آوازیں بنا کر درود و سلام پڑھتے ہیں، یہ غلط ہے۔

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾ "علیہ السلام" عند ذکر نبی أو رجل من الصالحین:
السلام علی من ذکر فی الغیبة مقصور علی الأنبیاء والملائكة عند ذکرهم، مثل قولک: نوح علیہ السلام أو إبراهیم علیہ السلام أو جبریل علیہ السلام، وذلك تأسیا بقوله تعالیٰ: (سلام علی نوح فی العالمین) وقوله: (سلام علی إبراهیم) وقوله: (سلام علی موسیٰ وهارون) وقوله: (سلام علی آل یاسین) نعم یجوز السلام علی آلهم وأصحابهم تبعاً لهم دون استقلال.
وأما السلام علی غیرهم من المؤمنین الصالحین استقلالاً فممنوع الشیخ أبو محمد الجونی من الشافعیة، وقال بأن السلام هو فی معنی الصلاة فلا یستعمل فی الغائب، فلا یفرد به غیر الأنبیاء، فلا یقال: أبو بکر علیہ السلام ولا علی علیہ السلام، وسواء فی هذا الأحياء والأموات، وأما الحاضر فیخاطب به فیقال: سلام علیک أو سلام علیکم أو السلام علیک أو علیکم.
وفرق آخرون بینہ وبين الصلاة بأن السلام یشرع فی حق کل مؤمن من حی ومیت وغائب وحاضر، وهو تحية أهل الإسلام، بخلاف الصلاة فإنها من حقوق الرسول -صلی اللہ علیہ وسلم وآلہ - ولہذا یقول المصلی: السلام علینا وعلی عباد اللہ الصالحین، ولا یقول: الصلاة علینا (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج ۲۵، ص ۷۴، مادة "سلام")

۱۔ وأما سائر الأنبياء فقد ورد فی القرآن الکریم فی سورة الصفات ذکر السلام علی نوح وإبراهیم وموسى وهارون وإلیاس، وفی ختام السورة عم المرسلین بالسلام فقال: و سلام علی المرسلین. وفی سورة مریم ذکر السلام علی یحییٰ وعیسیٰ علیہما السلام سورة مریم.
وقال تعالیٰ: قل الحمد لله وسلام علی عباده الذین اصطفى، ومن هنا لم یوجد خلاف بین العلماء فی استحباب السلام علی الأنبياء، لأن مثل قوله تعالیٰ: وترکنا علیہ فی الآخِرین سلام علی إبراهیم. یدل علی ذلك، قیل: فی الآخِرین المراد أمة محمد صلی اللہ علیہ وسلم، وقیل: هم جمیع الأمم بعده، وعلی کلا القولین هو دلیل المشروعية. وقد قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم: "إذا سلمتم علی فسلموا علی المرسلین، فإنما أنا رسول من المرسلین" (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج ۲۰ ص ۷۴، مادة "نبی")

اور اسی وجہ سے تجارت کا سامان کھولتے وقت اس لئے درود شریف پڑھنا تا کہ اس کی آواز سے خریداروں کو سامان کے عمدہ ہونے کی طرف توجہ ہو (جس کا کسی زمانے میں رواج رہا ہوگا، اگرچہ آج کل ایسا رواج ہمارے علاقوں میں نہیں) اس کو فقہائے کرام نے ممنوع قرار دیا ہے۔ ۱

(۴)..... کیا درود شریف رَد نہیں کیا جاتا؟

بعض لوگوں میں یہ بات مشہور ہے کہ درود شریف خواہ کسی بھی نیت اور غرض سے (خواہ نام و نمود اور شہرت و ریاء کاری کے طور پر یا مال حاصل کرنے کی خاطر) اور کسی بھی طرح سے (خواہ بدعات و منکرات کا ارتکاب کر کے) پڑھا جائے، تو وہ ضرور قبول ہوتا ہے، اور کبھی رد نہیں کیا جاتا۔

اور اسی وجہ سے جب ان لوگوں کو جاہ و مال کی خاطر یا گناہ کے طریقہ پر درود شریف پڑھنے سے منع کیا جاتا ہے، تو اس پر یہی مذکورہ موقف اختیار کرتے ہیں۔

حالانکہ درود شریف کے قبول ہونے اور رد نہ ہونے کا مطلب یہ ہے کہ درود شریف درحقیقت اللہ تعالیٰ سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اوپر رحمت نازل کرنے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم

۱۔ (قوله وحراما إلخ) الظاهر أن المراد به كراهة التحريم، لما في كراهية الفتاوى الهندية إذا فتح التاجر الثوب فسبح الله تعالى أو صلى على النبي -صلى الله عليه وسلم- يريد به إعلام المشتري جودة ثوبه فذلك مكروه وكذا الحارس لأن يأخذ لذلك ثمنًا، وكذا الفقاعى إذا قال ذلك عند فتح فقاعة على قصد ترويعه وتحسينه يائمه، وعن هذا يمنع إذا قدم واحد من العظماء إلى مجلس فسبح أو صلى على النبي -صلى الله عليه وسلم- إعلامًا بقدمه حتى يفرج له الناس أو يقوموا له يائمه. اهـ (رد المحتار، ج ۱ ص ۵۱۸، كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة)

کمن جاء إلى آخر يشتري منه ثوبًا، فلما فتح التاجر الثوب سبح الله تعالى، أو صلى على النبي عليه السلام؛ أراد به إعلام المشتري جودة ثوبه وذلك مكروه، فهذا كذلك. حارس يقول: لا إله إلا الله، أو قال فقاعى عند فتح الفقاع: لا إله إلا الله، أو قال: صلى الله على محمد يائمه؛ لأنه يأخذ لذلك ثمنًا بخلاف العالم إذا قال في مجلس العلم: صلوا على النبي، أو قال الغازی للقوم: كبروا، حيث يشاء (المحيط البرهاني، ج ۵ ص ۳۱۰، الفصل الرابع في الصلاة، والتسبيح، وقرأة القرآن، والذكر، والدعاء ورفع الصوت عند قرأة القرآن والذكر والدعاء)

و تکریم کرنے کی دعاء کا نام ہے، اور جب کوئی بندہ اللہ تعالیٰ سے اس کی دعاء کرتا ہے، تو وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں قبول کی جاتی ہے، اور رد نہیں کی جاتی۔

جہاں تک درود شریف پڑھنے والے کے حق میں اس کے عبادت بننے اور اس کے ذریعہ سے ثواب حاصل ہونے اور اس پر مرتب ہونے والے فضائل و فوائد کا تعلق ہے، تو اس کے لئے جہاں اخلاص شرط و ضروری ہے، اسی طرح درود و سلام پڑھتے وقت بدعات و منکرات سے بچنا بھی ضروری ہے۔ ۱

۱۔ وعلی هذا فعدم القبول لبعض الأعمال إنما هو لعدم استيفاء شروط القبول: كعدم الخشوع في نحو الصلاة، أو عدم حفظ الجوارح في الصوم، أو عدم طيب المال في الزكاة والحج، أو عدم الإخلاص مطلقاً، ونحو ذلك من العوارض. وعلی هذا فمعنی أن الصلاة علی النبی - صلی اللہ علیہ وسلم - قد ترد عدم إجابة العبد علیها لعارض كاستعمالها علی محرم كما مر، أو لإتیانها بها من قلب غافل أو لریاء وسمعة؛ كما أن كلمة التوحيد التي هي أفضل منها لو أتى بها نفاقاً أو ریاء لا تقبل: وأما إذا خلت من هذه العوارض ونحوها فالظاهر القبول حتماً إنجاءاً للوعد الصادق كغيرها من الطاعات، وكل ذلك بفضل الله تعالى، لكن وقع في كلام كثيرين ما يقتضي القبول مطلقاً (رد المحتار، ج ۱ ص ۵۲۰، كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة)

والذي يظهر من ذلك أن المراد بقبولها قطعاً أنها لا ترد أصلاً مع أن كلمة الشهادة قد ترد فلذا استشكله السنوسي وغيره. والذي ينبغي حمل كلام السلف عليه أنه لما كانت الصلاة دعاء والدعاء منه المقبول ومنه المردود، وأن الله تعالى قد يجيب السائل بعين ما دعاه وقد يجيبه بغيره لمقتضى حكمته خرجت الصلاة من عموم الدعاء لأن الله تعالى قال (إن الله وملائكته يصلون على النبي) بلفظ المضارع المفيد للاستمرار التجددى مع الافتتاح بالجملة الاسمية المفيدة للتوكيد وابتدائها بيان لزيادة التوكيد، وهذا دليل على أنه سبحانه لا يزال مصلياً على رسوله - صلی اللہ علیہ وسلم - ثم امتن سبحانه على عباده المؤمنين حيث أمرهم بالصلاة أيضاً ليحصل لهم بذلك زيادة فضل وشرف وإلا فالنبي - صلی اللہ علیہ وسلم - مستغن بصلاة ربه سبحانه وتعالى عليه، فيكون دعاء المؤمن بطلب الصلاة من ربه تعالى مقبولا قطعاً أى مجانياً لإخباره سبحانه وتعالى بأنه يصلي عليه، بخلاف سائر أنواع الدعاء وغيره من العبادات، وليس في هذا ما يقتضي أن المؤمن يثاب عليها أو لا يثاب، بل معناه وأن الطلب والدعاء مقبول غير مردود.

وأما الثواب فهو مشروط بعدم العوارض كما قدمناه، فعلم أنه لا إشكال في كلام السلف، وأن له سنداً قوياً وهو إخباره تعالى الذي لا ريب فيه، فاعتنم هذا التحرير العظيم الذي هو من فيض الفتاح العليم، ثم رأيت الرحمتي ذكر نحوه (قوله فقيد المأمول) أى قيد الثواب الذي يؤمله العبد ويرجوه، وهو هنا محو الذنوب بالقبول: أى المتوقف على صدق العزيمة وعدم الموانع، وقد علمت أن هذا لا ينافي كون هذا الدعاء مجاباً قطعاً (رد المحتار، ج ۱ ص ۵۲۰، ۵۲۱، كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة)

(۵)..... کیا درود شریف پڑھنے کے لئے با وضو ہونا ضروری ہے؟

دروود شریف اور نبی پر سلام چونکہ ذکر کی ایک قسم ہے، جس کے لئے پاک صاف ہونا افضل ضرور ہے، لیکن درود شریف اور سلام پڑھنے کے لئے جسم اور لباس کا نجاستِ حقیقیہ و حکمیہ سے پاک ہونا ضروری نہیں، یعنی اگر کوئی با وضو نہ ہو، یا اس پر غسل واجب ہو، یا جسم و کپڑوں پر کوئی ناپاکی لگی ہوئی ہو، تو درود شریف اور سلام پڑھنا گناہ نہیں، اس کے باوجود اگر ہر طرح کی پاکی اور طہارت کا اہتمام کر کے درود شریف اور سلام پڑھا جائے تو اس کی فضیلت اور اجر و ثواب کے زیادہ ہونے میں کوئی شبہ نہیں ”لان الصلاة فی الحقیقة دعاء“
البتہ بیئ الخلاء اور ان مقامات پر جہاں جن اہل علم حضرات کے نزدیک ذکر منع ہے، وہاں درود و سلام بھی منع ہوگا۔ ۱

۱۔ اختلف العلماء فی جواز ذکر اللہ تعالیٰ علی الخلاء، فروی عن ابن عباس أنه کره أن یدکر اللہ تعالیٰ عند الخلاء، وهو قول عطاء، ومجاهد، والشعبي. وقال عکرمہ: لا یدکر اللہ فیہ بلسانہ بل بقلبه. ذکرہ العینی فی عمدتہ ج ۲ ص ۲۵۴.

قال الجامع: هذا القول عندی هو الراجح، لما روی أبو داود بسند صحیح عن المهاجر بن قنفذ، أنه أتى النبی -صلی اللہ علیہ وسلم- وهو یبول فسلم علیہ، فلم یرد علیہ، حتی توضأ، ثم اعتذر إلیہ، فقال: "إنی کرهت أن أذکر اللہ تعالیٰ إلا علی طهر" أو قال: "علی طهارة".

وأجاز ذلک جماعة روی ابن وهب أن عبد اللہ بن عمرو بن العاص کان یدکر اللہ تعالیٰ فی المرحاض، وقال العزرمی: قلت للشعبي: أعطس وأنا فی الخلاء أحمد اللہ؟ قال: لا حتی تخرج، فأتیت النخعی فسألته عن ذلک، فقال لی: أحمد اللہ، فأخبرته بقول الشعبي، فقال النخعی: الحمد یصعد ولا یهبط، وهو قول ابن سیرین، ومالك، وقال ابن بطلال: وهذا الحديث حجة لمن أجاز ذلک.

قال الجامع عفا اللہ عنه: فی قول ابن بطلال هذا نظر لما قدمنا من رواية البخاری فی الأدب المفرد من قوله "إذا أراد أحدکم" فإنها تفسر المراد، فلا یتم الاحتجاج به (ذخیرة العقبی فی شرح المجتبى، لمحمد بن علی بن آدم بن موسى الإثوبی الوکوی، ج ۱ ص ۴۳۳، ۴۳۴، کتاب الطهارة، باب القول عند دخول الخلاء)

(۶)..... درود شریف کے وقت نازیبا اور لغو حرکت کرنے کا حکم

دروود شریف کیونکہ عبادت ہے، اس لئے اس عبادت کو انجام دیتے وقت کوئی لغو اور فضول حرکت کرنا جو اس کی شان کے لائق نہ ہو، منع ہے، اور اسی وجہ سے فقہائے کرام نے فرمایا کہ درود شریف پڑھتے وقت اعضاء کو حرکت دینا اور آواز بلند کرنا جہل و نادانانہ حرکت پر مبنی ہے) فضائل درود شریف لشیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب، ص ۱۳۹، چوتھی فصل، فوائد متفرقة کے بیان میں) ۱۔

(۷)..... درود شریف کا مسنون طریقہ

دروود شریف ایک اہم عبادت ہے، جس کی نسبت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ہے، اس لئے اس کو انجام دینے کے لئے ہر شخص کو آزاد نہیں چھوڑا گیا، بلکہ اس عبادت کو انجام دینے کے لئے شریعت کی طرف سے ایسا طریقہ مقرر کیا گیا ہے، جس میں اس اہم عبادت کی شان و احترام کا لحاظ عمدہ و احسن طریقہ پر پایا جاتا ہے۔

۱۔ ذہب جمهور الفقهاء إلى أنه يستحب خفض الصوت، ويكره اللفظ في ثلاثة مواضع في حالة السير في الجنائز، وفي القتال، وعند الذكر سواء كان اللفظ - وهو رفع الصوت - بالقراءة أو الذكر، أو التهليل أو الصلاة على النبي صلى الله عليه وسلم. واستدلوا بما ورد عن قيس بن عباد رضى الله عنه " : كان أصحاب رسول الله يكرهون رفع الصوت عند الجنائز وعند القتال وعند الذكر " .

وقال ابن عابدين معلقا على هذا الأثر: فما ظنك عند الغناء الذي يسمونه وجدا ومحبة، وقال الشريبي الخطيب: وما يفعله جهلة القراء بالتمطيط وإخراج الكلام عن موضوعه - عند الجنائز - فحرام يجب إنكاره (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج ۳۵، ص ۲۷۵، مادة "لفظ") وإزعاج الاعضاء برفع الصوت جهل، وإنما هي دعاء له، والدعاء يكون بين الجهر والمخافتة، كذا اعتمد الباجي في كنز العفاة، وحرر أنها قد تردد ككلمة التوحيد مع أنها أعظم منها وأفضل (الدر المختار)

(قوله وإزعاج الأعضاء) قال في الهنديه: رفع الصوت عند سماع القرآن والوعظ مكروه، وما يفعله الذين يدعون الوجد والمحبة لا أصل له، ويمنع الصوفية من رفع الصوت وتخريق الثياب، كذا في السراجية. (اهـ ردالمحتار، ج ۱ ص ۵۱۹، كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة)

سورہ احزاب کی وہ آیت جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود و سلام کا ان الفاظ میں حکم دیا گیا ہے کہ:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا (سورة الاحزاب، رقم الآية ۵۶)
ترجمہ: اے ایمان والو! تم بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود اور سلام بھیجو (سورہ احزاب)

اس آیت کے سب سے پہلے مخاطب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تھے، مگر انہوں نے اپنی عقل و فہم سے جس طرح چاہا درود و سلام پڑھنے کو اختیار کرنے کے بجائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے درود اور سلام دونوں کا مسنون طریقہ سیکھا ہے۔

چنانچہ حضرت کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

لَمَّا نَزَلَتْ (إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ) قَالُوا: كَيْفَ نُصَلِّيْكَ عَلَيْكَ يَا نَبِيَّ اللَّهِ؟ (مسند احمد رقم الحديث ۱۸۱۳۳) ۱

ترجمہ: جب (سورہ احزاب کی) یہ آیت نازل ہوئی کہ ”إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ“ تو صحابہ کرام نے عرض کیا کہ اے اللہ کے نبی! ہم آپ پر کس طرح درود بھیجیں؟ (مسند احمد)

حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے مسئلہ روایت ہے کہ:

لَمَّا نَزَلَتْ (إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا) قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ هَذَا السَّلَامُ قَدْ عَلِمْنَا كَيْفَ هُوَ فَكَيْفَ تَأْمُرُنَا أَنْ نُصَلِّيَ عَلَيْكَ؟ (فضل الصلاة على

النبي لاسماعيل بن اسحاق رقم الحديث ۶۵) ۲

۱۔ قال شعيب الارنؤوط: حديث صحيح. يزيد بن أبي زياد - وهو الهاشمي الكوفي، وإن يكن ضعيفا - متابع، وباقي رجاله ثقات رجال الشيخين (حاشية مسند احمد)

۲۔ قال الالباني: صحيح (تحقيق فضل الصلاة على النبي، تحت رقم الحديث ۶۵)

ترجمہ: جب (سورہ احزاب کی) یہ آیت نازل ہوئی کہ ”إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ. يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا“ تو صحابہ کرام نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! سلام کا طریقہ تو ہمیں (آپ کے بتلانے سے) معلوم ہو گیا، کہ وہ کس طرح پڑھا جائے، تو آپ ہمیں اپنے اوپر درود پڑھنے کا کس طرح حکم فرماتے ہیں؟ (فضل الصلاة)

ان روایات سے معلوم ہوا کہ درود و سلام کا حکم آنے پر صحابہ کرام نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے درود اور سلام دونوں کا طریقہ سیکھا ہے۔

حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

سَأَلْنَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ كَيْفَ الصَّلَاةُ عَلَيْكُمْ أَهْلَ الْبَيْتِ فَإِنَّ اللَّهَ قَدْ عَلَّمَنَا كَيْفَ نُسَلِّمُ عَلَيْكُمْ قَالَ قُولُوا اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَعَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَّجِيدٌ. اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَعَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ. إِنَّكَ حَمِيدٌ مَّجِيدٌ (بخاری) ۱

ترجمہ: ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا اور ہم نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! آپ کے اہل بیت پر کس طرح سے درود پڑھا جائے، یہ تو اللہ نے ہمیں بتلادیا کہ آپ پر سلام کس طرح بھیجیں (مگر درود پڑھنے کا طریقہ ہمیں پتہ نہیں چلا) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم اس طرح درود پڑھا کرو کہ:

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَعَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَّجِيدٌ. اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ

وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَعَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ .
إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ .

اے اللہ! رحمت خاص نازل فرما محمد پر اور ان کی آل پر، جیسا کہ آپ نے رحمت نازل فرمائی حضرت ابراہیم پر اور ان کی آل پر، بے شک آپ تعریف کے لائق اور بزرگ و برتر ہیں، اے اللہ! برکت نازل فرما، محمد پر اور ان کی آل پر جیسا کہ آپ نے برکت نازل فرمائی ابراہیم پر اور ان کی اولاد پر، بے شک آپ تعریف کے لائق اور بزرگ و برتر ہیں (بخاری)

حضرت ابو حمید ساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّهُمْ قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ، كَيْفَ نُصَلِّي عَلَيْكَ؟ قَالَ: قُولُوا اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ، وَعَلَى أَزْوَاجِهِ، وَذُرِّيَّتِهِ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ، وَبَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى أَزْوَاجِهِ، وَذُرِّيَّتِهِ كَمَا بَارَكْتَ عَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ، إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ (مسلم) ۱

ترجمہ: صحابہ کرام نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! ہم آپ پر درود کس طرح بھیجیں؟ تو اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس طرح بھیجو کہ:

”اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ، وَعَلَى أَزْوَاجِهِ، وَذُرِّيَّتِهِ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ، وَبَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى أَزْوَاجِهِ، وَذُرِّيَّتِهِ كَمَا بَارَكْتَ عَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ، إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ“

اے اللہ! رحمت خاص نازل فرما حضرت محمد پر اور ان کی ازواج پر، اور ان کی اولاد پر، جیسا کہ آپ نے رحمت نازل فرمائی حضرت ابراہیم کی آل پر، اور برکت نازل فرما حضرت محمد پر اور ان کی ازواج پر اور ان کی اولاد پر، جیسا کہ آپ نے

۱۔ رقم الحديث ۴۰۷ ”۶۹“ کتاب الصلاة، باب الصلاة على النبي صلى الله عليه وسلم بعد التشهد، بخاری، رقم الحديث ۳۳۶۹

برکت نازل فرمائی حضرت ابراہیم کی آل پر، بے شک آپ تعریف کے لائق اور بزرگ و برتر ہیں (مسلم)

حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَجُلًا أَتَى نَبِيَّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: كَيْفَ نُصَلِّيْ عَلَيْكَ يَا نَبِيَّ اللَّهِ؟ قَالَ: قُولُوا: اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ، كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَّجِيدٌ، وَبَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ، كَمَا بَارَكْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَّجِيدٌ (سنن النسائي) ۱

ترجمہ: ایک آدمی اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، اور اس نے عرض کیا کہ اے اللہ کے نبی! ہم آپ پر درود کس طرح بھیجیں؟ تو اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس طرح بھیجو کہ:

”اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ، كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَّجِيدٌ، وَبَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ، كَمَا بَارَكْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَّجِيدٌ“

اے اللہ! رحمت خاص نازل فرما حضرت محمد پر اور ان کی آل پر، جیسا کہ آپ نے رحمت نازل فرمائی حضرت ابراہیم پر، بے شک آپ تعریف کے لائق اور بزرگ و برتر ہیں، اور برکت نازل فرما حضرت محمد پر اور ان کی آل پر، جیسا کہ آپ نے برکت نازل فرمائی حضرت ابراہیم پر، بے شک آپ تعریف کے لائق اور بزرگ و برتر ہیں (نسائی)

حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

۱۔ رقم الحدیث ۱۲۹۱، کتاب السہو، باب کیف الصلاة على النبي صلى الله عليه وسلم.

قِيلَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، كَيْفَ نُصَلِّيْ عَلَيْكَ؟ فَقَالَ: قُولُوا: اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ، وَبَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ، وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ، كَمَا بَارَكْتَ عَلَى اِبْرَاهِيْمَ فِي الْعَالَمِيْنَ، اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ
(مسند احمد، رقم الحديث ۱۷۰۶۷) ۱

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا گیا کہ اے اللہ کے رسول! ہم آپ پر درود کس طرح بھیجیں؟ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس طرح بھیجو کہ:
”اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ، وَبَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ، وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ، كَمَا بَارَكْتَ عَلَى اِبْرَاهِيْمَ فِي الْعَالَمِيْنَ، اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ“

اے اللہ! رحمتِ خاص نازل فرما حضرت محمد پر اور ان کی آل پر، اور برکت نازل فرما حضرت محمد پر اور ان کی آل پر، جیسا کہ آپ نے برکت نازل فرمائی حضرت ابراہیم پر عالمین میں، بے شک آپ تعریف کے لائق اور بزرگ و برتر ہیں
(مسند احمد)

حضرت ابو مسعود عقبہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

اَقْبَلَ رَجُلٌ حَتَّى جَلَسَ بَيْنَ يَدَي رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ عِنْدَهُ، فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، اَمَّا السَّلَامُ عَلَيْكَ، فَقَدْ عَرَفْنَاهُ، فَكَيْفَ نُصَلِّيْ عَلَيْكَ اِذَا نَحْنُ صَلَّيْنَا فِي صَلَاتِنَا صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْكَ؟ قَالَ: فَصَمَتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى اَحْبَبْنَا اَنَّ الرَّجُلَ لَمْ يَسْأَلْهُ. فَقَالَ: اِذَا اَنْتُمْ صَلَّيْتُمْ عَلَيَّ فَقُولُوا :

۱۔ قال شعيب الارنؤوط: إسناده صحيح على شرط مسلم، رجاله ثقات رجال الشيخين، غير محمد بن عبد الله: وهو ابن زيد بن عبد ربه الأنصاري، فإنه من رجال مسلم، وأخرج له البخاري في "خلق أفعال العباد"، وهو ثقة (حاشية مسند احمد)

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ وَعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ، كَمَا صَلَّيْتَ
عَلٰی اِبْرَاهِيْمَ وَآلِ اِبْرَاهِيْمَ، وَبَارِكْ عَلٰی مُحَمَّدٍ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ، كَمَا
بَارَكْتَ عَلٰی اِبْرَاهِيْمَ وَآلِ اِبْرَاهِيْمَ، اِنَّكَ حَمِيْدٌ
مَّجِيْدٌ (مسند احمد، رقم الحديث ۱۷۰۷۲) ۱

ترجمہ: ایک آدمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، اور آپ
کے سامنے بیٹھ گیا، اور ہم بھی آپ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے، اور اس نے عرض کیا
کہ اے اللہ کے رسول! آپ پر سلام کا طریقہ تو ہم جان چکے ہیں، تو ہم آپ پر
کس طرح درود بھیجیں، جب ہم اپنی نماز میں درود پڑھیں، اللہ آپ پر درود (یعنی
رحمت) بھیجے؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خاموش ہو گئے، یہاں تک کہ ہم اس کو
پسند کرنے لگے کہ اس سوال کرنے والے آدمی نے یہ سوال نہ کیا ہوتا، پھر رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم مجھ پر درود بھیجو، تو اس طرح پڑھو کہ:

”اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ وَعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ، كَمَا صَلَّيْتَ
عَلٰی اِبْرَاهِيْمَ وَآلِ اِبْرَاهِيْمَ، وَبَارِكْ عَلٰی مُحَمَّدٍ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ، كَمَا
بَارَكْتَ عَلٰی اِبْرَاهِيْمَ وَآلِ اِبْرَاهِيْمَ، اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ“

”اے اللہ! رحمت خاص نازل فرما حضرت محمد پر جو کہ نبی اور اُمّی ہیں اور حضرت
محمد کی آل پر، جیسا کہ آپ نے رحمت نازل فرمائی ابراہیم پر اور ابراہیم کی آل پر،
اور برکت نازل فرما حضرت محمد پر جو کہ نبی اور اُمّی ہیں، جیسا کہ آپ نے برکت
نازل فرمائی حضرت ابراہیم پر اور حضرت ابراہیم کی آل پر، بے شک آپ تعریف

۱۔ قال شعيب الارنؤوط: حديث صحيح، محمد بن إسحاق - وإن كان مدلسا - صرح بالتحديث
هنا فانتفت شبهة تدليس، وقد توبع. وباقى رجال الإسناد ثقات رجال الشيخين، غير محمد بن عبد
الله بن زيد بن عبد ربه الأنصاري فإنه من رجال مسلم، وأخرج له البخاري في "أفعال العباد" وهو
ثقة (حاشية مسند احمد)

کے لائق اور بزرگ و برتر ہیں“ (مسند احمد)

حضرت ابو مسعود عقبہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ:

أَتَى رَجُلٌ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى جَلَسَ بَيْنَ يَدَيْهِ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَمَّا السَّلَامُ عَلَيْكَ فَقَدْ عَرَفْنَاهُ، وَأَمَّا الصَّلَاةُ عَلَيْكَ فَأَخْبَرْنَا بِهَا، كَيْفَ نُصَلِّيَ عَلَيْكَ؟ فَغَضِبَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى وَدِدْنَا أَنَّ الرَّجُلَ الَّذِي سَأَلَهُ لَمْ يَكُنْ سَأَلَهُ، فَقَالَ: إِذَا صَلَّيْتُمْ عَلَيَّ فَقُولُوا: اَللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَآلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ (المعجم الكبير للطبرانی، رقم الحديث ۶۹۸) ل

ترجمہ: ایک آدمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، اور آپ کے سامنے بیٹھ گیا، اور اس نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! آپ پر سلام کا طریقہ تو ہم جان چکے ہیں، لیکن ہمیں اس کی خبر دیجئے کہ ہم آپ پر کس طرح درود بھیجیں؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غصہ ہو گئے، یہاں تک کہ ہم چاہنے لگے کہ اس سوال کرنے والے آدمی نے یہ سوال نہ کیا ہوتا، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم مجھ پر درود بھیجو، تو اس طرح پڑھو کہ:

”اَللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَآلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ“

”اے اللہ! رحمت خاص نازل فرما حضرت محمد پر جو کہ نبی اور اُمّی ہیں اور حضرت محمد کی آل پر، جیسا کہ آپ نے رحمت نازل فرمائی حضرت ابراہیم پر اور حضرت

ل قال ابن حجر: هذا حديث حسن من هذا الوجه (نتائج الأفكار، ج ۲ ص ۲۰۲، باب: الصلاة على النبي صلى الله عليه وسلم بعد التشهد، المجلس: ۱۶۱)

ابراہیم کی آل پر، بے شک آپ تعریف کے لائق اور بزرگ و برتر ہیں“ (طبرانی)
حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَتَهُمْ سَأَلُوا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَيْفَ نُصَلِّيَ عَلَيْكَ؟
قَالَ: قُولُوا اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ، وَبَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ، وَعَلَى
آلِ مُحَمَّدٍ، كَمَا صَلَّيْتَ وَبَارَكْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَآلِ إِبْرَاهِيمَ فِي
الْعَالَمِينَ، إِنَّكَ حَمِيدٌ مَّجِيدٌ، وَالسَّلَامُ كَمَا قَدْ عَلِمْتُمْ (كشف الاستار
عن زوائد البزار، رقم الحديث ۵۶۵) ۱

ترجمہ: صحابہ کرام نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! ہم آپ پر درود کس طرح
بھیجیں؟ تو اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس طرح بھیجو کہ:
”اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ، وَبَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ، وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ،
كَمَا صَلَّيْتَ وَبَارَكْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَآلِ إِبْرَاهِيمَ فِي الْعَالَمِينَ،
إِنَّكَ حَمِيدٌ مَّجِيدٌ“

”اے اللہ! رحمتِ خاص نازل فرما حضرت محمد پر، اور برکت نازل فرما حضرت محمد
پر، جیسا کہ آپ نے برکت نازل فرمائی حضرت ابراہیم اور حضرت ابراہیم کی آل
پر تمام جہانوں میں، بے شک آپ تعریف کے لائق اور بزرگ و برتر ہیں“
اور سلام اسی طرح ہے جس طرح تم کو سکھلایا گیا ہے (بزار)

سورہ احزاب کی مذکورہ آیت کی تفسیر اور دیگر احادیث و روایات سے معلوم ہوا کہ درود اور سلام
کا طریقہ صحابہ کرام نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سیکھا ہے، لہذا امت کے دیگر افراد کو
بھی صحابہ کرام کے سیکھے ہوئے طریقوں کے مطابق درود و سلام پڑھنا چاہئے، کیونکہ یہ سنت،

۱۔ قال الہیثمی: رواہ البزار و رجالہ رجال الصحیح (مجمع الزوائد، تحت رقم الحدیث ۲۸۷۰)
وقال ابن حجر: هذا حدیث صحیح، أخرجه البزار (نتائج الافکار، ج ۲ ص ۲۰۸، باب: الدعاء بعد
التشهد الأخير، المجلس: ۱۶۲)

زیادہ برکت و فضیلت اور زیادہ اجر و ثواب کا باعث ہے۔

اور احادیث میں یہ بھی وضاحت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام کو اللہ تعالیٰ سے دعاء و درخواست کے ساتھ درود پڑھنے کا طریقہ بتلایا، پس درود شریف کا مسنون اور افضل و بہتر طریقہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ سے دعاء کے صیغہ کے ساتھ پڑھا جائے، مثلاً ”اَللّٰهُمَّ صَلِّ“ کہا جائے۔

جس کی ایک اہم وجہ یہ ہے کہ درود یعنی رحمتِ خاص بندہ اپنی طرف سے بھیجنے کے بجائے، اللہ سے اس کی درخواست ہی کر سکتا ہے، بندہ رحمت کا مالک نہیں اور نہ ہی اس کے پاس اس کا اختیار ہے، بلکہ اس کا کلی اختیار اللہ کے پاس ہے، وہی اس کا مالک ہے۔ ۱۔

۱۔ معارف القرآن میں ہے کہ:

جو طریقہ صلاۃ و سلام کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل سے ثابت ہوا، اس کا حاصل یہ ہے کہ ہم سب مسلمان آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے اللہ تعالیٰ سے رحمت و سلامتی کی دعاء کریں، یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ مقصود آیت کا تو یہ تھا کہ ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم و تکریم کا حق خود ادا کریں، مگر طریقہ یہ بتلایا گیا کہ اللہ تعالیٰ سے دعاء کریں، اس میں اشارہ اس طرف ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حق تعظیم و اطاعت پورا ادا کرنا ہمارے کسی کے بس میں نہیں، اس لئے ہم پر یہ لازم کیا گیا کہ اللہ تعالیٰ سے دعاء کریں (معارف القرآن ج ۷ ص ۲۲۴)

فان معنى الحديث ان المراد بالتعظيم المأمور به فى الآية هو التعظيم المخصوص الذى يكون بهذا اللفظ ونحوه مما يدل على طلب التعظيم لشأنه عليه الصلاة والسلام من الله عز وجل لقصور وسع المؤمنين عن اداء حقه عليه الصلاة والسلام ، ففي الحديث ارشاد الى كيفية التعظيم المأمور به وصفته لا انه تفسير للفظ ”صلوا“ (احكام القرآن للفقهاء المفسر العلامة محمد شفيح رحمه الله تعالى ج ۳ ص ۴۸۵، سورة الاحزاب)

فقال صلى الله عليه وسلم : قولوا اللهم صل على محمد إلى آخر ما فى بعض الروايات الصحيحة ، وفيه إيماء إلى أنكم عاجزون عن التعظيم اللائق بى فأطلبوه من الله عز وجل لى ومن هنا يعلم أن الآتى بما أمر به من طلب الصلاة له صلى الله تعالى عليه وسلم عز وجل آت باعظم أنواع التعظيم لتضمنه الإقرار بالعجز عن التعظيم اللائق (روح المعانى ، ج ۱ ص ۲۵۴، تحت رقم الآية ۵۶، من سورة الاحزاب)

التنبية الثانى : سئل شيخنا عن إضافة الصلاة إلى الله تعالى وملاحكته دون السلام وأمر المؤمنين بها وبالسلام فأجاب بأنه يحتمل أن يقال السلام له معنيان التحية والإنقياد فأمر به المؤمنون لصحتها (بقية حاشيا گلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں)

اور احادیث و روایات میں جتنے بھی درد شریف کے صیغے آئے ہیں، ان میں عام طور پر ”اَللّٰهُمَّ“ وغیرہ کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درد بھیجنے کی درخواست کی گئی ہے، براہ راست اپنی طرف سے درد بھیجنے کا احادیث و روایات میں ذکر نہیں ملتا۔ ۱

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

منهم واللہ وملاکتہ لا یحوز منهم الإنقیاد فلم یضف إليهم دعاءً للإیہام واللہ أعلم (القول البدیع للسخاوی، ص ۴۲، ما الحکمة فی إضافة الصلاة إلى اللہ تعالیٰ وملاکتہ دون السلام) مهمة: قرأت فی شرح مقدمة أبی الملیث للامیر المصطفی الترمذی من الحنفیة مانصه، فإن قيل: ما الحکمة فی أن اللہ تعالیٰ أمرنا أن نصلی ونحن نقول اللهم صل علی محمد وعلی آل محمد فنسأل اللہ تعالیٰ أن یصلی علیہ ولا نصلی علیہ نحن بأنفینا یعنی بأن يقول العبد فی الصلاة أصلی علی محمد قلنا لأنه -صلی اللہ علیہ وسلم- طاهر لا عیب فیہ ونحن فینا المعائب والنقائص فكیف یثنی من فیہ معائب علی طاهر؟ فنسأل اللہ تعالیٰ أن یصلی علیہ لتكون الصلاة عن رب طاهر علی نبی طاهر کذا فی المرغینانی انتهى، ونحو ذلك منقول عن النیسابوری فی کتابه اللطائف والحکم فإنه قال لا یکفی للعبد أن یقول فی الصلاة صلیت علی محمد لأن مرتبة العبد تقصر عن ذلك بل یسأل ربہ أن یصلی علیہ لتكون الصلاة علی لسان غیرہ وحينئذ فالمصلی فی الحقیقة هو اللہ ونسبة الصلاة إلى العبد مجازية بمعنى السؤال انتهى.

وقد أشار ابن أبی حجلة إلى شیء عن ذلك فقال الحکمة فی تعلیمہ الأمة صیغة اللهم صل علی محمد أنا لما أمرنا بالصلاة علیہ ولم یبلغ قدر الواجب من ذلك أحلناه علیہ لأنه أعلم بما یلیق به، وهو کقوله لا أحصی ثناء علیک وسبق له أبو الیمین بن عساكر واللہ أعلم، إذا عرفت ذلك کله فلتکن صلاتک علیہ کما أمرک بالصلاة علیہ فذلک تعظم حظوتک لديه وعلیک بالاکتار منها والمواظبة علیها (القول البدیع للسخاوی، ص ۴۲ و ۴۳، الباب الاول، ما الحکمة فی أن اللہ تعالیٰ أمرنا أن نصلی علیہ ونحن نقول اللهم صل)

۱۔ یہاں تک کہ مسجد میں داخل ہوتے وقت جو مختصر دعاء آتی ہے، اس میں بھی ”اللہم صل علی محمد“ کے الفاظ ہیں، جیسا کہ گزرا۔

اور ہمیں باوجود تلاش کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام سے معتبر سند کے ساتھ درد کا کوئی صیغہ بھی ایسا نہیں ملا، جس میں اللہ تعالیٰ سے دعاء و درخواست کے بغیر درد کا ذکر ہو۔

اور اس صورت میں ظاہر ہے کہ حقیقی مصلی اللہ ہوگا، اور بندے کا مصلی ہونا مجازی ہوگا۔

یہی وجہ ہے کہ بہت سے اہل علم حضرات نے اللہ تعالیٰ کی طرف نسبت کے بغیر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر صلا کے استعمال سے منع کیا ہے، البتہ دیگر حضرات نے بہت دعاء اجازت دی ہے۔

اگر ماضی کے صیغہ سے اس طرح درد پڑھا جائے کہ ”صلی اللہ علی محمد“ تو بھی جائز ہے، کیونکہ یہ خبر بمعنی انشاء ہے، لیکن صیغہ امر و طلب کے ساتھ درد پڑھنا صیغہ خبر کے مقابلہ میں افضل ہے، اور محدثین کرام کا جو احادیث کے ضمن میں اس افضل کو

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

اور یہی وجہ ہے کہ اکثر مفسرین نے بھی سورہ احزاب کی اس آیت میں درود شریف پڑھنے کے حکم کی تفسیر کے ضمن میں یہی بات بیان فرمائی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے اللہ تعالیٰ سے رحمت کی دعاء کی جائے، اور ”اللّٰهُمَّ صَلِّ اٰلَ“ پڑھا جائے۔ ۱

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾ چھوڑ کر صیغہ خبر کے ساتھ درود کا معمول رہا ہے، اس کی وجہ بعض اہل علم حضرات نے یہ بیان کی ہے کہ ان کا یہ معمول احادیث و روایات کے ضمن میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام نامی آ جانے کی وجہ سے ہے، اور اصل مقصود احادیث و روایات کے مضامین و اخبار کو بیان کرنا ہے، اور درود ضمنی طور پر شامل ہے، اگر ان مواقع پر صیغہ طلب و امر کے ساتھ درود شریف کا معمول بنایا جاتا، تو احادیث و روایات کے مضامین کا تسلسل متاثر ہونے اور زیادہ فصل واقع ہونے کی وجہ سے مضامین کی افہام و تفہیم میں دشواری پیدا ہوتی، واللہ تعالیٰ اعلم۔

و مقتضی ظاہر إرشادہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم إياهم إلى طلب الصلاة علیہ من اللہ تعالیٰ شأنہ أنه لا یحصل إمتثال الأمر إلا بما فیہ طلب ذلک منه عزوجل و یکفی اللہم صلی علی محمد لأنه الذی اتفقت علیہ الروایات فی بیان کیفیة ، و كأن خصوصية الإنشاء لفظاً ومعنی غیر لازمة ، ولذا قال بعض من أوجبها فی الصلاة و ستعلمه إن شاء اللہ تعالیٰ : إنه کما یکفی اللہم صلی علی محمد ، ولا یتعین اللفظ الوارد خلافاً لبعضهم یکفی صلی اللہ علی محمد علی الأصح بخلاف الصلاة علی رسول اللہ فإنه لا یجزی اتفاقاً لأنه لیس فیہ إسناد الصلاة إلى اللہ تعالیٰ فلیس فی معنی الوارد . وفی تحفة ابن حجر یکفی الصلاة علی محمد إن نوى بها الدعاء فیما یتظهر .

وقال النیسابوری : لا یکفی صلیت علی محمد لأن مرتبة العبد تقصر عن ذلک بل یسأل ربہ سبحانه أن یصلی علیہ علیہ الصلاة والسلام و حینئذ فالمصلی علیہ حقیقة هو اللہ تعالیٰ ، و تسمیة العبد مصلیاً علیہ مجاز عن سؤاله الصلاة من اللہ تعالیٰ علیہ الصلاة والسلام فتأملہ .

و ذکرُوا أن الإتیان بصیغة الطلب أفضل من الإتیان بصیغة الخبر . و أوجب عن إطباق المحدثین علی الإتیان بها بأنہ مما أمرنا به من تحدیث الناس بما یعرفون إذ کتب الحدیث یجتمع عند قراءتها أكثر العوام فخیف أن یفهموا من صیغة الطلب أن الصلاة علیہ صلی اللہ علیہ وسلم لم توجد من اللہ عز وجل بعد وإلا لما طلبنا حصولها له علیہ صلاة اللہ تعالیٰ و سلامه فأتی بصیغة یتبادر إلى أفهامهم منها الحصول وهی مع إبعادها إياهم من هذه الورطة متضمنة للطلب الذی أمرنا به التهی ، ولا یخفی ضعفه .

فالأولی أن یقال : إن ذلک لأن تصلیتهم فی الأغلب فی أثناء الکلام الخبری نحو قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم کذا و فعل صلی اللہ علیہ وسلم کذا فأجروا أن لا یكثر الفصل وأن لا یكون الکلام علی أسلوبین لما فی ذلک من الخروج عن الجادة المعروفة إذ قلما تجد فی الفصحیح توسط جملة دعائیة إلا وهی خبریة لفظاً مع احتمال تشوش ذهن السامع و بطء فهمه و حسن الإفهام مما تحصل مراعاته فتدبر (روح المعانی، ج ۱ ص ۲۵۳، ۲۵۵، تحت رقم الآیة ۵۶ من سورة الاحزاب)

۱ (یا ایہا الذین آمنوا صلوا علیہ) ای ادعوا له بالرحمة، (وسلموا تسلیما) ای حیوہ بتحیة الإسلام . وقال أبو العالیة : صلاة اللہ : ثناؤہ علیہ عند الملائكة، و صلاة الملائكة الدعاء (معالم

﴿بقیہ حاشیہ گلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

خلاصہ یہ ہے کہ درود شریف کا مسنون، افضل و بہتر طریقہ یہ ہے کہ مسنون صیغوں کی رعایت کی جائے، اور درود شریف اللہ تعالیٰ سے دعاء کی درخواست کے ساتھ پیش کیا جائے۔
نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات دنیوی میں اور آپ کے نزدیک رہ کر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

التنزيل للبقوى، ج ۵ ص ۷۱، تحت رقم الآية ۵۶ من سورة الاحزاب)
تأويل قوله تعالى: (إن الله وملائكته يصلون على النبي يا أيها الذين آمنوا صلوا عليه وسلموا تسليما)

يقول تعالى ذكره: إن الله وملائكته يبركون على النبي محمد صلى الله عليه وسلم.
كما حدثني علي، قال: ثنا أبو صالح، قال: ثني معاوية، عن علي، عن ابن عباس، قوله (إن الله وملائكته يصلون على النبي يا أيها الذين آمنوا صلوا عليه) يقول: يباركون على النبي. وقد يحتمل أن يقال: إن معنى ذلك: أن الله يرحم النبي، وتدعو له ملائكته ويستغفرون، وذلك أن الصلاة في كلام العرب من غير الله إنما هو دعاء. وقد بينا ذلك فيما مضى من كتابنا هذا بشواهد، فأغنى ذلك عن إعادته.

(يا أيها الذين آمنوا صلوا عليه) يقول تعالى ذكره: يا أيها الذين آمنوا ادعوا لنبي الله محمد صلى الله عليه وسلم (وسلموا تسليما) يقول: وحيوه تحية الإسلام.
وبنحو الذي قلنا في ذلك جاءت الآثار عن رسول الله صلى الله عليه وسلم (تفسير الطبري، ج ۲ ص ۳۲۰، تحت رقم الآية ۵۶ من سورة الاحزاب)

إن الله وملائكته يصلون على النبي يعنون بإظهار شرفه وتعظيم شأنه. يا أيها الذين آمنوا صلوا عليه اعتنوا أنتم أيضا فإنكم أولى بذلك وقولوا اللهم صلى على محمد. وسلموا تسليما وقولوا السلام عليك أيها النبي (تفسير البيضاوي، ج ۴ ص ۲۳۸، تحت رقم الآية ۵۶ من سورة الاحزاب)
إن الله وملائكته يصلون على النبي يا أيها الذين آمنوا صلوا عليه وسلموا تسليما. قولوا اللهم صل على محمد أو صلى الله على محمد (وسلموا تسليما) أي قولوا اللهم سلم على محمد أو انقادوا لأمره وحكمه انقيادا (مدارك التنزيل وحقائق التأويل، لابی البركات النسفي، ج ۳ ص ۴۲، تحت رقم الآية ۵۶ من سورة الاحزاب)

(يا أيها الذين آمنوا صلوا عليه) اعتنوا أنتم أيضا بذلك فإنكم أولى به (وسلموا تسليما) قائلين اللهم صل على محمد وسلم أو نحو ذلك (تفسير أبي السعود، ج ۷ ص ۱۱۳، تحت رقم الآية ۵۶ من سورة الاحزاب)

(يا أيها الذين آمنوا صلوا عليه) أي ادعوا له بالرحمة (وسلموا تسليما) أي حيوه بتحية الإسلام (تفسير الخازن، ج ۳ ص ۴۳۴، ۴۳۵، تحت رقم الآية ۵۶ من سورة الاحزاب)
(يا أيها الذين آمنوا صلوا عليه وسلموا تسليما) أي قولوا اللهم صل على سيدنا محمد وسلم (تفسير الجلالين، ج ۱ ص ۵۵۹، تحت رقم الآية ۵۶ من سورة الاحزاب)

جو درود پڑھا کرتے تھے، وہ بھی اس طرح ”اللّٰهُمَّ صَلِّ“ کے صیغہ کے ساتھ پڑھا کرتے تھے۔ ۱

اور مسنون درود شریف کا ادنیٰ درجہ ”اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ“ ہے۔ ۲

۱۔ اس تفصیل کی روشنی میں یہ بات بھی معلوم ہوگئی کہ درود شریف خواہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک کے قریب کھڑے ہو کر پڑھا جائے، یا کسی دوسرے مقام پر رہ کر پڑھا جائے، بہر صورت سنت و فضیلت کا تقاضا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ سے درخواست و دعاء کے ساتھ پڑھا جائے، یعنی ”اللہم صل“ کا صیغہ اختیار کیا جائے، اور جب احادیث میں مذکور مسنون صیغوں کے ساتھ درود پڑھا جائے گا، تو اس سے یہ مقصد خود ہی حاصل ہو جائے گا۔

یہ حکم تو درود شریف کے بارے میں تھا، جہاں تک سلام پیش کرنے کا معاملہ ہے، تو اگر کسی کو قبر مبارک کے قریب کھڑے ہونے کی نعمت میسر آئے، تو ایسے شخص کو خطاب کے ساتھ سلام پیش کرنے میں کوئی مانع نہیں۔

تاہم اگر اس صورت میں بھی احادیث میں مذکور مسنون و ماثور خطاب والے صیغوں (مثلاً ”السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ أَوْ أَزْوَاجُكَ“) کے ساتھ سلام پیش کیا جائے، تو اس کی فضیلت زیادہ ہے۔

۲۔ عن أنس بن مالك، رضى الله عنه قال : كان رسول الله صلى الله عليه وسلم إذا دخل المسجد قال : بسم الله، اللهم صل على محمد . وإذا خرج قال : بسم الله، اللهم صل على محمد (عمل اليوم والليلة لابن السني رقم الحديث ۸۸، باب ما يقول إذا دخل المسجد)

قال الابناني: أخرجه ابن السني في (عمل اليوم والليلة) (ص ۳۱ رقم ۸۶) قال : ثني الحسن بن موسى الرسعي : ثنا إبراهيم بن الهيثم البلدي : ثنا إبراهيم بن محمد بن البحترى - شيخ صالح بغدادى : - ثنا عيسى بن يونس عن معمر عن الزهري عنه. وهذا سند حسن أو محتمل للتحسين (التمر المستطاب في فقه السنة والكتاب، ج ۲، ص ۶۰۴، كتاب الصلاة، احكام المساجد) ألفاظ الصلاة على النبي صلى الله عليه وسلم:

روى عن النبي صلى الله عليه وسلم -في الصلاة عليه -صيغ مختلفة في بعض ألفاظها . قال صاحب المذهب : إن أفضل صيغ الصلاة على النبي صلى الله عليه وسلم : أن يقول المصلي عليه : (اللهم صل على محمد، وعلى آل محمد، كما باركت على إبراهيم، وعلى آل إبراهيم إنك حميد مجيد) ومنها : ما رواه البخاري ومسلم عن كعب بن عجرة -رضي الله عنه -قال : خرج علينا رسول الله صلى الله عليه وسلم قلنا : قد علمنا -أو عرفنا -كيف نسلم عليك، فكيف نصلي عليك؟ قال : قولوا : اللهم صل على محمد، وعلى آل محمد، كما صليت على آل إبراهيم . إنك حميد مجيد. للبخاري ومسلم : قولوا : اللهم صل على محمد، وعلى أزواجه، وذريته، كما صليت على آل إبراهيم . إنك حميد مجيد وهناك صيغ أخرى . وأقل ما يجزئ هو : اللهم صل على محمد (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج ۲، ص ۲۳۷ و ۲۳۸، مادة ”الصلاة على النبي صلى الله عليه وسلم“)

(۱)..... سلام کا مسنون طریقہ

پہلے گزر چکا ہے کہ ایک سلام تو عام ہے، جو مسلمین کے لئے مقرر کیا گیا ہے، اور دوسرا سلام خاص ہے، جو مرسلین کے لئے مقرر کیا گیا ہے، اور ظاہر ہے کہ جو سلام مرسلین کے لئے ہے، اس کی شان زیادہ بلند و بالا ہے، اور یہ بھی پہلے ذکر کیا جا چکا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم امت کی طرف سے پیش کئے جانے والے سلام کا جواب مرحمت فرماتے ہیں۔

اس لئے اس سلام مرسلین کو عام مسلمین کے سلام کی طرح انجام دینے کے بجائے اس کی شان کے مطابق انجام دینے کی ضرورت ہوگی۔

اور اسی وجہ سے شریعت نے اس سلام کے لئے مستحسن اور پسندیدہ طریقہ یہ قرار دیا ہے کہ اس کے شروع میں اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء ہونی چاہئے۔ ۱۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم پہلے نماز میں جب التحیات پڑھتے تھے، تو ہم ایک دوسرے کا نام لے کر اس کو سلام کیا کرتے تھے، جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سنا تو فرمایا کہ تم اس طرح سلام پڑھا کرو، اس کے نتیجہ میں آسمان اور زمین میں جتنے بھی اللہ کے نیک بندے ہیں، ان سب پر تمہاری طرف سے سلام ہو جائے گا۔

التَّحِيَّاتُ لِلَّهِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ
وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ السَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلَى عِبَادِ اللَّهِ الصَّالِحِينَ أَشْهَدُ
أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ.

ترجمہ: ساری قولی اور بدنی اور مالی عبادات اللہ کے لئے ہیں، سلام ہو آپ پر
اے نبی اور اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں (آپ پر نازل ہوں) سلام ہو ہم پر اور
اللہ کے نیک بندوں پر، میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ بے شک اللہ کے علاوہ

۱۔ علاوہ ازیں یہ سلام درحقیقت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ایک دعاء ہے، اور دعاء کے آداب میں حمد و ثناء سے آغاز کرنا بھی داخل ہے، جیسا کہ پہلے گزر چکا۔

کوئی معبود نہیں، اور میں گواہی دیتا ہوں کہ بے شک محمد، اللہ کے بندے اور اس

کے رسول ہیں (بخاری) ۱۔

فائدہ: سلام کا یہ طریقہ زیادہ جامع اور افضل ہے۔

اس کے علاوہ اور بھی سلام کے صیغے احادیث و روایات میں آئے ہیں، جن کا آگے ذکر آتا ہے۔

اور اس سلام میں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کیا گیا ہے، اس کی وجہ یہ نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر مقام سے پیش کئے جانے والے سلام کو براہ راست سماعت فرماتے ہیں، کیونکہ اس بارہ میں صحیح احادیث کی روشنی میں یہ بات گزر چکی ہے کہ روئے زمین پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک سلام پہنچانے کے لئے فرشتے گشت کرتے اور مقرر ہیں۔

بلکہ اس کی وجہ بعض اہل علم حضرات نے یہ بیان فرمائی ہے کہ معراج میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر سلام پیش کیا گیا تھا، اور ہم اسی کی نقل میں اپنی طرف سے بھی سلام پیش کرتے ہیں، یا پھر یہ سلام درحقیقت اللہ کی طرف سے ہے۔

لہذا اس سے بعض کم علم لوگوں کا یہ سمجھنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر جگہ سے اپنے اوپر پیش کئے جانے والے سلام یا سلام کے علاوہ آواز کو بھی براہ راست سنتے ہیں، درست نہیں۔ ۲۔

۱۔ رقم الحدیث ۱۲۰۲، کتاب الجمعة، باب من سمي قوما أو سلم في الصلاة على غيره مواجهة وهو لا يعلم.

۲۔ وأما قوله: السلام عليك أيها النبي ورحمة الله وبركاته حكاية سلام الله تعالى على نبيه - عليه الصلاة والسلام - فهي ثلاثة بمقابلة الثلاث التي أثنى بها النبي - صلى الله عليه وسلم - على ربه ليلة الإسراء (البحر الرائق، ج ۱ ص ۱۴۳، كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة)

ويقصد بالفاظ التشهد معانيها مرادة له على وجه الإنشاء كأنه يحيى الله تعالى ويسلم على نبيه وعلى نفسه وأوليائه (اللباب في شرح الكتاب، ج ۱ ص ۷۳، كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة) ومعنى قولنا السلام عليك الدعاء أى سلمت من المكاره وقيل معناه اسم السلام عليك كأنه تبرك عليه باسم الله تعالى فإن قيل كيف شرع هذا اللفظ وهو خطاب بشر مع كونه منهيا عنه في الصلاة.

فالجواب أن ذلك من خصائصه صلى الله عليه وسلم فإن قيل ما الحكمة في العدول عن الغيبة إلى

﴿بقية حاشيا گلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں﴾

پھر نماز میں پڑھے جانے والے سلام کے سلسلہ میں بہت سی روایات میں خطاب کے صیغہ

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

الخطاب فی قوله عليك أيها النبي مع أن لفظ الغيبة هو الذي يقتضيه السياق كأن يقول السلام على النبي فينتقل من تحية الله إلى تحية النبي ثم إلى تحية النفس ثم إلى الصالحين أجب الطيبى بما محصله نحن نتبع لفظ الرسول بعينه الذي كان علمه الصحابة ويحتمل أن يقال على طريق أهل العرفان إن المصلين لما استفتحوا باب الملكوت بالتحيات أذن لهم بالدخول في حريم الحى الذي لا يموت ففرت أعينهم بالمناجاة فنبهوا على أن ذلك بواسطة نبي الرحمة وبركة متابعتة فالتفتوا فإذا الحبيب في حرم الحبيب حاضر فأقبلوا عليه قائلين السلام عليك أيها النبي ورحمة الله وبركاته أه (فتح الباری لابن حجر، ج ۲ ص ۳۱۳، باب التشهد فی الآخرة)

فعلم بهذا أن للمشائخ فی توجيه الخطاب ثلاثة اقوال مجرد الاتباع وكون الحبيب فی حريم الحبيب وحكاية ما فی المعراج على طريق الانشاء ولعلك دريت بهذا كله انه لا يصح الاستدلال بصيغة التشهد على حضوره صلى الله عليه وسلم فی كل محل او على عموم ندائه صلى الله عليه وسلم عن كل موضع كما توهمه بعض المبتدعة فی هذا الزمان (اوجز المسالك الى مؤطا مالک ج ۱ ص ۲۶۵، باب التشهد فی الصلاة)

واعلم أن الأحاديث المرفوعة كلها متفقة على قوله فی التشهد "السلام عليك أيها النبي" أى على لفظ الخطاب وحرّف النداء، نعم ترك بعض الصحابة كابن مسعود وغيره الخطاب بعد وفاته - صلى الله عليه وسلم -، ففرقوا بين حياته - عليه السلام - ووفاته، وقالوا "السلام على النبي" كما عند البخارى فى الإستيذان، وأبى عوانة فى صحيحه، والسراج والجوزقى وأبى نعيم الأصبهاني والبيهقى وعبد الرزاق، لكن جمهور الصحابة والتابعين وغيرهم من المحدثين والفقهاء مطبقون على التشهد المرفوع المروى بصيغة الخطاب والنداء، أى على عدم المغايرة بين زمانه - صلى الله عليه وسلم - وما بعده، وعلى هذا فلا بد من بيان توجيه الخطاب؛ لأنه يرد عليه أنه كيف شرع هذا اللفظ وهو خطاب بشر مع كونه منهيًا عنه فى الصلاة؟ والجواب أن ذلك من خصائصه - عليه السلام -، فإن قيل: ما الحكمة فى العدول عن الغيبة إلى الخطاب مع أن لفظ الغيبة هو الذى يقتضيه السياق؟ كأن يقول "السلام على النبي" فينتقل من تحية الله إلى تحية النبي، ثم إلى تحية النفس، ثم إلى تحية الصالحين. أجب الطيبى مما محصله: نحن نتبع لفظ الرسول بعينه الذى كان علمه الصحابة. وقال ابن الملك: روى أنه - صلى الله عليه وسلم - لما عرج به أثنى على الله تعالى بهذه الكلمات، فقال الله تعالى: السلام عليك أيها النبي ورحمة الله وبركاته، فقال عليه السلام: السلام علينا وعلى عباد الله الصالحين، فقال جبريل: أشهد أن لا إله إلا الله، وأشهد أن محمداً عبده ورسوله - انتهى. قال القارى: وبه يظهر وجه الخطاب، وأنه على حكاية معراج - عليه السلام - فى آخر الصلاة التى هى معراج المؤمنين - انتهى. وقال فى "مسك الختام" فى شرح "بلوغ المرام" "بالفارسية ما معربه: ووجه الخطاب إبقاء هذا الكلام على ما كان فى الأصل، فإن ليلة المعراج قد خاطب الله تعالى رسوله بالسلام، فأبقاه النبي - صلى الله عليه وسلم - وقت تعليم الأمة ﴿بقية حاشيا گلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں﴾

کے ساتھ ہی سلام کا ذکر آیا ہے، اور متعدد فقہائے کرام نے بھی نماز میں اسی صیغہ کے ساتھ

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

على ذلك الأصل، ليكون ذك مذكراً لتلك الحال - انتهى. وتام بيان القصة مع شرح ألفاظ التشهد في الإمداد كذا في رد المحتار. وهذا المروى لم أقف على سنده، فإن كان ثابتاً فنعمة التوجيه هذا، لكن يقصد على هذا التوجيه بالفاظ التشهد معانيها مرادة له على وجه الإنشاء كأنه يحيى الله تعالى ويسلم على نبيه - صلى الله عليه وسلم -، وعلى نفسه، وأوليائه، ولا يقصد مجرد الإخبار والحكاية عما وقع في المعراج عنه - صلى الله عليه وسلم - وقد ظهر بما ذكرنا عدم صحة استدلال القبوريين بصورة النداء والخطاب في التشهد على حضوره - صلى الله عليه وسلم - في كل موضع، وعلى جواز ندائه في غير التشهد، وهذا لأن كون النداء فيه نداء حقيقياً ممنوع، فإنه ليس فيه طلب شيء، بل هو نداء مجازي يطلب به استحضار المنادى في القلب فيخاطب المشهود بالقلب. قال الإمام ابن تيمية في اقتضاء الصراط المستقيم: وقوله: يا محمد! يا نبي الله! هذا وأمثاله نداء يطلب به استحضار المنادى في القلب فيخاطب المشهود بالقلب كما يقول المصلي: السلام عليك أيها النبي ورحمة الله وبركاته، والإنسان يفعل مثل هذا كثيراً يخاطب من يتصوره في نفسه وإن لم يكن في الخارج من يسمع الخطاب - انتهى. وعلى هذا فليس هذا النداء مما يدعيه هؤلاء القبوريون. وقال بعض شيوخ مشائخنا ما حاصله: أن تشهده - صلى الله عليه وسلم - كان مثل ما علم الأمة، فكان - عليه السلام - يقول في التشهد "السلام عليك أيها النبي" كما أمر به الأمة، كما هو مصرح في حديث عبد الله بن الزبير عند الطحاوي، والبخاري، وفي حديث ابن مسعود عند أحمد والطبراني. قال الزرقاني في شرح المواهب نقلاً عن النووي بعد ذكر ألفاظ التشهد ما نصه: وفي هذا فائدة حسنة، وهي أن تشهده - عليه السلام - بلفظ تشهدنا - انتهى. ومن المعلوم أن التشهد المروى في الأحاديث عام للحاضرين من الصحابة، وللفائين والموجودين في زمنه - صلى الله عليه وسلم -، ولمن جاء بعده، إذا الخطاب في قوله: "إذا صلى أحدكم" وقوله: "ولكن قولوا" يشمل الحاضرين والفائين، والموجودين، والمعدومين الكائنين إلى يوم القيامة مثل سائر الخطابات الواردة في الوضوء، والصلاة، والصيام، والزكاة، والحج، وغير ذلك، وليس هناك حديث يدل على أن لفائين والمعدومين تشهداً آخر غير هذا التشهد، وأيضاً علمهم النبي - صلى الله عليه وسلم - التشهد هكذا بلفظ الخطاب والنداء بدون التفريق بين الحاضرين منهم والفائين عنه مع أن الصحابة كانوا يغيبون عنه - صلى الله عليه وسلم - في الغزوات، والسرايا، وغير ذلك من الأسفار، ولا يغيبون بين الحضور عنده والغيبة عنه، ولم يثبت ما تقدم من حكاية المعراج، فهذا كله يدل على أن ذلك مما لم تؤت علمه فينبغي لنا أن لا نبحت فيه، ونكل أمره إلى الله، قال الله تعالى: (ولا تقف ما ليس لك به علم) وإذا يكون هذا الخطاب معدولاً عن العقل والقياس، فيكون مقصوراً على مورد، فلا يقتضي هذا الخطاب جواز خطابه - صلى الله عليه وسلم - ونداءه في غير تشهد الصلاة - انتهى (مرعاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح، للمباركفوري، ج ۳ ص ۲۳۳، ۲۳۴، كتاب الصلاة، باب التشهد)

سلام پڑھنے کو اختیار فرمایا ہے۔ ۱
لیکن بعض روایات میں یہ مضمون بھی آیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد
بعض صحابہ کرام نے نماز میں خطاب کے صیغہ کے ساتھ سلام چھوڑ دیا تھا۔ ۲

۱۔ النبی صلی اللہ علیہ وسلم علم التشهد تعلیمًا عامًا ، وقد کان فی زمنہ صلی اللہ علیہ وسلم
من یصلی حاضرًا معہ ومنہم من یصلی غائبًا عنہ ولم یفرق النبی صلی اللہ علیہ وسلم بینہما فی
ذلک ولا تفاوت بین من صلی فی زمنہ صلی اللہ علیہ وسلم غائبًا عنہ ، و بین من صلی بعد وفاتہ
صلی اللہ علیہ وسلم (اعلاء السنن ج ۳ ص ۲۳ ، باب التشہد و وجوبہ)
ثم لا یخفی علیک ان الفاظ التشہد ہکذا وردت بصیغۃ الخطاب فی اکثر الروایات الا ما ورد عن
بعض الصحابة کابن مسعود وغيرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم ، کما سیجی . انہم قالوا بعد وفاتہ صلی
اللہ علیہ وسلم بلفظ الغائب فقالوا السلام علی النبی لکن جمهور الصحابة وسائر الفقہاء متطافرون
علی التشہد بصیغۃ الخطاب ولم یفرقوا فی حیاتہ ووفاتہ صلی اللہ علیہ وسلم لما ان ثبت عنہ صلی
اللہ علیہ وسلم بهذا اللفظ و علمہم النبی صلی اللہ علیہ وسلم ہکذا بدون التفریق بین الحاضر
منہم والغائب مع ان الصحابة کانوا یغیبون عنہ صلی اللہ علیہ وسلم فی السرایا والاسفار
ولا یفرقون بین الحضور والغیۃ (اوجز المسالک الی مؤطا مالک ج ۱ ص ۲۶۲ ، ۲۶۵ ، باب
التشہد فی الصلاۃ)

۲۔ حدثنی عبد اللہ بن سخیرة أبو معمر قال : سمعت ابن مسعود ، یقول : علمنی
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ، وكفی بین کفیه ، التشہد ، کما یعلمنی السورة من
القرآن : التحیات لله ، والصلوات والطیات ، السلام علیک ایہا النبی ورحمة اللہ
وبرکاتہ ، السلام علینا وعلی عباد اللہ الصالحین ، أشہد أن لا إله إلا اللہ ، وأشہد أن
محمدًا عبده ورسوله وهو بین ظہرائینا ، فلما قبض قلنا : السلام - یعنی - علی النبی
صلی اللہ علیہ وسلم (بخاری ، رقم الحدیث ۶۲۶۵ ، کتاب الاستئذان ، باب الأخذ
بالیدین)

حدثنی عبد اللہ بن سخیرة أبو معمر ، قال : سمعت ابن مسعود ، یقول : علمنی رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم التشہد - کفی بین کفیه - کما یعلمنی السورة من القرآن ،
قال : " التحیات لله ، والصلوات والطیات ، السلام علیک ایہا النبی ورحمة اللہ
وبرکاتہ ، السلام علینا وعلی عباد اللہ الصالحین ، أشہد أن لا إله إلا اللہ ، وأشہد أن
محمدًا عبده ورسوله " وهو بین ظہرائینا ، فلما قبض قلنا : السلام علی النبی (مسند
احمد رقم الحدیث ۳۹۳۵)

قال شعيب الارنؤوط: إسناده صحيح علی شرط الشيخین (حاشیة مسند احمد)
عن عطاء أن أصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم کانوا یسلمون والنبی صلی اللہ علیہ و
سلم حی السلام علیک ایہا النبی ورحمة اللہ وبرکاتہ فلما مات قالوا السلام علی

﴿بقیہ حاشیہ گلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں﴾

اور بعض صحابہ کرام نے خطاب کے صیغہ کو کیوں چھوڑ دیا تھا؟ اس کی اہل علم حضرات نے مختلف وجوہات بیان فرمائی ہیں، جن میں سے ایک وجہ یہ ہے کہ ان صحابہ کرام کا مقصد عام اور کم علم لوگوں کو شرک کا شبہ ہونے سے بچانا تھا، تاکہ نماز میں پڑھے جانے والے سلام کے خطاب والے صیغہ سے وہ اس غلط فہمی میں مبتلا نہ ہو جائیں، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

النبي ورحمة الله وبركاته (مصنف عبد الرزاق رقم الحديث ۳۰۷۵، باب التشهد) عن نافع أن عبد الله بن عمر كان يتشهد فيقول بسم الله التحيات لله الصلوات لله الزاكيات لله السلام على النبي ورحمة الله وبركاته السلام علينا وعلى عباد الله الصالحين شهدت أن لا إله إلا الله شهدت أن محمدا رسول الله يقول هذا في الركعتين الأولىين ويدعو إذا قضى تشهده بما بدا له فإذا جلس في آخر صلاته تشهد كذلك أيضا إلا أنه يقدم التشهد ثم يدعو بما بدا له فإذا قضى تشهده وأراد أن يسلم قال السلام على النبي ورحمة الله وبركاته السلام علينا وعلى عباد الله الصالحين السلام عليكم عن يمينه ثم يرد على الإمام فإن سلم عليه أحد عن يساره رد عليه (مؤطا امام مالك، رقم الحديث ۱۹۰، باب التشهد في الصلاة)

عن القاسم بن محمد، قال: رأيت عائشة تعد بيدها تقول: التحيات الطيبات، الصلوات الزاكيات لله، السلام على النبي ورحمة الله، السلام علينا وعلى عباد الله الصالحين، أشهد أن لا إله إلا الله، وأشهد أن محمدا عبده ورسوله، قال: ثم يدعو لنفسه بما بدا له (مصنف ابن أبي شيبة، رقم الحديث ۳۰۱۰، كتاب الصلاة، باب التشهد في الصلاة)

أخبرني يحيى بن سعيد قال: سمعت القاسم بن محمد يقول: كانت عائشة تعلمنا التشهد وتشير بيدها تقول: "التحيات الطيبات الصلوات الزاكيات لله، السلام على النبي ورحمة الله وبركاته، السلام علينا وعلى عباد الله الصالحين، أشهد أن لا إله إلا الله وأشهد أن محمدا عبده ورسوله، ثم يدعو الإنسان لنفسه بعد (السنن الكبرى) للبيهقي، رقم الحديث ۲۸۸۲، كتاب الصلاة، باب من قدم كلمتي الشهادة على كلمتي التسليم)

قال السبكي في شرح المنهاج بعد أن ذكر هذه الرواية من عند أبي عوانة وحده إن صح هذا عن الصحابة دل على أن الخطاب في السلام بعد النبي صلى الله عليه وسلم غير واجب فيقال السلام على النبي قلت قد صح بلاريب وقد وجدت له متبعا قويا قال عبد الرزاق أخبرنا بن جريج أخبرني عطاء أن الصحابة كانوا يقولون والنبي صلى الله عليه وسلم حي السلام عليك أيها النبي فلما مات قالوا السلام على النبي وهذا إسناد صحيح (فتح الباري لابن حجر، ج ۲ ص ۳۱۲، باب التشهد في الآخرة)

جگہ سے خطاب کو سنتے ہیں، حالانکہ یہ خطاب معراج کی رات کے سلام کی نقل کر کے بندے اپنی طرف سے پیش کرتے ہیں، یا پھر یہ خطاب اللہ کی طرف سے ہے، واللہ اعلم۔ ۱

نبی کے نام کے ساتھ ”رحمہ اللہ“ کا استعمال

یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ جس طرح مومن و متقی کے نام کے ساتھ ”ترحم“ کا لفظ استعمال کیا جاتا ہے، یعنی ”رحمہ اللہ“ یا ”رحمۃ اللہ علیہ“ وغیرہ کہا جاتا ہے، تو کیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے نام پر بھی درود و سلام کے بعد اس طرح کے ”ترحم“ کا استعمال جائز ہے؟

اس کے جواب میں عرض ہے کہ مسنون تشہد میں تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ”ترحم“ کا استعمال جائز ہے، جو کہ ”السلام علیک ایہا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ“ میں مذکور ہے، کیونکہ اس کا تشہد کی حدیث میں سلام کے ساتھ ذکر ہے۔

جہاں تک تشہد کے علاوہ دوسرے موقع پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ”ترحم“ کے استعمال کا تعلق ہے، تو بعض فقہائے کرام درود و سلام پڑھنے کے بعد ”ترحم“ کی زیادتی کو مستحب قرار دیتے ہیں، مثلاً یہ کہا جائے کہ ”اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ وَارْحَمْ مُحَمَّدًا وَآلَ مُحَمَّدًا“ کیونکہ بعض روایات میں اس کا ذکر ملتا ہے۔

جبکہ بعض حضرات تشہد کے علاوہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ”ترحم“ کے استعمال سے منع فرماتے ہیں۔ ۲

۱۔ وقال الشيخ اطال الله بقائه: ويمكن ان يكون هذا التغير من بعضهم بقصد اسماء بعض الاعراب والعوام صدا لهم عن شائبة الشرك التي عسى ان يقفوا فيها توها من ظاهر الخطاب، كما قال عمر رضي الله عنه للحجر الاسود لما اراد تقبيله بمحضر من العوام: ”اني لاعلم ان حجر لاتضر ولا تنفع، ولولا اني رايت النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقبلک ما قبلتک“، رواه البخاری (اعلاء السنن ج ۳ ص ۲۳، ۱۲۴، باب التشهد ووجوبه)

۲۔ الترحم على النبی صلی اللہ علیہ وسلم وعلى آله في الصلاة:

وهو إما أن يكون في التشهد أو خارجه. وقد ورد الترحم على الرسول صلی اللہ علیہ وسلم في

﴿بقية حاشيا گلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں﴾

اور ان حضرات کا فرمانا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ”ترحم“ کے استعمال کی جو روایات آئی ہیں، وہ یا تو ضعیف ہیں، یا ان میں نماز کے تشہد کا ذکر پایا جاتا ہے۔ ۱۔

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾ التشہد، وهو عبارة " :السلام عليك أيها النبي ورحمة الله وبركاته " وتفصيل أحكام التشہد في مصطلحه.

أما الترحم على النبي صلى الله عليه وسلم خارج التشہد، فقد ذهب الحنفية، وبعض المالكية، وبعض الشافعية إلى استحباب زيادة " :وارحم محمدا وآل محمد " في الصلاة على النبي صلى الله عليه وسلم في الصلاة.

وعبارة الرسالة لابن أبي زيد القيرواني :اللهم صل على محمد وعلى آل محمد، وارحم محمدا وآل محمد، كما صليت ورحمت وباركت على إبراهيم.

واستدلوا بحديث أبي هريرة قال :قلنا :يا رسول الله :قد علمنا كيف نسلم عليك، فكيف نصلي عليك؟ قال :قولوا :اللهم اجعل صلواتك ورحمتك وبركاتك على محمد وعلى آل محمد، كما جعلتها على إبراهيم وعلى آل إبراهيم إنك حميد مجيد .

قال الحافظ ابن حجر :فهذه الأحاديث -وإن كانت ضعيفة الأسانيد -إلا أنها يشد بعضها بعضا، أقواها أولها، ويدل مجموعها على أن للزيادة أصلا . وأيضا الضعيف يعمل به في فضائل الأعمال .

وما عليه جمهور الفقهاء الاقتصار على صيغة الصلاة دون إضافة (الترحم) كما ورد في الروايات المشهورة في الصحيحين وغيرهما، بل ذهب بعض الحنفية وأبو بكر بن العربي المالكي والنووي وغيرهم إلى أن زيادة " :وارحم محمدا . . إلخ " بدعة لا أصل لها، وقد بالغ ابن العربي في إنكار ذلك وتخطئة ابن أبي زيد، وتجهيل فاعله، لأن النبي صلى الله عليه وسلم علمنا كيفية الصلاة. فالزيادة على ذلك استقصار لقول النبي صلى الله عليه وسلم واستدراك عليه.

وانتصر لهم بعض المتأخرين ممن جمع بين الفقه والحديث، فقال :ولا يحتج بالأحاديث الواردة، فإنها كلها واهية جدا . إذ لا يخلو سندها من كذاب أو متهم بالكذب . ويؤيده ما ذكره السبكي :أن محل العمل بالحديث الضعيف ما لم يشتد ضعفه (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج ۱۱، ص ۱۸۲، مادة "ترحم")

۱۔ حدثنا محمد بن العلاء قال :حدثنا إسحاق بن سليمان، عن سعيد بن عبد الرحمن، مولى سعيد بن العاص قال :حدثنا حنظلة بن علي، عن أبي هريرة، عن النبي صلى الله عليه وسلم قال " :من قال :اللهم صل على محمد، وعلى آل محمد، كما صليت على إبراهيم وآل إبراهيم، وبارك على محمد، وعلى آل محمد، كما باركت على إبراهيم وآل إبراهيم، وترحم على محمد، وعلى آل محمد، كما ترحمت على إبراهيم وآل إبراهيم، شهدت له يوم القيامة بالشهادة، وشفعت له " (الادب المفرد، رقم الحديث ۶۴۱)

قال ابن حجر: ورجال سنده رجال الصحيح إلا سعيد بن سليمان مولى سعيد بن العاص الراوى له

﴿بقية حاشیہ گلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

(۹)..... غیر ماثور درود و سلام کے صیغوں کی شرعی حیثیت

گزشتہ تفصیل سے یہ بات واضح ہو گئی کہ خواہ سلام کا معاملہ ہو یا درود کا، ان میں سے کسی عمل میں بھی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین نے اپنی طرف سے کوئی طریقہ تجویز نہیں کیا، بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا طریقہ معلوم کیا ہے۔

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾ عن حنظلة بن علی فإنه مجهول (فتح الباری لابن حجر، ج ۱، ص ۱۵۹، قوله باب الصلاة على النبي صلى الله عليه وسلم)
وقال أيضاً: هذا حديث حسن (نتائج الافکار لابن حجر، ج ۲، ص ۳۹، کتاب: الصلاة على رسول الله صلى الله عليه وسلم، باب صفة الصلاة على رسول الله صلى الله عليه وسلم، المجلس ۳۰۳)
حدثنا الشيخ أبو بكر بن إسحاق، أنبا محمد بن إبراهيم بن ملحان، ثنا يحيى بن بكير، ثنا الليث، عن خالد بن يزيد، عن سعيد بن أبي هلال، عن يحيى بن السباق، عن رجل، من بنى الحارث، عن ابن مسعود، عن رسول الله صلى الله عليه وسلم أنه قال " : إذا تشهد أحدكم في الصلاة فليقل : اللهم صل على محمد وعلى آل محمد، وبارك على محمد وعلى آل محمد، وارحم محمدًا، وآل محمد كما صليت، وباركت، وترحمت، على إبراهيم إنك حميد مجيد (مستدرک حاکم، رقم الحديث ۹۹۱)

قال الحاكم: وأكثر الشواهد لهذه القاعدة لفروض الصلاة.
وقال ابن حجر: ورجاله رجال الصحيح إلا يحيى والحارثي. فأما يحيى فذكره ابن حبان في الثقات.
وأما الحارثي فلم أقف على اسمه ولا على حاله (نتائج الافکار، ج ۳، ص ۳۹، باب صفة الصلاة على رسول الله صلى الله عليه وسلم، المجلس: ۳۰۳)
رجاله ثقات إلا هذا الرجل الحارثي فينظر فيه (التلخيص الحبير، تحت رقم الحديث ۴۰۴، باب: صفة الصلاة)

ووقع في حديث ابن مسعود المشار إليه زيادة أخرى وهي " : وارحم محمدًا وآل محمد كما صليت وباركت وترحمت على إبراهيم " الحديث.

وأخرجه الحاكم في "صحيحه" من حديث ابن مسعود فاغتر بتصحيحه قوم فوهوا، فإنه من رواية يحيى بن السباق وهو مجهول عن رجل مبهم "ضعيف".

أخرجه الحاكم (۲۶۹/۱) والبيهقي (۳۷۹/۲) من طريق الليث بن سعد عن خالد بن يزيد عن سعيد بن أبي هلال عن يحيى بن السباق عن رجل من بنى الحارث عن ابن مسعود مرفوعاً: " إذا تشهد أحدكم في الصلاة فليقل : اللهم صل على محمد وعلى آل محمد، وبارك على محمد وعلى آل محمد، وارحم محمد وآل محمد كما صليت وباركت وترحمت على إبراهيم وآل إبراهيم، إنك حميد مجيد "

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

قال الحاكم :إسناده صحيح"

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اگرچہ درود وسلام کو کسی ایک صیغہ کے ساتھ محدود نہیں فرمایا، بلکہ مختلف اوقات میں مختلف اشخاص کو مختلف صیغوں کے ساتھ درود وسلام کا طریقہ بتلایا، اور یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود سے درود وسلام کو مختلف صیغوں کے ساتھ پڑھنے کی باقاعدہ جو تعلیم فرمادی ہے، ان میں جو انوار اور برکات ہیں، وہ کسی دوسرے الفاظ میں نہیں ہو سکتیں۔

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

وتعقبہ ابن القیم فقال: وفي تصحيح الحاكم لهذا نظر ظاهر، فإن يحيى بن السباق وشيخه غير معروفين بعدالة ولا جرح، وقد ذكر ابن حبان يحيى بن السباق في كتاب الثقات. وقال أيضاً: وهذا إسناده ضعيف "جلاء الأفهام ص ۱۱۴ و ۲۲۳". وقال الحافظ: رجاله ثقات إلا هذا الرجل الحارثي فينظر فيه "التلخيص ۱/۲۶۳". قلت: إسناده ضعيف للرجل الذي لم يسم، ويحيى بن السباق ذكره ابن حبان في "الثقات" على قاعدته، ولم يذكر عنه راوياً إلا سعيد بن أبي هلال، فهو مجهول. ولم يذكره البخاري وابن أبي حاتم في كتابيهما (انيس الساري في تخریج احاديث فتح الباري، ج ۱ ص ۱۳۱۳، كتاب الدعوات، باب الصلاة على النبي - صلى الله عليه وسلم) وقال الالباني: (إذا تشهد أحدكم في الصلاة؛ فليقل: اللهم صل على محمد، وعلى آل محمد، وبارك على محمد، وعلى آل محمد، وارحم محمدًا وآل محمد؛ كما صليت وباركت وترحمت على إبراهيم، وعلى آل إبراهيم؛ إنك حميد مجيد). منكر بزيادة: (الترحم). أخرجه الحاكم (۲۶۹/۱) وعنه البيهقي في "السنن الكبرى (۳/۲۷۹)" من طريق سعيد بن أبي هلال عن يحيى بن السباق عن رجل من بني الحارث عن ابن مسعود مرفوعاً. وقال الحاكم: "إسناده صحيح!" ونحوه قول البيهقي: "كذا قاله ابن مسعود رضي الله عنه. والله أعلم." وهذا غريب منهما؛ فإنه مسلسل بالعلل:

الأولى: الرجل الحارثي: مجهول لم يسم.

الثانية: يحيى بن سابق: قال أبو حاتم: "ليس بقوى". وقال ابن حبان في "الضعفاء (۳/۱۱۴) - (۱۱۵)": "كان ممن يروى الموضوعات عن الثقات، لا يجوز الاحتجاج به في الديانة، ولا الرواية عنه بحيلة."

الثالثة: سعيد بن أبي هلال: كالمط قد أصيب بالاختلاط - كما قال أحمد وغيره - لكن الآفة ممن قبله. وان مما يدل على نكارة الحديث الأحاديث الكثيرة الصحيحة الواردة في كيفية الصلاة على النبي صلى الله عليه وسلم، وهي مذكورة في "صفة صلاة النبي صلى الله عليه وسلم"، وليس في شيء منها ذكر الترحم. فنذكر (سلسلة الاحاديث الضعيفة، تحت رقم الحديث ۶۹۸۱)

عدهن في يدى أبو بكر بن أبى دارم الحافظ بالكوفة، وقال لى عدهن في يدى على بن

﴿بقية حاشيا گلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

جس سے یہ بات واضح ہوگئی کہ درود وسلام کے عمل میں سنت اور افضل اور اللہ اور اس کے رسول کے نزدیک زیادہ پسندیدہ اور زیادہ اجر و ثواب کا باعث یہی ہے کہ جن صیغوں کے ساتھ درود وسلام پڑھنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام سے مستند طریقہ پر منقول ہے، انہی صیغوں کے ساتھ درود وسلام پڑھا جائے۔

اور ان کے مقابلہ میں دوسرے صیغوں کے ساتھ درود وسلام کو سنت، افضل اور زیادہ اجر و ثواب کا باعث نہ سمجھا جائے، خواہ وہ صیغے معنی کے اعتبار سے صحیح اور بزرگان دین سے ہی منقول کیوں نہ ہوں۔ ۱۔

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾ أحمد بن الحسين العجلي، وقال لي عدهن في يدي حرب بن الحسن الطحان وقال لي: عدهن في يدي يحيى بن المساور الحنط، وقال لي: عدهن في يدي عمرو بن خالد، وقال لي: عدهن في يدي زيد بن علي بن الحسين، وقال لي: عدهن في يدي أبي الحسين بن علي، وقال لي: عدهن في يدي علي بن أبي طالب، وقال لي: عدهن في يدي رسول الله صلى الله عليه وسلم، وقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: عدهن في يدي جبريل، وقال جبريل: هكذا نزلت بهن من عند رب العزة اللهم صلى على محمد وعلى آل محمد كما صليت على إبراهيم، وعلى آل إبراهيم إنك حميد مجيد اللهم بارك على محمد، وعلى آل محمد، كما باركت على إبراهيم، وعلى آل إبراهيم إنك حميد مجيد، اللهم ترحم على محمد، وعلى آل محمد كما ترحم على إبراهيم، وعلى آل إبراهيم إنك حميد مجيد، اللهم تحنن على محمد، وعلى آل محمد كما تحنن على إبراهيم، وعلى آل إبراهيم إنك حميد مجيد، اللهم وسلم على محمد، وعلى آل محمد كما سلمت على إبراهيم، وعلى آل إبراهيم، إنك حميد مجيد (معرفة علوم الحديث للحاكم، رقم الحديث ۴۸)

قال ابن الملقن: رواه الحاكم في علوم الحديث في النوع العاشر منه، وفي إسناده عمرو بن خالد الواسطي الوضاع، وهو من مسلسل الأحاديث وأكثرها لا يصح (البدر المنير، ج ۳ ص ۹۵، كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، الحديث الثلاثون بعد المائة)

۱۔ وأفضل الكيفيات في الصلاة عليه صلى الله تعالى عليه وسلم ما علمه رسول الله عليه الصلاة والسلام لأصحابه بعد سؤالهم إياه لأنه لا يختار صلى الله تعالى عليه وسلم لنفسه إلا الأشراف والأفضل ومن هنا قال النووي في الروضة: لو حلف ليصلين على النبي صلى الله تعالى عليه وسلم أفضل الصلاة لم يراً إلا بتلك الكيفية ووجه السبكي بأن من أتى بها فقد صلى الصلاة المطلوبة بيقين وكان له الخير الوارد في أحاديث الصلاة كذلك (روح المعاني للآلوسي، ج ۱ ص ۲۵۸، تحت رقم الآية ۵۶ من سورة الاحزاب) ﴿بقية حاشية اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

(۱۰)..... درود، سلام کے بغیر اور سلام، درود کے بغیر پڑھنا

قرآن مجید کی سورہ احزاب میں درود اور سلام دونوں کے پڑھنے کا حکم ہے، اور درود و سلام دونوں ہی عظیم الشان عمل ہیں، جیسا کہ تفصیلاً ذکر کیا جا چکا۔

اس لئے ہر مسلمان کو درود اور سلام دونوں کا حسب موقع اہتمام کرنا چاہئے، اور افضل یہی ہے کہ درود اور سلام دونوں کو جمع کیا جائے، جیسا کہ سلف صالحین کا طریقہ رہا ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے احادیث کے دوران ”صلی اللہ علیہ وسلم“ کہتے اور لکھتے آئے ہیں، اور اس مختصر جملہ میں درود اور سلام دونوں موجود ہیں۔

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

فحاصل هذا كله، ان الاولى والاخرى في الصلاة وسائر الاذكار والدعوات ان يتبع فيها الالفاظ الواردة الماثورة عن رسول الله صلى الله عليه وسلم (احكام القرآن للفقهاء المفسر العلامة محمد شفيق رحمه الله تعالى، ج ۳ ص ۵۰۰، سورة الاحزاب)

الافضل والاولى والاكثر ثوابا والاجزل جزاء وارضاها عند الله تعالى ورسوله صلى الله عليه وسلم هي الصيغ الماثورة ويحصل ثواب الصلاة والتسليم بغیرها ايضا، بشرط ان يكون فيها طلب الصلاة والرحمة عليه صلى الله عليه وسلم من الله عز وجل .

تنبیه: واما ما روى عن بعض المشايخ الصوفية من الصيغ الغير الماثورة كبعض صيغ دلائل الخیرات وامثاله، وتلقين المشايخ حزبها للمريدین، فان ذالك ليس لتكثير الثواب في نفسه بل له اغراض اخر كنشيط القارى وتشويقه وتحزين القلب وترقيقه، وهو امر مهم للمريد وسبب لتكثير الثواب من جهة اخرى. فلا لوم على المبتدى ان اختارها لهذه الاغراض المفيدة لما اقتضته الحال، وان كانت الصيغ الماثورة واتباعها هو الاصل في التبعيد واكثر ثوابا في المال، فليرجع اليها المنتهى، وليقتصر في آخر الاحوال، وهذا هو حكم سائر الاذكار والاوراد والاشغال (ايضاً ص ۵۰۲)

”ذریعہ الوصول الی جناب الرسول“ میں ہے کہ:

چاہئے کہ مومن سوائے ان صیغوں کے جو منقول ہیں، نہ پڑھے، کیونکہ منقول صیغوں کے چند فوائد ہیں: اول یہ کہ ان کے پڑھنے سے سبب قوی کی تعمیل ہوتی ہے، دوم یہ کہ اس شخص نے اپنے لئے جو نفع افضل چاہا تھا، اب اس درود و شریف کے واسطے سے یہ نفع افضل علیٰ حالہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے جمع ہو جائے گا، اور وہ فضیلت دس گنی ہو کر اس شخص پر نازل ہوگی، سوم یہ کہ منقول صیغوں کی قبولیت کا وعدہ ہے (ذریعہ الوصول الی جناب الرسول ص ۱۲۸، ضمیمہ نمبر ۲ باب اول، تالیف: علامہ مخدوم محمد ہاشم سندھی رحمہ اللہ، مرتب و مترجم: مولانا محمد یوسف صاحب لدھیانوی رحمہ اللہ)

لیکن اگر کوئی ایک وقت میں صرف درود یا صرف سلام پڑھے، تو بھی کوئی حرج نہیں۔ اگر کسی نے مستقل طور پر درود و سلام دونوں پڑھنے ہوں، تو نماز کے قعدہ میں تو سلام کو درود سے پہلے پڑھنا ثابت ہے، اس لئے اس میں تو تبدیلی کی گنجائش نہیں، اور نماز کے علاوہ عام مقامات پر حسبِ ذوق درود یا سلام کو مقدم کرنا جائز ہے، البتہ عذر نہ ہو، تو درود کا درجہ زیادہ ہونے کی وجہ سے اس کو سلام پر مقدم کرنے کی فضیلت زیادہ معلوم ہوتی ہے۔ ۱۔ اور عام حالات میں انفرادی درود کا درجہ انفرادی سلام سے زیادہ ہے، اور اس کی ایک وجہ تو یہ ہے کہ درود شریف کا عمل اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتوں کا بھی ہے۔

چنانچہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ (سورة الاحزاب رقم الآية ۵۶)

ترجمہ: بے شک اللہ اور اس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں، نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر

(سورة احزاب)

اور جب درود کا عمل اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتوں کا بھی ہے، تو اس کا درجہ سلام سے زیادہ

۲۔

دوسرے اکثر احادیث میں درود شریف کی فضیلت اور تاکید زیادہ آئی ہے۔

اس لئے عام حالات میں سلام کے مقابلہ میں درود شریف کی زیادہ فضیلت ہوگی۔ واللہ اعلم۔

۱۔ فإفراد كل منهما في هذين الحديثين يعكس على القول بالكراهة والظاهر أن مرادهم أن محل كراهة الأفراد فيما لم يرد الأفراد فيه وأن أصل السنة تحصل بالإتيان بأحدهما وكما لها إنما يحصل بجمعهما كما ورد في حديث يأتي (فيض القدير للمناوي، تحت رقم الحديث ۵۸۲)

ان كلا من الصلاة والتسليم مأمور به مطلقا، ولاتدل على الامر بالاتيان بهما في زمان واحد، كان يؤتى بهما مجموعين معطوفا أحدهما على الآخر، فمن صلى بكرة وسلم عشيا مثلاً فقد امتثل الامر، فانها نظير قوله تعالى: "واقبوا الصلاة وآتوا الزكاة واذكروا الله كثيرا وسبحوه" الى غير ذلك من الاوامر المتعاطفة.

نعم درج أكثر السلف على الجمع بينهما فلا أستحسن العدول عنه (روح المعاني للآلوسی،

ج ۱ ص ۲۵۹، تحت رقم الآية ۵۶ من سورة الاحزاب)

(۱۱)..... نبی ﷺ کے نام پر انگوٹھے چومنے کا حکم

آج کل بعض لوگ اذان و اقامت کے وقت یا دوسرے موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام سن کر انگوٹھے چومتے ہیں، اور اپنی آنکھوں پر بھی لگاتے ہیں، اور اس کو سنت اور ثواب کا کام سمجھتے ہیں، اور اگر کوئی یہ عمل نہ کرے، تو اس کو معیوب سمجھتے ہیں۔

حالانکہ اس عمل کا سنت اور ثواب ہونا کسی مستند ذریعہ اور مرفوع حدیث سے ثابت نہیں، اور اس سلسلہ میں جو بعض مرفوع احادیث کا حوالہ دیا جاتا ہے، وہ محدثین کے نزدیک مستند نہیں۔ ۱

۱۔ حدیث " :مسح العینین بالسبابتین عند قول المؤذن أشهد أن لا إله إلا الله ."
رواہ الدیلمی ولم یصح، وبعضهم رواه عن الخضر، قال فی الاصل عن شیخه :کل ذلک لم یصح (أسنی المطالب، لمحمد بن محمد درویش، تحت رقم الحدیث ۱۳۰۵)
مسح العینین بباطن أنملتی السبابتین بعد تقبیلہما عند سماع أشهد أن محمدا رسول الله من المؤذن مع قوله أشهد أن محمدا عبده ورسوله رضیت بالله ربا وبالإسلام دینا وبمحمد صلی الله علیه وسلم نبیا ذکره الدیلمی فی الفردوس من حدیث أبی بکر الصدیق أنه لما سمع قول المؤذن أشهد أن محمدا رسول الله قال مثله وقبل بباطن الأنملتین السبابة ومسح عینیہ فقال صلی الله علیه وسلم من فعل مثل ما فعل خلیلی فقد حلت علیه شفاعتی ولا یصح. وكذا ما أورده أبو العباس الرداد المتصوف بسند فیہ مجاہیل مع انقطاعه عن الخضر علیه السلام أنه من قال حین سمع أشهد أن محمدا رسول الله مرحبا بحبیبی وقرۃ عینی محمد بن عبد الله صلی الله علیه وسلم ثم یقبل إبهامیه ویجعلہما علی عینیہ لم یمی ولم یرمد أبدا ثم روى بسند فیہ من لم أعرفه عن محمد بن البایا أنه هبت ریح فوقعت منه حصاة فی عینه وأعیاه خروجهما وألمته أشد الألم فقال ذلک عند سماع المؤذن فخرجت الحصاة من فوره فقال الرداد وهذا یسیر فی جنب فضائله. وحكى عن البعض من صلی علی النبی صلی الله علیه وسلم إذا سمع ذکره فی الأذان وجمع إصبغیه المسبحة والإبهام وقبیلہما ومسح بهما عینیہ لم یرمد أبدا قال ابن صالح وسمع عن بعض الشیوخ أنه یقول عندما یمسح عینیہ صلی الله علیک یا رسول الله یا حبیب قلبی ویا نور بصری ویا قرۃ عینی قال ومذ فعلته لم ترمد عینی وقد جرب کل منهم ذلک وروی الحسن مثل ما روى عن الخضر علیه السلام بعینه انتهى (تذکرة الموضوعات، لمحمد طاهر الفتنی، ص ۳۴، کتاب العلم، باب الأذان ومسح العینین فیہ ونحوه)

حدیث :مسح العینین بباطن أنملتی السبابتین بعد تقبیلہما عند سماع قول المؤذن أشهد أن

﴿بقیہ حاشیہ گلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام نامی سننے پر شریعت نے درود شریف پڑھنے کی تعلیم دی ہے، اسی کے مطابق عمل کرنا چاہئے۔

اسی طرح آج کل بعض لوگ درود شریف پڑھتے وقت بھی مذکورہ طرزِ عمل اختیار کرتے اور

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

محمد رسول اللہ، مع قوله: أشهد أن محمدا عبده ورسوله، رضيت بالله ربا، وبالإسلام ديناً، وبمحمد صلى الله عليه وسلم نبياً، ذكره الديلمي في الفردوس من حديث أبي بكر الصديق أنه لما سمع قول المؤذن أشهد أن محمداً رسول الله قال هذا، وقبل باطن الأُمتين السابيتين ومسح عينيه، فقال صلى الله عليه وسلم: من فعل مثل ما فعل خليلي فقد حلت عليه شفاعتي، ولا يصح. وكذا ما أورده أبو العباس أحمد ابن أبي بكر الرداد اليماني المتصوف في كتابه "موجبات الرحمة وعزائم المغفرة" بسند فيه مجاهيل مع انقطاعه، عن الخضر عليه السلام أنه: من قال حين يسمع المؤذن يقول أشهد أن محمداً رسول الله: مرحباً بحبيبي وقرّة عيني محمد بن عبد الله صلى الله عليه وسلم، ثم يقبل إبهاميه ويجعلهما على عينيه لم يرمد أبداً، ثم روى بسند فيه من لم أعرّفه عن أخى الفقيه محمد بن البابا فيما حكى عن نفسه أنه هبت ريح فوقع منه حصاة في عينه، فاعياه خروجها، وآلمته أشد الألم، وأنه لما سمع المؤذن يقول أشهد أن محمداً رسول الله قال ذلك، فخرجت الحصاة من فوره، قال الرداد: وهذا يسير في جنب فضائل الرسول صلى الله عليه وسلم، وحكى الشمس محمد بن صالح المدني إمامها وخطيبها في تاريخه عن المجد أحد القدماء من المصريين أنه سمعه يقول: من صلى على النبي صلى الله عليه وسلم إذا سمع ذكره في الأذان وجمع أصبعيه المسبحة والإبهام وقبلهما ومسح بهما عينيه لم يرمد أبداً، قال ابن صالح: وسمعت ذلك أيضاً من الفقيه محمد بن الزرندی عن بعض شيوخ العراق أو العجم أنه يقول عندما يمسح عينيه: صلى الله عليك يا سيدى يا رسول الله يا حبيب قلبى ويا نور بصرى ويا قرّة عيني، وقال لى كل منهما: منذ فعله لم ترمد عيني، قال ابن صالح: وأنا ولله الحمد والشكر منذ سمعته منهما استعملته فلم ترمد عيني، وأرجو أن عافيتهما تدوم، وأنى أسلم من العمى إن شاء الله، قال وروى عن الفقيه محمد بن سعيد الخولاني قال: أخبرنى الفقيه العالم أبو الحسن على ابن محمد بن حديد الحسينى أخبرنى الفقيه الزاهد البلالى عن الحسن عليه السلام أنه قال: من قال حين يسمع المؤذن يقول أشهد أن محمداً رسول الله: مرحباً بحبيبي وقرّة عيني محمد بن عبد الله صلى الله عليه وسلم ويقبل إبهاميه ويجعلهما على عينيه لم يعم ولم يرمد، وقال الطاوسى: إنه سمع من الشمس محمد ابن أبى نصر البخارى خواجه حديث: من قبل عند سماعه من المؤذن كلمة الشهادة ظفري إبهاميه ومسحهما على عينيه وقال عند المس: اللهم احفظ حدقتى ونورهما ببركة حدقتى محمد رسول الله صلى الله عليه وسلم ونورهما لم يعم، ولا يصح في المرفوع من كل هذا شيء (المقاصد الحسنة للسخاوى، تحت رقم الحديث ۱۰۲۱، حرف الميم)

مسح العينين بباطن أنملة السابيتين أو ظفري إبهاميه ومسحهما على عينيه عند سماع كلمة

﴿بقية حاشيا گئے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

اس کو ثواب سمجھتے ہیں، حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو درود شریف پڑھنے کی جو تعلیم دی ہے، اس میں بھی اس کا ذکر نہیں، اس لئے یہ طریقہ بھی شریعت پر زیادتی و اضافہ ہے۔ ۱

(۱۲)..... اذان میں ”أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ“ پر درود کا حکم

اذان کے دوران جب مؤذن ”أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ“ کہتا ہے، تو اس کے جواب میں سننے والے کو یہی الفاظ دہرانا چاہئے، اور ان الفاظ پر درود شریف کی زیادتی نہیں کرنی چاہئے، جس طرح سے کہ مؤذن کے لئے حکم ہے کہ اس کو صرف ان کلمات پر اکتفاء کرنا چاہئے، اور اس کو ان کلمات پر درود شریف کی زیادتی نہیں کرنی چاہئے۔

اب اگر اذان و اقامت کے ان کلمات کو سن کر جواب میں ان الفاظ پر درود شریف کے اضافہ کا حکم ہوتا، تو یہ حکم اذان دینے والے کے لئے بھی ہوتا، کیونکہ عام حالات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام نامی لینے اور سننے والے دونوں قسم کے افراد کے لئے درود کا حکم ہے۔ نیز احادیث میں اذان و اقامت کے ان کلمات کے جواب میں درود شریف پڑھنے کا حکم

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

الشهادة من المؤذن. لا أصل له في المرفوع. نعم يروى عن بعض السلف (الجد الحديث في بيان ما ليس بحديث للعامري، ص ۲۰۹، تحت رقم الحديث ۴۵۰)

حديث: مسح العينين بباطن أنملى السبابتين بعد تقبيلهما عند قول المؤذن: أشهد أن محمداً رسول الله. أنكره السخاوي، وقال: كل ما يروى في هذا، فلا يصح رفعه ألبتة (اللوؤ المرصوع فيما لا أصل له أو بأصله موضوع، لمحمد بن خليل بن إبراهيم المشيشي الطرابلسي، ص ۱۶۸، تحت رقم الحديث ۵۰۵)

۱۔ ان فعل باعتقاد الثواب الذي لم يثبت دليله كان بدعة والزيادة في الدين، وأكثر من يفعله في زماننا اعتقادهم كذلك فلا شك في كونه بدعة، وان فعل بنية الصالحة البدنية فهو نوع من الطب فيجوز في نفسه لكن لو اقصى الى ايهام القرية كما هو المظنون من العوام في هذا الزمان يمنع منهم مطلقاً (بواذر النوار، ص ۴۰۸، چونتیسواں نادرہ در مسح عینین بالانامل عند قول المؤذن اشهد ان محمد رسول الله)

مذکور نہیں، البتہ اذان کے بعد درود شریف اور دعائے وسیلہ پڑھنے کا ذکر ہے، جیسا کہ تفصیل کے ساتھ پہلے گزرا۔

اس لئے احادیث میں بیان کئے ہوئے اسی طریقہ پر عمل کرنا چاہئے، اور اس میں کوئی اضافہ نہیں کرنا چاہئے۔

اور جب اذان کا سنت کے مطابق جواب دیا جائے گا، اور پھر اذان کے بعد اسی وقت درود شریف پڑھ لیا جائے گا، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر مبارک پر درود پڑھنے کے حکم پر عمل بھی ہو جائے گا۔

اس تفصیل سے یہ بات بھی معلوم ہوگئی کہ آج کل بعض لوگ اذان کے دوران ”اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُولُ اللّٰهِ“ سن کر یہی کلمات دہرانے اور سنت کے مطابق جواب دینے کی بجائے صرف ”صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ“ کہہ دیتے ہیں، اس سے سنت پر عمل نہیں ہوتا، بلکہ سنت کی خلاف ورزی لازم آتی ہے۔

(۱۳)..... اذان سے پہلے مروجہ درود و سلام کا حکم

آج کل بعض مقامات پر اذان سے پہلے لاؤڈ اسپیکر پر ”الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ“ وغیرہ پڑھا جاتا ہے، اور اس پر بہت زیادہ اصرار کیا جاتا ہے۔ یہ طریقہ قرآن و سنت سے ثابت نہیں۔

معتبر و مستند احادیث میں ابتداء سے لے کر انتہاء تک اذان کے بارے میں پوری تفصیلات موجود ہیں، مگر اس طرح بآواز بلند اذان سے پہلے درود شریف پڑھنے کا کوئی ذکر نہیں، اور اگر ذکر بھی ہے تو اذان کے بعد خاموشی کے ساتھ پڑھنے کا ذکر ہے، جس کی تفصیل پہلے ذکر کی جا چکی ہے۔

اس لئے اذان سے پہلے بآواز بلند صلاۃ و سلام کا مروجہ طریقہ چھوڑنا چاہئے، اور اسے ضد

و عناد بازی اور انا کا مسئلہ نہیں بنانا چاہئے، اور اذان کے بعد خاموشی سے سنت کے مطابق درود اور اس کے بعد دعائے وسیلہ پڑھنی چاہئے۔
البتہ خاموشی کے ساتھ مسنون طریقہ پر اگر کوئی اذان سے پہلے بھی درود و سلام پڑھے تو کوئی حرج نہیں، مگر اسے اذان کی طرح بلند آواز سے پڑھنا اور اذان کا حصہ بنانا ہرگز مناسب نہیں۔

(۱۴)..... نماز کے بعد مروجہ اجتماعی درود کا حکم

بعض مساجد میں باجماعت فرض نماز کا سلام پھیر کر اجتماعی طور پر بآواز بلند درود شریف پڑھنے کا اہتمام کیا جاتا ہے۔

اس کا بھی سنت سے ثبوت نہیں ملتا، بلکہ شریعت نے نماز کے آخری قعدہ میں سب کے لئے درود شریف پڑھنے کا خود سے عمدہ طریقہ تجویز کر دیا ہے، جس کے سنت ہونے میں کوئی شبہ نہیں۔

اور کسی نماز کے بعد اجتماع و التزام کے ساتھ بلند آواز سے درود و سلام پڑھنا، نہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے، نہ صحابہ و تابعین سے، اور نہ ائمہ مجتہدین اور علمائے سلف سے۔
اگر یہ عمل اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک مستحسن اور پسندیدہ ہوتا، تو صحابہ و تابعین اور ائمہ دین اس کو اہتمام کے ساتھ انجام دیتے اور دوسروں کو بھی تاکید فرماتے، حالانکہ ان کی پوری تاریخ میں اس کا ذکر نہیں ملتا۔

البتہ خاموشی کے ساتھ یہاں بھی اختیار ہے کہ خواہ کوئی درود شریف پڑھے، یا کلمہ طیبہ، یا استغفار، یا اور کوئی ذکر کرے، اس میں کوئی حرج نہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے انفرادی حیثیت سے نماز کے بعد مختلف اذکار ثابت ہیں، مگر اجتماعی طور پر مروجہ ذکر یا درود شریف کا کوئی ثبوت نہیں۔

تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو، ہماری کتاب ”نماز کے بعد ذکر اور دعاء کے فضائل و احکام“

(۱۵)..... جمعہ کی نماز کے بعد مروّجہ اجتماعی درود و سلام کا حکم

آج کل بعض مساجد میں جمعہ کی نماز سے فارغ ہو کر لوگ اجتماعی انداز میں کھڑے ہو کر بآواز بلند درود و سلام پڑھتے ہیں، اور اس درود و سلام میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے براہ راست خطاب کے صیغے استعمال کرتے ہیں، اور کھڑے ہونے کی وجہ یہ بیان کی جاتی ہے کہ اس مجلس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لاتے ہیں، لہذا اُن کے ادب و احترام میں کھڑے ہوتے ہیں۔

تو اس بارے میں سمجھ لینا چاہیے کہ درود و سلام کثرت سے پڑھنے کے بے شمار فضائل آئے ہیں، اور یہ صحابہ و تابعین اور بزرگانِ دین کا معمول رہا ہے۔

اور جمعہ مبارکہ کے دن خصوصیت کے ساتھ درود شریف کثرت کے ساتھ پڑھنے کے بھی احادیث میں فضائل آئے ہیں، جن کا ذکر پہلے اپنے مقام پر گزر چکا ہے۔

لیکن اس کے لیے شریعت کی طرف سے اجتماعی صورت کا ثبوت نہیں ہے؛ لہذا اس میں اپنی طرف سے کچھ قیود و حدود بڑھا لینا شریعت پر زیادتی ہونے کی وجہ سے ناجائز ہے۔

جمعہ بلکہ کسی بھی نماز کے بعد مروّجہ اجتماعی انداز میں بلند آواز کے ساتھ درود و سلام پڑھنا نہ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے، اور نہ صحابہ و تابعین سے اور نہ ہی ائمہ مجتہدین اور علمائے سلف سے۔

اگر مذکورہ طریقے پر درود شریف پڑھنے کا یہ عمل اللہ اور اس کے رسول کے نزدیک پسندیدہ ہوتا تو صحابہ و تابعین اور ائمہ دین اس کو خود سے انجام دیتے اور اس کی امت کو ترغیب دیتے اور تلقین فرماتے۔

جبکہ انہوں نے دین کی چھوٹی بڑی ہر بات کی پوری تحقیق و تبلیغ فرمادی ہے۔

اس کے علاوہ بلند آواز سے درود شریف پڑھنے میں ریاکاری اور نمائش کا بھی اندیشہ ہے، اور

اس کی وجہ سے دوسرے عبادت یا آرام کرنے والوں کو بھی خلل و ایذا پہنچنے کا خدشہ ہے۔ لہذا مذکورہ طریقہ کے بجائے آہستہ آواز میں ہر شخص کو اپنے طور پر اخلاص کے ساتھ درود و سلام کی کثرت کرنی چاہیے۔

نیز کسی مجلس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حاضر ہونے کا عقیدہ رکھنا بھی شرعی دلائل سے ثابت نہیں، اور پھر خطاب کے الفاظ سے اس عقیدے کے ساتھ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہماری آواز کو براہ راست سنتے ہیں، ”یا رسول“ اور ”یا نبی“ وغیرہ کی صدائیں لگانا بھی غلط ہے، بلکہ اس طرح کا عقیدہ اختیار کرنے سے شرک کا اندیشہ ہے، کیونکہ ہر جگہ سے براہ راست آواز کو سُننا، اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہے، کیونکہ ”علیم، خبیر، بصیر، عالم الغیب والشہادۃ، اور علیم بذات الصدور“ وغیرہ اللہ تعالیٰ کی صفات ہیں، اور قرآن وحدیث میں اللہ تعالیٰ کے لئے ہی جا بجا مذکور ہیں۔

(ماخوذ از: جواہر الفقہ جلد ۱ صفحہ ۵۱۵، جدید ایڈیشن)

(۱۲)..... درود شریف کی مروجہ محفلوں کا حکم

آج کل بعض مقامات پر تداعی (یعنی دعوت) اور اعلان کے ساتھ درود شریف کی محفلیں منعقد کی جاتی ہیں، اور ان میں سب لوگ شریک ہو کر ایک آواز کے ساتھ اور بعض اوقات مخصوص درود شریف کا التزام کرتے ہیں، اور بعض علاقوں میں ان محفلوں میں مزید کئی دوسری چیزیں شامل کی جاتی ہیں۔

اس قسم کی محفلیں قرآن و سنت اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے ثابت نہیں، اس لئے ان پابندیوں کو چھوڑ دینا چاہئے، اور شریعت کی دی ہوئی سہولت سے فائدہ اٹھانا چاہئے، اور ہر شخص کو اپنے مقام پر رہتے ہوئے اخلاص کے ساتھ درود شریف کا کثرت سے اہتمام کرنا چاہئے۔ اور درود شریف پڑھنے کے لئے کوئی ایسی صورت تجویز نہیں کرنی چاہئے، جو صحابہ کرام اور خیر القرون سے ثابت نہ ہو۔

چنانچہ حضرت ملا علی قاری رحمہ اللہ مشکاة کی شرح میں فرماتے ہیں کہ:

وَلَا يَتَحَلَّقُونَ لِلْأَذْكَارِ وَالصَّلَوَاتِ بَرَفِ الصَّوْتِ فِي الْمَسَاجِدِ
وَلَا فِي بُيُوتِهِمْ“ (مرقاۃ المفاتیح) ۱

ترجمہ: صحابہ کرام مسجدوں اور گھروں میں بلند آواز کے ساتھ ذکر اور درود شریف پڑھنے کے لئے کوئی حلقہ قائم نہیں کرتے تھے (مرقاۃ)

اور حضرت مفتی محمود حسن صاحب فرماتے ہیں کہ:

درود شریف کے فضائل احادیث سے خوب ثابت ہیں، جمعہ اور شپ جمعہ میں کثرت سے درود شریف پڑھنے کی ترغیب بھی ثابت ہے، مگر اس کے لیے یہ محفلیں منعقد کرنا ثابت نہیں۔

جو شخص تنہا مسجد میں یا مکان میں جس قدر توفیق ہو، درود شریف دل لگا کر اخلاص کے ساتھ یکسوئی کے ساتھ پڑھا کرے، یہ عین سعادت ہے (فتاویٰ محمودیہ، مبوب،

ج ۳ ص ۱۲۱، باب البدعات والرسوم؛ ناشر جامعہ فاروقیہ، کراچی؛ سن طباعت: ۱۳۶۰ھ)

نیز ایک سوال کے جواب میں فرماتے ہیں کہ:

درود شریف سرّاً و جہراً دونوں طرح درست و ثواب، باعث ترقی درجات اور موجب قرب ہے، جمعہ کے روز خصوصیت سے اس کی تاکید ہے، لیکن اجتماعی حیثیت سے جہراً پڑھنا حدیث وفقہ سے ثابت نہیں، حالانکہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم پانچوں وقت مسجد میں جمع ہوتے تھے، اوقات نماز کے علاوہ بھی بکثرت حضر و سفر میں جمع ہونے کا موقع ملتا تھا، مگر کہیں ثابت نہیں کہ اجتماعاً جہراً پڑھنے کا معمول رہا ہو۔

انفراداً بھی جہراً پڑھنے میں اس کا لحاظ ضروری ہے کہ کسی کو تشویش نہ ہو، مثلاً وہاں

کوئی نماز میں مشغول نہ ہو، یا نائم (یعنی سویا ہوا) نہ ہو؛ نیز جہر اُڑھنے سے دوسری کوئی غرض مطلوب نہ ہو (فتاویٰ محمودیہ، محبوب، ج ۳ ص ۱۲۸، باب البدعات والرسوم؛ ناشر جامعہ

فاروقیہ، کراچی؛ سن طباعت: ۱۴۲۶ھ)

ایک مقام پر سوال کے جواب میں فرماتے ہیں کہ:

”دروود شریف کی ترغیب و تاکید قرآن کریم اور حدیث شریف سے ثابت ہے، یہ بڑی خیر و برکت اور سعادت کی چیز ہے، ہر مسلمان کو کثرت سے اس کا ورد رکھنا چاہئے، مگر اس کے لئے کوئی نئی صورت ایجاد نہیں کرنی چاہئے، بلکہ قرون مشہود لہا بالخیر میں اس کا جو طریقہ تھا وہی اختیار کرنا چاہئے، ہر شخص تنہا اپنی اپنی جگہ پوری توجہ اور یکسوئی سے قلب کو حاضر کر کے اس تصور کے ساتھ پڑھا کرے کہ میری طرف سے یہ ہدیہ بذریعہ ملائکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں پیش کیا جاتا ہے، اور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم اس سے مسرور ہوتے ہیں اور جواب ارشاد فرماتے ہیں، حق تعالیٰ جل شانہ بھی خوش ہو کر ایک درود کے بدلہ میں دس دس رحمتیں مجھ پر نازل فرماتے ہیں، سوال میں جو صورت درج ہے اس کا ثبوت اولہ شرعیہ سے نہیں ہے“ (فتاویٰ محمودیہ، محبوب، ج ۳ ص ۴۳۱، ۴۳۲، کتاب السلوک والاہسان، ما یصلح

بجائ الصوفیہ واذکارہم؛ ناشر جامعہ فاروقیہ، کراچی؛ سن طباعت: ۱۴۲۶ھ)

(دلائل اور مزید تفصیل کے لئے ہمارا رسالہ: ”اجتماعی ذکر کی مجلسوں کا شرعی حکم“ ملاحظہ فرمائیں) ۱

۱۔ بعض لوگ اس طرح کی احادیث سے اجتماعی درود کی مجلسوں پر استدلال کرتے ہیں، جن میں اللہ کی کتاب اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھنے اور اللہ کی کتاب کی تلاوت کرنے والوں کے لئے اللہ کی رحمت کے گہرے گہرے۔

حدثنا... بن مالک القشیری، ثنا زائدة بن أبي الرقاد، عن زياد النميري، عن أنس، فذكر أحاديث، ثم قال: وبإسنادہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم، قال: "إن لله سيارة من الملائكة، يطلبون حلق الذكر، فإذا أتوا عليهم حفوا بهم، ثم بعثوا رائدہم إلى السماء إلى رب العزة تبارک وتعالی، فيقولون: ربنا! أتينا على عباد من عبادك، يعظمون آلاءك، ويتلون كتابك، ويصلون على نبيك، صلى الله عليه وسلم،

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

(۱۷)..... درودِ تنجینا کی شرعی حیثیت

آج کل بہت سے لوگوں میں ایک درود ”دروودِ تنجینا“ کے نام سے مشہور اور رائج ہے۔ اور اس کے بارے میں عوام الناس میں بڑے فضائل مشہور ہیں۔

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

ویسألونک لآخرتہم ودنیاہم، فیقول تبارک وتعالیٰ: غشوہم رحمتی، فیقولون: یا رب: إن فیہم فلانا الخطاء، إنما اعتقہم اعتقا، فیقول تبارک وتعالیٰ: غشوہم رحمتی، فہم الجلساء، لا یشقی بہم جلسہم " (کشف الاستار عن زوائد البزار، رقم الحدیث ۳۰۶۲)

أخبرنا عمر بن أحمد السمسار، أنبا أبو سعید النقاش، أنبا أبو القاسم: موسی بن محمد بن علی الشیبانی بالدینور، ثنا عبد اللہ بن محمد بن سنان، ثنا مسلم بن إبرہیم، ثنا عبد السلام بن عجلان، ثنا أبو عثمان النهدی، عن أبی ہریرۃ - رضی اللہ عنہ - قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: (إن لہ سيارۃ من الملائکۃ إذا مروا بحلق الذکر قال بعضهم لبعض: اقعدوا، وإذا دعا القوم أمنا علی دعائہم، فإذا صلاوا علی النبی صلاوا معہم حتی یفرغوا، ثم یقول بعضهم لبعض: طوبی لہؤلاء یرجعون مغفوراً لہم) (الترویج والترہیب، رقم الحدیث ۱۶۷۲)

لیکن اولاً تو اس طرح کی احادیث میں بلند اور اجتماعی آواز کے ساتھ درود شریف پڑھنے کا ذکر نہیں، پس جس طرح سے کہ

قرآن مجید کی کسی ایک آیت کو بلند اور اجتماعی آواز کے ساتھ پڑھنے کی قید کے ساتھ اس حدیث کو مقید نہیں کیا جاسکتا، اسی طرح سب کے ایک ساتھ یا آواز بلند درود پڑھنے کے ساتھ بھی مقید نہیں کیا جاسکتا۔ واللہ اعلم۔

قال ابن حجر: وبہ إلی أبی نعیم ثنا أبو عمرو بن حمدان، ثنا الحسن بن سفیان، ثنا محمد بن أبی بکر، ثنا زائدۃ بن أبی الرقاد، عن زیاد النمیری، عن أنس، عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم، قال: (إن للہ سيارۃ من الملائکۃ یطلبون حلق الذکر، فإذا أتوا علیہم حفوا بہم وبعثوا (ثم یعتنون) رائدہم إلی السماء إلی رب العزۃ سبحانہ، فیقولون: (یا ربنا) وهو أعلم، أنینا عبادا (من الصالحین) من عبادک یعظمون آلاءک، ویصلون کتابک، ویصلون علی نبیک، ویسألونک بآخرتہم (لآخرتہم) ودنیاہم، فیقول (ربنا تعالیٰ) غشوہم رحمتی، ہم القوم، لا یشقی بہم جلسہم))

هذا حدیث غریب، أخرجه البزار عن أحمد بن مالک القشیری عن زائدۃ بن أبی الرقاد. فوقع لنا بدلا علیا.

وقال: تفرد بہ زائدۃ، ولم یکن بہ بأس، وإنما نکتب من حدیث ما لم نجدہ عند غیرہ انتہی.

﴿بقیہ حاشیہ گلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

کہا جاتا ہے کہ آفات اور مصائب کے وقت اس درود کے ورد سے نجات حاصل ہوتی ہے، اس لئے مختلف مواقع پر اس درود کے ورد کا اہتمام کیا جاتا ہے، اور دوسروں کو بھی اس کی ترغیب دی جاتی ہے، اس درود کے الفاظ یہ ہیں کہ:

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ صَلَاةً تُنَجِّنَا بِهَا مِنْ جَمِيعِ الْاَهْوَالِ وَالْاَفَاتِ
وَتَقْضِيْ لَنَا بِهَا جَمِيعَ الْحَاجَاتِ وَتُطَهِّرُنَا بِهَا مِنْ جَمِيعِ السَّيِّئَاتِ
وَتَرْفَعُنَا بِهَا عِنْدَكَ اَعْلٰی الدَّرَجَاتِ وَتُبَلِّغُنَا بِهَا اَقْصٰی الْغَايَاتِ مِنْ

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾ و فی کلامہ تدافع، وقد قال البخاری: إنه منکر الحدیث، وضعفه جماعة. وأبوہ بضم الراء وتخفيف القاف وآخره دال مهملة. وشیخہ فیہ ضعف أيضا.

لکن لهذا الحدیث أصل أصیل، أخرجه البخاری ومسلم مطولا من حدیث أبی ہریرة، وسیاتی إن شاء الله تعالیٰ (نتائج الافکار، ج ۱ ص ۲۴، فصل: کما یتستحب الذکر یتستحب الجلوس فی حلق أهلہ، المجلس: ۲)

قال الحافظ: فی حدیث أنس عند البزار: "یعضمون آلاءک، ویتلون کتابک، ویصلون علی نبیک، ویسألون لآخرتهم ودنیاهم" وقال: وفی حدیث أنس: "فیقول: غشوهم رحمתי" ضعیف. أخرجه البزار (کشف ۳۰۶۲) وأبو نعیم فی "الحلیة (۲/۲۶۸)" من طریق زائدة بن أبی الرقاد البصری عن زیاد النمیری عن أنس مرفوعاً: "إن لله سیرة من الملائكة، یطلبون حلق الذکر، فإذا أتوا علیهم حقوا بهم، ثم یعثوا رائدھم إلی السماء إلی رب العزة تبارک وتعالیٰ، فیقولون: ربنا! أتینا علی عباد من عبادک، یعضمون آلاءک، ویتلون کتابک، ویصلون علی نبیک، ویسألون لآخرتهم ودنیاهم، فیقول تبارک وتعالیٰ: غشوهم رحمתי، فیقولون: یارب إن فیہم فلاناً الخطاء، إنما اعتنقھم اعتناقاً، فیقول تبارک وتعالیٰ: غشوهم رحمתי، فھم الجلساء لا یشقی بہم جلیسھم" قال الھیثمی: رواه البزار من طریق زائدة بن أبی الرقاد عن زیاد النمیری، وكلاهما وثق علی ضعفه، فعاد هذا إسناده حسن "المجمع ۱۰/۷۷۷.

قلت: بل إسناده ضعیف، زائدة قال البخاری والنسائی: منکر الحدیث، وقال ابن معین: لیس بشیء، وقال ابن حبان: یروی المناکیر عن المشاہیر، لا یحتج بہ، ولا یکتب إلا للاعتبار، وقال أبو حاتم: یحدث عن زیاد النمیری عن أنس أحادیث مرفوعة منكرة، ولا ندري منه أو من زیاد. وذكره العقیلی فی "الضعفاء"، وقال الذھبی فی "المیزان": ضعیف، وقال فی "الدیوان": لیس بحجة. وقواه بعضهم.

وزیاد ضعفه أبو داود، وقال أبو حاتم: یکتب حدیثہ ولا یحتج بہ، وقال الدارقطنی: لیس بالقوی. واختلف فیہ قول ابن معین وابن حبان (أنیس الساری فی تخریج وتحقیق الأحادیث التی ذکرھا الحافظ ابن حجر العسقلانی فی فتح الباری لابن حذیفہ، نبیل بن منصور بن یعقوب بن سلطان البصارة الکونی، ج ۱، ص ۱۳۳۳، تحت رقم الحدیث ۲۲۲/۱۰۱۶)

جَمِيعُ الْخَيْرَاتِ فِي الْحَيَاةِ وَبَعْدَ الْمَمَاتِ .

اس بارے میں یہ سمجھ لینا ضروری ہے کہ یہ درود قرآن و سنت سے ثابت نہیں، اس لئے اس کو سنت نہیں سمجھنا چاہئے۔

اور نہ ہی احادیث میں بیان کئے ہوئے درود شریف کے صیغوں سے اس کی زیادہ فضیلت اور تاثیر کا عقیدہ رکھنا چاہئے۔

جس کی تفصیل ہم نے پہلے ذکر کر دی ہے۔

البتہ اس درود کا مضمون غلط نہیں ہے، اور یہ بعض بزرگوں سے منقول بھی ہے۔ ۱

اس لئے اس کو سنت سمجھے بغیر، اور سنت سے ثابت شدہ درودوں پر فضیلت دیئے بغیر پڑھنا فی نفسہ تو جائز ہے، لیکن آج کل جس طرح سے اس کا اہتمام کیا جاتا ہے، اور اس کی ترغیب دی جاتی ہے، اور اجتماعی انداز میں اس کا اہتمام کیا جاتا ہے، اور اس کا مسنون درود سے زیادہ اہتمام کیا جاتا ہے، اس طرح سے اس کا جواز ثابت ہونا بھی مشکل ہے، اس لئے اس کے بجائے مسنون درود کے صیغوں کو اختیار کرنا چاہئے۔ ۲

اور بعض لوگوں نے آج کل اس میں اپنی طرف سے مزید کلمات کا اضافہ کر لیا ہے، جن میں یہ

۱۔ قَالَ بَعْضُ الْعَارِفِينَ كُنْتُ فِي مَرْكَبٍ فَعَصَفَتْ عَلَيْنَا الرِّيحُ فَأَشْرَفْنَا عَلَى الْغُرُقِ فَأَرَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي مَنَامِي فَقَالَ قُلْ لَهُمْ يَقُولُونَ اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ صَلَاةَ تَنْجِينَا بِهَا مِنْ جَمِيعِ الْأَهْوَالِ وَالْآفَاتِ وَتَقْضِ لَنَا بِهَا جَمِيعَ الْحَاجَاتِ وَتَطْهِّرْنَا بِهَا مِنْ جَمِيعِ السَّيِّئَاتِ وَتَرْفَعْنَا بِهَا عِنْدَكَ أَعْلَى الدَّرَجَاتِ وَتَبْلَغْنَا بِهَا أَقْصَى الْغَايَاتِ مِنْ جَمِيعِ الْخَيْرَاتِ فِي الْحَيَاةِ وَبَعْدَ الْمَمَاتِ فَاسْتَيْقِظْتُ فَقُلْنَا هَا جَمِيعًا فَسَكَنَ الرِّيحُ يَأْذَنُ اللَّهُ تَعَالَى (نزہۃ المجالس ومنتخب النفائس، للصفور، ج ۲ ص ۸۵، ۸۶، باب فضل الصلاة والتسليم على سيد الأولين للصفوري)

۲۔ ہم نے جہاں تک لوگوں کے حالات پر غور کیا، تو وہ مسنون و ماثور درود و سلام کے صیغوں کو چھوڑ کر اس قسم کے درود و سلام کو زیادہ اہمیت و فوقیت دیتے اور ان کی تاثیر کا زیادہ عقیدہ رکھتے ہیں۔

اور اس کی وجہ غور کرنے سے یہ سمجھ میں آئی کہ مسنون و ماثور درود و سلام پر زیادہ تر اجر و ثواب کے وعدے اور بشارتیں ہیں، اور عام لوگوں کے دلوں میں حب دنیا کا غلبہ ہے، اس لئے وہ دنیا کے فوائد و منافع سن کر ان کی طرف متوجہ و مائل ہوتے ہیں، اور یہ نہیں سمجھتے کہ مسنون و ماثور صیغوں سے حاصل ہونے والے اجر و انعام کا درجہ ان دنیاوی منافع سے زیادہ ہے، اور اجر و انعام میں اللہ تعالیٰ کی بے پناہ رحمتیں بھی داخل ہیں، جن کے ذریعہ سے آخرت کے علاوہ دنیا کی فلاح و کامیابی بھی ساتھ ہی حاصل ہوتی ہے۔ محمد رضوان۔

اضافہ بھی شامل ہے کہ:

اَغْثِنِي، اَغْثِنِي، يَا رَسُولَ اللَّهِ

ظاہر ہے کہ اس قسم کے اضافے پر مشتمل درود پڑھنا جائز نہیں ہوگا، کیونکہ یہ مضمون خلاف شرع ہے۔

(۱۸)..... الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ كَامرُوجہ طریقہ

آج کل بعض لوگوں نے یہ طریقہ اختیار کر لیا ہے کہ وہ کسی بھی مقام پر ہوتے ہوئے ”الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ“ یا اسی طرح دوسرے حاضر اور خطاب والے صیغوں کے ساتھ درود و سلام پڑھتے ہیں، اور ساتھ ہی یہ عقیدہ بھی رکھتے ہیں کہ ہمارے خطاب کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہر مقام سے بغیر فرشتوں کے واسطہ کے براہ راست سنتے ہیں، اور اس طرح کے مختلف الفاظ کے ساتھ بہت سے درود لوگوں میں مشہور کر دیئے گئے ہیں، اور اس کے فضائل بھی اپنی طرف سے گھڑ کر پیش کر دیئے گئے ہیں۔

حالانکہ اولاً تو اس طرح سے درود و سلام پڑھنے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہر جگہ قریب و دور سے سننے کا قرآن و سنت میں کوئی ثبوت نہیں ہے، بلکہ صحیح احادیث میں فرشتوں کے واسطہ سے پیش کئے جانے کا ذکر ہے۔

دوسرے غیر اللہ کے بارے میں مذکورہ عقیدہ رکھنا بھی نادانی کی بات ہے، اور بعض صورتوں میں شرک کا خطرہ ہے۔

اس لئے اس طرزِ عمل اور عقیدہ سے بچنا چاہئے، اور اس کے بجائے سنت کے مطابق درود و سلام پیش کرنا چاہئے۔ ا

۱۔ بعض لوگ نماز میں پڑھے جانے والے سلام میں خطاب کے صیغے سے دلیل پکڑتے ہیں، جو کہ درست نہیں، اور ہم بعض اہل علم کا یہ قول پہلے تفصیل کے ساتھ ذکر کر چکے ہیں کہ نماز میں پڑھے جانے والے سلام کے صیغہ میں خطاب کی وجہ یہ ﴿بِقَبِيهِ حَاشِيَ الْكُلِّ صَفْحَةٍ﴾ پر ملاحظہ فرمائیں

(۱۹)..... درودِ حبیب

بعض لوگوں میں درودِ حبیب کے نام سے یہ الفاظ رائج ہیں کہ:

الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ وَعَلَى آلِكَ وَأَصْحَابِكَ
يَا حَبِيبَ اللَّهِ.

اور اس کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ اس کے پڑھنے سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت نصیب ہوتی ہے، اور اس کی برکت سے پڑھنے والے کی قبر فوت ہونے کے بعد روشن ہوتی ہے، وغیرہ وغیرہ۔

حالانکہ اس درود کے الفاظ اور اس کی مذکورہ فضیلت کا قرآن و سنت سے کوئی ثبوت نہیں، اور یہ عقیدہ رکھ کر اس کو پڑھنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر جگہ سے ہماری آواز کو سنتے ہیں، سخت گناہ اور خطرناک ہے۔

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

ہے کہ معراج میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر سلام پیش کیا گیا تھا، اور ہم اسی کی نقل میں اپنی طرف سے بھی سلام پیش کرتے ہیں۔

لہذا اس سے بعض کم علم لوگوں کا یہ سمجھنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر جگہ سے آواز کو سنتے ہیں، درست نہیں۔

قال ابن الملك: روى: أنه صلى الله عليه وسلم لما عرج به أثنى على الله تعالى بهذه الكلمات فقال الله تعالى: السلام عليك أيها النبي ورحمة الله وبركاته، فقال عليه السلام: السلام علينا وعلى عباد الله الصالحين، فقال جبريل: أشهد أن لا إله إلا الله، وأشهد أن محمداً عبده ورسوله اهـ، وبه يظهر وجه الخطاب، وأنه على حكاية معراج عليه السلام في آخر الصلاة التي هي معراج المؤمنين (مرواة المفاتيح، ج ۲ ص ۷۳، كتاب الصلاة، باب التشهد)

وأما قوله: السلام عليك أيها النبي ورحمة الله وبركاته حكاية سلام الله تعالى على نبيه - عليه الصلاة والسلام - فهي ثلاثة بمقابلة الثلاث التي أثنى بها النبي - صلى الله عليه وسلم - على ربه ليلة الإسراء (البحر الرائق، ج ۱ ص ۱۳۳، كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة)

ويقصد بالفاظ التشهد معانيها مرادة له على وجه الإنشاء كأنه يحيى الله تعالى ويسلم على نبيه وعلى نفسه وأوليائه (اللباب في شرح الكتاب، ج ۱ ص ۷۳، كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة)

(۲۰)..... دم بدم پڑھو درود

بعض علاقوں میں اس طرح درود پڑھنے کا رواج ہے کہ:

صلی علی نبینا، صلی علی محمد دم بدم پڑھو درود
حضرت بھی ہیں یہاں موجود پڑھو صلی علی محمد

یہ درود منکھروت ہے، اور اس کا شریعت میں کوئی ثبوت نہیں، نیز اس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اپنے پاس موجود و حاضر ہونے کے عقیدہ کا اظہار ہے، جو کہ سخت گناہ ہے، اور اگر یہ عقیدہ ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر جگہ حاضر ناظر اور ہر زمان مکان میں موجود ہیں، اور ہر آواز کو سنتے ہیں، اور ہر حرکت کو دیکھتے ہیں، اس عقیدہ سے شرک لازم آنے کا اندیشہ ہے۔ لہذا اس سے پرہیز کرنا چاہئے۔

(۲۱)..... درودِ نور اللہ

بعض لوگوں میں ایک درود ”نور اللہ“ کے نام سے ان الفاظ میں رائج ہے کہ:

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْكَ يَا مُحَمَّدُ نُورٌ مِّنْ نُورِ اللّٰهِ .

اس کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ رنج و غم اور اچانک نازل شدہ مصیبت کے وقت اس کا ورد کرنے سے تمام مشکلات حل ہو جاتی ہیں۔

حالانکہ یہ درود اور اس کا مضمون، اور اس کی مذکورہ فضیلت یہ سب باتیں خود ساختہ ہیں، اور اس کو پڑھنا اور اس پر مذکورہ عقیدہ رکھنا درست نہیں۔

(۲۲)..... درودِ نوری

بعض لوگوں میں ایک درودِ نوری کے نام سے ان الفاظ میں رائج ہے کہ:

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ النَّوْرِ الدَّائِي السَّارِي فِيْ جَمِيْعِ

الْأَثَارِ وَالْأَسْمَاءِ وَالصِّفَاتِ وَعَلَى آلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ .

اور اس کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ اس کو ایک مرتبہ پڑھنے سے ایک لاکھ درود کے برابر ثواب ملتا ہے، اور اس کو کثرت سے پڑھنے والے کو عالم بالا کا روحانی مشاہدہ ہوتا ہے، وغیرہ وغیرہ۔

جبکہ شریعت میں اس کی بھی کوئی اصل اور حقیقت نہیں پائی جاتی، اور یہ لوگوں کا خود ساختہ درود ہے، اور اس کا مضمون بھی غیر شرعی ہے۔

(۲۳)..... درودِ تاج

بعض ناواقف لوگوں میں درودِ تاج کے نام سے ایک درود رائج ہے، جس کے شروع میں یہ الفاظ ہیں کہ:

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ صَاحِبِ التَّاجِ وَالْمُعْزَاجِ
وَالْبُرَاقِ وَالْعَلَمِ ، دَافِعِ الْبَلَاءِ وَالْوَبَاءِ وَالْفَقْطِ وَالْمَرَضِ وَالْأَلَمِ .

اور اس درود کے بارے میں مشہور کیا گیا ہے کہ اس کے پڑھنے والا صاحبِ کشف بن جاتا ہے، اور روزانہ سات مرتبہ پڑھنے سے روزی میں اضافہ ہو جاتا ہے، اور روزانہ تین مرتبہ پڑھنے سے دشمنوں اور ظالموں وغیرہ سے بچ جاتا ہے، اور گیارہ مرتبہ پڑھنے سے جادو یا جن وغیرہ سے چھٹکارا مل جاتا ہے، اور اکیس مرتبہ پڑھ کر چھوڑے پر دم کر کے مخصوص طریقہ پر کھانے سے بے اولاد لوگوں کو اولاد حاصل ہوتی ہے، وغیرہ وغیرہ۔

حالانکہ اولاً تو اس درود کا قرآن و سنت میں کوئی ذکر نہیں، پھر اس کے یہ فضائل اور فوائد قرآن و سنت سے کیسے ثابت ہو سکتے ہیں۔

دوسرے اس درود کا مضمون بھی شرکیہ الفاظ پر مشتمل ہے، کیونکہ اس میں اللہ تعالیٰ کے بجائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بلاؤں اور وباؤں اور قحط اور بیماریوں اور مصیبتوں سے نجات

دھندہ کہا گیا ہے۔

اس لئے اس منگھڑت اور شرکیہ مضامین پر مشتمل الفاظ والے درود اور اس پر عقیدہ رکھنے سے بچنا چاہئے۔

(۲۴)..... درودِ کشف

بعض لوگوں میں درودِ کشف کے نام سے ایک درود مشہور ہے، جس کے الفاظ یہ ہیں کہ:

صَلَّى اللهُ عَلَى نَبِيِّ الرَّحْمَةِ شَفِيعِ الْأُمَّةِ كَاشِفِ الْغَمِّ وَعَلَى آلِهِ
وَأَصْحَابِهِ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ .

اور اس کے بارے میں یہ مشہور ہے کہ اس کو کثرت سے پڑھنے والے صاحبِ کشف ہو جاتے ہیں، اور ان پر پوشیدہ رازِ الہی کھل جاتے ہیں، اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ سے جنت کے حق دار ہو جاتے ہیں، وغیرہ وغیرہ۔

یہ درود اور اس کے مذکورہ فضائل و فوائد بھی منگھڑت ہیں، اور اس کا مضمون بھی شریعت کے خلاف ہے۔

(۲۵)..... درودِ شفاءِ قلوب

بعض لوگوں کی طرف سے ایک درود کا نام ”درودِ شفاءِ قلوب“ رکھا گیا ہے، جس کے الفاظ یہ ہیں کہ:

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ طِبِّ الْقُلُوبِ وَدَوَائِهَا وَعَافِيَةِ الْأَبْدَانِ
وَشَفَائِهَا وَنُورِ الْأَبْصَارِ وَضِيَائِهَا وَعَلَى آلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلِّمْ .

اس کے بارے میں مشہور کیا گیا ہے کہ کوئی بھی بیماری جو لاعلاج ہوگئی ہو، اور خاص کر دل کے امراض میں اس کو پڑھنے سے شفاء حاصل ہوتی ہے۔

حالانکہ یہ درود اور اس کی مذکورہ فضیلت کسی صحیح و معتبر حدیث سے ثابت نہیں، اور اس کے

الفاظ بھی غیر شرعی ہیں۔

(۲۶)..... درودِ ناریہ

بعض لوگوں نے ایک درود ”ناریہ“ کے نام سے مشہور کیا ہوا ہے، جس کے الفاظ یہ ہیں کہ:

اَللّٰهُمَّ صَلِّ صَلَاةً كَامِلَةً وَسَلِّمْ سَلَامًا تَامًا عَلٰی سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ
الَّذِي تَنَحَّلَ بِهِ الْعَقْدُ وَتُنْفَرَجُ بِهِ الْكُرْبُ وَتُقْضٰى بِهِ الْحَوَائِجُ وَتُنَالُ
بِهِ الرِّغَائِبُ وَحُسْنُ الْخَوَاتِمِ ، وَيُسْتَسْقٰى الْغَمَامُ بِوَجْهِهِ الْكَرِيمِ
وَعَلٰی آلِهِ وَاصْحَابِهِ فِي كُلِّ لَمْحَةٍ وَنَفْسٍ بَعْدَ كُلِّ مَعْلُومٍ لَّكَ .

اور اس کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ اس سے ہر مصیبت اور رنج و غم ختم ہو جاتا ہے۔

حالانکہ اس درود کے الفاظ کا بھی قرآن و سنت میں کوئی ثبوت نہیں، اور بعض لوگوں کی طرف سے خود ساختہ ہے، اور اس کا مضمون بھی خلاف شریعت ہے۔

(۲۷)..... درودِ موسوی

بعض لوگوں نے ایک درود ”موسوی“ کے نام سے رائج کیا ہے، اور اس کی نسبت حضرت موسیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف کی ہے، جس کے الفاظ یہ ہیں کہ:

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ خَاتَمِ الْاَنْبِيَاءِ وَمَعْدَنِ الْاَسْرَارِ وَمَنْبَعِ
الْاَنْوَارِ وَجَمَالِ الْكُوْنِيْنَ وَشَرَفِ الدَّارِيْنَ وَسَيِّدِ الثَّقَلَيْنِ
الْمَخْصُوْصِ بِقَابِ قَوْسَيْنِ .

حالانکہ اس درود کی حضرت موسیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف نسبت کسی صحیح و معتبر حدیث سے ثابت نہیں ہو سکی، اس لئے اس طرح کا عقیدہ رکھنا گناہ کی بات ہے۔

وَاللّٰهُ سُبْحَانَهُ وَتَعَالٰى اَعْلَمُ وَعِلْمُهُ اَتَمُّ وَاحْكَمُ .

(خاتمہ)

دُرود و سلام کے مسنون و ماثور صیغے

اب الگ الگ درود و سلام کے مستند و معتبر مسنون و ماثور صیغوں کو نقل کیا جاتا ہے۔ اور احادیث میں چونکہ عموماً درود اور سلام کے صیغے الگ الگ آئے ہیں، اس لئے ہم معتبر احادیث میں مذکور درود اور سلام کے صیغوں کو فرداً فرداً ذکر کرتے ہیں، تاکہ ہر شخص اپنی حسبِ حیثیت سنت کے مطابق درود و سلام پڑھ کر درود و سلام کے فضائل و فوائد سے مستفید ہو۔ اور اگرچہ درود و سلام جمع کرنے والے بہت سے حضرات نے بے شمار درود و سلام کے صیغے جمع کئے ہیں، جو اس وقت ہمارے سامنے ہیں، مگر ان میں بہت سے صیغے غیر مسنون و غیر ماثور، بلکہ خواب سے ثابت شدہ بھی ہیں، جبکہ غیر نبی کا خواب اولاً تو حجت نہیں، دوسرے اس کا درجہ سنتِ عمل سے بہت کم ہے، اسی طرح بہت سے صیغے موضوع و من گھڑت یا شدید ضعیف یا پھر ضعیف اسناد سے مروی ہیں، مگر ہم نے اپنے اس مجموعہ میں صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مستند طریقہ پر منقول و ماثور درود و سلام کے صیغوں کا اہتمام کیا ہے، اس لئے درود و سلام کے وہ بہت سے صیغے جو غیر مسنون و غیر ماثور ہیں، ان کو ہم نے شامل نہیں کیا۔

اور یہ بات پہلے گزر چکی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام سے درود و سلام کے جو صیغے اور جملے منقول و ماثور ہیں، ان کے ساتھ درود و سلام پڑھنا زیادہ فضیلت اور برکت کا باعث ہے، اور اتباعِ سنت کا تقاضا بھی یہی ہے کہ اُن صیغوں کے ساتھ ہی درود و سلام پڑھا جائے۔

اسی طرح بہت سے صیغے ضعیف، موضوع یا شدید ضعیف احادیث سے ثابت ہیں، ان کو بھی

ہم نے شامل نہیں کیا، بلکہ ہم نے معتبر اسناد سے ثابت صیغوں پر اکتفاء کیا ہے، اور بوقت ضرورت حواشی میں سند پر کلام بھی کیا ہے، اور بعض صیغے ایک ہی راوی کی مختلف سندوں کی روایات سے ثابت ہیں، جن میں تکرار محسوس ہوتا ہے، جبکہ ہم نے اس تکرار سے بچتے ہوئے کسی ایک جامع الفاظ پر مشتمل صیغے پر اکتفاء کیا ہے، اور ساتھ ہی راوی کا نام اور اس کی حیثیت و افادیت کو بھی ذکر کر دیا ہے۔

اور اگر کسی اور سند سے تھوڑے بہت فرق کے ساتھ اس روایت کا ثبوت ملا، تو اس کی بھی حواشی میں نشاندہی کر دی گئی ہے، اس لئے ہمارے جمع کردہ درود و سلام کے صیغوں کی تعداد نسبتاً کم بنتی ہے۔

اور عام قارئین کی سہولت کے لئے ہر صیغے کا اس کے ساتھ اردو میں ترجمہ بھی شامل کر دیا گیا ہے۔

اب ضرورت اس بات کی ہے کہ غیر مسنون و غیر ماثور صیغوں کے بجائے مسنون اور ماثور درود و سلام کے صیغوں سے استفادہ کر کے ان کی برکات حاصل کی جائیں، اور ان کی اہمیت و عقیدت دل میں بٹھائی جائے۔

اللہ تعالیٰ عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

وَاللّٰهُ سُبْحَانَهُ وَتَعَالٰی اَعْلَمُ وَعِلْمُهُ اَتَمُّ وَاَحْكَمُ.

دُرود شریف کے صیغے

(۱)

حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ اللہ نے ہمیں آپ پر سلام کا طریقہ تو سکھلادیا، لیکن درود کا طریقہ کیا ہے، وہ آپ ہمیں بتلا دیجئے، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ درود شریف سکھلایا کہ:

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ
عَلٰی اِبْرٰهِيْمَ وَعَلٰی آلِ اِبْرٰهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ
اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا
بَارَكْتَ عَلٰی اِبْرٰهِيْمَ وَعَلٰی آلِ اِبْرٰهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ
مَّجِيْدٌ.

ترجمہ: اے اللہ! رحمت خاص نازل فرما محمد پر اور محمد کی آل پر، جیسا کہ آپ نے رحمت نازل فرمائی حضرت ابراہیم پر اور ابراہیم کی آل پر، بے شک آپ تعریف کے لائق اور بزرگ و برتر ہیں، اے اللہ! برکت نازل فرما محمد پر اور محمد کی آل پر جیسا کہ آپ نے برکت نازل فرمائی ابراہیم پر اور ابراہیم کی آل پر، بے شک آپ ہی درحقیقت تعریف کے لائق اور بزرگ و برتر ہیں (بخاری) ۱

(۲)

حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں اس طرح درود پڑھنے کا طریقہ سکھلایا کہ:

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ
عَلٰی اِبْرٰهِيْمَ وَعَلٰی آلِ اِبْرٰهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ

۱۔ رقم الحدیث ۳۳۷۰، کتاب احادیث الانبیاء، باب قول اللہ تعالیٰ وَاَتَاخُذُ اللّٰہُ اِبْرٰہِیْمَ خَلِیْلًا۔

وَبَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ
عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَعَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ.

ترجمہ: اے اللہ! رحمت خاص نازل فرما محمد پر اور محمد کی آل پر جیسا کہ آپ نے رحمت نازل فرمائی ابراہیم پر اور ابراہیم کی آل پر، بے شک آپ تعریف کے لائق اور بزرگ و مدبر ہیں، اور برکت نازل فرما محمد پر اور محمد کی آل پر جیسا کہ آپ نے برکت نازل فرمائی ابراہیم پر اور ابراہیم کی آل پر، بے شک آپ ہی درحقیقت تعریف کے لائق اور بزرگ و مدبر ہیں (مسند ابی یعلیٰ)۔

(۳)

حضرت ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک صحابی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے درود شریف کا طریقہ معلوم کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تھوڑی دیر توقف فرما کر اس طرح درود پڑھنے کی تعلیم فرمائی کہ:

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ
عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَعَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ وَبَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ
وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَعَلَى آلِ
إِبْرَاهِيمَ فِي الْعَالَمِينَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ.

ترجمہ: اے اللہ! رحمت خاص نازل فرما محمد پر اور محمد کی آل پر جیسا کہ آپ نے رحمت نازل فرمائی ابراہیم پر اور ابراہیم کی آل پر، اور برکت نازل فرما محمد پر اور محمد کی آل پر جیسا کہ آپ نے برکت نازل فرمائی ابراہیم پر اور ابراہیم کی آل پر تمام جہانوں میں، بے شک آپ ہی درحقیقت تعریف کے لائق اور بزرگ و مدبر ہیں (ترمذی)۔

(۴)

حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا گیا کہ اے اللہ کے رسول! ہم آپ پر درود کس طرح بھیجیں؟ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس طرح بھیجو کہ:

۱۔ رقم الحديث ۲۵۲، مسند طلحة بن عبيد الله.

قال حسين سليم أسد: إسناده صحيح (حاشية مسند ابی یعلیٰ)

۲۔ رقم الحديث ۳۲۰، ابواب تفسير القرآن، باب: ومن سورة الأحزاب.

قال الترمذی: وفي الباب عن علي، وأبي حميد، وكعب بن عجرة، وطلحة بن عبيد الله، وأبي سعيد، وزيد بن خارجة ويقال: ابن جارية، وبريدة: هذا حديث حسن صحيح (سنن الترمذی)

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ . وَبَارِكْ
عَلٰی مُحَمَّدٍ . وَعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰی
اِبْرَاهِيْمَ فِي الْعَالَمِيْنَ . اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ .

ترجمہ: اے اللہ! رحمت خاص نازل فرما محمد پر اور محمد کی آل پر، اور برکت نازل فرما محمد پر اور محمد کی آل پر جیسا کہ آپ نے برکت نازل فرمائی حضرت ابراہیم پر تمام جہانوں میں، بے شک آپ تعریف کے لائق اور بزرگ و برتر ہیں (مسند احمد، رقم الحدیث ۱۷۰۶۷) ۱

(۵)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے درود شریف پڑھنے کا طریقہ معلوم کیا، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں اس طرح درود پڑھنے کی تعلیم فرمائی کہ:

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ . وَبَارِكْ
عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ وَبَارَكْتَ
عَلٰی اِبْرَاهِيْمَ وَآلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ .

ترجمہ: اے اللہ! رحمت خاص نازل فرما محمد پر اور محمد کی آل پر اور برکت نازل فرما محمد پر اور محمد کی آل پر، جیسا کہ آپ نے رحمت اور برکت نازل فرمائی ابراہیم پر اور ابراہیم کی آل پر، بے شک آپ ہی درحقیقت تعریف کے لائق اور بزرگ و برتر ہیں (مشکل الآثار للطحاوی) ۲

(۶)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ صحابہ کرام نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! ہم آپ پر درود کس طرح بھیجیں؟ تو اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس طرح بھیجو کہ:

۱۔ قال شعيب الارنؤوط: إسناده صحيح على شرط مسلم، رجاله ثقات رجال الشيخين، غير محمد بن عبد الله: وهو ابن زيد بن عبد ربه الأنصاري، فإنه من رجال مسلم، وأخرج له البخاري في "خلق أفعال العباد"، وهو ثقة (حاشية مسند احمد)

۲۔ رقم الحدیث ۲۲۴۰، باب بیان مشکل ما روی عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی کیفیت الصلاة علیہ.

قال ابن القيم: وهذا الإسناد صحيح على شرط الشيخين. وقال الهيثمي: رجاله رجال الصحيح (انيس الساری فی تخریج احادیث فتح الباری، ج ۳، ص ۲۰۶۸، حرف الهمزة)

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَبَارِكْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی
اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ وَبَارَكْتَ عَلٰی اِبْرَاهِيْمَ وَاٰلِ
اِبْرَاهِيْمَ فِی الْعَالَمِيْنَ . اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ .

ترجمہ: اے اللہ! رحمت خاص نازل فرما محمد پر، اور برکت نازل فرما محمد پر، جیسا کہ آپ نے برکت نازل فرمائی حضرت ابراہیم اور حضرت ابراہیم کی آل پر عالمین میں، بے شک آپ تعریف کے لائق اور بزرگ و بزرگ ہیں (کشف الاستار عن زوائد البزار، رقم الحديث ۵۶۵) ۱۔
(۷)

حضرت عبدالرحمن بن بشر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ صحابہ کرام نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! ہم نے آپ پر سلام کرنے کا طریقہ تو جان لیا، اور درود کا طریقہ کیا ہے؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم اس طرح درود پڑھو کہ:

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰی اِبْرَاهِيْمَ
اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰی مُحَمَّدٍ . كَمَا بَارَكْتَ عَلٰی اٰلِ
اِبْرَاهِيْمَ .

ترجمہ: اے اللہ! رحمت خاص نازل فرما محمد پر جیسا کہ آپ نے رحمت نازل فرمائی ابراہیم کی آل پر، اے اللہ! برکت نازل فرما محمد پر، جیسا کہ آپ نے برکت نازل فرمائی حضرت ابراہیم کی آل پر (السنن الکبریٰ للنسائی) ۲۔

(۸)

حضرت ابو حمزہ ساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بعض صحابہ کرام نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے درود پڑھنے کا طریقہ معلوم کیا، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ طریقہ بیان فرمایا کہ:

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اَزْوَاجِهِ وَذُرِّيَّتِهِ كَمَا

۱۔ قال الہیثمی: رواہ البزار ورجالہ رجال الصحیح (مجمع الزوائد، تحت رقم الحديث ۲۸۷۰) وقال ابن حجر: هذا حدیث صحیح، أخرجه البزار (نتائج الافکار، ج ۲ ص ۲۰۸، باب: الدعاء بعد التشہد الأخير، المجلس: ۱۶۲)

۲۔ رقم الحديث ۹۷۹۶، کتاب عمل الیوم والليلة، باب کیف الصلاة علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم.

صَلَّيْتَ عَلَىٰ إِبْرَاهِيمَ وَبَارَكْتَ عَلَىٰ مُحَمَّدٍ وَعَلَىٰ
أَزْوَاجِهِ وَذُرِّيَّتِهِ كَمَا بَارَكْتَ عَلَىٰ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ
حَمِيدٌ مَّجِيدٌ.

ترجمہ: اے اللہ! رحمت خاص نازل فرما محمد پر اور ان کی ازواج پر اور ان کی اولاد پر، جیسا کہ آپ نے رحمت نازل فرمائی ابراہیم پر اور برکت نازل فرما محمد پر اور ان کی ازواج پر اور ان کی اولاد پر، جیسا کہ آپ نے برکت نازل فرمائی ابراہیم کی آل پر، بے شک آپ ہی درحقیقت تعریف کے لائق اور بزرگ و برتر ہیں (مسلم) ۱

(۹)

حضرت عمرو بن حزم رحمہ اللہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک صحابی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس طرح درود پڑھا کرتے تھے کہ:

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَىٰ مُحَمَّدٍ وَعَلَىٰ اَهْلِ بَيْتِهِ وَعَلَىٰ اَزْوَاجِهِ
وَذُرِّيَّتِهِ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَىٰ اِبْرَاهِيْمَ وَعَلَىٰ آلِ اِبْرَاهِيْمَ
اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ. وَبَارِكْ عَلَىٰ مُحَمَّدٍ وَعَلَىٰ اَهْلِ
بَيْتِهِ وَ اَزْوَاجِهِ وَذُرِّيَّتِهِ كَمَا بَارَكْتَ عَلَىٰ اِبْرَاهِيْمَ وَعَلَىٰ
آلِ اِبْرَاهِيْمَ. اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ.

ترجمہ: اے اللہ! رحمت خاص نازل فرما محمد پر اور آپ کے گھر والوں پر اور آپ کی ازواج پر اور آپ کی اولاد پر، جیسا کہ آپ نے رحمت نازل فرمائی ابراہیم پر اور ابراہیم کی آل پر، بے شک آپ ہی درحقیقت تعریف کے لائق اور بزرگ و برتر ہیں، اور برکت نازل فرما محمد پر اور آپ کے گھر والوں پر اور آپ کی ازواج پر اور آپ کی اولاد پر، جیسا کہ آپ نے برکت نازل فرمائی ابراہیم پر اور ابراہیم کی آل پر، بے شک آپ ہی درحقیقت تعریف کے لائق اور بزرگ و برتر ہیں (مصنف عبد الرزاق) ۲

۱۔ رقم الحديث ۴۰۷ "۶۹" کتاب الصلاة، باب الصلاة على النبي ﷺ بعد التشهد.

۲۔ رقم الحديث ۳۱۰۳، کتاب الصلاة، باب الصلاة على النبي ﷺ، واللفظ له، مسند احمد، رقم الحديث ۲۳۱۷۳.

﴿بقیہ حاشیا گلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں﴾

(۱۰)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طرح درود پڑھنا سکھایا کہ:

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُولِكَ كَمَا
صَلَّيْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَبَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ
مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَآلِ إِبْرَاهِيمَ .

ترجمہ: اے اللہ! رحمت خاص نازل فرما محمد پر جو کہ آپ کے بندے اور رسول ہیں، جیسا کہ آپ نے رحمت نازل فرمائی ابراہیم پر اور برکت نازل فرما محمد پر اور محمد کی آل پر جیسا کہ آپ نے برکت نازل فرمائی ابراہیم پر، اور ابراہیم کی آل پر (بخاری) ۱

(۱۱)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس مسلمان آدمی کے پاس صدقہ (کے لئے مال) نہ ہو، تو اسے چاہئے کہ وہ اپنی دعاء میں یہ درود شریف پڑھا کرے، تو یہ درود اس کے لئے زکاۃ ہو جائے گا:

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُولِكَ وَصَلِّ عَلَى
الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْمُسْلِمِينَ وَالْمُسْلِمَاتِ .

ترجمہ: اے اللہ! محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر جو آپ کے بندے اور رسول ہیں، خاص رحمت نازل فرما، اور مومن

﴿ گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ ﴾

قال شعيب الارنؤوط: حديث صحيح (حاشية مسند احمد)

اس سے پہلی حضرت ابو حمید ساعدی کی روایت میں ”ازواجہ وذریئہ“ کے الفاظ پر اکتفاء کیا گیا ہے، اور حضرت عمرو بن حزم کی مذکور روایت میں ”ازواجہ وذریئہ“ سے پہلے ”اہل بیتہ“ کا اضافہ ہے۔ اس کی وجہ امام بیہقی رحمہ اللہ کے درج ذیل کلام میں مذکور ہے:

قال الشيخ : وأمر في حديث أبي حميد الساعدي بالصلاة عليه وعلى أزواجه وذريته ويحتمل أنه أفردهن بالذكر من جملة أهل البيت على وجه التأكيد كما أفرده الذرية على وجه التأكيد ثم رجع إلى التعميم في حديث أبي هريرة ليدخل فيها غير الأزواج والذرية من آل الذين يقع عليهم اسم أهل البيت والله أعلم (الدعوات الكبير للبيهقي، تحت رقم الحديث ۳۰۲)

۱۔ رقم الحديث ۵۸۸۱، كتاب الدعوات، باب الصلاة على النبي صلى الله عليه وسلم.

مردوں اور مومن عورتوں اور مسلم مردوں اور مسلم عورتوں پر بھی، رحمت نازل فرما (مستدرک حاکم) ۱۔
(۱۲)

حضرت ابوسعود عقبہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بیٹھ کر درود شریف کا طریقہ معلوم کیا، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ طریقہ بتلایا کہ:

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ نِ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ وَعَلٰی آلِ
مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰی اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰی آلِ اِبْرَاهِيْمَ
وَبَارِكْ عَلٰی مُحَمَّدٍ نِ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ وَعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ
كَمَا بَارَكْتَ عَلٰی اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰی آلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ
حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ.

ترجمہ: اے اللہ! رحمت خاص نازل فرما محمد پر جو کہ نبی امی ہیں، اور محمد کی آل پر، جیسا کہ آپ نے رحمت نازل فرمائی ابراہیم پر اور ابراہیم کی آل پر، اور برکت نازل فرما محمد پر جو کہ نبی امی ہیں، اور محمد کی آل پر جیسا کہ آپ نے برکت نازل فرمائی ابراہیم پر اور ابراہیم کی آل پر، بے شک آپ ہی درحقیقت تعریف کے لائق اور بزرگ و بزرگتر ہیں (صحیح ابن حبان) ۲۔

۱۔ رقم الحدیث ۷۵۷۱، کتاب الاطعمه، صحیح ابن حبان رقم الحدیث ۹۰۳۔
اس حدیث کو بعض حضرات نے ضعیف قرار دیا ہے، جبکہ بعض حضرات نے حسن یا صحیح قرار دیا ہے، اور بظاہر حسن ہونا رائج معلوم ہوتا ہے۔

قال الحاكم: هذا حديث صحيح الإسناد ولم يخرجاه.

وقال الذهبي في التلخيص: صحيح.

وقال الهيثمي: رواه أبو يعلى، وإسناده حسن (مجمع الزوائد، تحت رقم الحديث ۱۷۳۲۱)

وقال ابن حجر: وسنده حسن (نتائج الافكار، ج ۴، ص ۵۵، باب الصلاة على الأنبياء وآلهم تبعاً لهم صلى الله عليهم وسلم، المجلس: ۳۰۷)

وقال شعيب الارنؤوط: إسناده ضعيف، لضعف دراج في روايته عن أبي الهيثم (حاشية صحيح ابن حبان)

۲۔ رقم الحدیث ۱۹۵۹، کتاب الصلاة، باب صفة الصلاة.

قال شعيب الارنؤوط: إسناده حسن، وقد صرح ابن إسحاق بالتحديث (حاشية صحيح ابن حبان)

(۱۳)

حضرت عتبہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، اور آپ کے سامنے بیٹھ گیا، اور اس نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! آپ پر سلام کا طریقہ تو ہم جان چکے ہیں، لیکن ہمیں اس کی خبر دیجئے کہ ہم آپ پر کس طرح درود بھیجیں؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غصہ ہو گئے، یہاں تک کہ ہم سوچنے لگے کہ اس سوال کرنے والے آدمی نے یہ سوال نہ کیا ہوتا، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم مجھ پر درود بھیجو، تو اس طرح بھیجو کہ:

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ نِ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ وَعَلٰی آلِ
مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰی اِبْرَاهِيْمَ وَآلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ
حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ .

ترجمہ: اے اللہ! رحمت خاص نازل فرما حضرت محمد پر جو کہ نبی امی ہیں اور حضرت محمد کی آل پر، جیسا کہ آپ نے برکت نازل فرمائی حضرت ابراہیم پر اور حضرت ابراہیم کی آل پر، بے شک آپ تعریف کے لائق اور بزرگ و بزرگتر ہیں (المعجم الكبير للطبرانی، رقم الحديث ۶۹۸) لے

(۱۴)

حضرت اسود بن یزید رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ اس طرح درود شریف پڑھا کرتے تھے، اور ایک روایت کے مطابق جب حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے اچھے طریقہ سے درود پڑھنے کا حکم فرمایا، تو اچھی طرح سے درود پڑھنے کا یہ طریقہ بتلایا کہ:

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ صَلَواتِكَ وَرَحْمَتَكَ وَبَرَکَتَكَ عَلٰی
سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ وَاِمَامِ الْمُتَّقِيْنَ وَخَاتَمِ النَّبِيِّيْنَ مُحَمَّدٍ
عَبْدِكَ وَرَسُوْلِكَ اِمَامِ الْخَيْرِ وَقَائِدِ الْخَيْرِ وَرَسُوْلِ
الرَّحْمَةِ اَللّٰهُمَّ اَبْعَثْهُ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا . يَغْبِطُ بِهِ الْاَوَّلُوْنَ
وَالْآخِرُوْنَ . اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ

لے قال ابن حجر: هذا حديث حسن من هذا الوجه (نتائج الافكار، ج ۲ ص ۲۰۲، باب: الصلاة على النبي صلى الله عليه وسلم بعد التشهد، المجلس: ۱۶۱)

كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ . إِنَّكَ حَمِيدٌ مَّجِيدٌ
اللَّهُمَّ بَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا
بَارَكْتَ عَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَّجِيدٌ.

ترجمہ: اے اللہ! اپنی عنایتیں اور رحمت اور برکت نازل فرما رسولوں کے سردار، اور متقیوں کے امام، اور خاتم
الانبیاء محمد پر جو کہ آپ کے بندے اور آپ کے رسول ہیں، اور خیر کے رہبر، اور خیر کے پیشوا اور رسول رحمت
ہیں، اے اللہ! ان کو قیامت کے دن مقام محمود تک پہنچا دیجئے، جس پر اول اور آخر سب لوگ رشک کریں
گے، اور اے اللہ! محمد پر رحمت نازل فرما، اور محمد کی آل پر، جیسا کہ آپ نے رحمت نازل فرمائی ابراہیم کی آل
پر، بے شک آپ ہی درحقیقت تعریف کے لائق اور بزرگ و بزرگوار ہیں، اور برکت نازل فرما محمد پر اور محمد کی
آل پر جیسا کہ آپ نے برکت نازل فرمائی ابراہیم کی آل پر، بے شک آپ ہی درحقیقت تعریف کے لائق
اور بزرگ و بزرگوار ہیں (مصنف عبد الرزاق) ۱

۱ رقم الحدیث ۳۱۰۹، کتاب الصلاة، باب الصلاة على النبي صلى الله عليه وسلم.
حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی یہ روایت ابن ماجہ، معجم کبیر طبرانی، مسند ابی یعلیٰ، شعب الایمان اور فضل الصلاة على النبي
میں بھی ہے۔

(ملاحظہ ہو: ابن ماجہ، رقم الحدیث ۹۰۶، ابواب اقامة الصلاة والسنة فيه، باب الصلاة
على النبي صلى الله عليه وسلم، المعجم الكبير للطبرانی رقم الحدیث ۸۵۱۵ ورقم
الحدیث ۸۵۱۶، شعب الایمان للبيهقي، رقم الحدیث ۱۲۵۳، مسند ابی یعلیٰ رقم
الحدیث ۵۱۳۳، فضل الصلاة على النبي لاسماعيل بن اسحاق رقم الحدیث ۵۹)
علامہ یوسری اس حدیث کو نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں کہ:

رواه ابن ماجه في سننه موقوفا بسند حسن، وابن أبي عمر وأبو يعلى الموصلي ورواه
الحاكم مرفوعاً (تحاف الخيرة المهرة، تحت رقم الحدیث ۶۲۸۳)
اور امام منذری فرماتے ہیں کہ:

رواه ابن ماجه موقوفا بإسناد حسن (الترغيب والترهيب، تحت رقم الحدیث ۲۵۸۸)
اور شعیب الرؤوف فرماتے ہیں کہ:

حدیث صحیح، الحسین بن بیان - وهو البغدادي - روى عنه أبو حاتم الرازي وقال :
شيخ، وزیاد بن عبد الله - وهو البکائی - فی حدیثه عن غیر ابن إسحاق لین، وهما
متابعان، فقد تابع البکائی جماعة ممن روى عن المسعودی - وهو عبد الرحمن ابن عبد
الله بن عتبة قبل اختلاطه، وقد توبع المسعودی أيضا كما سیأتی (حاشیة سنن ابن ماجه)
﴿بقیہ حاشیہ گلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو اس طرح درود شریف پڑھنے کی تعلیم فرمائی کہ:

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ صَلَوَاتِكَ وَبَرَكَاتِكَ وَرَحْمَتَكَ عَلٰى
سَيِّدِ الْمُسْلِمِيْنَ وَاِمَامِ الْمُتَّقِيْنَ وَخَاتَمِ النَّبِيِّنَ مُحَمَّدٍ
عَبْدِكَ وَرَسُوْلِكَ اِمَامِ الْخَيْرِ وَقَائِدِ الْخَيْرِ اَللّٰهُمَّ
اَبْعَثْهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا. يَغْبِطُهُ الْاَوَّلُوْنَ
وَالْآخِرُوْنَ وَصَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا
صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى آلِ اِبْرَاهِيْمَ.

ترجمہ: اے اللہ! اپنی عنایتیں اور برکتیں اور رحمت خاص نازل فرما مسلمانوں کے سردار، اور متقیوں کے امام،
اور خاتم النبیین محمد پر جو کہ آپ کے بندے اور آپ کے رسول ہیں، اور خیر کے رہبر، اور خیر کے پیشوا ہیں،
اے اللہ! ان کو قیامت کے دن مقام محمود تک پہنچا دیجئے، جس پر اول اور آخر سب لوگ رشک کریں گے، اور

﴿ گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ ﴾

لیکن علامہ کنانی رحمہ اللہ مصباح الزجاجة میں فرماتے ہیں کہ:

هذا إسناد رجاله ثقات إلا أن المسعودی واسمه عبد الرحمن بن عبد الله بن عتبة بن
مسعود اختلط بآخره ولم يتميز حديثه الأول بالآخر فاستحق الترك قاله ابن حبان
انتهى (مصباح الزجاجة للكناني، كتاب اقامة الصلاة والسنة فيه، باب الصلاة على النبي
صلى الله عليه وسلم)

مگر حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کی اگلی روایت اس کی مؤید ہے، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ انہیں اس روایت میں اختلاط نہیں
ہوا، اس لئے یہ روایت حسن ہے۔

نیز مصنف عبدالرزاق اور طبرانی کی ایک روایت میں مسعودی کے متابع ابوسلمہ موجود ہیں، اس لئے بھی یہ روایت حسن ہے۔
اور جہاں تک موقوف ہونے کا معاملہ ہے، تو اس میں کوئی حرج نہیں۔

اس درود میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی چند صفات اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے مقام محمود کی دعاء کے ساتھ
ساتھ حضرت ابراہیم اور آل ابراہیم پر بھی درود کا اضافہ ہے، اور امید ہے کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم کے قول و فعل سے یہ طریقہ اخذ کیا ہوگا، خصوصاً جبکہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے بھی اسی طرح تھوڑے بہت
لفظوں کے فرق کے ساتھ درود شریف مردی ہے، جیسا کہ اوپر اگلی روایت میں درج ہے۔

محمد پر رحمت نازل فرما، اور محمد کی آل پر، جیسا کہ آپ نے ابراہیم پر اور ابراہیم کی آل پر رحمت نازل فرمائی
(فضل الصلاة على النبي صلى الله عليه وسلم) ۱

(۱۶)

حضرت عتبہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طرح درود پڑھنے کا حکم فرمایا کہ:

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ نِ النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ وَعَلَى آلِ
مُحَمَّدٍ.

ترجمہ: اے اللہ! رحمت خاص نازل فرما محمد نبی امی پر، اور محمد کی آل پر (سنن ابی داود) ۲

(۱۷)

حضرت زید بن خارجہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم مجھ پر درود پڑھو، اور اہتمام کے ساتھ دعاء کرو، اور اس طرح درود پڑھو کہ:

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ.

ترجمہ: اے اللہ! رحمت خاص نازل فرما محمد پر اور محمد کی آل پر (نسائی) ۳

۱۔ لاسماعیل بن اسحاق رقم الحدیث ۶۰۔

قال البوصیری: وله شاهد من حدیث عبد الله بن مسعود رواه ابن ماجه فی سننه موقوفاً بسند حسن، وابن أبی عمر وأبو یعلی الموصلی ورواه الحاکم مرفوعاً (اتحاف الخیرة المهره، باب فی الصلاة على النبي صلى الله عليه وسلم)

وقال ابن حجر: هذا حدیث حسن (نتائج الأفكار فی تخريج أحادیث الأذکار، ج ۴ ص ۴۰، باب صفة الصلاة على رسول الله صلى الله عليه وسلم، المجلس: ۳۰۳)

۲۔ رقم الحدیث ۹۸۱، کتاب الصلاة، باب الصلاة على النبي صلى الله عليه وسلم بعد التشهد. قال شعيب الارنؤوط: إسناده حسن من أجل محمد بن إسحاق، وقد صرح بالتحديث فانفتت شبهة تدلیسه (حاشیة سنن ابی داود)

۳۔ رقم الحدیث ۱۲۹۲، کتاب الصلاة، باب کیف الصلاة على النبي صلى الله عليه وسلم. یہ درود دوسرے درودوں کے مقابلہ میں مختصر ہے، اور سنت سے ثابت ہے۔

قال أبو إسحاق الحوينی الأثری حجازی: هذا حدیث صحیح (المنیحة بسلسلة الأحادیث الصحیحة، ج ۱، ص ۳۵۸، أبواب: الذکر والدعاء والتوبة والاستغفار)

(۱۸)

بعض احادیث سے درود شریف کا مختصر یہ صیغہ بھی ثابت ہے کہ:

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ.

ترجمہ: اے اللہ! رحمتِ خاص نازل فرما محمد پر۔ اے

وَاللّٰهُ سُبْحَانَهُ وَتَعَالٰى اَعْلَمُ وَعِلْمُهُ اَتَمُّ وَاَحْكَمُ.

۱۔ عن أنس بن مالك، رضى الله عنه قال: كان رسول الله صلى الله عليه وسلم إذا دخل المسجد قال: بسم الله، اللهم صل على محمد. وإذا خرج قال: بسم الله، اللهم صل على محمد (عمل اليوم والليلة لابن السنى رقم الحديث ۸۸، باب ما يقول إذا دخل المسجد، عن انس)

قال الالبانى: أخرجه ابن السنى فى (عمل اليوم والليلة) (ص ۳۱ رقم ۸۶) قال: ثنى الحسن بن موسى الرسعنى: ثنى إبراهيم بن الهيثم البلدى: ثنى إبراهيم بن محمد بن البحتري -شيخ صالح بغدادى -: ثنى عيسى بن يونس عن معمر عن الزهرى عنه. وهذا سند حسن أو محتمل للتحسين (التمر المستطاب فى فقه السنة والكتاب، ج ۲، ص ۶۰۴، كتاب الصلاة، احكام المساجد)

سلام کے صیغہ

(۱)

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میرا ہاتھ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دونوں ہاتھوں کے درمیان تھا، اس حال میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے تشہد ایسے اہتمام کے ساتھ سکھایا، جیسا کہ قرآن کی کوئی سورت سکھاتے تھے، اور مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طرح تشہد سکھایا کہ:

التَّحِيَّاتُ لِلَّهِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ السَّلَامُ عَلَيْكَ
أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ. السَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلَى
عِبَادِ اللَّهِ الصَّالِحِينَ. أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَشْهَدُ
أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ.

ترجمہ: ساری بدنی اور قوی اور مالی عبادتیں اللہ کے لئے ہیں، سلام ہو آپ پر اے نبی اور اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں آپ پر نازل ہوں، سلام ہو ہم پر اور اللہ کے نیک بندوں پر، میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ بے شک اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں، اور گواہی دیتا ہوں کہ بے شک محمد اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں (بخاری) ۱

۱۔ رقم الحدیث ۶۲۶۵، کتاب الاستئذان، باب الأخذ بالیدین، سنن الترمذی، ۲۸۹، کتاب الصلاة، باب ما جاء فی التشهد.

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی یہ روایت کئی دیگر کتب احادیث میں بھی موجود ہے۔
نیز حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا یہ سلام حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی روایت سے بھی ثابت ہے، چنانچہ مصنف ابن ابی شیبہ میں روایت ہے کہ:

حدثنا الفضل بن دكين، عن سفيان، عن زيد العمى، عن أبي الصديق الناجي، عن ابن عمر؛ أن أبا بكر كان يعلمهم التشهد على المنبر، كما يعلم الصبيان في الكتاب: التحيات لله والصلوات والطيبات، السلام عليك أيها النبي ورحمة الله وبركاته، السلام علينا وعلى عباد الله الصالحين، أشهد أن لا إله إلا الله، وأشهد أن محمدا عبده ورسوله (مصنف ابن أبي شيبه رقم الحديث ۳۰۰۷ عن أبي بكر)

اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت سے ثابت شدہ سلام کا یہ طریقہ اکثر حضرات کے نزدیک دوسرے طریقوں سے ﴿یقینہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

(۲)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں تشہد اس طرح اہتمام کے ساتھ سکھلاتے تھے، جس طرح قرآن کی کوئی سورت سکھایا کرتے تھے، اور تشہد اس طرح سکھلاتے تھے کہ:

التَّحِيَّاتُ الْمُبَارَكَاتُ. الصَّلَوَاتُ الطَّيِّبَاتُ لِلَّهِ. السَّلَامُ
عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ السَّلَامُ عَلَيْنَا
وَعَلَى عِبَادِ اللَّهِ الصَّالِحِينَ. أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ
وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ.

ترجمہ: ساری بابرکت قولی اور بدنی اور مالی عبادتیں اللہ کے لئے ہیں، سلام ہوا ہے نبی آپ پر اور اللہ کی رحمت ہو اور برکتیں، سلام ہو، ہم پر اور اللہ کے نیک بندوں پر، میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ بے شک اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں، اور گواہی دیتا ہوں کہ بے شک محمد اللہ کے رسول ہیں (مسلم) ۱

(۳)

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام کا یہ طریقہ بیان فرمایا کہ:

التَّحِيَّاتُ لِلَّهِ الطَّيِّبَاتُ. الصَّلَوَاتُ لِلَّهِ السَّلَامُ عَلَيْكَ
أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ. السَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلَى

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

افضل ہے، چنانچہ اس حدیث کو نقل کرنے کے بعد امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

وفی الباب عن ابن عمر، وجابر، وأبي موسى، وعائشة، حديث ابن مسعود قد روى عنه من غير وجه وهو أصح حديث عن النبي صلى الله عليه وسلم في التشهد والعمل عليه عند أكثر أهل العلم من أصحاب النبي صلى الله عليه وسلم، ومن بعدهم من التابعين، وهو قول سفيان الثوري، وابن المبارك، وأحمد، وإسحاق "

حدثنا أحمد بن محمد بن موسى قال: أخبرنا عبد الله بن المبارك، عن معمر، عن خصيف قال: رأيت النبي صلى الله عليه وسلم في المنام، فقلت: يا رسول الله، إن الناس قد اختلفوا في التشهد، فقال: عليك بتشهد ابن مسعود (حوالہ بالا)

۱ رقم الحديث ۴۰۳، ۶۰ "كتاب الصلاة، باب التشهد في الصلاة، ابو داؤد، رقم الحديث ۹۷۴، كتاب الصلاة، باب التشهد.

عِبَادِ اللَّهِ الصَّالِحِينَ. أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ.

ترجمہ: ساری قولی عبادتیں اللہ کے لئے ہیں، اور مالی اور بدنی عبادتیں بھی اللہ کے لئے ہیں، سلام ہو، اے نبی آپ پر اور اللہ کی رحمت ہو اور اللہ کی برکتیں، سلام ہو ہم پر اور اللہ کے نیک بندوں پر، میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ بے شک اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں، اور وہ یکتا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، اور میں گواہی دیتا ہوں کہ بے شک محمد اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں (نسائی) ۱۔
(۴)

حضرت ابوالتوکل رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ ہم نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے تشہد کا طریقہ معلوم کیا، تو انہوں نے یہ طریقہ بتلایا کہ:

التَّحِيَّاتُ. الصَّلَوَاتُ. الطَّيِّبَاتُ لِلَّهِ. السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ. السَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلَى عِبَادِ اللَّهِ الصَّالِحِينَ. أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ. وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ.

ترجمہ: ساری قولی عبادتیں، بدنی، مالی عبادتیں اللہ کے لئے ہیں، سلام ہو، اے نبی آپ پر اور اللہ کی رحمت ہو اور اللہ کی برکتیں، سلام ہو ہم پر اور اللہ کے نیک بندوں پر، میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ بے شک اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں، اور میں گواہی دیتا ہوں کہ بے شک محمد اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں (مصنف ابن ابی شیبہ) ۲۔

۱۔ رقم الحديث ۱۱۷۳، کتاب التطبيق، نوع آخر من التشهد.

۲۔ رقم الحديث ۳۰۰۸، کتاب الصلاة، باب التشهد فی الصلاة کیف ہو؟

قال نبیل بن منصور بن یعقوب بن سلطان البصرة: وإسناده صحيح، وخالد هو الحذاء، وأبو المتوکل اسمه علی بن داود.

وأخرجه الخطيب في "تقييد العلم" (ص ۹۳) من طريق بشر بن المفضل البصري وأبي شهاب عبد ربه بن نافع الحنات كلاهما عن خالد الحذاء به (أنيس الساري في تخریج أحاديث فتح الباری، تحت رقم الحديث ۲۴۹ "۵۰۴۳" کتاب الصلاة، باب التشهد فی الآخرة)

(۵)

حضرت عبدالرحمن بن عبدالقاری سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے منبر پر بیٹھے ہوئے ہونے کی حالت میں لوگوں کو سلام کا یہ طریقہ دیتے ہوئے سنا کہ:

اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ. اَلزَّكَايَا لِلّٰهِ. اَلطَّيِّبَاتُ. اَلصَّلَوَاتُ لِلّٰهِ
اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ
اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلَىٰ عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِينَ. اَشْهَدُ اَنْ لَا
اِلَهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنْ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ.

ترجمہ: ساری قولی عبادتیں اللہ کے لئے ہیں، پاکیزہ عبادتیں اللہ کے لئے ہیں، مالی اور بدنی عبادتیں بھی اللہ کے لئے ہیں، سلام ہو، اے نبی آپ پر اور اللہ کی رحمت اللہ کی برکتیں ہوں، سلام ہو، ہم پر اور اللہ کے نیک بندوں پر، میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ بے شک اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں، اور گواہی دیتا ہوں کہ بے شک محمد اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں (مؤطا امام مالک) ۱

(۶)

حضرت عروہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ لوگوں کو تشہید پڑھنے کی اس طرح تعلیم دیا کرتے تھے کہ:

بِسْمِ اللّٰهِ خَيْرِ الْأَسْمَاءِ. اَلتَّحِيَّاتُ اَلزَّكَايَا
اَلصَّلَوَاتُ اَلطَّيِّبَاتُ لِلّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ
وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلَىٰ عِبَادِ اللّٰهِ
الصَّالِحِينَ اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلَهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ

۱۔ رقم الحديث ۳۰۰، كتاب الصلاة، باب التشهد في الصلاة، مؤطا امام محمد رقم الحديث ۱۴۷، مصنف ابن ابی شیبہ رقم الحديث ۳۰۰۹.

قال ابن حجر: روينا في موطأ مالك وسنن البيهقي وغيرهما بالأسانيد الصحيحة (نتائج الأفكار، ج ۲ ص ۱۷۴، باب: التشهد في الصلاة، المجلس: ۱۵۳)

إسناده صحيح. تعقيب: قال عبد القادر الأرنؤوط ۵۲/۱ هذا وإن كان موقوفا فهو في حكم المرفوع لأن ذلك محال يقال بالرأى (روضة المحدثين، ج ۱۰، ص ۱۸۳ تحت رقم الحديث

(۳۶۰۸)

لَهُ، وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ.

ترجمہ: اللہ کے ناموں میں سے بہترین نام کے ساتھ، ساری قوی عبادتیں، پاکیزہ عبادتیں، مالی بدنی عبادتیں اللہ کے لئے ہیں، سلام ہو، اے نبی آپ پر اور اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں ہوں، سلام ہو ہم پر اور اللہ کے نیک بندوں پر، میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ بے شک اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں، اور گواہی دیتا ہوں کہ بے شک محمد اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں (مستدرک حاکم) ۱۔

(۷)

حضرت قاسم بن محمد رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اس طرح سلام پڑھا کرتی تھیں کہ:

اَلْحَيَّاتُ الطَّيِّبَاتُ الصَّلَوَاتُ الزَّكَايَاتُ لِلّٰهِ اَلسَّلَامُ
عَلَى النَّبِيِّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ. اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلَى عِبَادِ اللّٰهِ
الصَّالِحِينَ. اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ
مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ.

ترجمہ: ساری قوی، مالی، بدنی پاکیزہ عبادتیں اللہ کے لئے ہیں، سلام ہو نبی پر اور اللہ کی رحمت ہو، سلام ہو ہم پر اور اللہ کے نیک بندوں پر، میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ بے شک اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں، اور گواہی دیتا ہوں کہ بے شک محمد اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں (مصنف ابن ابی شیبہ) ۲۔

(۸)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں قرآن کی سورت کی طرح اہتمام کے ساتھ اس طرح تشہد و سلام پڑھنے کی تعلیم دیا کرتے تھے کہ:

۱۔ رقم الحديث ۹۸۰، کتاب الطهارة.

قال الحاكم: هذا حديث صحيح على شرط مسلم، وإنما ذكرته لأن له شواهد على ما شرطنا في الشواهد التي تشهد على سندها.

وقال الذهبي في التلخيص: على شرط مسلم وله شواهد.

۲۔ رقم الحديث ۳۰۱۰، کتاب الصلاة، باب التشهد في الصلاة، السنن الكبرى للبيهقي، رقم الحديث ۲۸۴۲، کتاب الصلاة، باب من قدم كلمتي الشهادة على كلمتي التسليم، مؤطا امام مالک، رقم الحديث ۳۰۲، ومؤطا امام محمد، رقم الحديث ۱۴۶.

قال ابن حجر: روينا في الموطأ وسنن البيهقي وغيرهما أيضا بإسناد صحيح (نتائج الأفكار، ج ۲ ص ۷۸، باب: التشهد في الصلاة، المجلس: ۱۵۵)

بِسْمِ اللَّهِ التَّحِيَّاتُ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ لِلَّهِ السَّلَامُ
عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ السَّلَامُ عَلَيْنَا
وَعَلَى عِبَادِ اللَّهِ الصَّالِحِينَ. أَسْأَلُ اللَّهَ الْجَنَّةَ وَأَعُوذُ
بِاللَّهِ مِنَ النَّارِ.

ترجمہ: اللہ کے نام سے، ساری قوی اور مالی اور بدنی عبادتیں اللہ کے لئے ہیں، سلام ہو، اے نبی آپ پر اور اللہ کی رحمت ہو اور اُس کی برکتیں، سلام ہو ہم پر اور اللہ کے نیک بندوں پر، میں اللہ سے جنت کا سوال کرتا ہوں، اور جہنم سے اللہ کی پناہ لیتا ہوں (مسند ابی یعلیٰ) ۱۔
(۹)

حضرت نافع رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ تشہد و سلام اس طرح پڑھا کرتے تھے کہ:

بِسْمِ اللَّهِ التَّحِيَّاتُ لِلَّهِ الصَّلَوَاتُ لِلَّهِ الزَّكَايَاتُ لِلَّهِ
السَّلَامُ عَلَى النَّبِيِّ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ. السَّلَامُ عَلَيْنَا
وَعَلَى عِبَادِ اللَّهِ الصَّالِحِينَ. شَهِدْتُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ
شَهِدْتُ أَنْ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ.

ترجمہ: اللہ کے نام سے ساری قوی عبادتیں اللہ کے لئے ہیں، بدنی بھی اللہ کے لئے ہیں، سب پاکیزہ عبادتیں اللہ کے لئے ہیں، سلام ہو، نبی پر اور اللہ کی رحمت ہو اور اُس کی برکتیں، سلام ہو ہم پر اور اللہ کے نیک بندوں پر، میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ بے شک اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں، میں گواہی دیتا ہوں کہ بے شک محمد، اللہ کے رسول ہیں (موطا امام مالک) ۲۔

۱۔ رقم الحدیث ۲۲۳۲، عن جابر.

قال حسين سليم أسد: رجاله رجال الصحيح (حاشية مسند ابی یعلیٰ)

۲۔ رقم الحدیث ۳۰۱، باب التشهد فی الصلاة، واللفظ لله، مؤطا امام محمد، رقم الحدیث ۱۴۸.

قال ابن حجر: هذا موقوف صحيح، أخرجه البيهقي من رواية البوشنجي عن أبي بكر أيضا. وقد جاء عن ابن عمر مرفوعا (نتائج الأفكار، ج ۲ ص ۱۸۲، باب: التشهد فی الصلاة، المجلس: ۱۵۶)

مختصر درود و سلام

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کے بیٹے حضرت زید بن عبد اللہ رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ صحابہ و تابعین اس طرح کہنے کو پسند فرمایا کرتے تھے کہ:

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ عَلَيْهِ السَّلَامُ.

ترجمہ: اے اللہ! رحمت خاص نازل فرما محمد پر جو کہ نبی امی ہیں، ان پر سلام ہو (فضل الصلاة على النبي لاسماعيل بن اسحاق رقم الحديث ۶۰) ۱۔

اس کے علاوہ حدیث سے مختصر درود و سلام کے یہ الفاظ بھی ثابت ہیں کہ:

بِسْمِ اللّٰهِ وَ السَّلَامِ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ ، اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ ، وَ عَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ .

ترجمہ: اللہ کے نام سے، اور سلام ہو اللہ کے رسول اللہ پر، اے اللہ! رحمت خاص نازل فرما محمد پر اور آل محمد پر (فضل الصلاة على النبي لاسماعيل بن اسحاق رقم الحديث ۸۲) ۲۔

فقط

وَاللّٰهُ سُبْحَانَهُ وَ تَعَالٰى اَعْلَمُ وَ عِلْمُهُ اَتَمُّ وَ اَحْكَمُ.

محمد رضوان

مورخہ ۹/رمضان المبارک/۱۴۳۶ھ 27/جون/2015ء، بروز ہفتہ

ادارہ غفران راولپنڈی پاکستان

۱۔ حدثنا سليمان بن حرب قال: ثنا حماد بن سلمة قال: ثنا سعيد الجريري، عن زيد بن عبد الله، أنهم كانوا يستحبون أن يقولوا: اللهم صل على محمد النبي الأمي، عليه السلام (فضل الصلاة على النبي لاسماعيل بن اسحاق، رقم الحديث ۶۰)

قال الالباني: صحيح (تحقيق فضل الصلاة على النبي، تحت رقم الحديث ۶۰)
۲۔ عن فاطمة بنت النبي، صلى الله عليه وسلم قالت: قال لي رسول الله صلى الله عليه وسلم: "إذا دخلت المسجد فقل: بسم الله والسلام على رسول الله، اللهم صل على محمد، وعلى آل محمد، واغفر لنا، وسهل لنا أبواب رحمتك، فإذا فرغت، فقل: مثل ذلك، غير أن تقول: وسهل لنا أبواب فضلك" (فضل الصلاة على النبي لاسماعيل بن اسحاق، رقم الحديث ۸۲)

قال الالباني: صحيح لغيره (تحقيق فضل الصلاة على النبي، تحت رقم الحديث ۸۲)

رائے گرامی حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب مدظلہم (نائب صدر و شیخ الحدیث: جامعہ دارالعلوم، کراچی)

MUFTI MUHAMMAD TAQI USMANI
Vice President Jamia Darul-Uloom Karachi - Pakistan

المفتی محمد تقی العثماني
نائب رئيس جامعة دارالعلوم كراتشي، باكستان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مکرم بندہ جناب مفتی محمد رضوان صاحب زیرِ مہربانی

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

آپ کا ارسال کردہ مسودہ ”دروود و سلام کے فضائل و احکام“ متواتر اسفار و اشغال کی بناء پر اس سے قبل نہ دیکھ سکا تھا۔ حسبِ حجتہ دیکھنے کا موقع بھی آج ملا۔ ماشاء اللہ نہایت مفید پایا۔ بالخصوص جو غیر ماثور مسودہ رائج ہو گئے ہیں، ان کے بارے میں صحیح موقف بفضلہ تعالیٰ خوب واضح ہو گیا۔ دل سے دعا ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ اسے اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے اہل ایمان علیہما طبع نبائیں۔ آمین۔

بندہ

محمد تقی عثمانی عفی عنہ

۱۳ رمضان المبارک ۱۴۳۱ھ

Jamia Darul-Uloom Karachi
Korangi Industrial Area,
Karachi - Pakistan, Post Code : 75180
Phone: (92) (21) 5043192, Fax : (92) (21) 5040234

جامعۃ دارالعلوم کراچی
کونجی انڈسٹریل ایریا، الریزلبرڈ، ۷۵۱۸۰
کراچی - پاکستان
تلفون: (۹۲) (۲۱) ۵۰۴۳۱۹۲، فکس: (۹۲) (۲۱) ۵۰۴۰۲۳۴

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مکرم بندہ جناب مفتی محمد رضوان صاحب - زید مجدکم
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

آپ کا ارسال کردہ مسودہ ”دروود و سلام کے فضائل و احکام“ متواتر اسفار و اشغال کی بناء پر اس سے قبل نہ دیکھ سکا تھا، جتنہ جتنہ دیکھنے کا موقع بھی آج ملا۔

ماشاء اللہ نہایت مفید پایا، بالخصوص جو غیر ماثور دروود رائج ہو گئے ہیں، ان کے بارے میں صحیح موقف بفضلہ تعالیٰ خوب واضح ہو گیا۔ دل سے دعا ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ اسے اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے اہل ایمان کے لئے نافع بنائیں۔ آمین۔

بندہ محمد تقی عثمانی عفی عنہ، ۱۳/ رمضان المبارک/ ۱۴۳۱ھ

(ضمیمہ)

درود و سلام سے متعلق چند احادیث کی اسنادی حیثیت

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کر کے کوئی جھوٹی حدیث بیان کرنا سخت وبال کی بات ہے، احادیث میں اس پر سخت وعیدیں آئی ہیں، اس وجہ سے احادیث کے بیان کرنے میں بہت احتیاط کی ضرورت ہے۔

محدثین عظام نے اسی وجہ سے احادیث کی سندیں محفوظ کرنے کا بہت اہتمام کیا ہے، اور احادیث کی سند میں آنے والے راویوں کی خوب اچھی طرح تحقیق اور چھان بین سے کام لیا ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ حَدَّثَ عَنِّي حَدِيثًا وَهُوَ يَرَى أَنَّهُ كَذِبٌ، فَهُوَ أَحَدُ الْكَاذِبِينَ (سنن ابن ماجہ) ۱

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے میری طرف سے کوئی ایسی حدیث بیان کی، جس کو وہ سمجھتا ہے کہ وہ جھوٹ ہے، تو وہ جھوٹوں میں سے ایک جھوٹا ہے (ابن ماجہ، مسند احمد)

حضرت سرہ بن جنبد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ رَوَى عَنِّي حَدِيثًا، وَهُوَ يَرَى أَنَّهُ كَذِبٌ، فَهُوَ أَحَدُ الْكَاذِبِينَ (مسند احمد) ۲

۱ رقم الحديث ۳۸، كتاب السنة، باب من حدث عن رسول الله - صلى الله عليه وسلم - حديثا وهو يرى أنه كذب، مسند احمد، رقم الحديث ۹۰۳.

قال شعيب الارنؤوط: إسناده صحيح على شرط الشيخين (حاشية مسند احمد)

۲ رقم الحديث ۲۰۱۶۳، ابن ماجه، رقم الحديث ۳۹.

قال شعيب الارنؤوط: إسناده صحيح على شرط الشيخين (حاشية مسند احمد)

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے میری طرف سے کوئی حدیث روایت کی، جس کے بارے میں وہ سمجھتا ہے کہ وہ جھوٹ ہے، تو وہ جھوٹوں میں سے ایک جھوٹا ہے (مسند احمد، ابن ماجہ)

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَنَّهُ قَالَ: مَنْ رَوَى عَنِّي حَدِيثًا وَهُوَ يَرَى أَنَّهُ كَذِبٌ، فَهُوَ أَحَدُ الْكَذَّابِينَ (مسند احمد، رقم الحديث ۱۸۱۸۴) ۱

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے میری طرف سے کوئی حدیث روایت کی، جس کے بارے میں وہ سمجھتا ہے کہ وہ جھوٹ ہے، تو وہ کذابوں میں سے ایک کذاب ہے (مسند احمد، ابن ماجہ)

کذاب بہت بڑے جھوٹے کو کہا جاتا ہے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف جھوٹ منسوب کرنا بہت بڑا جھوٹ ہے، اور جھوٹوں میں سے ایک جھوٹا اور کذابوں میں سے ایک کذاب اس لئے کہا گیا ہے کہ بعض اوقات ایک حدیث کو بیان کرنے والے کئی افراد ہوتے ہیں، لہذا ہر ایک کے حق میں یہ وعید ثابت ہوتی ہے، بشرطیکہ اُسے اس حدیث یا اس کے راوی کا جھوٹا ہونا معلوم ہو۔

اسی وجہ سے محدثین نے ایک ایک حدیث میں پائے جانے والے اوپر سے نیچے تک تمام راویوں کی چھان بین اور تحقیق کا اہتمام کیا ہے۔ ۲

۱۔ قال شعیب الارزوط: حدیث صحیح (حاشیہ مسند احمد)

۲۔ (من حدث) وفي رواية ابن ماجه من روى (عني بحدیث) لفظ روايات ابن ماجه حدیثا وفي رواية له من روى عني حدیثا (وهو) أي والحال أنه (یری) بضم ففتح یظن وبفتحتین ذكره بعضهم وقال النووي: یری ضبطنا بضم الیاء والکاذبین بكسر الباء وفتح النون علی الجمع قال: وهذا هو المشهور فی اللفظین وقال عیاض: الروایة عندنا الکاذبین علی الجمع قال الطیبی: وقوله أحد الکاذبین من باب القلم أحد اللسانین والخال أحد الأبوین یعلم أنه کذب بكسر الکاف مصدر

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ مِنْ أَعْظَمِ الْفُرَى أَنْ يَدْعِيَ الرَّجُلُ إِلَى غَيْرِ أَبِيهِ، أَوْ يُرَى عَيْنَهُ مَا لَمْ تَرَ، أَوْ يَقُولَ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا لَمْ يَقُلْ (بخاری) ۱

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سب سے بڑی افتراء پردازی (اور سب سے بڑا جھوٹ) یہ ہے کہ آدمی اپنے باپ کے علاوہ (کسی اور) کی طرف دعویٰ (و نسبت) کرے (یعنی اپنے نسب میں غلط بیانی سے کام لے) یا اپنی آنکھوں کو وہ چیز دکھائے (یعنی جھوٹا خواب بیان کرے) جو اس نے نہیں دیکھی، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف اس بات کی نسبت کرے، جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں فرمائی (بخاری)

اور حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ کی ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ:

سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: إِنَّ أَعْظَمَ الْفُرَى ثَلَاثَةٌ: أَنْ يَفْتَرِيَ الرَّجُلُ عَلَى عَيْنِهِ، يَقُولُ: رَأَيْتُ وَلَمْ يَرَ، وَأَنْ يَفْتَرِيَ عَلَى وَالِدَيْهِ، فَيَدْعِي إِلَى غَيْرِ أَبِيهِ، أَوْ يَقُولَ: سَمِعَنِي وَلَمْ يَسْمَعْ مِنِّي (مسند احمد، رقم الحديث ۱۶۰۰۸) ۲

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾ و بفتح فکسر ای ذو کذب علی حذف مضاف أو المصدر بمعنى الفاعل (فہو أحد الکاذبین) بصیغة الجمع باعتبار كثرة النقلة وبالتثنية باعتبار المفتري والناقل عنه والأول كما فی الدیاج أشهر فلیس لراوی حدیث أن يقول قال الرسول إلا إن علم صحته ويقول فی الضعیف روى أو بلغنا فإن روى ما علم أو ظن وضعه ولم یبین حاله أیدرج فی جملة الکاذبین لإعانتة المفتري علی نشر فريته فیشار که فی الإثم کمن أعان ظالما ولهذا كان بعض التابعين يهاب الرفع ویوقف قاتلا الکذب علی الصحابی اھون (فیض القدير للمناوی، تحت رقم الحديث ۸۲۳۱) ۱

۲ قال شعيب الارنؤوط: إسناده صحيح علی شرط مسلم، رجاله ثقات رجال الشيخين غير معاوية بن صالح: وهو الحضرمي، فمن رجال مسلم، وأخرج له البخاري فی "القرائة خلف الإمام"، وأصحاب السنن (حاشية مسند احمد)

ترجمہ: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، آپ نے فرمایا کہ سب سے بڑی افتراء پردازی (اور الزام تراشی) تین ہیں، ایک یہ کہ آدمی اپنی آنکھوں پر جھوٹ باندھے یعنی یہ کہے کہ میں نے (خواب میں یہ) دیکھا ہے، حالانکہ اس نے نہیں دیکھا، دوسرے یہ کہ اپنے والدین پر جھوٹ باندھے، پس اپنے والد کے علاوہ (کسی اور) کی طرف دعویٰ (و نسبت) کرے، تیسرے یہ کہے کہ اس نے مجھ (یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم) کو فرماتے ہوئے سنا ہے، حالانکہ اس نے مجھ سے نہیں سنا (مسند احمد)

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا تَكْذِبُوا عَلَيَّ، فَإِنَّهُ مِنْ كَذَبِ عَلَيَّ فَلْيَلِجِ النَّارَ (بخاری) ۱

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم مجھ پر جھوٹ نہ باندھو، پس بے شک جس نے مجھ پر جھوٹ باندھا تو اسے چاہیے کہ وہ جہنم میں داخل ہو جائے (بخاری)

حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: إِنَّ كَذِبًا عَلَيَّ لَيْسَ كَكَذِبِ عَلَيَّ أَحَدٍ، مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا، فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ (بخاری) ۲

ترجمہ: میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، آپ نے فرمایا کہ میرے اوپر جھوٹ باندھنا کسی اور پر جھوٹ باندھنے کی طرح نہیں ہے، جس نے مجھ پر جان بوجھ کر جھوٹ باندھا تو اسے چاہیے کہ وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنا لے (بخاری)

حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

۱۔ رقم الحديث ۱۰۶، کتاب العلم، باب إثم من كذب على النبي صلى الله عليه وسلم.

۲۔ رقم الحديث ۱۲۹۱، کتاب الجنائز، باب ما يكره من النياحة على الميت.

مَا يَمْنَعُنِي أَنْ أُحَدِّثَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ لَا أَكُونُ أَوْعَى أَصْحَابِهِ عَنْهُ، وَلَكِنِّي أَشْهَدُ لَسَمِيعَتِهِ يَقُولُ: مَنْ قَالَ عَلَى مَا لَمْ أَقُلْ فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ (مسند احمد، رقم الحديث ۴۶۹) ۱۔
ترجمہ: مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیث بیان کرنے سے یہ بات مانع نہیں ہوئی کہ میں آپ کے صحابہ میں سب سے زیادہ حدیث کو یاد رکھنے والا نہیں ہوں، لیکن میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جس نے میری طرف وہ بات منسوب کی، جسے میں نے نہیں کہا، تو وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنالے (مسند احمد)

حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ وَهُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ: إِيَّاكُمْ وَكَثْرَةَ الْحَدِيثِ عَنِّي، فَمَنْ قَالَ عَنِّي فَلَا يَقُولُ إِلَّا حَقًّا، وَمَنْ قَالَ عَلَى مَا لَمْ أَقُلْ فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ (مسندک حاکم) ۲۔

ترجمہ: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے منبر پر تشریف فرما ہونے کی حالت میں سنا کہ تم میری طرف سے زیادہ باتیں بیان کرنے سے بچو، پس جو شخص میری طرف سے کوئی بات کہے، تو حق اور سچ ہی کہے، اور جس نے میرے بارے میں وہ بات کہی، جو میں نے نہیں کہی تھی، تو اُسے چاہئے کہ وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنالے (حاکم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

۱۔ قال شعيب الارنؤوط: إسناده حسن (حاشية مسند احمد)

۲۔ رقم الحديث ۳۷۹، كتاب العلم.

قال الحاکم: وفي حديث محمد بن عبيد، حدثني ابن كعب وغيره، عن أبي قتادة. هذا حديث على شرط مسلم، وفيه ألفاظ صعبة شديدة، ولم يخرجاه. وله شاهد بإسناد آخر عن أبي قتادة. وقال الذهبي في التلخيص: على شرط مسلم.

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: كَفَى بِالْمَرْءِ كَذِبًا أَنْ يُحَدِّثَ بِكُلِّ مَا سَمِعَ (مسلم) ۱

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آدمی کے جھوٹ کے لئے یہ کافی ہے کہ وہ ہر سنی ہوئی بات کو بیان کر دے (مسلم، ابوداؤد)

اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ:

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: كَفَى بِالْمَرْءِ إِثْمًا أَنْ يُحَدِّثَ بِكُلِّ مَا سَمِعَ (صحيح ابن حبان) ۲

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آدمی کے گناہ کے لئے یہ کافی ہے کہ وہ ہر سنی ہوئی بات کو بیان کر دے (ابن حبان)

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ کی سند سے بھی اس قسم کی حدیث مروی ہے۔ ۳
اور حضرت عمر بن خطاب اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما کا ارشاد بھی اسی طرح سے مروی ہے۔ ۴

۱۔ مقدمة، باب النهی عن الحديث بكل ما سمع؛ ابوداؤد، رقم الحديث ۴۹۹۲، باب فی التشدید فی الکذب.

۲۔ رقم الحديث ۳۰، المقدمة، باب الاعتصام بالسنة وما يتعلق بها نقلا وأمرا وزجرا بیان لزوم الاتباع بالسنة وما يتعلق بها.

قال شعيب الارنؤوط: إسناده صحيح على شرط الصحيح، وأخرجه مسلم في مقدمة صحيحه (حاشية ابن حبان)

۳۔ عن أبي أمامة، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: كفى بالمرء من الكذب أن يحدث بكل ما سمع، وكفى بالمرء من الشح أن يقول آخذ حقى لا أترك منه شيئا هذا إسناده صحيح فإن آباء هلال بن العلاء أئمة ثقات وهلال إمام أهل الجزيرة في عصره (مستدرک حاکم، رقم الحديث ۲۱۹۶)

قال الذهبي: صحيح وآباء هلال ثقات.

۴۔ عن أبي عثمان النهدي، قال: قال عمر بن الخطاب رضي الله تعالى عنه: بحسب المرء من الكذب أن يحدث بكل ما سمع (مسلم، رقم الحديث ۵"۵")
حدثنا محمد بن المثنى، قال: حدثنا عبد الرحمن، قال: حدثنا سفيان، عن أبي إسحاق، عن أبي الأحوص، عن عبد الله، قال: بحسب المرء من الكذب أن يحدث بكل ما سمع (مسلم، رقم الحديث ۵"۵"، باب النهی عن الحديث بكل ما سمع)

ہر سنی ہوئی بات کا سچا ہونا ضروری نہیں ہوتا، بلکہ بہت سی باتیں جھوٹی بھی ہوتی ہیں، بالخصوص جھوٹ عام ہونے کے زمانہ میں۔

اس لئے کسی بات کو سننے والے پر بھی یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ تحقیق و اطمینان کے بغیر اس کو آگے بیان نہ کرے، ورنہ یہ بھی جھوٹ میں داخل ہو جائے گا۔

اسی وجہ سے احادیث کے بیان کرنے میں محدثین نے انتہائی احتیاط سے کام لیا ہے، اور راویوں کی پوری چھان بین اور تحقیق کی ہے۔

کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں سنی ہوئی بات کو بیان کرنے میں اور بھی زیادہ احتیاط کی ضرورت ہے۔ ۱

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَيْسَ الْخَبْرُ كَالْمُعَايَنَةِ (مسند

احمد، رقم الحديث ۱۸۴۲) ۲

۱ (کفی بالمرء کذباً أن يحدث بكل ما سمع) أي إذا لم يتثبت لأنه يسمع عادة الصدق والكذب فإذا حدث بكل ما سمع لا محالة يكذب والكذب الإخبار عن الشيء على غير ما هو عليه وإن لم يتعمد لكن التعمد شرط الإثم. قال القرطبي: والباء في المرء زائدة هنا على المفعول وفاعل كفى أن يحدث وقد تزايد الباء على فاعل كفى كقوله تعالى (وكفى بالله شهيداً) (م) في مقدمة صحيحه (عن أبي هريرة) ورواه أبو داود في الأدب مرسل (فيض القدير للمناوي، تحت رقم الحديث ۶۲۴۲)

(کفی بالمرء من الکذب) کذا هو فی خط المؤلف وفي رواية العسكري: كفى بالمرء من الكذب كذباً (أن يحدث بكل ما سمع) أي لو لم يكن للرجل كذب إلا تحدثه بكل ما سمع من غير مبالاة أنه صادق أو كاذب لكفاه من جهة الكذب لأن جميع ما سمعه لا يكون صدقاً وفيه زجر عن الحديث بشيء لا يعلم صدقه (وكفى بالمرء من الشح أن يقول) لمن له عليه دين (أخذ حق) منه كله بحيث (لا أترك منه شيئاً) ولو قليلاً فإن ذلك شح عظيم ومن ثم عد الفقهاء مما ترد به الشهادة المضايقة في التافه وهذا عد من الحكم والأمثال.

(ک) فی البيع عن الأصم عن هلال ابن العلاء بن هلال بن عمر الرقي عن ابن عمر بن هلال قال: حدثني أبو غالب (عن أبي أمامة) قال الحاكم: صحيح فرده الذهبي أن هلال بن عمرو وأبوه لا يعرفان فالصحة من أين؟ (فيض القدير للمناوي، تحت رقم الحديث ۶۲۴۳، حرف الكاف، ج ۵، ص ۲)

۲ قال شعيب الارنؤوط: حديث صحيح، رجاله ثقات رجال الشيخين (حاشية مسند احمد) وقال الهيثمي: رواه أحمد والبزار والطبرانی في الكبير والأوسط، ورجاله رجال الصحيح، وصححه ابن حبان (مجمع الزوائد، تحت رقم الحديث ۶۸۷، باب في الخبر والمعاينة)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خبر، معائنہ کی طرح نہیں ہوتی (مسند

احمد)

اور حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَيْسَ الْخَبَرُ كَالْمُعَايَنَةِ (المعجم

الاولسط للطبرانی، رقم الحديث ۶۹۴۳) ۱

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خبر، معائنہ کی طرح نہیں ہوتی (طبرانی)

اس طرح کی حدیث حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی سند سے بھی مروی ہے۔ ۲

اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی سند سے یہ حدیث مروی ہے کہ:

إِنَّ الشَّاهِدَ يَرَى مَا لَا يَرَى الْغَائِبَ (الطبقات الكبرى لابن سعد)

ترجمہ: شاہد و حاضر وہ چیز دیکھتا ہے، جو غائب نہیں دیکھ پاتا (ابن سعد) ۳

اس کا مطلب بھی وہی ہے کہ خبر کا درجہ معائنہ و مشاہدہ کی طرح نہیں ہوتا۔ ۴

۱ قال الهيثمي: رواه الطبرانی في الأوسط، ورجاله ثقات (مجمع الزوائد، تحت رقم الحديث ۲۸۸، باب في الخبر والمعاينة)

۲ عن أبي هريرة، عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: ليس الخبر كالمعاينة (تاريخ بغداد، ج ۸، ص ۲۷، ۲۸، تحت ترجمة الحسين بن جعفر بن محمد بن حمدان بن المهلب، أبو عبد الله العنبري الفقيه الوراق الجرجاني)

قال الألباني: صحيح (صحيح الجامع الصغير وزيادته، تحت رقم الحديث ۹۵۰۴)

۳ أخبرنا محمد بن عمر، حدثني عبد الله بن محمد بن عمر عن أبيه عن علي مثل ذلك غير أنه قال: خرج علي فلقه على رأسه قدرة مستعذبا لها من الماء، فلما رآه على شهر السيف وعمد له فلما رآه القبطى طرح القربة ورقى في نخلة وتعرى فإذا هو محبوب، فأغمد على سيفه ثم رجع إلى النبي، صلى الله عليه وسلم، فأخبره الخبر فقال: رسول الله، صلى الله عليه وسلم: أصبت إن الشاهد يرى ما لا يرى الغائب (الطبقات الكبرى لابن سعد، ج ۸، ص ۲۱۵)

قال الألباني: صحيح (صحيح الجامع الصغير وزيادته، تحت رقم الحديث ۲۵۲۱)

۴ (إن الشاهد) أى الحاضر (يرى) من رأى فى الأمور المهمة لا من الرؤيا (ما لا يرى الغائب) أى الحاضر يعلم ما لا يعلمه الغائب إذ ليس الخبر كالمعاينة وهذا قاله لعلى كرم الله وجهه لما ﴿بقية حاشيا گلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

اور خبر کے معائنہ و مشاہدہ کی طرح نہ ہونے کا مطلب یہ ہے کہ معائنہ و مشاہدہ کرنے سے یقینی علم کا فائدہ حاصل ہوتا ہے، لہذا اس کا درجہ زیادہ ہے، اور سنی ہوئی خبر اور بات کا درجہ یہ نہیں ہوتا، بلکہ اس میں جھوٹ اور غلط بیانی کا بھی احتمال ہوتا ہے۔

اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر سنی ہوئی بات کے آگے بیان کرنے کو جھوٹ اور گناہ سے تعبیر فرمایا ہے، جیسا کہ گزرا۔

اس لئے جن صحابہ کرام نے براہ راست نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی بات سنی، ان کو معائنہ و مشاہدہ کی وجہ سے یقینی علم کا فائدہ حاصل ہوا، اور بعد میں آنے والے حضرات کے لئے احادیث خبر کا درجہ رکھتی ہیں، جن سے بہر صورت یقین کا فائدہ حاصل نہیں ہوتا، اس لئے ان احادیث کی اسناد کی تحقیق کی ضرورت ہے۔ ۱

﴿ گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ ﴾

أرسله لقتل العليج الذي كان يتردد إلى مارية ليقتله فقال له علي: يا رسول الله أمض كيف كان فقال له إن الشاهد الخ فكشف له عن سوء ته فرآه خصيا مجبوبا فتركه.
(ابن سعد) في الطبقات (عن علي) أمير المؤمنين (فيض القدير شرح الجامع الصغير، تحت رقم الحديث ۲۰۱۳)

۱۔ (ليس الخبر كالمعاينة) أى المشاهدة اذهى تحصيل العلم القطعى فهى أقوى وأكدر ومنه أخذ أن البصر أفضل من السمع لأن السمع يفيد الاخبار والخبر قد يكون كذبا بخلاف الابصار (طس) عن أنس بن مالك (خط عن أبى هريرة) ورجاله ثقات
(ليس الخبر كالمعاينة) لما ذكر ثم استظهر على ذلك بقوله (ان الله أخبر موسى بما صنع قومه فى العجل فلم يلق الا لوح فلما عاين ما صنعوا) من عبادته (ألقى الا لوح فانكسرت) أفاد أنه ليس حال الانسان عند معاينة الشيء كحاله عند الخبر عنه فى السكون والحركة لأن الانسان يسكن الى ما يرى أكثر من الخبر عنه (حم طس ك عن ابن عباس) واسناده صحيح (التيسير بشرح الجامع الصغير، ج ۲، ص ۳۲۰، حرف اللام)

(ليس الخبر كالمعاينة) أى المشاهدة اذهى تحصيل العلم القطعى وقد جعل الله لعباده أذانا واعية وأبصارا ناظرة ولم يجعل الخبر فى القوة كالنظر بالعيان وكما جعل فى الرأس سمعا وبصرا جعل فى القلب ذلك فما رآه الإنسان ببصره قوى علمه به وما أدركه ببصر قلبه كان أقوى عنده وقال الكلاباذى: الخبر خبران صادق لا يجوز عليه الخطأ وهو خبر الله ورسوله صلى الله عليه وسلم ومحتمل وهو ما عدها فإن حمل الخبر على الأول فمعناه ليس المعاينة كالخبر فى القوة أى الخبر

﴿ بقیہ حاشیہ گئے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں ﴾

مذکورہ احادیث و روایات کی روشنی میں اس بات پر تو فقہائے کرام کا اتفاق ہے کہ موضوع و من گھڑت یعنی جھوٹی احادیث اور اسی طرح شدید ضعیف احادیث سے شریعت کا کوئی حکم ثابت نہیں ہوتا، اور نہ ہی ان کو فضائل کے باب میں معتبر سمجھا جاتا ہے۔

اور ضعیف احادیث کے بارے میں اہل علم حضرات کی آراء مختلف ہیں، لیکن اس سلسلہ میں ہمارے نزدیک زیادہ رائج اور معتدل رائے یہ ہے کہ ضعیف احادیث بعض شرائط کے ساتھ فضائل اعمال کے سلسلہ میں معتبر ہوتی ہیں۔ ۱۔

جس کی تفصیل یہ ہے کہ جب ضعیف حدیث سے کسی عمل کی ترغیب و فضیلت ثابت ہو، اور اس کے خلاف اس سے قوی دلیل موجود نہ ہو، تو اس سے اس عمل کا صرف مستحب ہونا، نہ کہ سنت ہونا ثابت ہو جاتا ہے۔

لیکن اس مستحب کا درجہ اس مستحب سے کمزور ہوتا ہے، جس کا مستحب ہونا اس سے قوی (صحیح

﴿ گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ ﴾

أقوى وأكاد وأبعد عن الشكوك إذا كان خبرا لصادق والمعاينة قد تخطء فقد يرى الإنسان الشيء على خلاف ما هو عليه كما في قصة موسى والسحرة وإن حمل على الثاني فمعناه ليس المعاينة كالخبر بل هي أقوى وأكاد لأن المتخير لا يطمئن قلبه وتزول عنه الشكوك في خبر من يجوز السهو عليه والغلط والحاصل أن الخبر إن كان خبرا لصادق فهو أقوى من المعاينة أو غيره فعكسه إلا أن ما ذكر في الخبر الآتي عقبه على الأثر يشير إلى أن المراد هنا الثاني.

(طس عن أنس) بن مالك (خط عن أبي هريرة) رمز المصنف لحسنه وهو كما قال أو أعلى فقد قال الهيثمي: رجاله ثقات ورواه أيضا ابن منيع والعسكري وعد من جوامع الكلم والحكم. وقال الزركشي: ظن أكثر الشراح أنه ليس بحديث وهو حديث حسن خرجه أحمد وابن حبان والحاكم من طرق ورواه الطبراني وهو عنده بلفظ الكتاب ولفظ ليس المعاينة كالخبر وقال في موضع آخر: رواه أحمد والحاكم وابن حبان وإسناده صحيح فإن قيل: هو معلول بقول الكامل إن هشيم لم يسمعه من أبي بشر قلت: قال ابن حبان في صحيحه: لم يتفرد به هشيم وله طرق ذكرتها في المعتبر في تخريج أحاديث المنهاج والمختصر (فيض القدير شرح الجامع الصغير، تحت رقم الحديث ۷۵۷۳)

۱۔ فمنهم من منع العمل بالضعيف مطلقا، وهو مذهب ضعيف، ومنهم من جوزه مطلقا، وهو توسع سخيف، ومنهم من فصل وقيد، وهو المسلك المسدود (الأجوبة الفاضلة للأسئلة العشرة الكاملة، ص ۱۱، السؤال الاول، بحث قبول الحديث الضعيف في فضائل الاعمال، مشموله، مجموعہ رسائل الکنوی ج ۳ ص ۲۰۳)

و حسن) حدیث سے ثابت ہو۔

اور ضعیف حدیث سے کسی عمل کے مذکورہ درجہ میں مستحب ہونے کے ثبوت کے لئے مجموعی طور پر چار شرائط ہیں۔

(۱)..... پہلی شرط یہ ہے کہ اس کے خلاف اس سے کوئی قوی دلیل موجود نہ ہو (جیسا کہ پہلے گزرا) ۱

(۲)..... دوسری شرط یہ ہے کہ یہ حدیث شدید ضعیف نہ ہو، بایں طور کہ اس میں کوئی، فاسق، کذاب، فاحش الغلط، مغفل، یا متروک راوی نہ ہو۔

کیونکہ اس صورت میں یہ معدوم (یعنی موضوع و مخترع حدیث) کے درجہ میں ہوتی ہے، جس پر کسی حال میں عمل جائز نہیں۔ ۲

۱۔ والذی یتظهر بعد التامل الصادق، هو قبول الضعیف فی ثبوت الاستحسان و جوازہ، فاذا دل حدیث ضعیف علی استحباب شیء او جوازہ، ولم یدل دلیل آخر صحیح علیہ، و لیس ہناک مایعارضہ و رجح علیہ، قبل ذلک الحدیث و جاز العمل بما افادہ و اقول باستحباب ما دل علیہ او جوازہ۔ غایۃ ما فی الباب ان یکون مثل هذا الاستحباب و الجواز ادون رتبة من الاستحباب و الجواز الثابت بالاحادیث الصحیحة و الحسنۃ و یشتراط قبولہ بشرط:

احدها: ما اشرنا الیہ من فقدان دلیل آخر اقوی منه معارضا له، فان دل حدیث صحیح او حسن، علی کراهۃ عمل او حرمتہ، و الضعیف علی استحبابہ و جوازہ، فالعمل یکون بالاقوی، و القول بمفادہ احرى (ظفر الأمانی فی مختصر الجرجانی فی مصطلح الحدیث، ص ۹۸، لمولانا عبدالحی اللکنوی) ۲۔ وثانیہا: ان لا یکون الحدیث شدید الضعف، بان تفرد بروایتہ شدید الضعف، کالکذاب، و فاحش الغلط، و المغفل، و غیر ذلک، او کثرت طرقہ، لکن لم یخل طریق من طرقہ عن شدۃ الضعف، و ذلک لان کون السند شدید الضعف، مع عدم مایجر بہ نقصانہ، یجعلہ فی حکم العدم، و یقر بہ الی الموضوع و المخترع، الذی لا یجوز العمل بہ بحال (ظفر الأمانی فی مختصر الجرجانی فی مصطلح الحدیث، ص ۹۸، لمولانا عبدالحی اللکنوی)

و الموضوع لا یجوز العمل بہ علی أن الضعیف الذی صرحوا بجواز العمل بہ و قبولہ هو الذی لا یکون شدید الضعف بأن لا یخلو سند من أسانیدہ من کذاب أو متروک أو متهم أو نحو ذلک علی ما بسطتہ فی رسالتی الأجوبة الفاضلة للأسئلة العشرة الكاملة و الحدیث الذی نحن فیہ ان لم یکن موضوعا فلا شبهة فی کونہ شدید الضعف غیر قابل للاحتجاج بہ فلا یجوز العمل بہ فی فضائل ایضا لأحد لا فی خاصة نفسه ولا بأمر غیرہ (الآثار المرفوعة فی الاخبار الموضوعه للعلامة اللکنوی،

ص ۷۳)

- (۳)..... تیسری شرط یہ ہے کہ اس ضعیف حدیث سے ثابت شدہ حکم شریعت کے اصولوں میں سے کسی اصول و قاعدے کے تحت داخل ہو، اور دینی قواعد اور صحیح و قوی حدیث کے خلاف نہ ہو۔ ۱
- (۴)..... چوتھی شرط یہ ہے کہ اس پر عمل کرنے والا اس کے ثبوت اور اس عمل کے سنت ہونے کا اعتقاد نہ رکھے، بلکہ احتیاط کی وجہ سے اس پر عمل کرے۔ ۲

۱ واثقہا: ان یكون ماثبت به داخل تحت اصل کلی من الاصول الشرعية غیر مخالف للقواعد الدينية، لتلا يلزم اثبات مالم يثبت شرعا به، فانه اذا كان مادل عليه داخل في الاصول الشرعية، غیر مناقض لها، فنفس جوازه ثابت بها.

والحدیث الضعیف الدال علیہ یكون مؤکدا علیہ، کذا الاستحباب، فان الجائزات تصیر بحسن النية عبادة، فكيف اذا وجد ما فيه شبهة ثبوت الاستحباب (ظفر الأمانی فی مختصر الجرجانی فی مصطلح الحديث، ص ۱۹۹، لمولانا عبدالحی اللکنوی)

۲ وابعادها: ان لا يعتقد العامل به ثبوته بل الخروج عن العهدة بيقين، فانه ان كان صحيحا فی نفس الامر فذاك، والا لم يترتب علی العمل به فساد شرعی.

وقس علیہ اذا دلیل الحديث الضعیف علی کراهة عمل، لم يدل علی استحبابه دلیل آخر، فيؤخذ به ويعمل بمفاده احتیاطا، فان ترک المکروه مستحب، وترک المباح لا بأس فیہ شرعا.

وبهذا کله يظهر لك دفع الاشکال الذی تصدی للجواب عنه الدوائی والخفاجی، وسلك کل منهما مسلکا مغایرا لمسلک الآخر.

وخلاصة الکلام، الرافع للاوهام هو ان ثبوت الاستحباب، او الکراهة التی هی فی قوة الاستحباب، او الجواز بالحديث الضعیف مع الشروط المتقدمة: لا ینافی قولهم: انه لا یثبت الاحکام الشرعية، فان الحکم باستحباب شیء دل علیہ الضعیف او کراهته: احتیاطی، والحکم بجواز شیء دل علیہ تاکید لما ثبت بدلائل اخر، فلا یلزم منه ثبوت شیء من الاحکام فی نفس الامر، ومن حیث الاعتقاد. نعم لو لم تلاحظ الشروط المتقدمة، لزم الاشکال البتة (ظفر الأمانی فی مختصر الجرجانی فی مصطلح الحديث، ص ۲۰۰، لمولانا عبدالحی اللکنوی)

واعلم ان شرط العمل بالحديث الضعیف عدم شدة ضعفه وان یدخل تحت اصل عام وان لا یعتقد سنية ذالک الحديث (حاشیة الشرنبلالی علی درر الحکام شرح غرر الاحکام، ج ۱ ص ۱۲، کتاب الطهارة، احکام الوضوء)

شرط العمل بالحديث الضعیف عدم شدة ضعفه، وان یدخل تحت اصل عام، وان لا یعتقد سنية ذالک الحديث. واما الموضوع فلا یجوز العمل به بحال، ولا روايته الا اذا قرن ببیانہ (الدر المختار مع رد المحتار، ج ۱ ص ۲۸، کتاب الطهارة، سنن الوضوء)

(قوله: عدم شدة ضعفه) شدید الضعف هو الذی لا یخلو طریق من طرقه عن کذاب أو متهم

﴿بقیہ حاشیہ گلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

اور اگرچہ ضعیف حدیث کا ضعف بیان کرنا فی نفسہ ضروری نہ ہو، جیسا کہ بعض حضرات کا قول ہے۔ ۱

لیکن جب ضعیف حدیث پر عمل کرنے کی ایک شرط یہ بھی ہے کہ اس کو احتیاط کے درجہ میں رکھ کر عمل کیا جائے، اور اس کے ثبوت و سنیت کا اعتقاد نہ رکھا جائے، اور یہ بات ظاہر ہے کہ اس شرط کے مطابق اسی وقت عمل ہو سکتا ہے، جبکہ اس کا ضعف بیان کر دیا جائے، ورنہ ضعف بیان نہ کرنے کی صورت میں سامع و قاری اس کو قوی و صحیح سمجھ کر مذکورہ اعتقاد رکھ سکتا ہے، جس سے ضعیف حدیث پر عمل کی ایک شرط فوت ہو جاتی ہے، بلکہ ضعیف حدیث پر عمل کی دیگر

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

بالکذب قالہ ابن حجر ط. مطلب فی بیان ارتقاء الحديث الضعیف الی مرتبة الحسن. قلت: مقتضى عملهم بهذا الحديث أنه ليس شديد الضعف فطرقة ترقية إلى الحسن (قوله) وأن لا يعتقد سنية ذلك الحديث) أى سنية العمل به. وعبرة السيوطي في شرح التقریب: الثالث أن لا يعتقد عند العمل به ثبوته بل يعتقد الاحتياط، وقيل: لا يجوز العمل به مطلقا، وقيل: يجوز مطلقا. اهـ. (قوله: أما الموضوع) أى المكذوب على رسول الله - صلى الله عليه وسلم - وهو محرم إجماعا، بل قال بعضهم: إنه كفر. قال - عليه الصلاة والسلام - من قال على ما لم أقل فليتبوأ مقعده من النار (قوله: بحال) أى ولو في فضائل الأعمال. قال ط أى حيث كان مخالفا لقواعد الشريعة، وأما لو كان داخلا في أصل عام فلا مانع منه لا لجعله حديثا بل لدخوله تحت الأصل العام اهـ تأمل. (قوله: إلا إذا قرن) أى ذلك الحديث المروى ببيانه أى بيان وضعه (ردالمحتار، ج ۱، ص ۲۸، كتاب الطهارة، سنن الوضوء)

قال العلماء: يجوز العمل بالحديث الضعیف بشروط منها:

أ: أن لا يكون شديد الضعف، فإذا كان شديد الضعف ككون الراوى كذابا، أو فاحش الغلط، فلا يجوز العمل به.

ب: أن لا يتعلق في صفات الله تعالى، ولا بأمر من أمور العقيدة، إلا بحكم من أحكام الشريعة من الحلال والحرام ونحوها.

ج: أن يندرج تحت أصل عام من أصول الشريعة.

د: أن لا يعتقد عند العمل به ثبوته، بل يعتقد الاحتياط (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج ۳، ص ۱۲۰، مادة "فضائل")

۱۔ أما الضعیف فتجوز روايته بلا بيان ضعفه، لكن إذا أردت روايته بغير إسناد فلا تغل قال رسول الله - صلى الله عليه وسلم - كذا وما أشبهه من صیغ الجزم، بل قل روى كذا وبلغنا كذا أو ورد أو جاء أو نقل عنه وما أشبهه من صیغ التمریض، وكذا ما شك في صحته وضعفه كما في التقریب (ردالمحتار، ج ۱، ص ۲۸، كتاب الطهارة، سنن الوضوء)

شرائط بھی اسی وقت ملحوظ رہ سکتی ہیں، جبکہ اس کا ضعیف ہونا پیش نظر ہو، لہذا اس کا لازمی تقاضا یہ ہوا کہ جب قاری و سامع کو خود سے اس حدیث کا ضعیف ہونا معلوم نہ ہو سکے، تو اس کے سامنے اس کا ضعیف ہونا بھی بیان کر دیا جائے۔ ۱۔

۱۔ اس موقع پر بعض حضرات یہ شبہ کیا کرتے ہیں کہ اگر ضعیف حدیث کو بیان کر کے اس کا ضعف بیان کر دیا جائے، تو اس کی وجہ سے سامع یا قاری کے ذہن میں اس کے حدیث ہونے کی اہمیت کم ہو جاتی ہے، اس لئے ہم اس کا ضعیف ہونا بیان نہیں کرتے۔

اس کے جواب میں عرض ہے کہ ضعیف حدیث کے متعلق یہی مقصد شریعت کے بھی پیش نظر ہے کہ اس کے حتمی حدیث اور سنت ہونے کا اعتقاد نہ رکھا جائے، لہذا ضعف بیان کرنے سے شریعت کے پیش نظر مقصد حاصل ہوتا ہے، اور اگر ضعف بیان نہیں کیا جائے گا، تو پھر قوی اور ضعیف میں فرق اور ان سے ثابت شدہ احکام اور شرائط کا لحاظ کیونکر ہو سکے گا۔

والذی آراہ أن بیان الضعف فی الحدیث الضعیف واجب علی کل حال، لأن ترک البیان یوهم المطلع علیہ أنه حدیث صحیح، خصوصاً إذا کان الناقل من علماء الحدیث الذین یرجع إلی قولهم فی ذلک، وأنه لا فرق بین الأحکام و بین فضائل الأعمال ونحوها فی عدم الأخذ بالروایة الضعیفة، بل لا حجة لأحد إلا بما صح عن رسول الله - صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - من حدیث صحیح أو حسن، وأما ما قاله أحمد بن حنبل وابن مہدی وابن المبارک " ... : إِذَا رَوَيْنَا فِي فَضَائِلِ الْأَعْمَالِ نَسَاهَلْنَا " فإنما یریدون به - فیما أرجح والله أعلم - الأخذ بالحدیث الحسن الذی لم یصل إلی درجة الصحة، فإن الاصطلاح فی التفرقة بین الصحیح والحسن لم یکن فی عصرهم مستقرًا واضحًا، بل کان أكثر المتقدمین لا یصف الحدیث إلا بالصحة والضعف فقط اهـ. بتصرف قلیل. (کیف تتعامل مع السنة النبویة - معالم وضوابط لیوسف عبداللہ القرضاوی، ج ۱، ص ۷۵، الباب الثانی: السنة مصدرا للفقہ والداعیة)

یقول: هل ینکر علی الواعظ الذی یستدل بالأحادیث الضعیفة إما لجهله، أو لرد الناس إلی الدین؟ نعم ینکر علیہ، ولا یجوز للواعظ أن یدکر أحادیث ضعیفة ویلقیها علی العوام إلا مقرونة ببیان ضعفها (شرح المنظومة البیقونیة، لعمر (أوطه) بن محمد بن فتوح البیقونی الدمشقی الشافعی، ج ۳، ص ۹)

قال ابن الصلاح: " یرجوز عند أهل الحدیث وغیرهم التساهل فی الأسانید وروایة ما سوی الموضوع من أنواع الأحادیث الضعیفة من غیر اہتمام ببیان ضعفها فیما سوی صفات الله عز وجل وأحکام الشریعة من الحلال والحرام وغیرهما وذلک کالمواعظ وقصص وفضائل الأعمال وسائر فنون الترغیب والترہیب وسائر ما لا تعلق له بالأحکام والعقائد. ونحو ذلک قال النووی، والعراقی.

وإذا لم تکن فی الأحکام والعقائد وكانت غیر مسندة، فإنها لا تروی بصیغ الجزم، بل تروی بصیغ التمریض، لا سیما عند عدم بیان حالها.

﴿بقیہ حاشیہ لگے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

اس لئے اس بات کی شدید ضرورت ہے کہ جو احادیث سند کے لحاظ سے کمزور و ضعیف ہیں، اور موجودہ دور میں شہرت اختیار کر چکی ہیں، اور ان کا ضعیف ہونا بھی معلوم نہیں ہے، اُن کے ضعف کو بیان کیا جائے، اور جو شدید ضعیف یا موضوع ہیں، ان کی حقیقت کو بھی واضح

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

قال ابن الصلاح " : إذا أردت رواية الحديث الضعيف بغير إسناد فلا تقل فيه قال رسول الله صلى الله عليه وسلم كذا وكذا، وما أشبه هذا من الألفاظ الجازمة بأنه صلى الله عليه وسلم قال ذلك، وإنما تقول فيه روى عن رسول الله صلى الله عليه وسلم كذا وكذا، أو بلغنا عنه كذا وكذا، أو جاء عنه، أو روى بعضهم، وما أشبه ذلك.

وهكذا الحكم فيما تشك في صحته وضعفه وإنما تقول قال رسول الله صلى الله عليه وسلم فيما ظهر لك صحته.

لكن هذا الأمر لا يقال أعني نسبة الحديث الضعيف إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم بصيغة التمریض إلا عند العلماء، أما عند طلاب العلم المبتدئين، أوفى المجالس العامة أو على رؤوس المنابر، فلا ينبغي الإكتفاء بذلك، لأنهم إذا سمعوا التلفظ برسول الله صلى الله عليه وسلم ظنوا أنه حديث صحيح لجهلهم بقواعد علم الحديث وحصول هذا كثير مشاهد.

ويؤيده قول علي -رضي الله عنه- -حدثوا الناس بما يعرفون أتحبون أن يكذب الله ورسوله. والأولى الإحتياط في ذلك كله، ما دام الحديث ضعيفاً فلا يروى أو ينقل إلا مقروناً ببيان حاله من غير تمييز بين ما كان في الأحكام والعقائد، وما كان في فضائل الأعمال.

ولهذا كان بعض الأئمة كابن خزيمة إذا روى حديثاً ضعيفاً بسنده قال : حدثنا فلان مع البراءة من عهدته، وربما قال هو والبيهقي "إن صح الخبر.

قال الشيخ أحمد شاكر رحمه الله " : والذي أراه أن بيان الضعف في الحديث الضعيف واجب على كل حال لأن ترك البيان يوهم المطلع عليه، أنه حديث صحيح، خصوصاً إذا كان الناقل من علماء الحديث الذي يرجع إلى قولهم في ذلك.

وقال الترمذی " : وقد روى غير واحد من الأئمة عن الضعفاء وبينوا أحوالهم.

قال الشاطبي " : ولو كان من شأن أهل الإسلام الأخذ بكل ما جاء عن كل ما جاء لم يكن لانتصابهم لتعديل والتجريح معنى، مع أنهم قد أجمعوا على ذلك، ولا كان لطلب الإسناد معنى يتحصل " (تحقيق القول بالعمل بالحديث الضعيف، للدكتور عبد العزيز عبد الرحمن بن محمد العثيم، ص ۲۳، ۲۵، الباب الرابع رواية الأحاديث الضعيفة)

والحق أنه لا يجوز رواية الضعيف إلا مقترناً ببيان ضعفه وبخاصة في هذه العصور التي قلت معرفة الناس فيها بالأحاديث، وعدم القدرة على معرفة درجة الأحاديث (الوسيط في علوم ومصطلح الحديث، لأبي شہبہ محمد بن محمد بن سويلم، ص ۲۷۸، ۲۷۹، اقسام الحديث من حيث القبول والرد، حكم الحديث الضعيف رواية وعملاً)

کیا جائے۔

اور آج کل درود و سلام کے جو فضائل یا صیغے مستند طریقہ پر ثابت نہیں، اور ان کو مسنون درود و سلام کا درجہ دے کر نہ صرف یہ کہ ان کی تبلیغ و تشہیر کی جا رہی ہے، بلکہ ان کی مستقل رسائل و مضامین کی شکل میں اشاعت کی جا رہی ہے، ان کی حیثیت و درجہ کو بھی واضح کر دیا جائے۔ اسی ضرورت کو ملحوظ رکھتے ہوئے آگے درود و سلام سے متعلق بعض احادیث و روایات کی اسناد اور حیثیت پر روشنی ڈالی جاتی ہے۔ ۱۔

اللہ تعالیٰ حق گوئی و حق منہی کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔
وَاللّٰهُ سُبْحَانَهُ وَتَعَالٰی اَعْلَمُ وَعِلْمُهُ اَتَمُّ وَاحْكَمُ۔

۱۔ آج کل متعدد کتابوں میں علامہ سخاوی کی کتاب ”القول البدیع“ کے حوالہ سے کئی احادیث و روایات درود شریف سے متعلق ملتی ہیں، لیکن اس طرح کی متعدد احادیث و روایات کی خود علامہ سخاوی نے تردید و تضعیف وغیرہ کی ہے، اور بعض کی اسناد نہ ملنے کا حکم لگایا ہے، لہذا انصاف کا تقاضا یہ تھا کہ علامہ سخاوی کی اس مکمل بات اور حکم کو تحریر کیا جاتا، کیونکہ علامہ سخاوی کا اصل مقصد ان کے ثبوت و تبلیغ کے بجائے ان کی اسنادی حیثیت پر روشنی ڈالنا ہے، جبکہ عموماً ایسا نہیں ہوتا، ہم نے علامہ سخاوی کی ”القول البدیع“ میں پائی جانے والی اس قسم کی روایات کی تخریج و تحقیق کر کے حکم تحریر کیا ہے، جو آنے والے صفحات میں ملاحظہ کیا جاسکتا ہے۔ محمد رضوان۔

(۱)

بروز ہفتہ و اتوار درود پڑھنے کی فضیلت کی حدیث

علامہ سخاوی نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کی سند سے یہ حدیث ذکر کی ہے کہ:
 ”تم نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر ہفتہ کے دن کثرت سے درود پڑھو، جس نے ہفتہ کے دن سو مرتبہ درود پڑھا، تو اس نے اپنے آپ کو جہنم سے آزاد کر لیا، اور اس کے لئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت حلال ہو گئی۔“

اور جس نے اتوار کے دن صبح کی نماز پڑھی، اور اس کے بعد بیٹھ کر سورج طلوع ہونے تک تسبیح پڑھی، پھر دو رکعتیں پڑھیں، پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر سات مرتبہ درود پڑھا، اور اپنے لئے اور اپنے والدین اور مومنوں کے لئے استغفار کیا، تو اس کی اور اس کے والدین کی مغفرت کر دی جائے گی، اور اس کی دعاء قبول کی جائے گی“

اس حدیث کو نقل کر کے علامہ سخاوی نے اس کو موضوع و منکھوت قرار دیا ہے۔ ۱

۱۔ وأما الصلاة عليه في يومي السبت والأحد فعن حذيفة رفعه قال أكثرنا من الصلاة على في يوم السبت فإن اليهود تكثر من سبى فيه فمن صلى على فيه مائة مرة فقد أعتق نفسه من النار وحلت له الشفاعة فيشفع يوم القيامة فيمن أحب وعليكم بمخالفة الروم في يوم الأحد قالوا يا رسول الله في أي شيء تخالف الروم قال في يوم يدخلون كنائسهم ويعبدون الصلبان ويسبونني فمن صلى الصبح من يوم الأحد وقعد يسبح الله حتى تطلع الشمس ثم صلى ركعتين بما فتح الله عليه ثم صلى على سبع مرات وأستغفر لأبويه ولنفسه وللمؤمنين غفر له ولأبويه وإن دعا استجاب الله له، وإن سأل خيراً أعطاه الله إياه وفي لفظ آخر من صلى ليلة الأحد عشرين ركعة يقرأ في كل ركعة الحمد لله مرة وقل هو الله أحد خمسين مرة ويترأ من حوله وقوته ويلجأ إلى حول الله وقوته ثم يقول أشهد أن لا إله إلا الله وأشهد أن آدم صفة الله وفطرته وإبراهيم خليله وموسى كلمه وعيسى روح الله ومحمداً حبيب الله، كان له من الثواب بعدد من أدعى لله ولداً ومن لم يدع ذلك وبعثه الله يوم القيامة مع الأمنين وكان حقاً على الله أن يدخله الجنة مع النبيين هكذا ساقه خبر القرطبي في كتابه في الصلاة النبوية وعزاه إلى السراج الواضح للحسن البصري. قلت: وأثار الوضع عليه لائحة ولا قوة إلا بالله (القول البديع للسخاوي، ص ۲۰۱، الصلاة عليه في يومي السبت والأحد)

(۲)

پیر اور منگل کی رات میں درود پڑھنے کی فضیلت کی حدیث

بعض روایات میں پیر اور منگل کی رات میں مخصوص طریقہ پر اور مخصوص تعداد میں درود شریف پڑھنے کی بہت بڑی فضیلت کا ذکر آیا ہے، مگر وہ روایات محدثین کے نزدیک سند کی رو سے قابل اعتبار نہیں ہیں، لہذا ان پر عقیدہ نہیں رکھنا چاہئے۔ ۱۔

۱۔ وأما الصلاة عليه ليلة الاثنين والثلاثاء فقد ذكر أبو موسى المديني في كتاب وظائف الليالي والأيام والغزالي في الاحياء له كلاهما بلا إسناد عن الأعمش عن أنس قال قال رسول الله -صلى الله عليه وسلم- من صلى ليلة الاثنين أربع ركعات يقرأ في كل ركعة منها الحمد لله مرة وقل هو الله أحد في الأولى إحدى عشرة مرة وفي الثانية إحدى وعشرين وفي الثالثة وفي الرابعة أربعين ثم سلم وقرأ (قل هو الله أحد) خمسا وسبعين واستغفر لنفسه ولوالديه خمسا وسبعين وصلى على محمد -صلى الله عليه وسلم- خمسا وسبعين ثم يسأل الله حاجته كان حقا على الله أن يعطيه ما سأل، وهي تسمى صلاة الحاجة.

وروى المديني أيضا في كتابه المذكور بسند فيه من اتهم بالكذب من طريق جعفر بن محمد عن أبيه عن جابر قال قال رسول الله -صلى الله عليه وسلم- من صلى ليلة الثلاثاء أربع ركعات بعد العتمة قبل أن يوقر يقرأ في كل ركعة الحمد لله مرة و (قل هو الله أحد) ثلاث مرات و (قل أعوذ برب الفلق) و (قل أعوذ برب الناس) مرة، فإذا فرغ استغفر خمسين مرة وصلى على النبي -صلى الله عليه وسلم- خمسين مرة يبعثه الله -عز وجل- يوم القيامة ووجهه يتلألأ نورا وذكر ثوابا كثيرا (القول البديع للسخاوي، ۲۰۱، ۲۰۲، الصلاة عليه ليلة الاثنين والثلاثاء)

قلت: ولكن الذي استقر عليه الحال بثبوت روايته عن أنس فقد جاء في سنن أبي داود والترمذي ذلك من أحاديث (أنه قال قال رسول الله -صلى الله عليه وسلم- من صلى ليلة الاثنين أربع ركعات قرأ في الركعة الأولى الحمد لله مرة وقل هو الله أحد عشر مرات وفي الركعة الثانية الحمد لله مرة وقل هو الله أحد عشرين مرة وفي الثالثة الحمد لله مرة وقل هو الله أحد ثلاثين مرة وفي الرابعة الحمد لله مرة وقل هو الله أحد أربعين مرة ثم سلم وقرأ قل هو الله أحد خمسا وسبعين مرة واستغفر الله عز وجل لنفسه ولوالديه خمسا وسبعين مرة وصلى على محمد -صلى الله عليه وسلم- خمسا وسبعين مرة ثم سأل الله تعالى حاجته كان حقا على الله تعالى أن يعطيه سؤال ما سأل وهي تسمى صلاة الحاجة) هكذا أورده صاحب القوت.

وقال العراقي: هكذا رواه أبو موسى المديني عن الأعمش بغير إسناد وأسنده من رواية يزيد الرقاشي عن أنس حديثا في صلاة ست ركعات فيها وهو منكر اهـ.

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں﴾

(۳)

بروز جمعرات درود پڑھنے کی مخصوص فضیلت کی حدیث

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی سند سے یہ حدیث مروی ہے کہ:

”جس نے جمعرات کے دن ظہر اور عصر کے درمیان دو رکعتیں پڑھیں، جن میں

سے پہلی رکعت میں سورہ فاتحہ اور آیہ الکرسی سو مرتبہ پڑھی، اور دوسری رکعت میں

سورہ فاتحہ اور قل ہو اللہ سو مرتبہ پڑھی، اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر سو مرتبہ درود بھیجا، تو

اسے رجب اور شعبان اور رمضان میں روزے رکھنے کا ثواب ملے گا“

مگر علامہ عراقی کے بقول اس حدیث کی سند شدید ضعیف ہے۔ ۱

﴿ گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ ﴾

قلت: هذه الست ركعات أخرج حديثها ابن الجوزي في الموضوعات فقال بسنده المتقدم إلى أحمد بن عبد الله الجويباري عن بشر بن السري عن الهيثم عن يزيد عن أنس مرفوعاً من صلى ليلة الإثنين ست ركعات يقرأ في كل ركعة فاتحة الكتاب مرة وعشرين مرة قل هو الله أحد ويستغفر بعد ذلك سبع مرات أعطاه الله يوم القيامة ثواب ألف صديق وألف عابد وألف زاهد ويتوّج يوم القيامة بتاج من نور يتلأل ولا يخاف إذا خاف الناس ويمر على الصراط كالبرق الخاطف ثم قال هذا موضوع وفي إسناده يزيد والهيثم وبشر كلهم مجروح والجويباري كذاب وأورده السيوطي وأقره عليه وسيأتي الكلام على بشر في صلاة ليلة السبت. وذكر صاحب القوت أيضاً عن القاسم بن عبد الرحمن عن أبي أمامة قال قال رسول الله -صلى الله عليه وسلم- من صلى ليلة الإثنين ركعتين يقرأ في كل ركعة فاتحة الكتاب وقل هو الله خمس عشرة مرة وقل أعوذ برب الفلق خمس عشرة مرة وقل أعوذ برب الناس خمس عشرة مرة ويقرأ بعد التسليم خمس عشرة مرة آية الكرسي ويستغفر الله سبحانه خمس عشرة مرة جعل الله عز وجل اسمه في أصحاب الجنة وإن كان من أصحاب النار وغفر له ذنوب السر وذنوب العلانية وكتب له بكل آية قرأها حجة وعمرة وإن مات ما بين الإثنين والإثنين مات شهيداً. (تخریج احادیث اِحیاء علوم الدین، تحت رقم الحديث ۵۶۳)

۱۔ حدیث عکرمہ عن ابن عباس من صلی يوم الخميس بين الظهر والعصر ركعتين يقرأ في الأولى فاتحة الكتاب وآية الكرسي مائة مرة وفي الثانية فاتحة الكتاب وقل هو الله أحد مائة مرة ويصلي على محمد مائة مرة أعطاه له ثواب من صام رجب وشعبان ورمضان وكان له من الثواب مثل حاج البيت وكتب له بعدد كل من آمن بالله سبحانه وتوكل عليه حسنة.

أخرجه أبو موسى المديني بسند ضعيف جدا (تخریج احادیث الاحیاء للعراقي، رقم الحديث ۵)

(۴)

بروز جمعہ اسی مرتبہ درود پڑھنے کی مخصوص فضیلت کی حدیث

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی سند سے یہ حدیث مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

مجھ پر درود پڑھنا پل صراط پر روشنی کا ذریعہ ہے، جو شخص جمعہ کے دن مجھ پر اسی (۸۰) مرتبہ درود پڑھے گا، تو اس کے اسی (۸۰) سال کے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔ ۱

مگر تحقیق کرنے پر معلوم ہوا کہ اس حدیث کو متعدد محدثین نے ضعیف و غریب قرار دیا ہے، جس کی بناء پر اس کے ثبوت کا عقیدہ رکھنا مناسب نہیں۔ ۲

۱۔ حدثنا عمر، نا الحسين بن إسماعيل الضبي، وأحمد بن عبد الله بن نصر بن بحير، قال: نا سعيد بن محمد بن ثواب، أنا عون بن عمارة، أنا سكن البرجمي، عن حجاج بن سنان، عن علي بن زيد، عن سعيد بن المسيب، أظنه عن أبي هريرة، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: الصلاة على نور على الصراط فمن صلى على يوم الجمعة ثمانين مرة غفرت له ذنوب ثمانين عاماً) الترغيب في فضائل الأعمال لابن شاهين رقم الحديث ۲۲

۲۔ قال ابن حجر: قال: أخبرنا داود بن أحمد، قال: أخبرنا محمد بن عمر، قال: أخبرنا عبد الصمد بن علي، قال: أخبرنا الحافظ أبو الحسن الدارقطني، قال: حدثنا أبو عبيد القاسم بن إسماعيل، ومحمد بن موسى بن سهل، قال: حدثنا سعيد بن محمد بن ثواب، قال: حدثنا عون بن عمارة، قال: حدثنا السكن بن أبي السكن، قال: حدثنا الحجاج بن سنان، عن علي بن زيد، عن سعيد بن المسيب، عن أبي هريرة رضي الله عنه، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم (الصلاة على نور على الصراط، فمن صلى على يوم الجمعة ثمانين مرة غفرت له ذنوب ثمانين عاماً) هذا حديث غريب.

آخر جہ ابو نعیم من وجہ آخر عن سعید بن محمد.
فوقع لنا عالياً لاتصال السماع.

قال الدارقطني: تفرد به حجاج بن سنان عن علي بن زيد، ولم يروه عن الحجاج إلا السكن، تفرد به عون. قلت: والأربعة ضعفاء (نتائج الأفكار في تخريج أحاديث الأذكار، للعسقلاني، ج ۵ ص ۵۶، كتاب الأذكار في صلوات مخصوصة، المجلس ۴۲۶)

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں﴾

اور امام سخاوی نے ”القول البدیع“ میں ابن بشکوال کے حوالہ سے، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

و قال محمد بن محمد بن محمد درویش: حدیث " : الصلاة على نور على الصراط، ومن صلى على يوم الجمعة ثمانين مرة غفرت له ذنوب ثمانين عاما . "نفرد به حجاج بن سنان ضعيف، وفيه أربعة رواة ضعفاء، قاله ابن حجر (أسنى المطالب في أحاديث مختلفة المراتب، لمحمد بن محمد درویش، أبو عبد الرحمن الحوت الشافعي، تحت رقم الحديث ۸۳۹)

و قال الالبانی: (الصلاة على نور على الصراط، ومن صلى على يوم الجمعة ثمانين مرة، غفرت له ذنوب ثمانين عاما) . ضعيف أخرجه الديلمی (۲/۲۵۵) من طريق الدارقطنی، عن عون بن عمار: حدثنا سكن البرجمي، عن الحجاج بن سنان :عن علي بن زيد، عن سعيد بن المسيب، عن أبي هريرة مرفوعا . وقال الدارقطنی فی "الأفراد"، -ونحوه فی "زهر الفردوس "للحافظ :- "نفرد به حجاج بن سنان عن علي بن زيد، ولم يروه عن حجاج إلا السكن ابن أبي السكن "كذا فی "فيض القدير - "للمناوي -، ثم قال: "قال ابن حجر فی "تخريج الأذكار ":- "الأربعة ضعفاء . وأخرجه أبو نعیم من وجه آخر، وضعفه ابن حجر. "قلت: فی هذا التضعیف نظر من حيث شموله السكن هذا؛ فإنی لم أره فی "الميزان "ولا فی "اللسان"، بل إن ابن أبي حاتم لما ترجمه (۲/۲۸۸) روى عن ابن معين أنه قال "صالح . "وعن أبيه": صدوق. "فمثله لا يضعف عادة . ثم رأيت الحافظ ابن حجر قال فی ترجمة حجاج بن سنان من "اللسان": "وجدت له حديثا منكرا، أخرجه الدارقطنی فی "الأفراد "من رواية عون بن عمار، عن زكريا البرجمي، عنه، عن علي بن زيد قلت: فساقه كما تقدم، ثم قال:) وسأتى فی ترجمة زكريا البرجمي. "ثم أعاد الحديث تبعا لأصله": الميزان "فی ترجمة زكريا بن عبد الرحمن البرجمي، وقال: "لينه الأزدی . "قلت: فاختلف نقل الحافظ عن الدارقطنی عما وقع فی رواية الديلمی، وفي نقل المناوي عنه . فلعل الحافظ ابن حجر فی "تخريج الأذكار "نقل الحديث عن الدارقطنی كما نقله فی "اللسان "عن زكريا البرجمي؛ فضعه على هذا، ولم ينتبه المناوي لهذا الاختلاف بين نقله ونقل الحافظ، فنتج منه تضعيف الصدوق . وجملة القول؛ أن الحديث ضعيف، لكن الأمر يتطلب تحقيقا خاصا فی تحديد اسم البرجمي هذا؛ هل هو زكريا أم السكن . ولعلنا نوفق لمثله فيما بعد إن شاء الله تعالى . والحديث رواه منصور بن صقير: حدثنا سكن بن أبي السكن، عن علي بن زيد، عن سعيد بن المسيب قال: قال رسول الله -صلى الله عليه وسلم ... -فذكره مرسلًا، وزاد: "ومن أدركه الموت وهو في طلب العلم؛ لم تكن بينه وبين الأنبياء في الجنة إلا درجة واحدة . "أخرجه يوسف بن عمر القواس فی "حديثه " (ق ۱ - ۲/۲۹)

ومنصور بن صقير؛ ضعيف أيضا؛ كما فی "التقريب"، وقد خالف عون بن عمار في إسناده، وعون ضعيف أيضا كما تقدم، فلا يسوغ الترجيح بينهما، إلا أنه على ضعفهما؛ فقد اتفقا على أن راوى الحديث هو السكن وليس زكريا . والله أعلم (سلسلة الأحاديث الضعيفة والموضوعة، تحت رقم الحديث ۳۸۰۳)

عنہ کی ایک حدیث یہ نقل کی ہے کہ:

جس نے جمعہ کے دن عصر کی نماز پڑھ کر اس جگہ سے اٹھنے سے پہلے اسی (۸۰)

مرتبہ ان الفاظ میں درود پڑھا کہ:

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَ عَلٰی النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ وَعَلٰی اٰلِهِ وَ سَلِّمْ تَسْلِيْمًا

تو اس کے اسی (۸۰) سال کے گناہ معاف کر دیے جائیں گے، اور اسی (۸۰)

سال کی عبادت کا ثواب حاصل ہوگا۔

مگر اس حدیث کی پوری سند علامہ سخاوی نے نقل نہیں کی، اور ابن بشکوال یا کسی اور کے حوالہ سے بھی یہ حدیث باسند طریقہ پر دستیاب نہیں ہو سکی، اس لیے اس حدیث کی تصدیق کرنے پر اطمینان حاصل نہیں ہو سکا، اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف بلا سند کوئی بات منسوب کرنا مناسب نہیں۔ ۱

آج کل جو بہت سے حضرات اس حدیث کی تبلیغ کرتے ہیں، اور قیمتی کاغذوں پر نمایاں کر کے اس کی اشاعت کرتے اور مساجد وغیرہ میں آویزاں کرتے ہیں، اس سے اجتناب کرنے میں احتیاط ہے، کیونکہ مستند طریقہ پر ثبوت کے بغیر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف کسی بات کی نسبت کرنا بہت خطرناک اور باعثِ وعید طرزِ عمل ہے، جیسا کہ تفصیلاً پہلے گزرا۔

البتہ جمعہ کے دن کثرت سے فی نفسہ درود پڑھنے کی ترغیب و فضیلت صحیح احادیث سے ثابت ہے، اور درود شریف مستند طریقوں پر منقول صیغوں کے ساتھ پڑھنا ہی زیادہ باعثِ برکت ہے، جن میں بہت سے اہل علم حضرات کے نزدیک درودِ ابراہیمی زیادہ افضل ہے۔

۱۔ وفي لفظ عند ابن بشکوال من حديث أبي هريرة أيضاً من صلى صلاة العصر من يوم الجمعة فقال قبل أن يقوم من مكانه اللهم صل على محمد النبي الأمي وعلى آله وسلم تسليماً ثمانين مرة غفرت له ذنوب ثمانين عاماً وكتبت له عبادة ثمانين سنة (القول البدیع للسخاوی، ج ۱، ص ۱۹۹، الباب الخامس: فی الصلاة علیه فی أوقات مخصوصة)

(۵)

بروز جمعہ سومرتبہ درود پڑھنے کی مخصوص فضیلت کی حدیث

حضرت انس رضی اللہ عنہ کی سند سے یہ حدیث مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

جو شخص مجھ پر جمعہ کے دن سومرتبہ (اور بعض روایات کے مطابق اسی یا دو سومرتبہ)

درود شریف پڑھے گا، تو اس کے اسی (۸۰) سال کے گناہ معاف کر دیے جائیں

گے، عرض کیا گیا کہ آپ پر کس طرح درود پڑھا جائے؟ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم

نے فرمایا کہ اس طرح درود پڑھا جائے کہ:

”اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَنَبِيِّكَ وَرَسُوْلِكَ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ“

یہ پڑھ کر ایک انگلی بند کرے، یعنی انگلی بند کر کے سومرتبہ شمار کرے۔

مگر محدثین نے اس حدیث کو انتہائی کمزور اور غیر صحیح قرار دیا ہے۔ ۱

۱۔ قال ابن الجوزی: أنا محمد بن علی بن عبید اللہ قال أنا أبو منصور قال أنا أبو حفص الکتانی قال أنا أبو بکر محمد بن جعفر المطیری قال نا وهب بن داؤد قال نا إسماعیل بن إبراهیم قال نا عبد العزیز بن صہیب عن أنس بن مالک عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم أنه قال: "من صلی علی یوم الجمعة مائتی غفر اللہ له ذنوب ثمانین عاما فقیل له کیف الصلاة علیک قال یقول اللہم صلی علی محمد عبدک ونبیک ورسولک النبی الأمی وبعقد واحدة."

قال المؤلف: هذا حدیث لا یصح قال أبو بکر الخطیب وهب بن داؤد لیس بثقة (العلل المتناهیة فی الأحادیث الواہیة، للجوزی، تحت رقم الحدیث ۷۹۶)

و قال السخاوی: وفي لفظ لابن عدی فی الکامل بسند ضعیف أكثروا من الصلاة علی یوم الجمعة فبان صلاتکم تعرض علی، وعنه ایضاً عن النبی -صلی اللہ علیہ وسلم - أنه قال من صلی علی یوم الجمعة ثمانین مرة غفر اللہ له ذنوب ثمانین عاما فقیل له یا رسول اللہ کیف الصلاة علیک قال: قولوا اللہم صل علی محمد عبدک ونبیک ورسولک النبی الأمی، وبعقد واحدة، أخرجه الخطیب و ذکره ابن الجوزی فی الأحادیث الواہیة والدیلمی فی مسنده من طریقہ وسنده ضعیف، وفي لفظ له لم أقف علی أصله مرفوعاً من صلی علی یوم الجمعة مائة صلاة غفر اللہ خطیئة ثمانین عاماً (القول البدیع للسخاوی، ج ۱، ص ۱۹۷، الباب الخامس: فی الصلاة علی فی أوقات مخصوصة)

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں﴾

اور حضرت انس رضی اللہ عنہ کی سند سے ایک حدیث یہ مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر جمعہ

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

وقال ابن حجر: وهب بن داود المخرمي . عن ابن علية. قال أبو بكر الخطيب : لم يكن بثقة. قرأت علي عمر بن عبد المنعم عن الكندي أخبرنا أبو منصور القزاز أخبرنا محمد بن علي العباسي أخبرنا عمر الكتاني إملاء حَدَّثَنَا محمد بن جعفر المطيري حَدَّثَنَا وهب بن داود الضير حَدَّثَنَا إسماعيل حَدَّثَنَا عبد العزيز بن صهيب، عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : مَنْ صَلَّى عَلَى يَوْمِ الْجُمُعَةِ ثَمَانِينَ مَرَّةً غُفِرَ لَهُ ذُنُوبُ ثَمَانِينَ عَامًا ... الحديث (لسان الميزان، تحت رقم الترجمة ۸۳۹۰)

وقال الذهبي: وهب بن داود المخرمي عن ابن علية عن ابن صهيب عن أنس من صلى على يوم الجمعة ثمانين مرة غفر له ذنوب ثمانين عاما قال الخطيب لم يكن بثقة ثم أورد له حديثا من وضعه (المغنى في الضعفاء، تحت رقم الترجمة ۶۹۰۳، لشمس الدين الذهبي)

وقال العراقي: حديث "من صلى على في يوم الجمعة ثمانين مرة غفر الله له ذنوب ثمانين سنة قيل يا رسول الله كيف الصلاة عليك؟ قال تقول: اللهم صل على محمد عبدك ونبيك ورسولك النبي الأمي، وتعقد واحدة، وإن قلت اللهم صل على محمد وعلى آل محمد صلاة تكون لك رضاء ولحقه أداء وأعطه الوسيلة وابعثه المقام المحمود الذي وعدته واجزه عنا ما هو أهله واجزه أفضل ما جزيت نبيا عن أمته وصل عليه وعلى جميع إخوانه من النبيين والصالحين يا أرحم الراحمين" أخرجه الدارقطني من رواية ابن المسيب قال أظنه عن أبي هريرة وقال حديث غريب، وقال ابن النعمان حديث حسن (تخريج أحاديث الإحياء، للعراقي، تحت رقم الحديث ۵۴۹)

وقال الالباني: من صلى على يوم الجمعة ثمانين مرة غفر الله له ذنوب ثمانين عاما، فقليل له: وكيف الصلاة عليك يا رسول الله؟ قال: تقول: اللهم صل على محمد عبدك ونبيك ورسولك النبي الأمي، وتعقد واحدا. "موضوع. أخرجه الخطيب (۳۸۹/۱۳) من طريق وهب بن داود بن سليمان الضير حَدَّثَنَا إسماعيل ابن إبراهيم، حَدَّثَنَا عبد العزيز بن صهيب عن أنس مرفوعا. ذكره في ترجمة الضير هذا وقال: لم يكن بثقة، قال السخاوي في "القول البدیع" (ص ۱۴۵): وذكره ابن الجوزي في "الأحاديث الواهية" (رقم ۷۹۶). قلت: وهو بكتابه الآخر "الأحاديث الموضوعات" أولى وأحرى، فإن لوائح الوضع عليه ظاهرة، وفي الأحاديث الصحيحة في فضل الصلاة عليه صلى الله عليه وسلم غنية عن مثل هذا، من ذلك قوله صلى الله عليه وسلم: "من صلى على مرة واحدة صلى الله عليه بها عشرا" رواه مسلم وغيره، وهو مخرج في "صحيح أبي داود (۱۳۶۹) "ثم إن الحديث ذكره السخاوي في مكان آخر (ص ۱۳۷) من رواية الدارقطني يعني عن أبي هريرة مرفوعا، ثم قال: وحسنه العراقي، ومن قبله أبو عبد الله بن النعمان، ويحتاج إلى نظر، وقد تقدم نحوه من حديث أنس قريبا يعني هذا. قلت: والحديث عند الدارقطني عن ابن المسيب قال: أظنه عن أبي هريرة كما في الكشف (۱/۱۷۷) (سلسلة الأحاديث الضعيفة والموضوعة، تحت رقم الحديث ۲۱۵)

کے دن یا جمعہ کی رات میں سومر تہہ درود پڑھنے پر اللہ تعالیٰ اس کی سوحا جات آخرت کی پوری فرماتا ہے، اور تیس حاجات دنیا کی پوری فرماتا ہے۔

مگر ہمیں اس حدیث کی کوئی سند دریافت نہیں ہو سکی، اور علامہ عراقی نے بھی ”احیاء العلوم“ کی تخریج میں یہی فرمایا ہے کہ مجھے اس کی سند نہیں ملی۔ ۱

(۶)

جمعہ کے دن درود کی وجہ سے حاجت پوری ہونے کی حدیث

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ایک حدیث میں یہ مضمون آیا ہے کہ:

جونہی صلی اللہ علیہ وسلم پر جمعہ کے دن اور جمعہ کی رات میں درود پڑھتا ہے، تو اللہ

اس کی حاجت کو پوری فرماتا ہے۔

مگر علامہ ابن حجر نے اس حدیث کو سند کے اعتبار سے غریب و ضعیف قرار دیا ہے، لہذا اس مضمون کے مطابق عقیدہ رکھنے سے پرہیز کرنا چاہئے، تاہم فی نفسہ جمعہ کے دن اور جمعہ کی

رات میں بکثرت درود پڑھنا بہت فضیلت کی بات ہے، جیسا کہ گزرا۔ ۲

۱۔ قال العراقي: وروی الدیلمی عن حکامة عن ابیہا عن عثمان بن دینار عن اخیه مالک بن دینار عن أنس من صلی علیّ یوم الجمعة وليلة الجمعة مائة من الصلاة قضی الله له مائة حاجة سبعین من حوائج الآخرة وثلاثین من حوائج الدنيا وكل الله بذلك ملكاً یدخله علی قبری کما تدخل علیکم الہدایا إن علمی بعد موتی کعلمی بعد الحیاة.

قال ابن السبکی (۲۹۶/۲) لم أجد له إسناداً (تخریج أحادیث إحياء علوم الدین للعراقی، ج ۱، ص ۴۳۶، رقم الحدیث ۵۱۱)

۲۔ وبالسند الماضي أنفأ إلى أحمد بن الحسين الحافظ، قال: أخبرنا علي بن محمد بن علي الأسفرائيني، قال: أخبرنا أبي، قال: أخبرنا أسامة بن علي، قال: حدثنا محمد بن إسماعيل الصائغ، قال: أخبرتني حكام بنت عثمان بن دينار، قالت: حدثني أبي، عن عمي مالک بن دينار، عن أنس بن مالک رضي الله عنه، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم (إن أقربكم مني مجلساً يوم القيامة أكثركم على صلاة، ومن صلى على يوم الجمعة وليلة الجمعة قضی الله له منه حاجة) هذا حديث غريب.

أخرجہ البيهقي هكذا في فضائل الأوقات ولم يضعفه (نتائج الأفكار في تخریج أحادیث الأذکار، للعسقلاني، ج ۵، ص ۵۶، كتاب الأذکار في صلوات مخصوصة، المجلس ۳۲۶)

(۷)

رجب میں درود پڑھنے پر مخصوص فضیلت کی حدیث

حضرت انس رضی اللہ عنہ کی سند سے یہ حدیث مروی ہے کہ:

”رجب کی رات میں عمل کرنے والے کو سو سال کی نیکیوں کا ثواب ملتا ہے، اور جو شخص ستائیس رجب کی رات میں بارہ رکعتیں پڑھے، اور پھر اس کے بعد سومرتہ ”سبحان اللہ، والحمد للہ، ولا إله إلا اللہ، واللہ اکبر“ پڑھے، اور سو مرتبہ استغفار کرے، اور سومرتہ درود پڑھے، اور پھر اپنے لئے دنیا و آخرت کی جو چاہے دعا کرے، اور اگلے دن کا روزہ رکھے، تو اللہ اس کی ہر دعا قبول کرتا ہے، سوائے گناہ کی دعا کے“ ۱

مگر اس حدیث کو محدثین نے شدید ضعیف بلکہ موضوع و منکھوت قرار دیا ہے۔ ۲

۱۔ أخبرنا محمد بن عبد الله الحافظ، أخبرنا أبو صالح خلف بن محمد ببخارى، أخبرنا مكي بن خلف، وإسحاق بن أحمد، قالوا: حدثنا نصر بن الحسين، أخبرنا عيسى وهو الغنجار، عن محمد بن الفضل، عن أبان، عن أنس، عن النبي صلى الله عليه وسلم، أنه قال: " في رجب ليلة يكتب للعامل فيها حسنات مائة سنة، وذلك ثلاث بقين من رجب، فمن صلى فيها اثنتي عشرة ركعة يقرأ في كل ركعة فاتحة الكتاب وسورة من القرآن يتشهد في كل ركعتين، ويسلم في آخرهن، ثم يقول: سبحان الله، والحمد لله، ولا إله إلا الله، واللہ أكبر مائة مرة، ويستغفر الله مائة مرة، ويصلي على النبي صلى الله عليه وسلم مائة مرة، ويدعو لنفسه ما شاء من أمر دنياه وآخرته، ويصبح صائماً فإن الله يستجيب دعاءه كله إلا أن يدعو في معصية (شعب الايمان للبيهقي، رقم الحديث ۳۵۳۱)

۲۔ قال اللكنوى: أخرجه البيهقي من طريق عيسى غنجار عن محمد بن الفضل بن عطية وهو من المتهمين بالكذب عن أبان وهو أيضاً متهم عن أنس مرفوعاً، وأدخله ابن حجر في تبين العجب في الموضوعات (الآثار المرفوعة في الأخبار الموضوعية، ج ۱، ص ۶۲، حديث صلاة الرغائب) وقال ابن العراق الكنانى: رواه البيهقي وفيه متهمان محمد بن الفضل بن عطية وأبان بن أبى عياش انتهى والله تعالى أعلم (تنزيه الشريعة المرفوعة عن الأخبار الشنيعة الموضوعية، ج ۲، ص ۹۰، الفصل الاول)

﴿تقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

(۸)

شعبان یا شبِ برائت میں مخصوص درود پر فضیلت کی حدیث

بعض روایات میں شعبان کے مہینہ میں یا شبِ برائت میں مخصوص تعداد میں درود شریف پڑھنے کی فضیلت کا ذکر آیا ہے، مگر وہ روایات مستند و معتبر نہیں ہیں۔ ۱۔

(۹)

بعد و ضرور د کے باعث رحمت کے دروازے کھلنے کی حدیث

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی سند سے یہ حدیث مروی ہے کہ جو شخص پاکی حاصل

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾ قال السخاوی: وأما الصلاة عليه في رجب فلا يصح فيها شيء وفي موضوعات ابن الجوزي عن أنس في حديث وما من أحد يصوم أول خميس من رجب ثم يصلي فيها بين العشاء والعمة يعني ليلة الجمعة اثني عشرة ركعة وذكر ما يقرأ فيها وإذا فرغ صلى على سبعين مرة يقول: اللهم صل على محمد النبي الأمي وعلى آله ثم يسأل الله حاجته فإنها تقضى وذكروا ثواباً جماً، وفيها عن أنس أيضاً رفعه من صلى ليلة النصف من رجب أربع عشرة ركعة فإذا فرغ صلى على عشر مرات وذكر حديثاً فيه ثواب كثير وعند البيهقي عن أنس أيضاً رفعه من صلى في ليلة الثلاث من رجب اثني عشر ركعة ثم يقول وذكر تسبيحاً وتهليلاً غير ذلك قال ويصلي على النبي ﷺ مائة مرة ويدعو بما شاء من الدنيا والآخرة إلا أستجب. قلت: ولم أورد هذه وشبهه إلا للتببيه على وهاته والله المستعان (القول البديع للسخاوي، ص ۲۰۸، الصلاة عليه في رجب)

۱۔ وأما الصلاة عليه في شعبان فعقد له ابن أبي الصيف اليمنى الفقيه في جزء له في فضل شعبان باباً قال فيه روى عن جعفر الصادق -رضي الله عنه -أنه قال من صلى على النبي -صلى الله عليه وسلم -في شعبان كل يوم سبع مائة مرة يوكل الله تعالى ملائكة ليوصلوها إليه وتفرح روح محمد -صلى الله عليه وسلم -بذلك ثم يأمر الله أن يستغفروا له إلى يوم القيامة. ثم قال وروى عن طاوس اليماني أنه قال سألت الحسن بن علي -رضي الله عنهما -عن ليلة الصك يعني ليلة النصف من شعبان وعن العمل فيها فقال أنا أجعلها اثلاثاً فثلث أصلى فيه على جدى النبي -صلى الله عليه وسلم -اثتماراً لأمر الله -عز وجل -حيث يقول يا أيها الذين آمنوا صلوا عليه وسلموا تسليماً وثلث استغفر الله تعالى فيه مثنى، مثنى لقوله تعالى (وما كان الله معذبهم وهم يستغفرون) وثلث أركع فيه وأسجد اثتماراً لقوله تعالى: (واسجد واقترب) فقلت وما ثواب من فعل ذلك قال سمعت أبي يقول قال النبي -صلى الله عليه وسلم -من أحصى ليلة الصك كتب من المقربين يعني الذين في قوله تعالى فأما إن كان من المقربين قلت: ولم أقف لذلك على أصل أعتمده والله أعلم (القول البديع للسخاوي، ص ۲۰۸، ۲۰۹، الباب الخامس، الصلاة عليه في شعبان)

(یعنی وضو وغیرہ) کرنے کے بعد کلمہ شہادت اور اس کے بعد درود پڑھتا ہے، تو اس کے لئے رحمت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں۔ ۱

مگر محدثین کے قواعد کے مطابق یہ حدیث سند کے اعتبار سے شدید ضعیف ہے۔ ۲

(۱۰)

گھر میں داخلہ کے وقت نبی ﷺ پر سلام سے فقر دور ہونے کی حدیث

علامہ سخاوی نے حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ کی سند سے یہ حدیث ذکر کی ہے کہ:

۱۔ وبما أخبرنا محمد بن موسى بن الفضل بن شاذان، ثنا أبو عبد الله محمد بن عبد الله الصفار، ثنا أحمد بن مهران الأصبهاني، ثنا أبو زكريا هو يحيى بن هاشم السمسار، ثنا الأعمش، عن شقيق بن سلمة، عن عبد الله بن مسعود، قال: سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: "إذا تطهر أحدكم فليذكر اسم الله عليه، فإنه يطهر جسده كله، فإن لم يذكر أحدكم اسم الله على طهوره لم يطهر إلا ما مر عليه الماء، فإذا فرغ أحدكم من طهوره فليشهد أن لا إله إلا الله، وأن محمدا عبده ورسوله، ثم ليصل على، فإذا قال ذلك فتحت له أبواب الرحمة" وهذا ضعيف لا أعلمه رواه عن الأعمش، غير يحيى بن هاشم، ويحيى بن هاشم متروك الحديث. وقد روى عن ابن عمر من وجه آخر (السنن الكبرى، للبيهقي، رقم الحديث ۱۹۸)

۲۔ قال ابن الملقن: روى أنه -صلى الله عليه وسلم- قال: من توضأ وذكر اسم الله عليه كان طهورا لجميع بدنه، ومن توضأ ولم يذكر اسم الله عليه كان طهورا لأعضاء وضوئه. هذا الحديث مروي من طرق كلها ضعيفة.

أحدها: عن عبد الله بن مسعود رضي الله عنه قال: سمعت رسول الله -صلى الله عليه وسلم- يقول: إذا تطهر أحدكم فليذكر اسم الله فإنه يطهر جسده كله، وإن لم يذكر أحدكم اسم الله على طهوره لم يطهر منه إلا ما مر عليه الماء؛ فإذا فرغ من طهوره فليشهد أن لا إله إلا الله وأن محمدا عبده ورسوله، فإذا قال (ذلك) فتحت له أبواب السماء.

رواه الدارقطني وهذا لفظه، والبيهقي بمثله وزاد بعد ورسوله: ثم ليصل على، فإذا قال (ذلك) فتحت له أبواب الرحمة.

قال البيهقي: هذا حديث ضعيف لا أعلم رواه (عن) الأعمش إلا يحيى بن هاشم ويحيى متروك الحديث. قلت: يحيى بن هاشم (هذا) هو ابن كثير بن قيس أبو زكريا السمسار الغساني البغدادي وهو ضعيف بمرة، قال يحيى: هو دجال هذه الأمة. ونسبه ابن عدی وابن حبان إلى وضع الحديث (البدر المنير في تخريج الأحاديث والآثار الواقعة في الشرح الكبير، لابن الملقن، ج ۲ ص ۹۳، ۹۴، كتاب الطهارة، باب الوضوء، الحديث الثامن عشر)

”ایک آدمی نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آ کر فقر و فاقہ کی شکایت کی، تو اس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم اپنے گھر میں داخل ہو، تو میرے اوپر سلام بھیجو، اور ایک مرتبہ قل ہو اللہ پڑھو، اس آدمی نے یہ عمل کیا، تو اس کا فقر و فاقہ دور ہو گیا“

اس حدیث کو نقل کر کے علامہ سخاوی نے ضعیف قرار دیا ہے، لہذا اس کے مطابق عقیدہ رکھنا خلاف احتیاط ہے۔ ۱

(۱۱)

بیت المقدس میں درود پڑھنے پر فرائض کا سوال نہ ہونے کی حدیث

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی سند سے علامہ سخاوی نے یہ حدیث ذکر کی ہے کہ: ”جس نے فرض حج ادا کیا، اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کی زیارت کی، اور کوئی غزوہ کیا، اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر بیت المقدس میں درود پڑھا، تو اللہ اس پر فرض شدہ چیزوں کے متعلق سوال نہیں کرے گا“

اس حدیث کو نقل کر کے علامہ سخاوی نے اس کے ثبوت کو مشکوک قرار دیا ہے، اور اس روایت کا مضمون بھی قرآن و سنت کی اصولی تعلیمات سے متصادم ہے کہ درود شریف پڑھنے پر فرائض معاف ہو جائیں۔ ۲

۱۔ وعن سهل بن سعد رضى الله عنه قال جاء رجل الى النبي صلى الله عليه وسلم فشكا اليه الفقر وضيق العيش والمعاش فقال له رسول الله -صلى الله عليه وسلم- إذا دخلت منزلک فيسلم إن كان فيه أحد أو لم يكن فيه أحد ثم سلم على وقرأ قل هو الله أحد مرة واحدة ففعل الرجل فأدركه الله عليه الرزق حتى أفاض على جيرانه وقراباته رواه أبو موسى المديني بسند ضعيف (القول البديع للسخاوی، ص ۱۳۵، الباب الثانی)

۲۔ وعن ابن مسعود -رضی اللہ عنہ- قال: قال رسول الله -صلى الله عليه وسلم- من حج حجة الإسلام وزار قبري وغزا غزوة وصلى على في بيت المقدس لم يسأله الله فيما افترض عليه، هكذا ذكره المجد اللغوي وعزاه إلى أبي الفتح الأزدی فی الثامن من فوائده، وفي ثبوته نظر والله الموفق (القول البديع للسخاوی، ص ۱۴۰، الباب الثانی)

(۱۲)

دوستوں سے ملاقات کے وقت درود شریف پڑھنے کی حدیث

بعض روایات میں دوستوں سے ملاقات اور مصافحہ کے وقت درود شریف پڑھنے پر گناہوں کی مغفرت کا ذکر آیا ہے۔

مگر وہ روایات شدید ضعیف اور منکر قرار دی گئی ہیں۔ ۱۔

۱۔ وأما الصلاة عليه عند لقاء الإخوان فمن أنس -رضي الله عنه -عن رسول الله -صلى الله عليه وسلم -قال ما من عبيدين متحابين في الله -عز وجل -وفي رواية ما من مسلمين يستقبل أحدهما صاحبه وفي رواية يلتقيان فيتصافحان ويصليان على النبي -صلى الله عليه وسلم -إلا لم ينفقا حتى يغفر لهما ذنوبهما ما تقدم وما تأخر أخرجه الحسن بن سفيان وأبو يعلى في مسنديهما وابن حبان في الضعفاء له والرشيد العطار وابن بشكوال من طريق بقي بن مخلد ولفظه ما من مسلمين يلتقيان فيتصافح أحدهما صاحبه ويصليان على النبي -صلى الله عليه وسلم -إلا لم يبرحا حتى يغفر ذنوبهما ما تقدم وما تأخر. ومن طريق أبي نعيم من وجهين عنه بلفظ ما من متحابين يستقبل أحدهما صاحبه فيتصافحه ويصليان على النبي -صلى الله عليه وسلم -إلا لم يبرحا حتى يغفر لهما ذنوبهما ما تقدم وما تأخر وقال غريب قلت بل ضعيف جداً لكن قد حكى الفاكهاني عن بعض الفقهاء المباركين أنه أخبره: رأيت النبي -صلى الله عليه وسلم -فيما يرى النائم فقلت يا رسول الله أنت قلت ما من عبيدين متحابين في الله يلتقيان فيتصافح أحدهما صاحبه فقال النبي -صلى الله عليه وسلم -إلا لم ينفقا حتى يغفر ذنوبهما ما تقدم وما تأخر والدعاء بين صلاتين على لا يرد -صلى الله عليه وسلم -والله أعلم. (القول البدیع للسخاوی، ص ۷۵، الباب الخامس، الصلاة عليه عند لقاء الإخوان)

و قال الالبانی: ما من عبيدين متحابين في الله يستقبل أحدهما صاحبه فيتصافحه ويصليان على النبي صلى الله عليه وسلم إلا لم ينفقا حتى يغفر الله لهما ذنوبهما ما تقدم منها وما تأخر. "منكر جداً بهذا اللفظ. رواه ابن السني (برقم ۱۹۰) وابن حبان في "الضعفاء (۲۹۸۹/۱) "والباقرقاني في "جزء من حديثه (۱۲۵/۱) "عن درست بن حمزة: حدثنا مطر الوراق عن قتادة عن أنس مرفوعاً. قلت: وهذا سند ضعيف درست بن حمزة، ويقال: ابن زياد العنبري قال ابن حبان: "كان منكر الحديث جداً، يروي عن مطر وغيره أشياء تتخيل إلى من يسمعا أنها موضوعة." وضعفه الدارقطني. وقاتله فيه تدليس وقد عنعنه. وقد جاءت أحاديث كثيرة عن جمع من الصحابة بمعنى هذا الحديث لكن ليس في شيء منها ذكر الصلاة عليه صلى الله عليه وسلم، ولا مغفرة ما تأخر أيضاً من الذنوب، فدل ذلك على أن هذه الزيادة منكورة. والله أعلم. والأحاديث المشار إليها أوردها المنذري (۳/۲۷۰ - ۲۷۱) ثم رأيت النووي قد أورد الحديث في "الأذكار" ساكتاً عليه! (سلسلة الأحاديث الضعيفة، تحت رقم الحديث ۶۵۲)

کان بنجنے کے وقت درود شریف پڑھنے کی حدیث

ایک حدیث میں کان بنجنے کے وقت درود شریف پڑھنے کا ذکر آیا ہے۔
مگر اس حدیث کو محدثین نے بے اصل اور منکھوت قرار دیا ہے، اس لئے کان بنجتے وقت درود شریف پڑھنے کو سنت سمجھنے سے پرہیز کرنا چاہئے۔ ۱۔

۱۔ حدثنا محمد، حدثنا عباس، قال سمعت يحيى قال: ابن أبي رافع الذي يحدث عنه حبان ليس حديثه بشيء. حدثني آدم، قال: سمعت البخاري قال: محمد بن عبيد الله بن أبي رافع منكر الحديث قال ابن معين ليس بشيء هو وابنه معمر عن محمد بن عبيد الله بن أبي رافع، عن أخيه، عن أبيه، عن جده أبي رافع، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إذا طنت أذن أحدكم فليصل على، وليقل ذكر الله بخير من ذكرني، ليس له أصل (الضعفاء الكبير للعقيلي، تحت الترجمة: محمد بن عبيد الله بن أبي رافع، ج ۲، ص ۱۰۴)

قال الذهبي: يحيى بن يوسف الرملي ثنا حبان بن علي عن محمد بن عبيد الله بن أبي رافع عن أخيه عن أبيه عن جده مرفوعاً: إذا طنت أذن أحدكم فليصل على وليقل ذكر الله من ذكرني بخير. قال العقيلي: هذا ليس له أصل (تاريخ الإسلام ووفيات المشاهير والأعلام للذهبي، ج ۹، ص ۶۰۵)
قال الألباني: (إذا طنت أذن أحدكم فليذكرني وليصل على وليقل: ذكر الله من ذكرني بخير). موضوع رواه الروياني في "مسنده (۲/۱۴۱/۲۵) والبزار (۳۱۲۵) أخبرنا أبو الخطاب: أخبرنا معمر بن محمد: أخبرني أبي عن جدی عن أبي رافع مرفوعاً. ورواه الطبرانی في "الصغير" (ص- ۲۲۹ هندیة) و "الأوسط" (۹۲۲۲) "والشجرى فى "الأمالی" (۱۲۹/۱) "من طریق أخرى عن معمر به. قلت: وهذا سند ضعيف جدا؛ وفيه علتان: الأولى: محمد هذا -وهو ابن عبيد الله بن أبي رافع -وهو ضعيف جدا. الثانية: ابنه معمر؛ وهو أيضا ضعيف جدا، قال البخاري: "منكر الحديث". قلت: ولكنه قد توبع، فأخرجه ابن أبي عاصم في "الصلاة على النبي صلى الله عليه وسلم" (۶۲/۸۱) وابن حبان في "الضعفاء" (۲/۲۵۰) "والطبرانی في "الكبير" (۱/۳۸/۲) "عن حبان بن علي عن محمد بن عبيد الله به. وحبان هو العنزي؛ وهو ضعيف. ومن طريقه أخرجه أبو موسى المديني في "اللطائف" (۶/۹۳/۲) "وكذا العقيلي في "الضعفاء" (۳۹۰) "وقال: "ليس له أصل، محمد بن عبيد الله بن أبي رافع قال البخاري: منكر الحديث، قال يحيى: ليس بشيء." وقال الدارقطني: "متروك له معضلات." ومن طريقه رواه ابن عدى (۲۸۵/۱) وابن حبان في المجروحين (۲/۲۵۰) والحديث أورده ابن قيم الجوزية في "المنازل" (ص ۲۵) في فصل من "تقيہ حاشیاء گلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں"

(۱۴)

چھینکنے کے وقت درود شریف پڑھنے کی حدیث

بعض روایات میں چھینکنے کے وقت درود شریف پڑھنے کا ذکر آیا ہے۔

مگر ان روایات کی اسناد کو محدثین نے ضعیف قرار دیا ہے۔ ۱

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

فصول امور کلیة يعرف بها كون الحديث موضوعا فقال: "ومنها أن يكون الحديث بوصف الأطباء والطريقة أشبه والبق" ، فذكر أحاديث هذا أحدها وقال: "وكل حديث في طين الأذن فهو كذب". وتعبه أبو غدة الكوثري الحلبي في تعليقه عليه (ص ۶۵-۶۶) فقال: "قلت: هذه الكلية معترضة بثبوت هذا الحديث المذكور، وهو حديث أبي رافع مولى رسول الله صلى الله عليه وسلم. قال: الحافظ الهيثمي في "مجمع الزوائد" (۱۳۸/۱۰) "رواه الطبراني في -المعجم - الثلاثة، والبزار باختصار كثير، وإسناد الطبراني في الكبير حسن". وقال المناوي في "فيض القدير" (۳۹۹/۱) "بعد نقله قول الهيثمي هذا " :وبه بطل قول من زعم ضعفه فضلا عن وضعه. بل أقول :المتن صحيح، فقد رواه ابن خزيمة في "صحيحه" باللفظ المذكور عن أبي رافع. وهو ممن التزم تخريج الصحيح، وبه شعروا على ابن الجوزي". قلت: ويعني لأن ابن الجوزي أورد في "الموضوعات" وهو الصواب عندى. وكلام المناوي الذي اغتر به ذاك الكوثري مما لا طائل تحته، بل هو (ببقعة في زرقلة) ، لأنه قائم على مجرد التقليد، الذى ليس فيه أى تحقيق، وبيانه من وجهين: الأول: أن الهيثمي وهم في تحسين إسناد "الكبير" ، لأن مداره أيضا على محمد بن عبيد الله بن أبي رافع - كما رأيت -، وقد قال في "الصغير" و "الأوسط": "لا يروى عن رافع إلا بهذا الإسناد!" والآخر: أن ابن خزيمة إن كان رواه بهذا الإسناد كما هو الغالب فلا قيمة له، وقد يكون هو نفسه قد أعله، كما هي عادته في "صحيحه" أحيانا، وإن كان رواه من طريق أخرى - وهذا بعيد جدا - فما هو؟ وقد بسطت الكلام على هذا في كتابي "الروض النضير" (۹۶۰) "سلسلة الأحاديث الضعيفة، تحت رقم الحديث ۲۶۳۱)

۱ قال ابن عراق الكنانى: (حديث) من عطس فقال الحمد لله على كل حال ما كان من حال وصلى الله على محمد وعلى أهل بيته أخرج الله من منخره الأيسر طائرا يقول اللهم اغفر لقائلها (مى) من حديث أبي سعيد وفيه عطية العوفى (قلت) أوردته السخاوى فى القول البديع وقال سنده ضعيف وعند ابن بشكوال من حديث ابن عباس مثله إلى قوله الأيسر وقال بعده طيرا أكبر من الذباب وأصغر من الجراد يرفرف تحت العرش يقول: اللهم اغفر لقائلها وسنده كما قال المجد الفيروزى لا بأس به إلا أن فيه يزيد بن أبي زياد ضعفه كثيرون وأخرج له مسلم متابعة انتهى والله تعالى أعلم (تنزيه الشريعة المرفوعة عن الأخبار الشنيعة الموضوعة، لابن عراق الكنانى، تحت رقم الحديث ۵۹) ﴿بقيہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

میت کو قبر میں داخل کرتے وقت درود شریف پڑھنے کی حیثیت میت کو قبر میں داخل کرتے وقت درود شریف پڑھنا سنت سے ثابت نہیں، اس لئے اس موقع

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

و قال السخاوی: وأما الصلاة عليه عند العطاس فعن أبي سعيد الخدري رضي الله عنه عن النبي - صلى الله عليه وسلم - قال من عطس فقال الحمد لله على كل حال ما كان من حال وصلى الله على محمد وعلى أهل بيته أخرج الله من منخره الأيسر طائراً يقول اللهم اغفر لقائلها أخرجه الديلمي في مسند الفردوس له بسند ضعيف وعند ابن بشكوال من حديث ابن عباس مرفوعاً مثله إلى قوله الأيسر وقال بعده طيراً أكبر من الذباب وأصغر من الجراد يرفرف تحت العرش يقول اللهم اغفر لقائلها، وسنده كما قال المجد اللغوي لا بأس به سوى أن فيه يزيد بن أبي زياد وقد ضعفه كثيرون لكن أخرج له مسلم متابعة والله أعلم.

وعن نافع قال عطس رجل عند ابن عمر رضي الله عنهما فقال له ابن عمر لقد بخلت هلا حيث حمدت الله تعالى صليت على النبي - صلى الله عليه وسلم - أخرجه البيهقي وأبو موسى المديني وعند بقي بن مخلد في مسنده وابن بشكوال من طريقه بسند ضعيف عن الضحاك بن قيس قال عطس عطاس عند ابن عمر فقال الحمد لله رب العالمين ثم سكت فقال له ابن عمر إلا اتممتها بالتسليم على رسول الله - صلى الله عليه وسلم - لكن قد جاء عن ابن عمر أيضاً ما يخالف هذا من رواية نافع أيضاً عنه ولفظه عطس رجل إلى جنب ابن عمر فقال الحمد لله والسلام على رسول الله - صلى الله عليه وسلم - فقال ابن عمر وأنا أقول السلام على رسول الله - صلى الله عليه وسلم - ولكن ليس هكذا أمرنا رسول الله - صلى الله عليه وسلم - أن نقول إذا عطسنا أمرنا أن نقول الحمد لله على كل حال رواه الطبراني وسنده ضعيف وهو عند الترمذي وقال غريب.

وعن نافع إن رجلاً عطس إلى جنب ابن عمر وقال الحمد لله والسلام على رسول الله - صلى الله عليه وسلم - فقال ابن عمر وأنا أقول الحمد لله والسلام على رسول الله هكذا علمنا رسول الله - صلى الله عليه وسلم - قالت: وذهب إلى استحباب الصلاة على النبي - صلى الله عليه وسلم - عند العطاس أبو موسى المديني وجماعة ونازعهم في ذلك آخرون وقالوا لا يستحب الصلاة عليه عند العطاس وإنما هو موضع حمد الله وحده ولكل موطن ذكر يخصه لا يقوم غيره مقامه ولهذا لا تشرع الصلاة عليه - صلى الله عليه وسلم - في الركوع ولا في السجود ونحو ذلك واستدلوا لذلك بحديث عن أنس بن مالك رضي الله عنه عن رسول الله - صلى الله عليه وسلم - قال لا تذكروني في ثلاث مواطن عند العطاس وعند الدبيحة وعند التعجب أخرجه الديلمي في مسند الفردوس له من طريق الحاكم وهو عند البيهقي في السنن الكبرى عن الحاكم من غير ذكر

﴿بقية حاشيا گلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

پر درود شریف پڑھنے کو سنت نہیں سمجھنا چاہئے، ویسے ہی کوئی پڑھے اور کوئی خرابی بھی شامل نہ ہو، تو حرج نہیں۔ ۱

(۱۶)

گدھے کے بولنے کے وقت درود شریف پڑھنے کی حدیث

ایک حدیث میں گدھے کے بولنے کے وقت درود شریف پڑھنے کا حکم آیا ہے۔

مگر یہ حدیث سند کے اعتبار سے شدید ضعیف اور منکر ہے۔ ۲

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

الصحابی وفي سنده من اتهم بالوضع، ولا يصح وفي رابع فوائد المخلص من طريق نهشل عن الضحاك عن ابن عباس رضى الله عنهما قال موطنان لا يذكر فيهما رسول الله - صلى الله عليه وسلم - عند العطاس والذبحة ولا يصح أيضاً وقد عد جماعة من العلماء المواطن التي يفرد ذكر الله تعالى فيها فذكروا منها الأكل والشرب والوقاع والعطاس ونحو ذلك مما لم ترد السنة بالصلاة على النبي - صلى الله عليه وسلم - قلت: كذا رأيته وفي بعض ذلك نظر وقد كرهه سحنون الصلاة عليه عند التعجب وقال لا يصلى عليه إلا على طريق الاحتساب وطلب الثواب انتهى وقال الحليمي وأما المتعجب من الشيء إذا صلى على النبي - صلى الله عليه وسلم - كما يقول سبحان الله لا إله إلا الله أى لا يأتى بالنادر وغيره إلا الله فلا كراهة فيه وإن صلى عليه عند الأمر الذى يستقدر أو يضحك منه فأخشى على صاحبه فإن عرف أنه جعلها عجباً ولم يجتنبه كفر: قلت وفي هذا الأخير نظر لا يخفى قاله القرونى (القول البديع فى الصلاة على الحبيب الشفيع، ج ۱، ص ۲۲۵ الى ۲۲۷، الباب الخامس، الصلاة عليه عند العطاس)

۱ أما الصلاة عليه عند إدخال الميت القبر فقد ذكره بعضهم واستدل له بما رواه أبو داود والترمذى وحسنه من حديث عبد الله بن عمر - رضى الله عنهما - أن النبي - صلى الله عليه وسلم - كان إذا وضع الميت فى قبره قال بسم الله وعلى سنة رسول الله - صلى الله عليه وسلم - انتهى. وليس فى هذا دلالة على ذلك كما ترى وبالله التوفيق (القول البديع للسخاوى، ص ۲۰۸، الباب الخامس، الصلاة عليه عند إدخال الميت القبر)

۲ قال ابو حذيفة: لا ينهق الحمار حتى يرى شيطانا أو يتمثل له شيطان، فإذا كان ذلك فاذكروا الله وصلوا على " قال الحافظ: وروى الطبرانى من حديث أبى رافع رفعه: فذكره " ضعيف جداً أخرجه ابن السنى فى "اليوم والليلة" (۳/ ۳۱) عن محمد بن أحمد بن المهاجر ثنا محمد بن الحسن بن بيان ثنا معمر بن محمد بن عبيد الله بن أبى رافع ثنا محمد بن عبيد الله عن أبى رافع رفعه "لن ينهق الحمار حتى يرى شيطانا، فإذا كان ذلك فاذكروا الله - عز وجل - وصلوا

﴿بقية حاشيا گلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں﴾

جھوٹی تہمت لگنے کے وقت درود شریف پڑھنے کی حدیث

بعض روایات میں بے گناہ فرد پر تہمت لگنے اور ناکردہ جرم میں اس کے ماخوذ ہونے کے وقت مخصوص طریقہ پر درود شریف کی وجہ سے برائت کا ذکر آیا ہے۔

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

علیؑ "وإسناده واه، معمر بن محمد بن عبيد الله قال ابن معين: ما كان بثقة ولا مأمون، وقال البخاری: منكر الحديث، وقال ابن حبان: لا يجوز الاحتجاج به. ومحمد بن عبيد الله قال ابن معين: ليس بثقة، وقال أبو حاتم: ضعيف الحديث منكر الحديث جدًا ذاهب، وقال الدارقطني: متروك. (أنيس الساري في تخریج وتحقیق الأحادیث التي ذكرها الحافظ ابن حجر العسقلاني في فتح الباری لابی حذيفة، تحت رقم الحديث ۴۵۸۰)

وقال الالبانی: (لا يهتق الحمار حتى يرى شيطانا، أو يتمثل له شيطان، فإذا كان ذلك، فاذكروا الله، وصلوا على) منكر بهذا اللفظ. قال الحافظ في "الفتح (۳۵۳/۶)": "روى الطبرانی من حديث أبي رافع رفعه "لا يهتق الحمار". ... قلت: وسكت عنه، والقاعدة عنده أن ما سكت عنه، فهو حسن على الأقل، وهذا ما أستبعده، فقد صح الحديث عن أبي هريرة وجابر بلفظ آخر في الأمر بالاستعاذة بالله من الشيطان عند نهيق الحمار، وهما في "الصحيحين" وغيرهما، دون قوله: "وصلوا على"، وهما منخرجان في "الصحيحين" (۳۱۸۳ و ۳۱۸۴) "ثم إن إطلاق الحافظ العزو للطبرانی إنما يعنى اصطلاحاً عما أنه "المعجم الكبير" للطبرانی، وليس هو في "مسند أبي رافع" منه. بل ولا هو في "المعجمين" الآخرين له: الأوسط و "الصغير"، ولا رأيته في "كتاب الدعاء له، ولا في "مجمع الزوائد"، ولا في "مجمع البحرين" وقد طبع حديثاً. فلا أدري إذا كان وقف عليه في بعض كتب الطبرانی التي لم تصلنا، مثل "مسند الشاميين"، فإنه لم يطبع منه سوى مجلدين، وليس فيهما، أو أنه دخل عليه حديث في حديث، فقد روى الطبرانی في "الأوسط" و "الصغير" عن أبي رافع أيضاً مرفوعاً: "إذا طنت أذن أحدكم فليذكرني، وليصل على". ورواه الطبرانی في "الكبير" أيضاً (۹۵۸/۳۰۱) بزيادة في آخره، وإسناده الثلاثة واحد، وهو ضعيف - كما هو مبين عندي في "الروض النضير" (۹۲۰) " (تنبيه): من غرائب الحافظ السخاوي في "القول البدیع" أنه نقل تخریج الحافظ للحديث بالحرف الواحد، (ص ۱۷۰) دون أن يعزوه إليه، ولا تكلم عليه بشيء!! هذا، وقد سرد ابن القيم في الباب الأول من كتابه "جلاء الأفهام" "أحاديث الصلاة على النبي صلى الله عليه وسلم المسندة مع تخریجها، فبلغت (۱۰۹) حديثاً، ومنها حديث طنين الأذن هذا عن أبي رافع (۴۲/۷۱) وأما حديث الترجمة، فلم يذكره. ثم عقد باباً ثانياً في المراسيل والموقوفات فبلغ العدد (۱۴۰) وليس فيها (سلسلة الأحاديث الضعيفة، تحت رقم الحديث ۲۳۸۷)

مگر وہ روایات مستند نہیں ہیں، اور ان کی کوئی معتبر سند نہیں ملتی۔ ۱

(۱۸)

صلۃ الحاجت کے بعد درود شریف اور مخصوص دعاء کی حدیث

حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے مروی ایک حدیث میں یہ مضمون آیا ہے کہ جس کو کوئی ضرورت پیش آئے، تو وہ اچھی طرح وضو کر کے دو رکعت پڑھے، پھر اللہ کی حمد و ثناء کرے، پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجے، اور پھر یہ دعاء پڑھے کہ:

”لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ الْهَلِيمُ الْكَرِيمُ، سُبْحَانَ اللَّهِ رَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ،
الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ، أَسْأَلُكَ مُوجِبَاتِ رَحْمَتِكَ، وَعَزَائِمَ
مَغْفِرَتِكَ، وَالْغَنِيمَةَ مِنْ كُلِّ بَرٍّ، وَالسَّلَامَةَ مِنْ كُلِّ إِثْمٍ، لَا تَدْعُ لِي
ذَنْبًا إِلَّا غَفَرْتَهُ، وَلَا هَمًّا إِلَّا فَرَّجْتَهُ، وَلَا حَاجَةً هِيَ لَكَ رِضًا إِلَّا
قَضَيْتَهَا يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ“ ۲

۱۔ وأما الصلاة عليه لمن أتهم وهو برىء فعن ابن عمر -رضى الله عنهما- أنهم جاؤا برجل إلى النبي -صلى الله عليه وسلم- فشهدوا عليه أنه سرق ناقة لهم فأمر به النبي -صلى الله عليه وسلم- لأن يقطع فقال اللهم صل على محمد حتى لا يبقى من صلاتك شيء وسلم على محمد حتى لا يبقى من سلامك شيء وبارك على محمد حتى لا يبقى من بركاتك شيء فتكلم الجمل فقال يا محمد أنه برىء من سرقتي فقال النبي -صلى الله عليه وسلم- من يأتيني بالرجل فابتدره سبعون من أهل المسجد فجاؤوا به فقال يا هذا ما قلت آنفا وأنت مدبر فأخبر بما قاله النبي -صلى الله عليه وسلم- لذلك نظرت إلى الملائكة محدقون سكك المدينة حتى كادوا يحولوا بيني وبينك ثم قال لتردن على الصراط ووجهك أضوأ من القمر ليلة البدر. أخرجه الديلمي ولا يصح وعزاه لصاحب الدر المنظم في المولد المعظم بلفظ، وروى أن جماعة شهدوا عند النبي -صلى الله عليه وسلم- على رجل بالسرقة فأمر بقطعه وكان المسروق جملاً فصاح الجمل لا تقطعوه فقبل له بم نجوت فقال بصلواتي على محمد في كل يوم مائة مرة فقال له النبي -صلى الله عليه وسلم- نجوت من عذاب الدنيا والآخرة وكذا رواه ابن بشكوال بلا سند (القول البديع للسخاوي، ص ۲۳۹، الباب الخامس، الصلاة عليه لمن أتهم وهو برىء)

۲۔ حدثنا علي بن عيسى بن يزيد البغدادي قال: حدثنا عبد الله بن بكر السهمي، ح وحدثنا عبد الله بن منير، عن عبد الله بن بكر، عن فائد بن عبد الرحمن، عن عبد الله بن

﴿بقية حاشيا گلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں﴾

مگر اس حدیث کی سند کو محدثین نے شدید ضعیف قرار دیا ہے۔ ۱
اور حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ایک حدیث میں دو رکعت میں سے پہلی رکعت میں
سورہ فاتحہ کے بعد آیۃ الکرسی اور دوسری رکعت میں ”آمن الرسول“ آخر تک پڑھ کر پھر دو
رکعت سے فارغ ہو کر اس دعاء کے پڑھنے کا ذکر آیا ہے کہ:

”یا مؤنس کل وحید ویا صاحب کل فرید ویا قریب غیر بعید ویا
شاهد غیر غائب ویا غالب غیر مغلوب یا حی یا قیوم یا ذا الجلال

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

ابی اوفی، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: "من كانت له إلى الله حاجة، أو
إلى أحد من بنى آدم فليتوضأ وليحسن الوضوء، ثم ليصل ركعتين، ثم ليصل على الله،
وليصل على النبي صلى الله عليه وسلم، ثم ليقل: لا إله إلا الله الحليم الكريم، سبحان
الله رب العرش العظيم، الحمد لله رب العالمين، أسألك موجبات رحمتك، وعزائم
مغفرتك، والغنيمة من كل بر، والسلامة من كل إثم، لا تدع لي ذنباً إلا غفرته، ولا هما
إلا فرجته، ولا حاجة هي لك رضا إلا قضيتها يا أرحم الراحمين (سنن الترمذی، رقم
الحدیث ۳۷۹)

۱۔ قال الترمذی: هذا حدیث غریب وفی إسناده مقال، فائد بن عبد الرحمن یضعف فی الحدیث،
وفائد هو أبو الوراق (سنن الترمذی)
وقال الذہبی: حدیث من كانت له حاجة فليتوضأ ویصلی ركعتین ویسئ علی الله ویصلی علی نبیہ
ولیقل لا إله إلا الله الحليم الكريم الحدیث.
أخرجہ الترمذی من حدیث فائد عن ابن أبی أوفی وما هو بموضوع بل یحتمل (تلخیص کتاب
الموضوعات، للذہبی، ج ۱، ۱۹۰، رقم الحدیث ۴۵۰)
وقال المزی: فائد بن عبد الرحمن الکوفی، أبو الوراق العطار قال عبد الله بن أحمد بن
حنبل، عن أبيه: متروک الحدیث. وقال عباس الدوري، عن يحيى بن معين: ضعيف، ليس بثقة،
وليس بشيء. وقال عبد الرحمن بن أبي حاتم: سمعت أبي، وأبا زرعة يقولان: لا يشتغل به.
وقال أيضاً سمعت أبي سفیان يقول: فائد ذاهب الحدیث، لا یکتب حدیثہ وکان عند مسلم بن
إبراهيم عنه، وکان لا یحدث عنه. وکنا لا نسأله عنه، وأحاديثه عن ابن أبی أوفی بواطیل لا تکاد
تري لها أصلاً کانه لا يشبه حدیث ابن أبی أوفی، ولو أن رجلاً حلف أن عامة حدیثه کذب لم یحنت.
وقال البخاری: منکر الحدیث. وقال أبو داود: ليس بشيء. وقال الترمذی: یضعف فی الحدیث.
وقال النسائی: ليس بثقة. وقال فی موضع آخر: متروک الحدیث. وقال ابن حبان: لا یجوز
الاحتجاج به (تهذیب الکمال، ج ۲۳ ص ۱۳۷ الى ۱۴۰، رقم الترجمة ۴۷۰)

والإكرام يا بديع السماوات والأرض اللهم إني أسألك باسمك
باسم الله الرحمن الرحيم الحي القيوم الذى لا تأخذه سنة ولا نوم
وأسألك باسمك بسم الله الرحمن الرحيم الحي القيوم الذى
عنت له الوجوه وخضعت له الرقاب وخشعت له الأصوات
ووجلت له القلوب من خشيته أن تصلى على محمد وعلى آل
محمد وأن تجعل لى من أمرى فرجا ومن كل هم وغم مخرجا
وتفعل بى كذا وكذا“ ۱

مگر اس کی سند کو بھی محدثین نے شدید ضعیف قرار دیا ہے۔ ۲

۱۔ حدثنا جامع بن هبة الله بن محمد بن علي بن شهادة أبو الفضائل الرحبي من لفظه
برحبة مالك بن طوق قال ثنا أبو علي الحسن بن علي بن يوسف بن أحمد القرشي ثنا
الإمام الوالد قدس الله روحه قال ثنا الشريف المعمر أبو عبد الله الحسين بن علي
الحسيني قال حدثني شقيق البلخي قال حدثني أبو هاشم الأبلبي قال حدثني أنس
بن مالك خادم رسول الله صلى الله عليه وسلم قال قال رسول الله صلى الله عليه
وسلم: من كانت له إلى الله حاجة فليسيغ الوضوء وليصل ركعتين وليقرأ في الركعة
الأولى بفتحة الكتاب وآية الكرسي وفي الثانية بأم الكتاب و (آمن الرسول) فإذا فرغ
من صلاته يدعو بهذا الدعاء وهو يا مؤنس كل وحيد ويا صاحب كل فريد ويا قريب
غير بعيد ويا شاهد غير غائب ويا غالب غير مغلوب يا حي يا قيوم يا ذا الجلال والإكرام
يا بديع السماوات والأرض اللهم إني أسألك باسمك باسم الله الرحمن الرحيم
الحي القيوم الذى لا تأخذه سنة ولا نوم وأسألك باسمك بسم الله الرحمن بالرحيم
الحي القيوم الذى عنت له الوجوه وخضعت له الرقاب وخشعت له الأصوات ووجلت
له القلوب من خشيته أن تصلى على محمد وعلى آل محمد وأن تجعل لى من أمرى
فرجا ومن كل هم وغم مخرجا وتفعل بى كذا وكذا. قال لنا أبو الفضائل ذكر الشيخ أن
والده أخبره أنه لقي الشريف المعمر فذكر أنه عاش مائتي سنة وستين سنة.

هذا حديث لم أكتبه إلا من هذا الوجه وإسناده إسناده وإسناده فيه على الشريف
والله أعلم (معجم ابن عساکر، رقم الحديث ۲۴۵)

۲۔ قال الذهبي: حديث من كانت له إلى الله حاجة فليقدم صدقة وليصم الأربعماء والخميس
والجمعة ثم يدخل يوم الجمعة الجامع فيصلى اثنتي عشرة ركعة يقرأ في عشرة الحمد مرة وآية
الكرسي عشر مرات وفي الركعتين مائة قل هو الله ثم يجلس ويسأل حاجته.
فى سندہ من یجهل إلى أبان بن أبی عیاش وهو متروک (تلخیص کتاب الموضوعات ،
للذهبی، ج ۱، ۱۹۰، رقم الحديث ۳۵۱)

اور بعض روایات میں بدھ اور جمعرات اور جمعہ کے دن کا روزہ رکھنے اور پھر جمعہ کی نماز پڑھنے سے پہلے صدقہ کرنے اور اور پھر اس کے بعد جمعہ کی نماز کے بعد اسی طرح کی دعاء پڑھنے کا ذکر آیا ہے۔ ۱

۱۔ أخبرنا محمد بن الحسن بن سليم، أنبا الحسن بن أحمد بن إبراهيم، ثنا أحمد بن إسحاق بن منجاب : ثنا محمد بن أحمد بن أبي العوام، ثنا أبي، ثنا إبراهيم بن سليمان أبو إسماعيل المؤدب، عن سعيد بن معروف، عن عمرو بن أبي قيس، عن أبي الجوزاء، عن عبد الله بن عمرو -رضي الله عنه -قال: من كانت له إلى الله حاجة، فليصم الأربعاء والخميس والجمعة فإذا كانت يوم الجمعة تطهر وراح إلى الجمعة فتصدق بصدقة قلت أو كثرت فإذا صلى الجمعة قال :اللهم إني أسألك باسمك بسم الله الرحمن الرحيم الذي لا إله إلا هو عالم الغيب والشهادة وأسألك باسمك بسم الله الرحمن الرحيم الذي لا إله إلا هو الحي القيوم الذي لا تأخذه سنة ولا نوم الذي ملأت عظمته السموات والأرض، الذي عنت له الوجوه، وخشعت له الأصوات ووجلت القلوب من خشيته أن تصلى على محمد وأن تعطيني حاجتي وهي كذا وكذا فإذا يستجاب له إن شاء الله.

قال : وكان يقال : لا تعلموا هذا الدعاء سفهاء كي لا يدعون به على مائثم أو قطيعة رحم (الترغيب والترهيب لقوام السنة للإصبهاني، رقم الحديث ۱۲۶۷)
أخبرنا أبو المكارم المبارك بن محمد بن المعمر الباذرائي أنبا أبو الحسن علي بن محمد بن العلاف أنبا الحمامي أنبا ابن السماك ثنا أبو بكر محمد بن أحمد بن يزيد الرياحي ثنا إبراهيم بن سليمان أبو إسماعيل المؤدب عن سعيد بن معروف عن عمرو بن قيس عن أبي الجوزاء عن عبد الله بن عمرو بن العاص رضي الله عنهما قال (من كانت له إلى الله عز وجل حاجة فليصم الأربعاء والخميس والجمعة فإذا كان يوم الجمعة تطهر وراح إلى الجمعة فتصدق قلت أو كثرت فإذا صلى الجمعة قال اللهم إني أسألك باسمك بسم الله الرحمن الرحيم الذي لا إله إلا هو عالم الغيب والشهادة الرحمن الرحيم وأسألك باسمك بسم الله الرحمن الرحيم الذي لا إله إلا هو الحي القيوم الذي لا تأخذه سنة ولا نوم الذي ملأت عظمته السموات والأرض وأسألك باسمك بسم الله الرحمن الرحيم الذي لا إله إلا هو الذي عنت له الوجوه وخشعت له الأبصار وذلت له القلوب من خشيته أن تصلى على محمد وعلى آل محمد وأن تعطيني حاجتي وهي كذا وكذا فإنه يستجاب له إن شاء الله) وكان يقال لا تعلموا هذا الدعاء سفهاء كم لا يدعون به على مائثم أو قطيعة رحم (سنده ضعيف جدا) (الترغيب في الدعاء لعبد الغنى المقدسي الحنبلي "المتوفى" ۶۰۰ رقم الحديث ۵۹، باب في دعاء الحاجة، المحقق: فواز أحمد زمرلي)

مگر محدثین نے ان روایات کی سند کو بھی ضعیف یا شدید ضعیف قرار دیا ہے۔ ۱

(۱۹)

ایک مرتبہ درود پر ستر مرتبہ اللہ اور فرشتوں کے درود کی حدیث

ایک حدیث میں یہ مضمون آیا ہے کہ:

”نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر ایک مرتبہ درود پڑھنے سے اس پر اللہ اور اس کے فرشتے

ستر مرتبہ درود بھیجتے ہیں“ ۲

۱۔ وقال ابن عراق الكناني: (حدیث) من كانت له إلى الله حاجة عاجلة أو آجلة فليقدم بين يدي نجواه صدقة، وليصم الأرباء والخميس والجمعة، ثم يدخل يوم الجمعة إلى الجامع فيصلي فيه اثنتي عشرة ركعة، يقرأ في عشر ركعات في كل ركعة (الحمد) مرة وآية الكرسي عشر مرات ويقرأ في الركعتين في كل ركعة (الحمد) مرة و (قل هو الله أحد) خمسين مرة، ثم يجلس ويسأل الله حاجته فليس يرد من حاجته عاجلة أو آجلة إلا قضاها له (ابن الجوزي) من حديث أنس وفيه أبان بن عياش (قلت) زاد الذهبي في تلخيصه فقال: وفي سنده من يجهل إلى أبان والله أعلم (تنزيه الشريعة المرفوعة لابن عراق الكناني، تحت رقم الحديث ۲۶، كتاب الصلاة، الفصل الاول) وقال العراقي: وأورد ابن الجوزي أيضاً من وجه آخر عن أبان بن أبي عياش عن أنس مرفوعاً من كانت له إلى الله حاجة فليقدم بين يدي نجواه صدقة ثم يدخل يوم الجمعة إلى الجامع فيصلي اثنتي عشرة ركعة يقرأ في عشر ركعات في كل ركعة الحمد مرة وآية الكرسي عشر مرات ويقرأ في الركعتين في كل ركعة الحمد مرة وقل هو الله أحد خمسين مرة ثم يجلس ويسأل الله حاجته فليس يرد من عاجلة أو آجلة إلا قضاها له، أبان متروك.

قلت: قال أحمد تركوا حديثه وبالغ فيه شعبة حتى قال لأن يزني الرجل خيراً له من أن يروی حديثه والرجل قد أخرج له أبو داود في السنن فلا يدخل حديثه في هذا الموضوع والله أعلم (تخریج أحادیث إحياء علوم الدين، ج ۱، ص ۴۹۱، رقم الحديث ۵۶۰)

۲۔ حدثنا يحيى بن إسحاق، حدثنا ابن لهيعة، عن عبد الله بن هبيرة، عن عبد الرحمن بن مريح الخولاني، قال: سمعت أبا قيس، مولى عمرو بن العاصي، يقول: سمعت عبد الله بن عمرو، يقول: "من صلى على رسول الله صلى الله عليه وسلم صلاة صلى الله عليه، وملائكته سبعين صلاة فليقل عبد من ذلك أو ليكثر (مسند الإمام أحمد، رقم الحديث ۲۶۰۵)

مگر اس حدیث کی سند ضعیف ہے، جس کے مطابق عقیدہ رکھنے سے پرہیز کرنا چاہئے۔ ۱۔
اور اس کے مقابلہ میں کئی صحیح و مضبوط سندوں سے مروی احادیث میں ایک مرتبہ درود پڑھنے
پر اللہ کی طرف سے دس رحمتیں نازل ہونا، اور فرشتوں کی طرف سے دس مرتبہ مغفرت کی دعاء
کرنا مروی ہے۔

اور ضعیف حدیث کے مقابلہ میں اس سے قوی دلیل موجود ہے، لہذا ان مستند احادیث کے
مطابق ہی عقیدہ رکھنا چاہئے۔ ۲۔

۱۔ قال شعيب الارنؤوط: إسناده ضعيف، ابن لهيعة سبيء الحفظ، وعبد الرحمن بن مريح: قال
أبو حاتم في "الجرح والتعديل ۲۸۷/۵" والذهبي في "الميزان ۵۸۹/۲" والحسيني في "الإكمال -
ص ۲۶۸" مجهول، وتبعهم الحافظ ابن حجر في اللسان ۳۳۵/۳ - ۳۳۶ "لكنه قال في "التعجيل -
ص ۲۵۷" هو رجل مشهور، له إدراك، لأن ابن يونس ذكر أنه شهد فتح مصر، ومن كان يجاهد
في سنة عشرين يدرك من الحياة النبوية قطعة كبيرة، قال ابن يونس: سمع جابراً، وزاد في الرواة
عنه الحارث بن يزيد، وبكر بن سودة، وحמיד بن أفلح. وباقي رجاله رجال الصحيح. يحيى بن
إسحاق: هو السيلحيني. وأورده المنذري في "الترغيب والترهيب ۲/۲۹۷"، والهيثم في
"المجمع ۱۰/۱۶۰" وحسن إسناده إواب الصحيح في هذا الباب ما سلف برقم (۲۵۶۸) وذكرنا
هناك شاهده (حاشية مسند احمد)

حدثنا حسن بن موسى، حدثنا ابن لهيعة، حدثنا عبد الله بن هبيرة، عن ابن مريح، مولى
عبد الله بن عمرو، أنه سمع عبد الله بن عمرو، يقول: "من صلى على النبي صلى الله
عليه وسلم واحدة صلى الله عليه وملائكته سبعين صلاة" (مسند احمد، رقم الحديث
۲۷۵۳)

قال شعيب الارنؤوط: إسناده ضعيف وهو مكرر (۲۶۰۵) وبسطنا هناك القول في رجاله. ابن
مريح: هو عبد الرحمن الخولاني، وشيخه في هذا الحديث إنما هو أبو قيس، وهو مولى عبد الله بن
عمرو، لكن سقط اسمه من الإسناد في هذه الرواية، وهو سقط قديم في نسخ المسند، وأشار إليه
الحافظ في "أطراف المسند ۳/۱۱۰" وقد سلف الإسناد على الصواب بذكره برقم (۲۶۰۵)
وقوله: "سبعين صلاة": المشهور أن الله تعالى يصلي عليه عشراً، فيحتمل أن المراد هاهنا أن الله
تعالى يصلي عليه عشراً، والملائكة ما بقي، ويحتمل أن يكون الله تعالى شرفه أولاً بأن جعل جزاء
المصلي عليه عشراً، ثم زاد في تشريفه فجعل جزاءه هذا العدد، وزاد في جزائه صلاة الملائكة هذا
العدد أيضاً. قاله السندی (حاشية مسند احمد)

۲۔ قال الالباني: (من صلى على رسول الله صلى الله عليه وسلم واحدة)، صلى الله عليه
وملائكته سبعين صلاة، فليقل عبد من ذلك أو ليكثر). منكر بلفظ "سبعين."
﴿بقية حاشيا گلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

(۲۰)

ہر دن ہر رات میں تین مرتبہ درود پڑھنے پر مغفرت کی حدیث حضرت ابوبکرؓ سے مروی ایک حدیث میں یہ مضمون آیا ہے کہ جس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

آخر جہ احمد (۱۷۲/۲) حدیثنا یحییٰ بن إسحاق : حدیثنا ابن لہیعة عن عبد اللہ بن ہبیرة عن عبد الرحمن بن مریح الخولانی قال : سمعت أبا قیس مولى عمرو بن العاص يقول : سمعت عبد اللہ بن عمرو يقول ... فذكره .

ثم قال أحمد (۱۸۷/۲) حدیثنا حسن بن موسى : حدیثنا ابن لہیعة به، إلا أنه قال " : عن ابن مریح مولى عبد اللہ بن عمرو أنه سمع عبد اللہ بن عمرو يقول " ... فذكره موقوفاً، كالذى قبله، وفيه الزيادة، ودون قوله " : فليقل "

قلت : كذا قال فى هذه الرواية، أسقط (أبا قیس مولى عمرو بن العاص) كما أسقط اسم (ابن مریح) ، وجعله مولى عبد اللہ بن عمرو، وهو فى الرواية الأولى مولى أبيه (عمرو بن العاص) ، وهذا كله من تخاليط ابن لہیعة، وسوء حفظه الذى طرأ عليه بعد احتراق كتبه .
ويحییٰ بن إسحاق وحسن بن موسى : لم يذكرهما أحد - فيما علمت - فيمن روى عنه قبل احتراق كتبه، كالعبادلة الذين صرح بعض الحفاظ بصحة حديثهم عنه - كما ذكرنا ذلك مراراً فى غير ما موضع - .

وإن من تخاليط ابن لہیعة : قوله فى هذا الحديث : " صلى الله عليه وملائكته سبعين صلاة ! " .
فإن المحفوظ فى سائر الأحاديث ... " صلى الله عليه بها عشرا ، وهو بهذا العدد يكاد يكون متواتراً، فقد جاء من حديث : ۱ - أبى هريرة ۲ - وأنس بن مالك ۳ - وعمر بن الخطاب ۴ - وعبد الرحمن بن عوف ۵ - وعمار بن ياسر ۶ - وعمير البدرى ۷ - وعبد اللہ بن عمرو أيضا ۸ - ويعقوب بن زيد التيمى مرسلًا . وغيرهم .

وهى مخرجة فى كتب الصلاة على النبى صلى الله عليه وسلم، فانظرها - مثلاً - فى " جلاء الأفهام لابن القيم (ص ۲۸، ۲۵، ۲۴، ۲۳، ۲۲، ۲۱، ۲۰، ۱۹، ۱۸، ۱۷، ۱۶، ۱۵، ۱۴، ۱۳، ۱۲، ۱۱، ۱۰، ۹، ۸، ۷، ۶، ۵، ۴، ۳، ۲، ۱) " صحيح أبى داود (۱۳۶۹) " وحديث ابن عمرو، وهو مخرج فى " الإرواء (۱/۲۴۲/۲۵۹) " و " صحيح أبى داود (۵۳۶) " وفى رواية حديثه ابن لہیعة .. متابع عند أبى داود .

من أجل ذلك كله؛ لم تطمئن النفس لقول المنذرى فى " الترغيب (۲/۲۷۹) " : " رواه أحمد بإسناد حسن . "

وإن تبعه الهيثمى (۱۰/۱۶۰) والسخاوى فى " القول البدیع (ص ۷۷) " وأحمد شاكر فى تعليقه

﴿بقية حاشيا گلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

ہر دن میں تین مرتبہ اور ہر رات میں تین مرتبہ محبت اور شوق کے ساتھ درود پڑھا، تو اللہ پر یہ

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

علی "المسند (۱۴۱/۵۱)" ومن ليس في العير ولا في النفير ائمال المعلقين الثلاثة على " الترغيب (۴۹۳/۲)"

ولم يقنع الشيخ أحمد رحمه الله بالتحسين فقط؛ بل رأيت قد صرح في تعليقه على الموضوع الثاني من "المسند" فقال (۳۹/۱۱) "إسناده صحيح!"

وما هذا وذاك منه إلا على قاعدته التي أقامها على الاعتداد بابن لهيعة، وتقويته لحديثه، غير أنه بما عليه الحفاظ المحققون من التفريق بين ما رواه العبادلة، وما رواه غيرهم عنه؛ فضلا عن أقوال الحفاظ الآخرين الذين أطلقوا القول في تضعيفه، ووصفوه بالتخليط في حديثه؛ وقال الحفاظ الذهبي النقاد في ترجمته من "تاريخ الإسلام" (۲۲۴/۱۱)

"قلت: ومناكيره جمّة، ومن أردتها ... ثم ساق له الحديث الآتي عقب هذا: "ادعوا لي أخي ...". في فضل علي رضي الله عنه.

وقال الحفاظ في آخر ترجمته من "التهذيب": "ومن أشنع ما رواه ابن لهيعة: ما أخرجه الحاكم في "المستدرک" "من طريقه عن أبي الأسود عن عروة عن عائشة قالت: مات رسول الله صلى الله عليه وسلم من ذات الجنب. انتهى .

وهذا مما يقطع ببطلانه؛ لما ثبت في "الصحيح" أنه قال؛ لما لدوه: "لم فعلتم هذا؟". قالوا: خشينا أن يكون بك ذات الجنب، فقال: "ما كان الله ليسلها علي". وإسناد الحاكم إلى ابن لهيعة صحيح، والآفة فيه من ابن لهيعة، فكأنه دخل عليه حديث في حديث.

قلت: والحاكم نفسه حينما أخرجه (۴۰۵/۴) إنما رواه ليبين وهاء -على خلاف عادته-؛ فإنه قال: "إسناده واه". وأيده الذهبي بقوله: "لم يصح". ذكر ذلك عقب الحديث الصحيح الذي ذكره الحفاظ، وهو منخرج في "الصحيحة" برقم (۳۳۳۹)

وحديث ابن لهيعة: رواه أيضا أبو يعلى (۲۵۸/۸) والطبرانی في "المعجم الأوسط" (۴۴۱/۹) - (۴۴۲) وقال: "لم يروه عن أبي الأسود إلا ابن لهيعة."

قلت: وبه أعلمه الهيثمي (۳۴/۹) فقال: "وفيه ابن لهيعة، وفيه ضعف."

(تنبیه): قول الحفاظ المتقدم: "ثبت في الصحيح" "يوهم" -في الاصطلاح العام- أنه في "الصحيحين" أو أحدهما، وليس كذلك؛ إنما أخرجا أصله، وليس فيه قوله صلى الله عليه وسلم: "ما كان الله ليسلها علي".

ولذلك خرج الحفاظ في "الفتح" (۱۴۸/۸) "من رواية ابن سعد وغيره نحوه، وقد وقع في هذا الوهم صراحة المعلق على "مسند أبي يعلى" (۳۵۴/۸) "فزه لـ" "الصحيحين" وغيرهما - كما ستره في "الصحيحة" "إن شاء الله تعالى -.

ثم إن حديث الترجمة قد جاء من رواية عبد الله بن عمر عن نافع عن ابن عمر أن النبي صلى الله عليه وسلم قال: "من صلى على صلاة؛ صلى الله وملائكته عليه عشرا، فليكثر عبد أو ليقل."

﴿بقية حاشيا گلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں﴾

حق ہو جائے گا کہ اس کے اس رات اور دن کے گناہ معاف فرمادے۔ ۱
مگر اس حدیث کو محدثین نے سند کے اعتبار سے منکر اور بعض نے اس حدیث کے متن کو باطل
قرار دیا ہے۔ ۲

(۲۱)

صبح و شام دس مرتبہ درود پڑھنے پر حصول شفاعت کی حدیث

ایک حدیث میں یہ مضمون آیا ہے کہ:

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

أخبرني ابن أبي عاصم في "الصلاة على النبي صلى الله عليه وسلم" (۳۳/۳۴) "وعبد الله ابن عمر - وهو: العمري الكبير - وإن كان ضعيفاً؛ فالحدیث حسن علی الأقل بشاهدین له مخرجین فی " الصلاة على النبي صلى الله عليه وسلم، لإسماعيل القاضي (رقم ۶۳،) فهو مما يؤكده شذوذ ابن لهيعة في قوله: "سبعين." (سلسلة الاحاديث الضعيفة، تحت رقم الحديث ۶۲۷)

۱۔ حدثنا محمد بن أشكيب أبو جعفر، حدثنا يونس بن محمد، قال: حدثنا الفضل بن عطاء، عن الفضل بن شعيب، عن أبي منصور، عن أبي معاذ، عن أبي كاهل، قال: قال لي رسول الله صلى الله عليه وسلم: (واعلمن يا أبا كاهل من صلى على كل يوم ثلاث مرات وكل ليلة ثلاث مرات حبا وشوقا إلى كان حقا على الله أن يغفر له ذنوبه تلك الليلة وذلك اليوم) كتاب الصلاة على النبي صلى الله عليه وسلم لابی بكر بن أبی عاصم، رقم الحديث ۶۲

۲۔ قال الهيثمي: رواه الطبراني، وفيه الفضل بن عطاء ذكره الذهبي، وقال: إسناده مظلم (مجمع الزوائد ج ۳، ص ۲۱۹ باب وصية رسول الله صلى الله عليه وسلم) وقال المنذرى: رواه ابن أبي عاصم والطبراني في حديث طويل إلا أنه قال حقا على الله أن يغفر له بكل مرة ذنوب حول. وهو بهذا اللفظ منكر وأبو كاهل أحمسي وقيل بجلى يقال اسمه عبد الله بن مالك وقيل قيس بن عائذ وقيل غير ذلك والله أعلم (الترغيب والترهيب، تحت رقم الحديث ۲۵۸۰، كتاب الذكر والدعاء الترغيب في الإكثار من ذكر الله)

وقال في موضع آخر: رواه الطبراني وهو بجملة منكر (الترغيب والترهيب، كتاب التوبة والزهد الترغيب في التوبة والمبادرة بها وإتباع السيئة الحسنة) وقال السخاوي: أخبرني ابن أبي عاصم في فضل الصلاة له والطبراني والعقيلي في أثناء حديث طويل وفيه كان حقا على الله أن يغفر له بكل مرة ذنوب حول وقال العقيلي فيه نظر وقال ابن عبد البر أنه منكر وكذا قاله المنذرى أنه منكر بهذا اللفظ، وقال صاحب الميزان سنده مظلم والمتن باطل (القول البديع للسخاوي، ج ۱، ص ۱۲۳، الباب الثاني)

”صبح اور شام دس دس مرتبہ درود شریف پڑھنے والے کو قیامت کے دن نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت حاصل ہوگی“

اگرچہ اس حدیث کی سند کو بعض حضرات نے جید قرار دیا ہے، لیکن دیگر حضرات نے ضعیف قرار دیا ہے۔ ۱

۱۔ وعن أبي الدرداء قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من صلى على حين يصبح عشرا وحين يمسي عشرا أدرکه شفاعة يوم القيامة.

قال الهيثمي: رواه الطبرانی بإسنادين وإسناد أحدهما جيد ورجاله وثقوا. (مجمع الزوائد ج ۱۰ ص ۱۲۰)

وقال المنذرى: رواه الطبرانی بإسنادين أحدهما جيد (الترغيب والترهيب، تحت حديث رقم ۹۸۷)

وقال العراقي: رواه الطبرانی من حديث أبي الدرداء بلفظ "من صلى على حين يصبح عشرا وحين يمسي عشرا أدرکه شفاعة يوم القيامة" وفيه انقطاع. (تخریج احادیث الاحیاء للعراقی تحت حدیث رقم ۱۱۷۳)

وقال الالبانی: (من صلى على حين يصبح عشرا، وحين يمسي عشرا؛ أدرکه شفاعة يوم القيامة) . ضعيف. أخرجه الطبرانی في (المعجم الكبير) من طريق إبراهيم بن محمد ابن زياد الألهاني قال : سمعت خالد بن معدان يحدث عن أبي الدرداء قال . . . : فذكره مرفوعا؛ كما في (جلاء الأفهام) لابن قيم الجوزية (ص - ۲۵۰ طبع مكتبة أنصار السنة) ، وسكت عنه؛ لأنه ساقه بإسناده ليظهر فيه، ففعلت، فتبين أنه ضعيف؛ خلافا لقول المنذرى في (الترغيب ۲۳۲/۱) (رواه الطبرانی بإسنادين، أحدهما جيد) ! وتبعه على ذلك الهيثمي في (المجمع ۱۳۰/۱) وزاد : (ورجاله وثقوا) ! وقلدهما المعلقون الثلاثة على (الترغيب ۵۱۵/۱) ! قلت : وفيه علتان: الأولى : أشار إليها الهيثمي بقوله المذكور : (وثقوا) ! وهى : إبراهيم بن محمد الألهاني؛ فقد أورده البخاري في (التاريخ ۳۲۳/۱) وابن أبي حاتم (۱۲۷/۱) برواية اثنين من الثقات، ولم يذكر فيه جرحا ولا تعديلا . وذكره ابن حبان في (الثقات ۷/۶) برواية أحدهما . وهناك عنه راو ثالث وهو بقية بن الوليد، روى عنه هذا الحديث مصرحا بالتحديث، والسند إليه صحيح . العلة الثانية : الانقطاع بين خالد بن معدان وأبي الدرداء ، وبها أعله الحافظ العراقي؛ فقال في (تخریج الاحیاء ۳۳۴/۱) (رواه الطبرانی، وفيه انقطاع).

وأقره الحافظ الناجي في كتابه (عجالة الإملاء ص - ۹۶ مخطوط) ، ثم الزبيدي في (شرح الإحياء ۱۳۲/۵) ومن قبلهما الحافظ السخاوي في (القول البدیع) ؛ فقال (ص ۹۱) (رواه الطبرانی بإسنادين، أحدهما جيد؛ لكن فيه انقطاع؛ لأن خالد لم يسمع من أبي الدرداء ، وأخرجه ابن أبي عاصم أيضا، وفيه ضعف). وأشار إلى الانقطاع في ترجمة (خالد) من (التهذيب) ، والعلاني في (نقبة حاشيا گل صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں)

(۲۲)

دس مرتبہ درود پڑھنے پر اللہ کی ناراضگی سے امن کی حدیث

ایک حدیث میں یہ مضمون آیا ہے کہ:

”نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر دس مرتبہ درود پڑھنے سے اللہ کی ناراضگی سے امن واجب

ہو جاتا ہے“

مگر اس حدیث کو بعض اہل علم حضرات نے سند کے اعتبار سے منکر قرار دیا ہے۔ ۱

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾ (جامع التحصیل ۲۰۶) ثم نقل عن الإمام أحمد أنه قال فيه: (لم يسمع من أبي الدرداء). (تنبيه): لم يطبع بعد أحاديث أبي الدرداء من (المعجم الكبير) للطبراني. فنقلته بإسناده من كتاب (الجللاء)، وذلك من فوائده، وقدر لي أنني نقلته عند تخريجہ من طبعة دار الكتب العلمية (ص ۲۳۴)، وقد وقع فيها اسم تابعيه (محمد بن معدان)، فجری التخریج علیہ، ثم لفت نظری أحد الإخوان لی أنه فی طبعة أنصار السنة (خالد بن معدان)، فوجدته مطابقاً لما كنت نقلته فی آخر التخریج عن (القول البديع) فاعتمدته، وعدلت التخریج علیہ. والله الهادی (سلسلة الاحاديث الضعيفة، تحت رقم الحديث ۵۷۸۸)

۱ قال الالباني: (قال جبريل: يا محمد! إن الله يقول: من صلى عليك عشر مرات؛ استوجب الأمان من سخطه).

منكر. أخرجه الذهبي في "سير أعلام النبلاء (۲۹۶/۱۳)" بإسناده عن بقي ابن مخلد: حدثنا هانء بن المتوكل عن معاوية بن صالح عن رجل عن مجاهد عن علي رضي الله عنه قال: لو أني أنسى ذكر الله ما تقربت إلى الله إلا بالصلاة على النبي صلى الله عليه وسلم، سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول ... فذكره قلت: وهذا إسناد ضعيف، سكت عنه الذهبي لظهور ضعفه، وله علتان: الأولى: جهالة الرجل الذي لم يسم، وبه أعله المعلق على "السير"؛ فقصر. والأخرى: ضعف هانء بن المتوكل، قال الذهبي في "الميزان": "عمر دهرًا طويلاً - لعله أزيد من مائة سنة - ومات سنة الثنتين وأربعين ومائتين، قال ابن حبان: كان تدخل عليه المناكير، وكثرت؛ فلا يجوز الاحتجاج به بحال. فمن مناكيره ... ثم ساق له ثلاثة مناكير، تقدم اثنان منها برقم (۱۰۷۷) ص ۱۵۲ (والثالث هو الآتي بعده. وليس شيء منها عند ابن حبان، خلافاً لما يشعر به كلام الذهبي).

ولعل أصل الحديث ما أخرجه البخاري في "التاريخ (۳۶۰/۲/۱)" من حديث أنس: قال النبي صلى الله عليه وسلم: "قال جبريل: من صلى عليك؛ له عشر حسنات." وهو - وإن كان إسناده ضعيفاً -؛ فله شواهد يتقوى بها من حديث عبد الرحمن ابن عوف، والبراء بن عازب، وأبي بردة بن نيار، وأبي طلحة الأنصاري، وهي مخرجة في "الترغيب والترهيب (۲۷۸/۲ - ۲۷۹)" وبعضها في "فضل الصلاة على النبي صلى الله عليه وسلم" لإسماعيل القاضي (ص ۶ - ۷) (سلسلة الاحاديث الضعيفة، تحت رقم الحديث ۶۲۶۰)

(۲۳)

دن رات میں درود کی کثرت سے متعلق ایک حدیث

حضرت انس رضی اللہ عنہ کی سند سے ایک لمبی حدیث میں یہ مضمون آیا ہے کہ:

”آپ دن رات میں کثرت سے درود پڑھیے، اگر آپ درود پڑھتے ہوئے فوت ہو گئے، تو فرشتے آپ پر درود پڑھیں گے“

مگر علامہ بوصری نے اس حدیث کی سند کو ضعیف قرار دیا ہے۔ ۱

۱۔ وعن أنس بن مالك -رضي الله عنه- قال (خدمت رسول الله -صلى الله عليه وسلم- وأنا ابن ثمان سنين (فكان) أول ما علمني أن قال لي: يا بني حكم وضوءك لصلاحتك تحبب حفظك ويزاد في عمرك يا بني يا أنس الغسل من الجنابة بالغ فيها فإن تحت كل شعرة جنابة. قال: قلت: يا رسول الله (وكيف أبالغ فيها؟ قال: روى أصول الشعر وأتق بشرتك تخرج من مغتسلك وقد غفر لك كل ذنب يا بني لا تفوتك ركعتي الضحى فإنها صلاة الأوابين. يا بني وأكثر الصلاة في الليل والنهار فإنك ما دمت في صلاة فإن الملائكة تصلي عليك. يا بني وإذا قمت في الصلاة فانصب نفسك لله فإذا ركعت فاجعل راحتيك على ركبتيك وفرج بين أصابعك وارفع عضدك عن جنبك وإذا رفعت رأسك من الركوع فقم حتى يرجع كل عضو إلى مكانه وإذا سجدت فالزق وجهك بالأرض ولا تنقر نقر الغراب ولا تبسط ذراعيك بسط الثعلب فإذا رفعت رأسك فلا تقمى كما يقمى الكلب ضع اليديك بين قدميك والزق ظاهر قدميك بالأرض فإن الله لا ينظر إلى صلاة عبد لا يتم ركوعها وسجودها وإن استطعت أن تكون على وضوء من يومك وليتلك فإن يأتك الموت وأنت على ذلك لم تفتك الشهادة يا بني وإذا دخلت بيتك فسلم أكثر بركتك وبركة بيتك يا بني وإذا خرجت لحاجة فلا يقم بصرك على من أهل دينك إلا سلمت عليه تدخل حلاوة الإيمان قلبك وإن أصبت ذنبا في مخرجك رجعت وقد غفر لك يا بني ولا تبين ولا تصبحن يوما وفي قلبك غش لأحد من أهل الإسلام فإن هذا أمر سنتي ومن أخذ بسنتي فقد أحبنى ومن أحبنى فهو معي في الجنة يا بني فإذا عملت بهذا وحفظت وصيتي فلا يكون شيء أحب إليك من الموت فإن فيه راحتك.

رواه أحمد بن محمد بن منيع بسند ضعيف لضعف العلاء أبي محمد الثقفي ومحمد بن يحيى بن أبي عمر بسند فيه راو لم يسم (إتحاف الخيرة المهرة بزوائد المسانيد العشرة للبوصري، رقم الحديث

۷۱۹۴، ج ۴، ص ۴۰۴)

(۲۳)

سومرتبہ درود پڑھنے پر نفاق اور جہنم سے برائت لکھے جانے کی حدیث

حضرت انس رضی اللہ عنہ کی سند سے طبرانی میں یہ حدیث مروی ہے کہ:

”جو شخص سومرتبہ درود شریف پڑھتا ہے، تو اللہ اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان نفاق اور جہنم سے برائت کو لکھ دیتا ہے، اور اللہ اس کو قیامت کے دن شہداء کے مرتبے میں اتارے گا“ ۱

مگر محدثین کے نزدیک یہ حدیث ضعیف اور منکر ہے۔ ۲

۱۔ حدثنا محمد بن مسلم، نا إبراهيم بن سلم بن رشيد بن الفاخر الهجيمي، ثنا عبد العزيز بن قيس بن عبد الرحمن، نا حميد الطويل، عن انس بن مالك قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من صلى على صلاة واحدة صلى الله عليه عشرا، ومن صلى على عشرة صلى الله عليه مائة، ومن صلى على مائة كتب الله بين عينيه: براءة من النفاق، وبراءة من النار، وأسكنه الله يوم القيامة مع الشهداء.

لم يرو هذا الحديث عن حميد إلا عبد العزيز بن قيس، تفرد به: إبراهيم بن سلم (المعجم الأوسط، للطبراني، رقم الحديث ۷۲۳۵)

۲۔ قال الهيثمي: رواه الطبراني في الصغير والأوسط، وفيه إبراهيم بن سالم بن شبل الهجيمي ولم أعرفه، وبقية رجاله ثقات (مجمع الزوائد، تحت رقم الحديث ۷۲۹۸، باب الصلاة على النبي صلى الله عليه وسلم في الدعاء وغيره)

وقال الألباني: (من صلى على صلاة واحدة صلى الله عليه عشرا، ومن صلى على عشرة صلى الله عليه مائة).

ومن صلى على مائة كتب الله بين عينيه: براءة من النفاق، وبراءة من النار، وأسكنه الله يوم القيامة مع الشهداء). منكر دون الجملة الأولى.

أخرجه الطبراني في "المعجم الأوسط" (۷۲۳۱/۱۱۵/۸) و "المعجم الصغير" (۱۸۶ هـ) "من طريق إبراهيم بن سلم بن رشيد الهجيمي البصري: ثنا عبد العزيز بن قيس بن عبد الرحمن عن حميد الطويل عن أنس بن مالك مرفوعا. وقال: "لم يروه عن حميد إلا عبد العزيز بن قيس، تفرد به إبراهيم بن سلم. قلت: وهو غير معروف، وبه أعله المنذرى؛ فقال في "الترغيب" (۲/۷۸) "بعدهما عزاه لـ "المعجمين": "وفى استناده إبراهيم بن سالم (بن شبل!) الهجيمي، لا أعرفه بجرح ولا عدالة." وكذا قال الهيثمي (۱۰/۷۳) إلا أنه لم يقل: (بجرح ولا عدالة).

﴿بقية حاشيا گلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

سومرتبہ درود پڑھنے پر ہزار حاجات پوری ہونے کی حدیث حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی سند سے یہ حدیث مروی ہے کہ جس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

وأقرهما السخاوی فی "القول البديع" (ص ۷۷-۷۸). ثم قال الهيثمي: "وبقية رجاله ثقات!" كذا قال! (و عبد العزيز بن قيس بن عبد الرحمن) : لم يوثقه أحد، وأظن أنه التيس عليه بـ (عبد العزيز بن قيس العبدی) ؛ فإنه وثقه ابن حبان (۱۲۳/۵) وقال أبو حاتم فيه: "مجهول"، أو أنه ظنهما واحدا؛ فإن كلا منهما بصری، فقد سبق إلى هذا، فقد ساقه المزی عقب هذا الأول، وقال: "ذكرته تميزا بينهما، وقد خلط بعضهم إحدى هاتين الترجمتين بالأخرى، والصواب التفريق بينهما - كما ذكرنا -". -وتبعه الحافظ العسقلاني في "تهذيبه" وقال: "وهو متأخر الطبقة عن الذي قبله جدا". ولذلك قال في الأول من "التقريب": "مقبول، من الرابعة". "وفي الآخر": "مقبول، من الثامنة". "إذا عرفت هذا؛ فأعلم أنني حكمت على الحديث بالنعارة؛ لتفرد هذا الإسناد المجهول بهذا السياق من جهة، ولمخالفته لكل الأحاديث الأخرى في فضل الصلاة على النبي صلى الله عليه وسلم، ما صح إسناده منها وما لم يصح من جهة أخرى، وقد استقصاها الحافظ السخاوی في "القول البديع"، إلا أنه ساق (ص ۸۱-۸۲) عن ابن عباس رضي الله عنهما عن أصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم -الأكابر- قالوا: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم:

"من صلى على صلاة واحدة؛ صلى الله عليه عشرا، ومن صلى على عشرا؛ صلى الله عليه مئة، ومن صلى على مئة؛ صلى الله عليه ألفا ومن صلى على ألفا؛ زاحمت كتفه كتفي على باب الجنة." وقال السخاوی عقبه: "ذكره صاحب "الدر المنظم"؛ لكنني لم أقف على أصله إلى الآن، وأحسبه موضوعا." قلت: وهو ظاهر الوضع والبطالان. واستثنيت الجملة الأولى؛ لثبوتها من طريق أخرى عن أنس رضي الله عنه عند ابن حبان والحاكم وغيرهما بسند صحيح. وهو في "صحيح مسلم" وغيره من حديث أبي هريرة -وهو مخرج في "صحيح أبي داود" (۱۳۶۹)- ومن حديث ابن عمرو أيضا -وهو مخرج في "الإرواء" في الحديث (۲۴۲) (تنبيه): وقع (سلم) .. هكذا في "الأوسط"، وكذا في "تهذيب" المزی والعسقلاني. ووقع في "الصغير": "(سالم)"، وكذا عند المنذرى، والهيثمي، والسخاوی. ووقع عند هؤلاء الثلاثة مكان (رشيد): (شبل) - كما تقدم -، وهو خطأ مخالف لـ "المعجمين" و "التهذيبين". "وبيدوا أنه من المنذرى قلده الآخرون!

ووقع في "المجمع": "سالم بن سلم" ت وعلى الهامش: "في نسخة: شبل!" ومر المعلقون الثلاثة على النص الأول، فنقلوه في التعليق على "الترغيب" (۴/۲۹۹) "كما وجدوه! ولم يعرجوا على ما في الهامش للتحقيق الذي يزعمونه (سلسلة الأحاديث الضعيفة، تحت رقم الحديث ۲۸۵۲)

پردن رات میں سو مرتبہ درود بھیجا، تو اس پر اللہ تعالیٰ دو ہزار مرتبہ درود بھیجے گا، اور اس کی ہزار حاجتیں پوری فرمائے گا، جن میں سے سب سے آسان یہ ہے کہ اس کو جہنم سے آزاد فرما دے گا۔ ۱

مگر اس حدیث کو محدثین نے باطل اور من گھڑت و بے بنیاد قرار دیا ہے۔ ۲

۱۔ عن أبي وائل عن عبد الله . عن النبي صلى الله عليه وسلم عن جبريل عن ميكائيل عن إسماعيل عن الربيع عن اللوح المحفوظ عن الله تعالى : أنه أظهر في اللوح أن يخبر الربيع وأن يخبر الربيع إسماعيل وأن يخبر إسماعيل ميكائيل وأن يخبر ميكائيل جبريل وأن يخبر جبريل محمدا صلى الله عليه وسلم، أنه من صلى عليك في اليوم والليلة مائة مرة صليت عليه ألفي صلاة، ويقضى له ألف حاجة أيسرها أن يعقده من النار (تاريخ بغداد، ج ۲ ص ۲۴، تحت الترجمة محمد بن الحسين بن إبراهيم بن محمد، أبو بكر الوراق، يعرف بابن الخفاف، رقم الترجمة ۷۱۹)

۲۔ قال الشيخ أبو بكر : هذا الحديث باطل الإسناد، والرجال المذكورون في إسناده كلهم معروفون سوى الصائغ، ونرى أن ابن الخفاف اختلق اسمه وركب الحديث عليه، ونسخة بشر بن موسى عن المقرء، والله أعلم (تاريخ بغداد، حوالہ بالا)

وقال السخاوي: وعن ابن مسعود رضى الله عنه عن النبي -صلى الله عليه وسلم -عن جبريل عن ميكائيل عن إسماعيل عن اللوح المحفوظ عن الله عز وجل أنه أظهر في اللوح المحفوظ أن يخبر الربيع وأن يخبر الربيع إسماعيل وأن يخبر إسماعيل ميكائيل وأن يخبر ميكائيل جبريل وأن يخبر جبريل محمداً -صلى الله عليه وسلم -أنه من صلى عليك في اليوم والليلة مائة مرة صليت عليه ألفي صلاة وتقضى له ألف حاجة أيسرها أن يعق من النار، أخرجه ابن الجوزي من طريق الخطيب ونقل عنه أنه قال هذا حديث باطل بهذا الإسناد (القول البديع للسخاوي، ص ۱۳۰، الباب الثاني) وقال ابن الجوزي: عن أبي وائل عن عبد الله عن النبي صلى الله عليه وسلم عن جبريل عن ميكائيل عن إسماعيل عن الربيع عن اللوح المحفوظ عن الله تعالى " : أنه أظهر في اللوح المحفوظ أن يخبر الربيع، وأن يخبر الربيع إسماعيل وأن يخبر إسماعيل ميكائيل وأن يخبر ميكائيل جبريل وأن يخبر جبريل محمداً بأنه من صلى عليك في اليوم والليلة مائة مرة صليت عليه ألفي صلاة وتقضى له ألف حاجة، أيسرها أن يعق من النار . "قال الخطيب : هذا الحديث باطل بهذا الإسناد والرجال المذكورون في إسناده كلهم معروفون سوى ابن الصائغ . ونرى أن ابن الخفاف اختلف إسناده وركب الحديث عليه، ونسخة بشر بن موسى عن المقرء معروفة وليس هذا فيها، وقد روى عن المقرء من طريق مظلم : حدثني أبو صالح أحمد بن عبد الملك النيسابوري قال أخبرني أبو سعيد الحسن بن علي بن شهاب القرموبى قال حدثنا عبد الله بن محمد بن محمد بن فورك قال حدثنا أبي قال حدثنا أبو ميسرة عزاز بن عبد الله بن عزاز البصري قال حدثنا علي بن محمد

﴿بقية حاشيا گلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں﴾

(۲۶)

سومرتبہ درود کے سو مقبول صدقوں کے برابر ہونے کی حدیث

امام سخاوی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کی سند سے یہ حدیث نقل کی ہے کہ:

”جس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر ایک دن میں سومرتبہ درود پڑھا، تو اس کے لئے اللہ دس ہزار نیکیاں لکھے گا، اور اس کے دس ہزار گناہ معاف کر دے گا، اور اس کو سو مقبول صدقوں کا ثواب عطا فرمائے گا، اور جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجے گا، اور پھر اس کا درود نبی صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچ جائے گا، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس پر اسی طریقہ سے درود بھیجیں گے، جس طریقہ سے اس نے درود بھیجا تھا، اور جس پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم درود بھیجیں، اس کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت حاصل ہوگی“

مگر اس حدیث کو نقل کرنے کے بعد علامہ سخاوی نے خود ہی اس کے بارے میں صحیح نہ ہونے کا حکم لگایا ہے۔ ۱

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

الجنیدی سبوری قال حدثنا القاسم بن دهم قال حدثنا أبو عبد الرحمن المقرئ قال حدثنا المسعودی عن عاصم عن زر عن ابن مسعود عن النبي صلى الله عليه وسلم عن جبريل عن ميكائيل عن إسرافيل عن الرفيع عن اللوح المحفوظ عن الله عز وجل وساق الحديث . قال الخطيب : من هنا أخذ الخفاف وألزه على الصائغ (الموضوعات لابن الجوزي ، ص ۳۰۲ ، باب في الصلاة عليه) وقال الشوكاني : حديث " : من صلى عليك في اليوم واللييلة مائة مرة ، صليت عليه ألفي صلاة ، ويقضى له ألف حاجة ، أيسرها أن يعتقه من النار . " رواه الخطيب عن ابن مسعود مرفوعا : وقال : باطل . وقال في الميزان : موضوع المتن والإسناد (الفوائد المجموعة للشوكاني ، رقم الحديث ۱۵ ، كتاب الفضائل ، باب فضائل النبي صلى الله عليه وآله وسلم)

۱۔ وعن أنس ، رفعه من صلى على في يوم مائة مرة كتب الله له بها ألف ألف حسنة ومحا عنه ألف ألف سيئة وكتب الله له مائة صدقة مقبولة ومن صلى على ثم بلغتنى صلاته صليت عليه كما صلى على ومن صليت عليه نالته شفاعتي رواه أبو سعد في شرف المصطفى واحسبه لا يصح (القول البديع ، ص ۱۳۳ ، الباب الثاني : في ثواب الصلاة على رسول الله - صلى الله عليه وسلم)

(۲۷)

عرفات میں سومرتبہ مخصوص طریقہ پر درود کی حدیث

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کی سند سے یہ حدیث مروی ہے کہ:

”جو مسلمان بھی عرفہ کی شام کو میدانِ عرفات میں قبلہ رُو کھڑے ہو کر سومرتبہ یہ پڑھتا ہے کہ:

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ.

پھر سومرتبہ قل ہو اللہ احد پڑھتا ہے، پھر سومرتبہ یہ درود پڑھتا ہے کہ:

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَاٰلِ اِبْرَاهِيْمَ
اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ، وَعَلَيْنَا مَعَهُم.

تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے میرے فرشتو! میرے اس بندے کا بدلہ کیا ہے؟ جس نے میری تسبیح بیان کی، اور میری تہلیل (اور وحدانیت) کی، اور میری تکبیر بیان کی، اور میری تعظیم بیان کی، اور میری معرفت بیان کی، اور میری تعریف کی، اور میرے نبی پر درود بھیجا؟ فرشتو! تم گواہ رہو کہ میں نے اس کی مغفرت کردی، اور میں نے اس کو شفاعت کا حق دے دیا، اور اگر میرا یہ بندہ پورے میدانِ عرفات والوں کی شفاعت کرے، تو میں اس کو قبول کر لوں گا۔“ ۱۔

۱۔ أخبرنا محمد بن عبد الله الحافظ، حدثنا أبو جعفر أحمد بن عبيد بن إبراهيم الأسدی الحافظ بهمدان، حدثنا علي بن الحسن بن عبد الصمد الطيالسی . علان الحافظ، حدثنا أبو إبراهيم الترمذی، حدثنا عبد الرحمن بن محمد الطلحی، حدثنا عبد الرحمن بن محمد المحاربی، عن محمد بن سوقة، عن محمد بن المنکدر، عن جابر بن عبد الله، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: " ما من مسلم يقف عشة عرفة بالموقف فيستقبل القبلة بوجهه، ثم يقول: لا إله إلا الله وحده لا شريك له، له

﴿بقیہ حاشیہ گلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

مگر امام بیہقی نے اس حدیث کو نقل کر کے فرمایا کہ اس حدیث کا متن غریب ہے، اور اس کی سند کو دیگر اہل علم نے ضعیف قرار دیا ہے۔ ۱

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

الملک وله الحمد وهو على كل شيء قدير مائة مرة، ثم يقرأ قل هو الله أحد مائة مرة، ثم يقول: اللهم صل على محمد كما صليت على إبراهيم وآل إبراهيم إنك حميد مجيد، وعلينا معهم مائة مرة إلا قال الله تعالى: يا ملائكتي ما جزاء عبدی هذا؟، سبحنى، وهللنى، وكبرنى، وعظمتنى، وعرفنى، وأثنى على، وصلى على نبى، اشهدوا ملائكتى أنى قد غفرت له، وشفعته فى نفسه، ولو سألتى عبدى هذا لشفعته فى أهل الموقف كلهم" (شعب الايمان للبيهقى، رقم الحديث ۳۷۸۰)

۱۔ قال البيهقى: قال الشيخ احمد: هذا متن غريب وليس فى اسناده من ينسب الى الوضع، والله اعلم (شعب الايمان للبيهقى، حوالہ بالا)

و قال ابن عراق الكنانى: أخرجه البيهقى فى الشعب وقال متن غريب وليس فى إسنادہ من ينسب إلى الوضع وأورده الحافظ ابن حجر فى أماليه وقال رواه كلهم موثقون إلا عبد الرحمن بن محمد الطلحى فإنه مجهول انتهى (تنزيه الشريعة، ج ۲، ص ۱۷۱، كتاب الحج، الفصل الثانى)

وقال الالبانى: ضعيف. أخرجه ابن عساكر فى "جزء فضل عرفه ط (۲/۱ - ۳/۵) من طريق البيهقى، بسنده عن عبد الرحمن بن محمد الطلحى: حدثنا عبد الرحمن بن محمد المحاربى عن محمد بن سوقة عن محمد بن المنكدر عن جابر بن عبد الله مرفوعا. وقال البيهقى: "هذا متن غريب، وليس فى إسنادہ من ينسب إلى الوضع". وقال الحافظ ابن حجر فى "أماليه"؛ كما فى "الآل (۷۰/۲)" "رواه كلهم موثقون؛ إلا الطلحى؛ فإنه مجهول!" قلت: لم أر من وصفه بالجهالة، وأنا أظنه الذى فى "الجرح والتعديل (۲۸۱/۲/۲)". "عبد الرحمن بن محمد بن طلحة بن مصرف. روى عن أبيه. روى عنه يحيى بن آدم. سألت أبى عنه؟ فقال: ليس بالقوى". ونقله عنه - باختصار - الذهبى فى "الميزان"، والحافظ فى "اللسان". "وقد تابعه أحمد بن ناصح: حدثنا المحاربى به نحوه. أخرجه الديلمى، وابن النجار من طريقين عنه به. وأحمد بن ناصح - وهو المصيصى - صدوق، فبرئت ذمة الطلحى منه. وقد أشار إلى ذلك أحد رواه عند ابن النجار - وهو أبو بكر محمد بن أحمد بن مهران البغدادى الحافظ -، فقال عقبه: "نفرد به المحاربى عن محمد بن سوقة". قلت: والمحاربى - وإن كان أخرج له الشيخان -؛ فقد قال أحمد: "كان يدلس". "وقد عنعنه فى رواية البيهقى عن الطلحى، وكذا فى رواية ابن النجار عن بن ناصح، بخلاف رواية الديلمى عنه؛ فقد صرح فيها بالتحديث، وكذلك فى نقل السيوطى للحديث عن البيهقى. فإن كان محفوظا؛ فالحديث ثابت. والله أعلم.

ثم رأيت الحديث فى "الشعب (۳/۳۶۳/۴۷۰)" من طريق الطلحى عن المحاربى معننا؛ فهى العلة (سلسلة الاحاديث الضعيفة، تحت رقم الحديث ۵۱۰۴)

(۲۸)

ہزار مرتبہ درود پڑھنے پر جنت کا ٹھکانہ دیکھنے کی حدیث

حضرت انس رضی اللہ عنہ کی سند سے مروی ایک روایت میں یہ مضمون آیا ہے کہ جس نے کسی دن یا خاص جمعہ کے دن ہزار مرتبہ درود پڑھا، تو وہ اس وقت تک فوت نہ ہوگا، جب تک اپنے جنت کے ٹھکانہ کو نہ دیکھ لے۔ ۱

مگر اس حدیث کی سند منکر اور شدید ضعیف قرار دی گئی ہے۔ ۲

۱۔ حدثنا عثمان بن أحمد بن يزيد، حدثنا محمد بن أحمد العبدی، حدثنا محمد بن عبد العزيز الدينوري، حدثنا قرة بن حبيب القشيري، حدثنا الحكم بن عطية، عن ثابت، عن أنس بن مالك، رضي الله عنه، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: "من صلى على في يوم ألف مرة، لم يموت حتى يرى مقعده من الجنة (امالي ابن سمعون الواعظ، رقم الحديث ۵۶)

حدثنا عمر، نا عثمان بن أحمد، أنا محمد بن أحمد بن البراء، أنا محمد بن عبد العزيز الدينوري، أنا قرة بن حبيب القنوي، أنا الحكم بن عطية، عن ثابت، عن أنس بن مالك، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من صلى على في يوم ألف مرة، لم يموت حتى يرى مقعده من الجنة (الترغيب في فضائل الاعمال لابن شاهين، رقم الحديث ۱۹) أخبرنا محمد بن عبد الله الكاذي، ثنا الحسين بن محمد الهاشمي، ثنا عبد الله بن يعقوب القساملي، ثنا محمد بن أستاذ، ثنا جعفر بن محمد بن الحسن، ثنا محمد بن عبد الله بن سنان القزاز البصري، ثنا قرة بن حبيب، ثنا الحكم بن عطية، ثنا ثابت، عن أنس بن مالك - رضي الله عنه - قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: (من صلى على في يوم الجمعة ألف مرة لم يموت حتى يرى مقعده من الجنة) (الترغيب والترهيب لقوام السنة للاصبهاني، رقم الحديث ۹۱۰)

۲۔ قال السخاوي: وعن أنس بن مالك رضي الله عنه قال: قال رسول الله - صلى الله عليه وسلم - من صلى على في يوم ألف مرة لم يموت حتى يرى مقعده في الجنة رواه ابن شاهين في تفریہ وغیرہ وابن بشکوال من طریقہ وابن سمعون فی أمالیہ وهو عند الدیلمی من طریق أبی الشیخ الحافظ وأخرجه الضیاء فی المختارة وقال لا أعرفه إلا من حدیث الحكم بن عطیة، قال الدارقطني حدث عن ثابت أحادیث لا یتابع علیها وقال أحمد لا بأس به إلا أن أبا داود الطیالسی روى عنه أحادیث منكرة قال وروی عن یحیی بن معین أنه قال هو ثقة. قلت وقد رواه غیر الحكم وأخرجه أبو الشیخ من طریق حاتم بن میمون عن ثابت ولفظه لم يموت حتى یشیر بالجنة وبالجملة فهو حدیث

﴿بقیہ حاشیہ گلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ایک موقوف روایت میں جمعہ کے دن ہزار مرتبہ اس درود کے پڑھنے کا حکم آیا ہے کہ:

اللهم صل على محمد النبي الأمي صلى الله عليه. ۱

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾ منکر کہا قالہ شیخنا (القول البدیع للسخاوی، ص ۱۳۲، الباب الثانی) وقال الالبانی: (من صلی علی فی يوم (الجمعة) ألف مرة؛ لم یمت حتی یری مقعده من الجنة) ضعیف جدا

رواہ ابن سمعون فی "الأمالی (۱/۷۲)" عن محمد ابن عبد العزیز الدینوری: أخبرنا قرۃ بن حبیب القشیری: أخبرنا الحكم بن عطية عن ثابت عن أنس بن مالک مرفوعا. ومن هذا الوجه: أخرجه ابن شاهين فی "الترغيب والترهيب" (ق ۲/۲۶۱) وإليه عزاه المنذرى (۲/۲۸۱) مشیرا إلى تضعیفه.

قلت: وعلة: الحكم بن عطية؛ فإنه ضعيف؛ كما فی "التقريب". والدينوري شر منه؛ قال الذهبي: "ليس بثقة؛ أتى ببلايا."

لكن رواه الأصبهاني فی "ترغيبه" (ص - ۲۳۳ مصورة الجامعة الإسلامية) من طريق محمد بن عبد الله بن محمد بن سنان القزاز البصري: أخبرنا قرۃ بن حبیب به. ومحمد بن عبد الله بن محمد؛ لم أعرفه، ولعل الأصل ... " عن محمد بن سنان؛ فإن محمد بن سنان القزاز البصري معروف، وهو ضعيف. والله أعلم.

وقال السخاوی فی "القول البدیع" (ص ۹۵): "رواه ابن شاهين فی "ترغيبه" وغيره، وابن بشكوال من طريقه، وابن سمعون فی "أمالیه"، وهو عند الديلمي من طريق أبي الشيخ الحافظ، وأخرجه الضياء فی "المختارة" وقال: "لا أعرفه من حديث الحكم بن عطية، قال الدارقطني: حدث عن ثابت أحاديث لا يتابع عليها. وقال أحمد: لا بأس به؛ إلا أن أبا داود الطيالسي روى عنه أحاديث منكورة. قال: وروى عن يحيى بن معين أنه قال: هو ثقة."

قلت (السخاوی): وقد رواه غير الحكم، وأخرجه أبو الشيخ من طريق حاتم ابن ميمون عن ثابت؛ ولفظه: "لم يمت حتى ييشر بالجنة."

وبالجملة؛ فهو حديث منكر: كما قاله شيخنا. "يعنى الحافظ ابن حجر العسقلاني رحمه الله.

وقال فی مكان آخر (۱۳۵): "أخرجه ابن شاهين بسند ضعيف."

قلت: وسقط الحديث من مطبوعة "المختارة"، وليس فيه ترجمة لـ (الحكم ابن عطية) عن ثابت عن أنس. فالظاهر أنها كانت قصاصة من القصاصات التي كان يلحقها بمكانها، وقد شاهدت منها الشيء الكثير فی نسخة الظاهرية، وهي بخط المؤلف رحمه الله، وهذه ربما ضاعت أو لم تصور (سلسلة الاحاديث الضعيفة، تحت رقم الحديث ۵۱۱۰)

۱- حدثت عن إسحاق بن إبراهيم بن زيد، ثنا أبو طالب عبد الله بن أحمد بن سودة، ثنا ابن أبي المضاء، ثنا زهير بن عباد الرؤاسي، حدثني محمد بن يوسف العابد الزاهد

﴿بقية حاشيا گلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں﴾

مگر اس حدیث کو بھی محدثین نے منکر قرار دیا ہے۔ ۱

(۲۹)

فرشتوں کے ساتھ میں درود پڑھنے کی حدیث

علامہ سخاوی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی سند سے مروی ایک یہ روایت ذکر کی ہے کہ:
جب کوئی قوم درود پڑھتی ہے، تو اس کے ساتھ فرشتے بھی درود پڑھتے ہیں، اور
جب کوئی قوم جدا ہوتی ہے، تو فرشتے ان کی مغفرت کی خوشخبری کا ذکر کرتے
ہیں۔

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

الأصبهانی، عن الأعمش، عن زيد بن وهب، قال: قال لي ابن مسعود: يا زيد بن وهب، لا تدع إذا كان يوم الجمعة أن تصلي على النبي صلى الله عليه وسلم ألف مرة تقول: اللهم صل على محمد النبي الأمي صلى الله عليه حدثنا علي بن محمد بن أحمد الفقيه، عنه.

وقال أبو محمد بن حيان: لم أر روى حديثاً مسنداً عند أحد إلا حديثاً رواه علي سعيد العسكري (أخبار أصفهان لأبي نعيم الأصبهاني، ج ۹ ص ۲۶، باب الميم، تحت ترجمة محمد بن يوسف بن معدان بن سليمان، رقم الترجمة ۱۳۲۰، الترغيب والترهيب لقوام السنة للأصبهاني، رقم الحديث ۱۶۸۱)

۱۔ قال الذهبي تحت الترجمة محمد بن يوسف بن معدان الأصبهاني: له حديث واحد، وهو منكر (سير اعلام النبلاء، ج ۹ ص ۲۶، رقم الترجمة ۴۰)
وقال أيضاً: روى عن: الأعمش، ويونس بن عبيد، وسفيان الثوري، والحمداني آثاراً ومقاطيع. حدث عنه عبد الرحمن بن مهدي، ويحيى القطان، وابن المبارك، وسليمان الشاذكوني، وزهير بن عباد، وعصام جبر، وصالح بن مهران، وطائفة.

قال أبو الشيخ: لم أره روى حديثاً مسنداً إلا حديثاً واحداً. قلت: وهو حديث منكر (تاريخ الاسلام، ج ۴ ص ۹۶۸، رقم الترجمة ۹۶۸، تحت ترجمة محمد بن يوسف بن معدان، أبو عبد الله الأصبهاني الزاهد، ويلقب بعروس الزهاد)

وقال ابن الجوزي: أدرك محمد بن يوسف التابعين فروى عن يونس بن عبيد الأعمش وقد روى عن الثوري والحمداني وصالح المري وغيرهم إلا أنه لم يكذب مسنداً حديثاً إنما كان يرسل الحديث شغلاً بالتعب عن الرواية (صفة الصفوة، ج ۴ ص ۸۳، تحت رقم الحديث ۶۶۲)

مگر ہمیں کتب حدیث میں اس حدیث کی سند نہیں مل سکی، اور علامہ سخاوی نے بھی اس حدیث کی مکمل سند کا ذکر نہیں کیا۔ ۱

(۳۰)

درود کی وجہ سے نبی ﷺ کی خواب میں زیارت کی حدیث

علامہ سخاوی نے ابراہیم تیمی کی سند سے ایک لمبی روایت ذکر کی ہے، جس میں یہ مضمون آیا ہے کہ:

”نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خواب میں زیارت کرنے کا عمل یہ ہے کہ مغرب کی نماز پڑھ کر کسی سے کلام نہ کریں، اور اس طرح نماز پڑھیں کہ ہر دو رکعتوں کے درمیان سلام پھیریں، اور ہر رکعت میں سورہ فاتحہ ایک مرتبہ اور قل ہو اللہ تین مرتبہ پڑھیں، پھر عشاء پڑھ کر اپنے گھر لوٹ جائیں، اور کسی سے کلام نہ کریں، اور گھر والوں کو اپنی نماز کی خبر نہ دیں، اور سونے کا ارادہ کرتے وقت دو رکعتیں پڑھیں، جن میں ایک مرتبہ سورہ فاتحہ اور سات مرتبہ قل ہو اللہ پڑھیں، اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجیں (اور پھر مزید اذکار پڑھنے کا ذکر ہے)“

اس روایت کو نقل کرنے کے بعد علامہ سخاوی نے فرمایا کہ یہ روایت منکر ہے، بلکہ اس روایت کا موضوع و منکھوت ہونا واضح ہے، اور میں اس روایت کی حالت کو بیان کرنے کے ساتھ ہی اس روایت کے ذکر کو جائز سمجھتا ہوں۔ ۲

۱۔ وعن أبي هريرة - رضي الله عنه - قال، قال رسول الله - صلى الله عليه وسلم - أن لله سيارة من الملائكة إذا مروا بحلق الذكر قال بعضهم لبعض اقعدوا فإذا دعا القوم فأمثوا على دعائهم فإذا صلوا على النبي - صلى الله عليه وسلم - صلوا معهم حتى تفرقوا ثم يقول بعضهم لبعض طوبى لهؤلاء يرجعون مغفور لهم (القول البدیع للسخاوی، ج ۱، ص ۲۳، الباب الثانی)

۲۔ وروينا في الصلاة لعبد الرزاق الطيبي بسند لا أشك في بطلانه أن إبراهيم التيمي كان جالساً بفناء الكعبة يذكر الله ويحمده ويسبحه ويصلي على النبي - صلى الله عليه وسلم - والأنبياء (بقيہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں)

(۳۱)

نبی ﷺ کی روح، جسم اور قبر پر درود کی مخصوص فضیلت کی حدیث
علامہ سخاوی نے ابو القاسم بستی کی کتاب ”الدر المنظم فی المولد المعظم“ کے حوالہ سے ایک
حدیث یہ ذکر کی ہے کہ:

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

صلوات اللہ علیہم إذ جاءه الخضر فقال له عندی هدیة لك أنظره كل يوم قبل أن تبزغ الشمس
فاقرأ بسم الله الرحمن الرحيم واقرأ سبع مرات فاتحة الكتاب والمعوذتين وقل هو الله أحد وقل يا
أيها الكافرون وآية الكرسي وسبحان الله والحمد لله ولا إله إلا الله والله أكبر ولا حول ولا قوة إلا
بالله العلي العظيم واستغفر لنفسك واستغفر للمؤمنين والمؤمنات الأحياء منهم والأموات فافعل
ذلك قبل أن تغرب الشمس أيضاً وقل يا رب علمني الخضر فإن قلته مرة في عمر كفاك
وفضل عنك قال فقلت له من علمك هذا قال محمد صلى الله عليه وسلم فقلت له علمني شيئاً
إذا فعلته رأيت النبي -صلى الله عليه وسلم- في منامي قال إذا صليت المغرب فقم وصل العشاء
الأخيرة من غير أن تتكلم وسلم بين كل ركعتين واقرأ في كل ركعة الفاتحة مرة وقل هو الله أحد
ثلاثاً فإذا صليت العشاء وانصرفت إلى منزلك فلا تكلم أحداً من أهل بيتك ولا تخبرهم وصل
ركعتين حين تريد أن تنام تقرأ فيهما بالفاتحة مرة وقل هو الله أحد سبعاً وتصلي على النبي -صلى
الله عليه وسلم- من سجودك سبعاً وتقول سبحان الله والحمد لله ولا إله إلا الله والله أكبر ولا
حول ولا قوة إلا بالله العلي العظيم سبعاً فإذا رفعت رأسك من السجود واستويت جالساً فارفع
يديك وقل يا حي يا قيوم يا ذا الجلال والإكرام يا أرحم الراحمين يا رحمن الدنيا والآخرة
ورحيمهما يا إله الأولين والآخرين يا رب، يا رب، يا رب، يا الله، يا الله، يا الله ثم قم وأنت رافع
يديك فتقول هذا أيضاً مرة ثم نم مستقبل القبلة عن يمينك قال فيأثته عن من أخذ هذا فقال عن
النبي -صلى الله عليه وسلم- حين أوحى إليه به، قال إبراهيم فلم أزل أصلي على النبي -صلى الله
عليه وسلم- وأنا في الفراش حتى ذهب بي النوم تلك الليلة كلها وأصبحت فصليت الفجر فلما
ارتفع النهار نمت فجاءني الملائكة فحملوني وأدخلوني الجنة فرأيت فيها قصرًا من ياقوت أحمر
وقصرًا من زمرد أخضر وقصرًا من لؤلؤ أبيض ورأيت أنهارًا من الماء واللبن والعسل والخمر
ورأيت في قصر منها جارية أشرفت على فإذا وجهها أشد بياضًا من نور الشمس الضاحية وعليها
ذوا بشان قد سقطنا على الأرض من أعلا القصر فيألت الملائكة الذين حولي لمن الجارية والقصر
فقل لمن فعل ما فعلت فلم أخرج من الجنة حتى سقيت وأطعمت وردوني إلى الموضع الذي كنت
نائما فيه فإذا بالنبي -صلى الله عليه وسلم- ومعه سبعون نبياً من الأنبياء وسبعون صفًا من الملائكة
كل صف منهم ما بين المشرق والمغرب فيلموا على وجلسوا عند رأسي فأخذ النبي -صلى الله

﴿بقيہ حاشیہ گئے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

جس نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی روح پر اور جسم پر اور قبر پر درود پڑھا، تو اس کو خواب میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوگی، اور جس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خواب میں زیارت کی، تو وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قیامت کے دن بھی زیارت کرے گا، اور جو قیامت کی دن نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کرے گا، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس کی شفاعت فرمائیں گے، اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم جس کی شفاعت فرمائیں گے، اس کو حوض کوثر سے پینا نصیب ہوگا، اور اللہ اس کے جسم کو آگ پر حرام کر دے گا۔

مگر اس حدیث کو ذکر کرنے کے بعد علامہ سخاوی نے فرمایا کہ مجھے اب تک اس کی اصل دریافت نہ ہوئی۔ ۱

اور ہمیں بھی تلاش کرنے سے اس حدیث کی اصل معلوم نہ ہو سکی، اور بظاہر یہ روایت موضوع و من گھڑت معلوم ہوتی ہے۔

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

علیہ وسلم - یبیدی ومن معہ من الملائکۃ والانبیاء فقلت له یا رسول اللہ أخبرنی الخضر أنه سمع منك کذا فقال صدق أبو العباس هو العالم فی الأرض وهو رأس الإبدال وهو جند الله أرضه قلت یا رسول الله فهل لهذا العمل ثواب سوى هذا فقال وأی ثواب أفضل من رؤیتی ورؤیة الانبیاء والملائکة ودخول الجنة والأكل من ثمارها والشرب من ماءها فقلت یا رسول الله فمن فعل هذا یر ذلك فقال والذي بعثنی بالحق أنه لیغفر له جميع الكبائر التي عملها ویأمن من مقتته وغضبه وینادی مناد إن الله قد غفر لك فی هذه الساعة مغفرة تعلق جميع مغفرته من المؤمنین والمؤمنات فی شرق وغرب ویؤمر صاحب الشمال أن یكتب علیه سیئة إلى السنة القابلة.

قلت وهذا منكر بل لوائح الوضع عله ولا أستبیح ذكره إلا مع بیان حاله وبالله التوفیق (القول البدیع للسخاوی، ص ۱۳۸، ۱۴۰، الباب الثانی)

۱ ویروی عنه - صلی اللہ علیہ وسلم - أنه قال من صلی علی روح محمد فی الأرواح وعلی جسده فی الأجساد وعلی قبره فی القبور رآنی فی منامه ومن رآنی فی منامه رآنی یوم القيامة، ومن رآنی یوم القيامة شفعت له ومن شفعت له شرب من حوضی وحرّم الله جسده علی النار ذكره أبو القاسم البستی فی كتابه الدر المنظم فی المولد المعظم له لكن لم أقف علی أصله إلى الآن (القول البدیع للسخاوی، ص ۵۲، الباب الاول)

(۳۲)

درودِ بتیراء کی ممانعت سے متعلق حدیث کی حیثیت

علامہ سخاوی نے ایک حدیث یہ نقل کی ہے کہ:

”نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے درودِ بتیراء سے منع فرمایا، اور لوگوں کے سوال کرنے پر

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ درودِ بتیراء یہ ہے:

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ

پھر فرمایا کہ تم اس طرح درود پڑھو کہ:

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ

اس روایت کے متعلق علامہ سخاوی نے فرمایا کہ مجھے اس کی سند معلوم نہیں ہو سکی، اور ہمیں بھی

تلاش کرنے پر یہ حدیث باسند طریقہ پر نہیں ملی۔ ۱

(۳۳)

بچے کے آٹھ مہینے تک رونے کے درود ہونے کی حدیث

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کی سند سے یہ حدیث مروی ہے کہ:

”بچہ کا دو مہینے تک رونا ”لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ“ ہوتا ہے، اور چار مہینے تک رونا اللہ پر

یقین ہوتا ہے، اور آٹھ مہینے تک رونا نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود ہوتا ہے، اور دو

سال تک رونا اپنے والدین کے لئے استغفار ہوتا ہے“

۱۔ ویروی عنه - صلی اللہ علیہ وسلم - مما لم أقف علی إسناده لا تصلوا علی الصلاة البتیرا قالوا

وما الصلاة البتیرا یا رسول اللہ قال تقولوا اللہم صل علی محمد وتمسکون بل قولوا اللہم صل

علی محمد وعلی آل محمد أخرجه أبو سعد فی شرف المصطفی (القول البدیع للسخاوی، ۵۵،

الباب الاول)

مگر اس حدیث کو محدثین نے ضعیف اور شدید غریب قرار دیا ہے۔ ۱

(۳۴)

دروود کی وصیت سے متعلق حضرت ابو ذر کی ایک حدیث

حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ کی سند سے یہ حدیث مروی ہے کہ:

مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ وصیت فرمائی کہ میں سفر اور حضر میں چاشت

کی نماز پڑھوں، اور یہ کہ میں وتر کی نماز اور درود شریف پڑھ کر ہی سوؤں،

مگر محدثین کے نزدیک اس حدیث کی سند شدید ضعیف ہے۔ ۲

۱۔ وعن ابن عمر -رضی اللہ عنہما -رفعه بکاء الصبی إلى شہرین أن لا إله إلا الله وإلى أربعة أشهر الثقة بالله وإلى ثمانية أشهر الصلاة على النبي -صلى الله عليه وسلم -ولستين استغفار لوالديه وإذا استسقى أنبع الله له من ضرع أمه عينا من الجنة فيشرب فيجزيه من الطعام والشراب أخرجه الديلمی بسند ضعيف (القول البدیع للسخاوی، ۶۰ و ۶۱، الباب الاول)

إسحاق إبراهيم بن أحمد المستملی البلخی فی طبقات البلخیین قال حدثنا محمد بن طیفور البزار حدثنا أبو بکر محمد بن یعقوب بن المأمون بغدادی یبلغ حدثنا أبو عبد الله محمد بن عبد الله بن الحسن القصاب الإسترابادی حدثنا أحمد بن أبي على الإسترابادی عن أبي مقاتل السمرقندی عن إسماعیل بن خالد عن سالم عن ابن عمر قال قال رسول الله بکاء الصبی إلى شهرین شهادة أن لا إله إلا الله وأن محمدا رسول الله وإلى أربعة أشهر یقین بالله وإلى ثمانية أشهر الصلاة على وإلى سنتین الاستغفار للوالدين وكلما استسقى شربة من الوالدة أنبع الله فی صدرها عينا من الجنة فیخرج إلى ثديها من بین فرث ودم فیشرب قال المستملی محمد بن طیفور ثقة رضی.

وقال ابن طیفور محمد بن المأمون بغدادی قدم بلخ شیخ صالح وأخرجه الديلمی من وجه آخر عن أبي مقاتل حفص بن سالم قاضی سمرقند وهو واه وقال ابن عساكر أنبأنا أبو محمد بن الأكفانی أنبأنا عبد العزيز الكتانی أنبأنا تمام بن محمد حدثني أبو الفرج العباس بن محمد بن حیان الدمشقی أنبأنا محمد بن خريم أن هشام بن عمار حدثهم حدثنا معروف الخياط عن وائلة بن الأسقع قال قال رسول الله بکاء الصبی إلى سنتین یقول لا إله إلا الله محمد رسول الله وما كان ذلك فاستغفار لأبويه وما عمل من حسنة فلا أبويه وما عمل من سيئة لم تكتب عليه ولا على أبويه حتى یجرى عليه القلم . قال ابن عساكر غریب جدا والله أعلم (الآلی المصنوعة فی الأحادیث الموضوعة للسيوطی، ج ۱، ص ۹۱، کتاب المبتدأ)

۲۔ وعن أبي ذر -رضی اللہ عنہ -قال أوصاني رسول الله -صلى الله عليه وسلم -

﴿بقية حاشيا گلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

(۳۵)

قبر میں سب سے پہلے درود سے متعلق سوال ہونے کی حدیث

علامہ سخاوی نے ایک حدیث یہ ذکر کی ہے کہ:

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے قبر میں سب سے پہلے درود شریف کے متعلق سوال کیا جائے گا،

مگر علامہ سخاوی نے اس حدیث کی سند معلوم نہ ہونے کا حکم لگایا ہے، اور بظاہر اس حدیث کا مضمون موضوع و منگھڑت ہے۔ ۱

(۳۶)

درود کے کلمہ یا ہر حرف سے ایک فرشتہ پیدا ہونے کی حدیث

علامہ سخاوی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی سند سے یہ حدیث ذکر کی ہے کہ:

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

أن أصلها في السفر والحضر يعني صلاة الضحى وأن لا أنام إلا على وتر وبالصلاة على النبي - صلى الله عليه وسلم - أخرجه بقى بن مخلد وابن بشكوال من طريقه وفي سنده يعلى بن الأشدق وهو ضعيف (القول البديع للسخاوي، ج ۱، ص ۲۳، الباب الاول)

قال ابن الجوزي: يعلى بن الأشدق أبو الهيثم العقيلي الجوزي قال أبو حاتم الرازي ضعيف الحديث وقال أبو زرعة ليس بشيء وقال ابن عدي روى عن عمه عبد الله بن جرادة عن النبي صلى الله عليه وسلم أحاديث كثيرة منكورة وهو وعمه غير معروفين قال البخاري لا يكتب حديثه وقال ابن حبان لقي يعلى عبد الله بن جرادة فلما كبر اجتمع عليه من لا دين له فوضعا له شبيها بمائتي حديث نسخة عن عبد الله بن جرادة فجعل يحدث بها وهو لا يدري لا تحل الرواية عنه بحال (الضعفاء والمتروكون، تحت رقم الترجمة ۳۸۳۱)

وقال ابن حجر في حديث آخر: سنده واہ جدا، تفرد به يعلى بن الأشدق وهو متروك ونسب إلى الوضع (نتائج الافكار، ج ۵، ص ۱۰۲، كتاب الاذكار في صلوات مخصوصة، باب الاذكار في الاستسقاء، المجلس: ۲۵۳)

۱۔ ویروی عنه - صلى الله عليه وسلم - مما لم أقف على سنده أنه قال أكثروا من الصلاة على لأن أول ما تسألون في القبر عنی ﷺ (القول البديع للسخاوي، ج ۱، ص ۲۳، الباب الاول)

”نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر جب درود پڑھا جاتا ہے، تو اس کو اعلیٰ علیین میں لے جایا جاتا ہے، پھر درود کے ہر حرف سے ایک فرشتہ کو پیدا کیا جاتا ہے، جس کے تریسٹھسہ ہوتے ہیں“

مگر اس حدیث کو خود علامہ سخاوی نے یقینی موضوع و من گھڑت قرار دیا ہے۔ ۱
اور علامہ سخاوی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کی سند سے ایک حدیث یہ ذکر کی ہے کہ:
”جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حق کی ادائیگی کے لئے تعظیم کے طور پر درود پڑھتا ہے، تو اللہ عز و جل اس کلمہ سے ایک فرشتہ کو پیدا فرماتا ہے، جس کا ایک بازو مشرق میں ہوتا ہے، اور ایک بازو مغرب میں ہوتا ہے، اور اس کی گردن عرش کے نیچے ہوتی ہے، اور یہ فرشتہ تا قیامت اس درود پڑھنے والے بندہ کے لئے دعاء کرتا رہتا ہے“

مگر علامہ سخاوی نے اس حدیث کو منکر قرار دیا ہے۔ ۲

۱۔ وعن أبي هريرة -رضي الله عنه -رفعه من صلى على صلاة جاءني بها ملك فاقول ابلغه عني عشرًا وقل له لو كانت من هذه العشرة واحدة لدخلت معي الجنة كالسبابة والوسطى، وحلت لك شفاعتي، ثم يصعد الملك حتى ينتهي إلى الرب فيقول أن فلان بن فلان صل على نبيك مرة واحدة فيقول تبارك وتعالى ابلغه عني عشرًا قل له لو كانت من هذه العشرة واحدة لما مستك النار ثم يقول، عظمو صلاة عبدي واجعلوها في عليين ثم يخلق من صلاته بكل حرف ملكًا له ثلاثة وستون رأساً الحديث أخرجه أبو موسى المديني وهو موضوع بلاريب (القول البديع للسخاوي، ج ۱، ص ۱۲۱، الباب الثاني)

۲۔ وعن أنس -رضي الله عنه -عن النبي -صلى الله عليه وسلم -قال من صلى على صلاة تعظيماً لحقي جعل الله -عز وجل -من تلك الكلمة ملكاً جناح له في المشرق وجناح له في المغرب ورجليه في تخوم الأرض وعنقه ملتوي تحت العرش فيقول الله -عز وجل -له صل على عبدي كما صلى على نبيي فهو يصلي عليه إلى يوم القيامة، رواه ابن شاهين في الترغيب له وغيره والديلمي في مسند الفردوس وابن بشكوال ولفظه ما من عبد يصلي على صلاة لحقي إلا خلق الله من ذلك القول ملكاً له جناح بالمشرق وجناح بالمغرب ويقول له صلى على عبدي كما صلى على نبيي فهو يصلي عليه إلى يوم القيامة وهو حديث منكر (القول البديع للسخاوي، ج ۱، ص ۱۲۲، الباب الثاني)

(۳۷)

دروود پڑھنے پر فرشتے کے پانی میں غوطہ لگانے کی حدیث

علامہ سخاوی نے ایک حدیث یہ ذکر کی ہے کہ:

”اللہ نے ایک فرشتہ پیدا کیا ہے، جس کے دو بازو ہیں، ایک مشرق میں اور ایک مغرب میں، جب بندہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجتا ہے، تو وہ فرشتہ پانی میں غوطہ لگاتا ہے، پھر اپنے بازو جھاڑتا ہے، پھر اللہ اس کے ہر قطرہ سے ایک فرشتہ کو پیدا فرماتا ہے، پھر یہ فرشتے اس درود پڑھنے والے کے لئے قیامت تک استغفار کرتے ہیں“

مگر اس حدیث کے متعلق علامہ سخاوی نے فرمایا کہ مجھے اس کی سند کا علم نہیں ہو سکا، اور اس حدیث کے صحیح ہونے میں شبہ ہے۔ ۱

(۳۸)

دروود کے لئے ”منظر وس“ فرشتہ کے قبر پر مقرر ہونے کی حدیث

علامہ سخاوی نے ابن بشکوال وغیرہ کے حوالہ سے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کی یہ حدیث ذکر کی ہے کہ:

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر پر

۱۔ ویروی عنہ - صلی اللہ علیہ وسلم - مما لم اقف علی سندہ أن لله ملكاً له جناحان أحدهما بالمشرق والآخر بالمغرب فإذا صلى العبد على حبا انغمس في الماء ثم ينتفض فيخلق الله منه قطرة تقطر منه ملكاً يستغفر لذلك المصلى على إلى يوم القيامة، وذكر صاحب شرق المصطفى عن مقاتل بن سليمان قال إن الله تعالى ملكاً تحت العرش على رأسه ذؤابة قد أحاطت بالعرش ما من شعره على رأسه إلا مكتوب عليها لا إله إلا الله محمد رسول الله فإذا صلى العبد على النبي - صلی اللہ علیہ وسلم - لم تبق شعره منه إلا استغفرت لصاحبها، یعنی قائلها، قلت وفي صحتها نظر (القول البديع للسخاوی، ج ۱، ص ۱۲۲، الباب الثانی)

ایک فرشتہ کو مقرر فرمایا ہے، جس کا نام ”منظر وں“ ہے، اور اس کا سر عرش کے نیچے ہے، اور اس کے پیر زمین کے نچلے حصہ میں ہیں، اور اس فرشتہ کے اسی ہزار بازو ہیں، جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درد بھیجنے والے کے لئے اس کے فوت ہونے تک استغفار کرتا ہے“

مگر اس حدیث کو علامہ سخاوی نے غریب اور منکر قرار دیا ہے، اور یہ فرمایا ہے کہ اس حدیث کے موضوع اور من گھڑت ہونے کی علامات واضح ہیں۔ ۱

(۳۹)

درد پڑھنے پر دو فرشتوں کے مخصوص دعاء دینے کی حدیث

حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی سند سے مروی ایک حدیث میں یہ مضمون مروی ہے کہ:

”نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سورہ احزاب کی آیت ”إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ“ کے متعلق صحابہ کرام کے سوال کرنے پر فرمایا کہ یہ راز کی بات ہے، اگر تم مجھ سے اس کے متعلق سوال نہ کرتے، تو میں اس کے بارے میں تم کو خبر نہ دیتا، اصل بات یہ ہے کہ اللہ عز و جل نے میرے ساتھ دو فرشتوں کو مقرر کر دیا ہے، پس جب بھی کسی مسلم بندہ کے سامنے میرا ذکر کیا جاتا ہے، پھر وہ مجھ پر درد پڑھتا ہے، یا کوئی خود سے مجھ پر درد پڑھتا ہے، تو وہ دونوں فرشتے اس کی مغفرت کی

۱۔ وعن معاذ بن جبل -رضی اللہ عنہ - قال قال رسول الله -صلى الله عليه وسلم -إن الله أعطاني ما لم يعط غيري من الأنبياء وفضلني عليهم وجعل لأمتي في الصلاة على أفضل الدرجات، ووكل بقبري ملكاً يقال له منطروس، رأسه تحت العرش ورجلاه في تخوم الأرضين السفلي وله ثمانون ألف جناح ثمانون ألف ريشة في كل ريشة ثمانون ألف زغبة تحت كل زغبة لسان يسبح الله -عز وجل -وبحمده ويستغفر لمن يصلي على من أمتي ومن لدن رأسه إلى بطون قدميه افواه والسن وریش وزغب ليس فيه موضع شبر إلا فيه لسان يسبح الله وبحمده ويستغفر لمن يصلي على من أمتي حتى يموت أخرجه ابن بشكوال وهو غريب منكر بل لوايح الوضع لائحة عليه (القول البدیع للسخاوی، ج ۱، ص ۱۲۲، الباب الثانی)

دعاء کرتے ہیں، جس کے جواب میں اللہ اور فرشتے آمین کہتے ہیں“ ۱۔

مگر محدثین کے نزدیک اس حدیث کی سند شدید ضعیف ہے۔ ۲۔

(۴۰)

دروود کو چاندی کے کاغذ پر اور سونے کے قلم سے لکھنے کی حدیث

علامہ سخاوی نے ابن بشکوال کے حوالہ سے حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ کی یہ حدیث نقل کی ہے کہ:

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ درود پڑھنے والوں کے درود کو فرشتے

چاندی کے کاغذوں پر اور سونے کے قلموں سے لکھتے ہیں“

مگر علامہ سخاوی نے اس حدیث کو ضعیف قرار دیا ہے، اور ہمیں تلاش کے باوجود دیگر کتب

۱۔ حدثنا العباس بن حمدان الأصبهانی، ثنا شعيب بن عبد الحميد الطحان، ثنا يزيد بن هارون، أنا شيان، عن الحكم بن عبد الله بن خطاف، عن أم أنيس بنت الحسن بن علي رضي الله عنهما، عن أبيها، قال: قالوا: يا رسول الله أريت قول الله عز وجل: (إن الله وملائكته يصلون على النبي)؟ قال: "إن هذا لمن مكتوم، ولولا أنكم سألتموني عنه ما أخبرتكم، إن الله عز وجل وكل بي ملكين، لا أذكر عند عبد مسلم فيصلي على إلا قال ذانك الملكان: غفر الله لك، وقال الله وملائكته جواباً لذینک الملکین: آمین، ولا یصلی علی أحد إلا قال ذانک الملکان: غفر الله لك، وقال الله وملائكته جواباً لذینک الملکین: آمین" (المعجم الكبير، للطبرانی، رقم الحديث ۲۷۵۳)

۲۔ قال الهيثمي: رواه الطبرانی، وفيه الحكم بن عبد الله بن خطاف وهو كذاب. قلت: وبقيّة أحاديث الصلاة على النبي - صلى الله عليه وسلم - في كتاب الأدعية وتقدم بعضها في الصلاة (مجمع الزوائد، تحت رقم الحديث ۱۱۲۸۳)

وقال السنخاوي: رويناه في أمالي الدقيقي أخرجه الطبرانی وابن مردويه والثعلبي وفي سند الجميع الحكم بن عبد الله بن خطاف مهو متروك (القول البدیع للسخاوی، ج ۱، ص ۱۲۲، الباب الثاني) وقال ابن عراق الكناني: وفيه الحكم بن عبد الله بن خطاف (تنزيهه الشريعة المرفوعة لابن عراق الكناني، رقم الحديث ۵۰، كتاب الذكر والدعاء، الفصل الثالث)

وقال ابن كثير: غريب جداً، وإسناده به ضعف شديد (تفسير ابن كثير، ج ۶، ص ۲۲۰، سورة الأحزاب)

حدیث میں اس حدیث کی سند اور اصل دستیاب نہیں ہو سکی۔ ۱

(۴۱)

درود کے غلاموں کو آزاد کرنے سے زیادہ فضیلت کی حدیث

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی سند سے یہ حدیث مروی ہے کہ:

نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنا غلام آزاد کرنے سے زیادہ افضل ہے۔ ۲

مگر محدثین نے اس حدیث کے مرفوع ہونے کو ضعیف قرار دیا ہے۔ ۳

البتہ بعض نے اس کو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کا قول قرار دیا ہے۔ ۴

۱۔ وعن عقبہ بن عامر -رضی اللہ عنہ- قال: قال رسول اللہ -صلی اللہ علیہ وسلم- إن للمساجد أوتاداً جلساؤهم الملائكة إن غابوا فقدوهم، وإن مرضوا عادوهم وإن رأوهم رحبوا بهم وإن طلبوا حاجة أعانواهم فإذا جلسوا حفت بهم الملائكة من لدن أقلامهم إلى عنان السماء بأيديهم قراطيس الفضة وأقلام الذهب يكتبون الصلاة على النبي -صلی اللہ علیہ وسلم- ويقولون اذكروا رحمكم الله زيد وزادكم الله فإذا استفتحوا الذكر فتحت لهم أبواب السماء واستجيب لهم الدعاء وتطلع عليهم الحور العين وأقبل الله -عز وجل- عليهم يوجه ما لم يخوضوا في حديث غيره ويتفرقوا فإذا تفرقوا أقام الزوار يلمسون حلق الذكر رواه أبو القاسم بن بشكوال بسند ضعيف (القول البدیع للسخاوی، ج ۱، ص ۱۲۳، الباب الثانی)

۲۔ أخبرنا عبد الواحد بن إسماعيل الروياني، أنبا الحافظ أبو محمد: عبد الله بن جعفر الخبازي، ثنا أبو الحسن: علي بن أحمد بن الحسين التميمي، ثنا أبو العباس: أحمد بن جعفر بن نصر بالري، ثنا رشدين معاوية بن صالح، عن أبي إسحاق، عن عاصم بن ضمرة، عن علي بن أبي طالب -رضی اللہ عنہ- عن أبي بكر الصديق -رضی اللہ عنہ- قال: (الصلاة على النبي صلى الله عليه وسلم أفضل من عتق الرقاب، وحب رسول الله صلى الله عليه وسلم أفضل من مهج الأنفس، أو قال: من ضرب السيف في سبيل الله) (الترغيب والترهيب لقوام السنة، رقم الحديث ۱۶۸۳)

۳۔ قال السخاوی: وكذا روينا من طريق هبة الله بن أحمد الميورقي، وهو عند النجاشي في ترغيبه بلفظ الصلاة على النبي -صلی اللہ علیہ وسلم- أفضل من عتق الرقاب، وحب رسول الله -صلی اللہ علیہ وسلم- أفضل من مهج الأنفس وقال ضرب السيف في سبيل الله وسنده ضعيف (القول البدیع للسخاوی، ج ۱، ص ۱۲۶، الباب الثانی)

۴۔ حدیث " : الصلاة على النبي صلى الله عليه وسلم أفضل من عتق الرقاب " . هو من كلام الصديق -رضی اللہ عنہ- كما رواه ابن عساكر، وقول ابن حجر: إنه كذب، أي: زفعه (استنى المطالب في احاديث مختلفة المراتب، تحت رقم الحديث ۸۴۰، باب حرف الصاد)

کثرتِ درود کی وجہ سے قیامت کی ہولناکیوں سے نجات کی حدیث

حضرت انس رضی اللہ عنہ کی سند سے یہ حدیث مروی ہے کہ:

دنیا میں کثرت سے درود پڑھنا قیامت کی ہولناکیوں سے نجات و حفاظت کا

باعث ہے۔ ۱

مگر علامہ سخاوی نے اس حدیث کی بعض اسناد کو شدید ضعیف قرار دیا ہے۔ ۲

۱۔ أخبرنا أبو عمرو: عبد الوهاب، أنبا والدي، أنبا محمد بن عمر بن جميل أبو الأحرز الطوسي بها، ثنا إبراهيم بن محمد بن إسحاق البصري قال: حدثنا حكام بنت عثمان بن دينار قالت: حدثني أبي: عثمان، عن أخيه مالك بن دينار، عن أنس بن مالك -رضي الله عنه- قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: (يا أيها الناس إن أنجاءكم يوم القيامة من أهوالها ومواطنها أكثركم على في دار الدنيا صلاة، إنه قد كان في الله وملائكته كفاية، إن الله قال: (إن الله وملائكته يصلون على النبي يا أيها الذين آمنوا صلوا عليه وسلموا تسليما) خص بذلك المؤمنين ليثبتهم عليه (الترغيب والترهيب لأبي القاسم الاصبهاني، رقم الحديث ۱۶۶۷)

أخبرنا سليمان بن إبراهيم، ثنا الحسن: علي بن أحمد الرفاء الواعظ البصري، ثنا أبو الحسن: علي بن موسى الحافظ إملاء، ثنا عبد الله بن محمد بن أبي سعيد، ثنا إبراهيم بن محمد بن أبي الحجاج قال: حدثنا حكام بنت عثمان بن دينار، عن أبيها عثمان عن أخيه مالك بن دينار، عن أنس بن مالك -رضي الله عنه- قال: قال النبي صلى الله عليه وسلم: (إن أنجاءكم يوم القيامة من أهوالها ومواطنها أكثركم على صلاة في دار الدنيا) (الترغيب والترهيب لأبي القاسم الاصبهاني، رقم الحديث ۱۶۸۷)

۲۔ وعن أنس -رضي الله عنه- عن رسول الله -صلى الله عليه وسلم- قال يا أيها الناس أن أنجاءكم يوم القيامة من أهوالها ومواطنها أكثركم على صلاة في دار الدنيا أنه قد كان في الله وملائكته كفاية إذ يقول (إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتُهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ) فأمر بذلك المؤمنين ليثبتهم عليه أخرجهم أبو القاسم التيمي في الترغيب له والخطيب ومن طريق ابن بشكوال وأخرجه الديلمي في مسند الفردوس من طريق ابن لال وسنده ضعيف جداً (القول البديع للسخاوي، ج ۱، ص ۱۲۷،

الباب الثاني)

(۴۳)

درود پڑھنے پر قیامت کے دن شفاعت کی ایک حدیث

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی سند سے یہ حدیث مروی ہے کہ:
جس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھا، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم قیامت کے دن اس کی شفاعت فرمائیں گے۔

مگر علامہ سخاوی نے اس حدیث کو نقل کر کے شدید ضعیف قرار دیا ہے۔ ۱

(۴۴)

کثرتِ درود کے باعث اللہ سے راضی ہو کر ملاقات کی حدیث

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ کی سند سے یہ حدیث مروی ہے کہ:
جو اس بات کو پسند کرے کہ وہ اللہ سے راضی ہونے کی حالت میں ملاقات کرے،
تو اسے کثرت سے درود شریف پڑھنا چاہئے۔

مگر علامہ سخاوی نے اس حدیث کی سند کو ضعیف قرار دیا ہے۔ ۲

(۴۵)

بروزِ قیامت درود کے باعث بخشش ہونے کی حدیث

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی سند سے ایک لمبی حدیث میں یہ مضمون مروی ہے کہ:

۱۔ وعن أبي بكر الصديق -رضي الله عنه -قال سمعت رسول الله -صلى الله عليه وسلم -يقول من صلى على كنت شفيعه يوم القيامة رواه أبو حفص بن شاهين في الترغيب له وفي غيره وابن بشكوال من طريقه وفي إسناده إسماعيل بن يحيى بن عبيد الله التيمي ضعيف جدا واتفقوا على تركه (القول البديع للسخاوي، ج ۱، ص ۱۲۷، الباب الثاني)

۲۔ وعن عائشة -رضي الله عنها -قالت قال رسول الله -صلى الله عليه وسلم -من سره أن يلقى الله راضياً فليكثر الصلاة على أخرجہ الديلمي فی مسند الفردوس له وابن عدی فی الکامل وأبو سعد فی جرف المصطفى له وسنده ضعيف (القول البديع للسخاوي، ص ۱۲۸، الباب الثاني)

ایک شخص کو درود شریف پڑھنے کی وجہ سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم جہنم سے آزاد کرادیں گے۔

مگر علامہ سخاوی نے اس حدیث کو نقل کرنے کے بعد اس کی سند کو ناقابل اعتبار قرار دیا ہے۔ ۱

(۴۶)

کثرتِ درود کی وجہ سے حوضِ کوثر پر ورود کی ایک حدیث

علامہ سخاوی نے فرمایا کہ بعض روایات میں یہ مضمون آیا ہے کہ:

حوضِ کوثر پر آنے والے بعض لوگوں کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم صرف درود شریف کی کثرت کی وجہ سے پہچانیں گے۔

مگر علامہ سخاوی نے اس کی سند معلوم نہ ہونے کا حکم لگایا ہے، اور ہمیں بھی اس طرح کی کوئی

۱۔ وعن عبد الله بن عمر رضي الله عنهما قال: إن لآدم من الله موقفاً فيبح العرش عليه ثوبان أخضران كأنه نخلة سحوق ينظر إلى من ينطلق به من ولده إلى الجنة وينظر إلى من لم ينطلق به من ولده إلى النار قال فيمنه آدم على ذلك إذ نظر إلى رجل من أمة محمد -صلى الله عليه وسلم- منطلق به إلى النار فينادي آدم يا أحمد، يا أحمد فيقول ليبيك يا أبا البشر فيقول هذا رجل من امتك منطلق به إلى النار فاشد الميزر وأسرع في أثر الملائكة وأقول يا رسول ربى قفوا فيقولون نحن الغلاظ الشداد الذين لا نعصى الله ما أمرنا ونفعل ما نؤمر فإذا آيس النبي -صلى الله عليه وسلم- قبض على لحيته بيده اليسرى واستقبل العرش بيده فيقول يا رب اليس قد وعدتني أن لا تخزيني في امتي فيأتى النداء من عند العرش أطيعوا محمداً وردوا هذا العبد إلى المقام فأخرج من حجري بطاقة بيضاء كالانملة فألقوها في كفة الميزان اليمنى وأنا أقول بسم الله فترجح الحسنات على السيئات فينادى سعد وسعد جده وثقلت موازينه انطلقوا به إلى الجنة فيقول العبد يا رسول ربى قفوا حتى أكلم هذا العبد الكريم على ربى فيقول بأبى وأمى ما أحسن وجهك وأحسن خلقك فقد اقلبتني عثرتي ورحمت عثرتي فيقول أنا نبك محمد وهذه صلاتك التي كنت تصلّيها على وقد وفك أحوج ما كنت إليها أخرجه ابن أبي الدنيا في كتاب حسن الظن بالله من طريق كثير بن مرة الحضرمي عن عبد الله ومن طريق النميري وذكره ابن البنا وسنده هالك (القول البديع للسخاوي، ص ۱۲۹، الباب الثاني)

روایت باسند طریقہ پر دستیاب نہیں ہو سکی۔ ۱

(۴۷)

درود کی وجہ سے پل صراط کی وحشت دور ہونے کی حدیث

علامہ سخاوی نے ایک طویل حدیث میں یہ مضمون ذکر کیا ہے کہ:

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب میں ایک آدمی کو پل صراط پر خوف کی حالت میں دیکھا، پھر اس شخص کا نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھنا اس خوف سے نجات کا باعث بنا۔

مگر علامہ سخاوی نے اس حدیث کی سند کو غریب قرار دیا ہے۔ ۲

۱۔ وفي بعض الآثار مما لم أقف على سنده ليردن الحوض على أقوام ما أعر فهم إلا بكثرة الصلاة على -صلى الله عليه وسلم (القول البديع للسخاوي، ص ۱۲۹، الباب الثاني)
 ۲۔ وأخرجه التيمى وغيره مطولاً ولفظه خرج علينا رسول الله -صلى الله عليه وسلم- يوماً ونحن في مسجد المدينة فقال رأيت البارحة عجباً رأيت رجلاً من امتي جاءه ملك الموت ليقبض روحه فجاءه به به بالديه فردّه عنه ورأيت رجلاً من امتي قد سلط عليه عذاب القبر فجاءه وضوءه فاستفذه منه ورأيت رجلاً من امتي احتوته الشياطين فجاءه ذكر الله فخلصه من بينهم ورأيت رجلاً من امتي احتوشه ملائكة العذاب فجاءته صلاته فاستغفرت من بين أيديهم ورأيت رجلاً من امتي يلهث عطشاً كلما ورد حوضاً منع فجاءه صيامه فيقاه وأرواه، ورأيت رجلاً من امتي والنبون قعود حلقاً، حلقاً كلما دنا إلى حلقه طرد فجاءه اغتساله من الجنابة فأخذ بيده وأقعدته إلى جنبى ورأيت رجلاً من امتي من بين يديه ظلمة ومن خلفه ظلمة وعن يمينه ظلمة وعن شماله ظلمة ومن فوقه ظلمة ومن تحته ظلمة فجاءه حجه وعمرته فاستخرجاه من الظلمة وأدخلاه في النور، ورأيت رجلاً من امتي يكلم المؤمنين ولا يكلمونه فجاءه صلته للرحم فقالت يا معشر المؤمنين كلموه فإنه كان واصلاً لرحمه فكلموه وصافحوه ورأيت رجلاً من امتي يتقى النار وحرها وشررها بيده عن وجهه فجاءته صدقته فصارت ستراً على وجهه وظلاً على رأسه. ورأيت رجلاً من امتي اخذته الزبانية من كل مكان فجاءه أمره بالمعروف ونهيه عن المنكر فاستنقذه من أيديهم وسلماه إلى ملائكة الرحمة ورأيت رجلاً من امتي هوت صحيفته قبل شماله فجاءه خوفه من الله فأخذت صحفته فجعلها في يمينه، ورأيت رجلاً من امتي قد خف ميزانه فجاءته أفرطه ففلقوا ميزانه. ورأيت رجلاً من امتي قائماً على شفير جهنم فجاءه وجله من الله تعالى فأنقذه منها ورأيت رجلاً من امتي هوى إلى النار فجاءته دموعه التي بكاهها من خشية الله فاستخرجته من النار. ورأيت رجلاً من امتي يردد على

﴿يقية حاشيا﴾ گے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں ﴿﴾

(۴۸)

کثرتِ درود کے باعث جنت میں کثرتِ ازواج کی حدیث

علامہ سخاوی نے ایک روایت یہ ذکر کی ہے کہ:

نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر سب سے زیادہ درود پڑھنے والے کو جنت میں سب سے زیادہ ازواج (یعنی بیویاں) حاصل ہوں گی۔

لیکن علامہ سخاوی نے ساتھ ہی فرمایا کہ مجھے اس کی سند معلوم نہیں ہو سکی۔ اور ہمیں بھی اس حدیث کی سند دریافت و دستیاب نہیں ہوئی۔ ۱

(۴۹)

درود کے بیس غزوات سے اعظم ہونے کی حدیث

حضرت عبداللہ بن جرادر ضی اللہ عنہ کی سند سے یہ حدیث مروی ہے کہ:

نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھنا بیس غزوات سے اعظم ہے۔

مگر علامہ سخاوی نے اس حدیث کو نقل کر کے اس کو ضعیف قرار دیا ہے۔ ۲

﴿گزشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ﴾

الصراط كما ترعد السعفة فجاءته صلاته على فيكنت رعدته ورأيت رجلاً من أمّتي غلقت أبواب رحمة دونها فجاءته شهادة أن لا إله إلا الله ففتحت له أبواب الجنة وأخرجه مطولاً الباغيان في فوائده عن أبي عمرو بن منده بسنده إلى مجاهد عن عبد الرحمن بن سمرة وقال غريب (القول البدیع للسخاوی، ص ۱۳۰ و ۱۳۱، الباب الثانی)

۱۔ ویروی عن النبی - صلی اللہ علیہ وسلم - أنه قال : أكثرکم علی صلاة أكثرکم أزواجاً فی الجنة ذکرہ صاحب الدر المنظم لکنی لم أقف علیہ إلى الآن (القول البدیع للسخاوی، ص ۱۳۲، الباب الثانی)

۲۔ وعن عبد الله بن جرادر ضی اللہ عنہ قال شهدت النبی - صلی اللہ علیہ وسلم - فقال حجوا الفرائض فإنها أعظم أجراً من عشرين غزوة في سبيل الله وإن الصلاة على تعدل ذلك كله . أخرجه الديلمی فی مسند الفردوس عن طریق أبي نعیم بسند ضعيف (القول البدیع للسخاوی، ص ۱۳۲، الباب الثانی)

(۵۰)

درود کے چار سو غزوات کے مثل ہونے کی حدیث

علامہ سخاوی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی سند سے یہ حدیث ذکر کی ہے کہ:
نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنا ایسے چار سو غزوات سے افضل ہے کہ جن میں
سے ہر غزوہ چار سو حج کے برابر ہے۔
اس حدیث کو علامہ سخاوی نے واضح طور پر موضوع و منگھڑت قرار دیا ہے۔ ۱

(۵۱)

درود کے دعاء کی حفاظت، رب کی رضا اور اعمال کی زکاۃ

ہونے کی حدیث

علامہ سخاوی نے دیلمی سے بغیر سند کے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی یہ حدیث ذکر کی ہے کہ:
نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنا دعاء کی حفاظت، رب کی رضا اور اعمال کی زکاۃ کا
باعث ہے۔

مگر یہ روایت چونکہ بغیر سند کے مروی ہے، اس لئے اس کی تصدیق کرنا مشکل ہے۔ ۲

۱۔ وعن علی رضی اللہ عنہ قال: قال رسول اللہ - صلی اللہ علیہ وسلم - من حج حجة الإسلام
وغزا بعدها غزوة كتبت غزاته بأربع مائة حجة قال فانكسرت قلوب قوم لا يقدرון على الجهاد ولا
الحج قال فأوحى الله عز وجل إلى ما صلى عليك أحد إلا كتبت صلاته بأربع مائة غزاة كل غزاة
بأربع مائة حجة أخرجه أبو حفص الميانشي في المجالس المكية له وهو تألف لوائح الوضع عليه
ظاهرة (القول البديع للسخاوي، ص ۱۳۲، الباب الثاني)

۲۔ وعن علي بن أبي طالب رفعه صلاتكم على محروزة لدعاتكم ومرضاة لربكم وزكاۃ
لأعمالكم، وذكره الديلمي تبعاً لأبيه بلا إسناد (القول البديع للسخاوي، ص ۱۳۳، الباب الثاني)

(۵۲)

درود کے اللہ کو سب سے زیادہ محبوب ہونے کی حدیث

علامہ سخاوی نے دیلمی کے حوالہ سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی سند سے یہ حدیث ذکر کی ہے کہ:

”نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبریل امین سے یہ سوال کیا کہ اللہ کو اعمال میں

سب سے زیادہ محبوب عمل کون سا ہے؟ تو جبریل امین نے جواب میں فرمایا کہ

اے محمد! آپ پر درود بھیجنا اور علی بن ابی طالب سے محبت کرنا،“

مگر اس حدیث کی سند پر علامہ سخاوی نے ضعیف ہونے کا حکم لگایا ہے۔ ۱

(۵۳)

درود کے بروز قیامت نور ہونے کی حدیث

علامہ سخاوی نے دیلمی کے حوالہ سے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کی سند سے یہ حدیث ذکر کی ہے کہ:

”نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم اپنی مجالس کو درود سے مزین کرو، کیونکہ تمہارا

درود پڑھنا قیامت کے دن تمہارے لئے نور کا باعث ہوگا“

مگر علامہ سخاوی نے اس حدیث کی سند کو ضعیف قرار دیا ہے۔ ۲

۱۔ وعن علی بن أبی طالب رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ -صلی اللہ علیہ وسلم - قال قلت لجبریل ای الأعمال أحب إلی اللہ عز وجل قال الصلاة علیک یا محمد وحب علی بن أبی طالب رواہ الدیلمی فی مسند الفردوس له وسنده ضعیف (القول البدیع للسخاوی، ص ۱۳۳، الباب الثانی)

۲۔ وعن ابن عمر رضی اللہ عنہما قال قال رسول اللہ -صلی اللہ علیہ وسلم - زینوا مجالسکم بالصلاة علی فإن صلاحکم علی نور لکم یوم القيامة أخرجه الدیلمی أيضاً بسند ضعیف (القول البدیع للسخاوی، ص ۱۳۳، الباب الثانی)

(۵۴)

کثرتِ درود سے فقر و فاقہ دور ہونے کی حدیث

حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ کی سند سے یہ حدیث مروی ہے کہ:

”نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھنا فقر و فاقہ کو دور کرتا ہے“ ۱۔

مگر اس حدیث کی سند میں ضعف پایا جاتا ہے۔ ۲۔

(۵۵)

درود پڑھنے پر خیر کو طلب کرنے کی حدیث

ایک حدیث میں یہ مضمون آیا ہے کہ:

۱۔ حدثنا عبد الله بن محمد بن جعفر المقرء، ثنا محمد بن الحسن بن سماعة، ثنا أبو نعيم، ثنا فطر بن خليفة، عن جابر بن سمرة السوائي، عن أبيه، قال: كنا عند النبي صلى الله عليه وسلم إذ جاءه رجل فقال: يا رسول الله، ما أقرب الأعمال إلى الله؟ قال: "صدق الحديث، وأداء الأمانة"، قلت: يا رسول الله، زدنا قال: "صلاة الليل، وصوم الهواجر" قلت: يا رسول الله، زدنا قال: "كثرة الذكر لي والصلاة على تنفي الفقر" قلت: يا رسول الله، زدنا قال: "من أم قوماً فليخفف، فإن فيهم الكبير، والعليل، والضعيف، وذا الحاجة (معرفة الصحابة لأبي نعيم، رقم الحديث ۳۵۷۲)

۲۔ محمد بن الحسن بن سماعة الحضرمي الكوفي في جمادى الأولى ومحمد بن جعفر القتات الكوفي أبو عمر في جمادى الأولى أيضاً رويَا كلاهما على ضعف فيهما عن أبي نعيم (العبر في خبر من غير للذهبي، ج ۱، ص ۴۳۹، سنة ثلاثمائة)

محمد بن الحسن بن سماعة الحضرمي. عن أبي نعيم، وغيره. حدث عنه الجعابي وجماعة. قال الدارقطني: ضعيف ليس بالقوي. انتهى (لسان الميزان لابن حجر، رقم الترجمة: ۶۶۷۴) وعن سمرة السوائي والد جابر رضي الله عنهما قال: كنا عند النبي -صلى الله عليه وسلم- إذ جاءه رجل فقال يا رسول الله ما أقر الأعمال إلى الله قال صدق الحديث وأداء الأمانة، قلت يا رسول الله زدنا قال صلاة الليل وصوم الهواجر قلت يا رسول الله زدنا قال كثرة الذكر والصلاة على تنفي الفقر قلت يا رسول الله زدنا قال من أم قوماً فليخفف فإن فيهم الكبير والعليل والصغير وذا الحاجة أخرجه أبو نعيم بسند وأخرجه القرطبي بلا إسناد من حديث أبي بكر الصديق وجابر بن عبد الله ويحتاج ذلك إلى تحرير (القول البديع للسخاوي، ص ۱۳۵، الباب الثاني)

”جس نے قرآن پڑھا، اور رب تعالیٰ کی حمد کی، اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھا، اور اپنے رب سے استغفار کیا، تو اس نے خیر کو طلب کیا“
مگر محدثین نے اس حدیث کو سند کے اعتبار سے ضعیف قرار دیا ہے۔ ۱
(۵۶)

درود کی وجہ سے اولاد اور اولاد کی اولاد کو پانے کی حدیث

علامہ سخاوی نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کی سند سے یہ روایت ذکر کی ہے کہ:
”نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنے سے آدمی، اپنی اولاد اور اولاد کی اولاد اور اس کے بعد کی اولاد کو پالیتا ہے (شاید یہ مطلب ہے کہ اس کی عمر بہت طویل ہو جاتی ہے۔ واللہ اعلم، محمد رضوان)“
مگر اس حدیث کی سند کو علامہ سخاوی نے ضعیف قرار دیا ہے۔ ۲
(۵۷)

درود پڑھنے پر بھولی ہوئی بات یاد آنے کی حدیث

ایک حدیث میں یہ مضمون آیا ہے کہ:

۱۔ أخبرنا علي بن أحمد بن عیدان، أخبرنا أحمد بن عبيد الصفار، حدثنا محمد بن الفضل بن جابر، حدثنا بشر بن معاذ، حدثنا محمد بن دينار، حدثنا أبان، عن الحسن، عن أبي هريرة، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: "من قرأ القرآن وحمد الرب، وصلى على النبي صلى الله عليه وسلم، واستغفر ربه فقد طلب الخير مكانه" أبان هذا هو ابن أبي عياش وهو ضعيف (شعب الإيمان للبيهقي، رقم الحديث ۱۹۱)
وعن حسن، أظنه البصري رضى الله عنه قال قال رسول الله - صلى الله عليه وسلم - من قرأ القرآن وحمد ربه وصلى على النبي - صلى الله عليه وسلم - فقد التمس الخير من مظانه وأخرجه النميري هكذا وهو في شعب الإيمان للبيهقي من حديث أبي هريرة رضى الله عنه مرفوعاً من قرأ القرآن وحمد الرب وصلى على النبي صلى الله عليه وسلم واستغفر ربه فقد طلب الخير من مظانه وسنده ضعيف (القول البدیع للسخاوی، ص ۱۳۳، الباب الثانی)
۲۔ وعن حذيفة رضى الله عنه قال: الصلاة على النبي صلى الله عليه وسلم تدرک الرجل وولده وولد وولده رواه ابن بشكوال بسند ضعيف (القول البدیع للسخاوی، ص ۱۳۶، الباب الثانی)

”جو شخص کوئی بات کرنا چاہے، اور پھر وہ اس بات کو بھول جائے، تو وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجے، تو یہ درود اس بھولی ہوئی بات کا خلیفہ بن جائے گا، اور اس بھولی ہوئی بات کو یاد کرانے کا باعث ہوگا“ ۱۔

مگر اس حدیث کی سند میں شدید ضعف پایا جاتا ہے۔ ۲

(۵۸)

درود کا پورا ثواب پانے سے متعلق حدیث

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی سند سے روایت ہے کہ:

”نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا جو ہم اہل بیت پر درود بھیجے گا پورا پورا ثواب پانے کا خواہش مند ہو تو اس کو چاہیے کہ یوں کہا کرے کہ:

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ النَّبِيِّ، وَأَزْوَاجِهِ أُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِينَ وَذُرِّيَّتِهِ

۱۔ حدثنا محمد بن حمدان بن سفيان، ثنا الحسين بن الحكم الحيري، ثنا إسماعيل بن أبان، عن الربيع بن بدر السعدي شيخ من أهل البصرة، عن عثمان بن أبي حرب الباهلي رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه: من أراد أن يحدث بحديث فنيسه، فليصل على؛ فإن صلاته على خلفا من حديثه، وعسى أن يذكره (عمل اليوم، لابن السنن، رقم الحديث ۲۸۷)

۲۔ حدثنا محمد بن حمدان بن سفيان قال: حدثنا الحسين (بن) الحكم الحيري قال: حدثنا إسماعيل بن أبان عن الربيع بن بدر السعدي شيخ من أهل البصرة عن عثمان بن أبي حرب الباهلي قال: قال رسول الله -صلى الله عليه وسلم-: "من أراد أن يحدث بحديث؛ فنيسه؛ فليصل على؛ فإن صلاته على خلفا من حديثه، وعسى أن يذكره." إسناده ضعيف جدًا؛ فيه ثلاث علل:

الأولى: الربيع بن بدر متروك، كما في "التقريب".

الثانية: عثمان بن أبي حرب الباهلي؛ مجهول؛ كما في "المغنى في الضعفاء" (۴۰۱) "و"میزان الاعتدال (۳/۳۱)"

الثالثة: الإعضال؛ فبين عثمان بن أبي حرب الباهلي ورسول الله -صلى الله عليه وسلم- واسطتان (عجالة الراغب المصنفي في تخریج کتاب عمل اليوم والليلة لابن السنن لابی أسامة، رقم الحديث ۲۸۸، باب ما يقول إذا أراد أن يحدث بحديث فنيسه)

وَأَهْلُ بَيْتِهِ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَىٰ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَّجِيدٌ۔ ۱
مگر اس حدیث کی سند میں ضعف پایا جاتا ہے۔ ۲

۱۔ حدثنا موسى بن إسماعيل، حدثنا حبان بن يسار الكلابي حدثني أبو مطرف عبيد الله بن طلحة بن عبيد الله بن كريز، حدثني محمد بن علي الهاشمي، عن المجرم عن أبي هريرة، عن النبي -صلى الله عليه وسلم- قال: "من سره أن يكتال بمكيال الأوفى إذا صلى علينا أهل البيت فليقل: اللهم صل على محمد النبي وأزواجه أمهات المؤمنين وذريته وأهل بيته، كما صليت على آل إبراهيم، إنك حميد مجيد" (سنن أبي داود، رقم الحديث ۹۸۲)

۲۔ قال شعيب الارنؤوط: إسناده ضعيف، حبان بن يسار الكلابي كان قد اختلط، ومحمد بن علي الهاشمي قال الحافظ في "التقريب": "كانه أبو جعفر الباقر أو آخر مجهول، وقد اختلف على حبان بن يسار في إسناده: فأخرجه البخاري في "التاريخ الكبير" ۸۷/۳ "والعقيلي في ترجمة حبان من "الضعفاء" ۳۱۸/۱ "والبيهقي ۵۱/۲ من طريق موسى بن إسماعيل التبوذكي، بهذا الإسناد. وأخرجه النسائي في "مسند علي" - "كما في" النكت الظراف "لابن حجر (۱۲۶۳۵) - والدولابي في "الكنى" ۱۷۳/۱ "والعقيلي في "الضعفاء" ۳۱۸/۱، وابن عدى في "الكامل" ۸۳۰/۲ من طريق عمرو بن عاصم الكلابي، عن حبان بن يسار، عن عبد الرحمن بن طلحة الخزاعي، عن محمد الباقر، عن محمد ابن الحنفية، عن علي مرفوعا. وعبد الرحمن بن طلحة مجهول. قال الحافظ في "الفتح: ۱۱۵۷/۱ "ورواية موسى أرجح، ويحتمل أن يكون لحبان فيه سندان. وقال السنخاوي في "القول البديع": "رواية موسى أرجح، لأنه أحفظ. قلنا: لكن أعله البخاري في "التاريخ" برواية مالك له عن نعيم بن عبد الله المجرم، عن محمد بن عبد الله بن زيد، عن أبي مسعود. قال: وهذا أصح. سلفت رواية مالك هذه برقم (۹۸۰) وحديث أبي حميد السالفي برقم (۹۷۹) بنحوه (حاشية أبي داود)

وقال ابن عدى: حبان بن يسار، أبو روح الكلابي، بصرى. ويقال: أبو رويحة. سمعت ابن حماد يقول: قال البخاري: حبان بن يسار، أبو روح، الكلابي، قاله موسى بن إسماعيل، هو أبو سلمة التبوذكي، وقال الصلت بن محمد. قال الشيخ: هو أبو همام الخاركي بصرى: حبان بن زهير. قال البخاري سمع بريد بن أبي مريم، ومحمد بن واسع وهشام بن عروة وقال الصلت رأيت حبان آخر عمره وذكر منه اختلاط، وهو بصرى. حدثنا هارون بن عيسى البلدى، حدثنا إسحاق بن سيار النصيبى، حدثنا عمرو بن عاصم الكلابي، حدثنا حبان بن يسار، أبو رويحة الكلابي، حدثني عبد الرحمن بن طلحة الخزاعي، عن أبي جعفر محمد بن علي عن محمد بن الحنفية عن علي عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: من سره أن يكتال بمكيال الأوفى فإذا صلى علينا أهل البيت فليقل اللهم اجعل صلواتك ورحمتك على محمد وأزواجه وذريته وأمهات المؤمنين كما صليت على آل إبراهيم إنك حميد مجيد.

قال ابن عدى ولحبان أحاديث وليس بالكثير وأحاديثه فيه ما فيه لأجل الاختلاط الذي ذكر

﴿تقریر حاشیہ گئے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں﴾

(۵۹)

حضرت بریدہ خزاعی سے منقول ایک درود کی سند کی حیثیت

حضرت بریدہ خزاعی کی سند سے مروی ہے کہ ہم نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! ہم نے آپ پر سلام پڑھنے کا طریقہ تو جان لیا، لیکن آپ پر درود کیسے پڑھیں؟ تو رسول اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم اس طرح سے درود پڑھو کہ:

”اللَّهُمَّ اجْعَلْ صَلَوَاتِكَ وَرَحْمَتَكَ وَبَرَكَاتِكَ عَلَى مُحَمَّدٍ،

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

عنه (الکامل فی ضعفاء الرجال، تحت رقم الترجمة ۵۴۰، ج ۳، ص ۳۴۴)
وقال الالبانی: (من سره أن یکتال بالمیال الأوفی من الأجر یوم القیامة، فلیقل آخر مجلسه حين یرید أن یقوم: (سبحان ربک رب العزّة عما یصفون وسلام علی المرسلین والحمد لله رب العالمین). ضعیف. أخرجه ابن أبی حاتم فی "التفسیر" من طریق یونس عن أبی إسحاق عن الشعبي قال: قال رسول الله صلی الله علیه وسلم... ذکره ابن کثیر (۲۵/۴)
قلت: وإسناده ضعیف، لإرساله، وعن ابن إسحاق -وهو السیعی-، واختلاطه. ویونس -هو: ابنه-، مختلف فیہ، وهو صدوق یهم قلیلاً -كما قال الحافظ-، لكن لم یدکره فیمن سمع من أبیه قبل الاختلاط، ولعله لذلك کان أحمد یضعف حدیثه عن أبیه. قلت: وعلى هذا فقول الحافظ فی "نتائج الأفكار" (۲/۱۵۷): "أخرجه ابن أبی حاتم فی "التفسیر" من مرسل الشعبي بسند صحیح إلیه"، فیہ تساهل ظاهر. ولا یقویه أن البغوی وصله فی "تفسیره" (۶/۶۶) "من طریق الثعلبی بسنده عن ثابت بن أبی صفیة عن أصبغ بن نباتة عن علی قال: "من أحب أن یکتال"... الحدیث. أقول: لا یقویه، لأن (أصبغ بن نباتة) متروک -كما فی "التقریب" وغیره-. وثابت بن أبی صفیة، ضعیف. والمحموظ عن النبی صلی الله علیه وسلم فی کفارة المجلس إنما هو: "سبحانک اللهم وبحمدک، أشهد أن لا إله إلا أنت، أستغفرک وأتوب إلیک." وفي ذلك عدة أحادیث خرجها الحافظ المنذری فی "التقریب" (۲۳۶/۲-۲۳۷) "وتکلمت علی أسانیدها فی "التعلیق الرغیب"، و"الکلم الطیب" (۱/۱۴) و"المشکاة" (۲۴۳۳) و"الروض النضیر" (۳۰۵، ۳۰۸)، و"الصحیحة" (۳/۶۳) وروی حدیث الترجمة من طریق واهیه جداً بزيادة فی متنه، ونقص من طریق بشر بن الحسین: ثنا الزبیر بن عدی عن أنس بن مالک مرفوعاً بلفظ: "من سره أن یکتال بالقفیز، فلیقل: (سبحان الله حين تمسون) إلى قوله: (و كذلك تخرجون)، (سبحان ربک رب العزّة عما یصفون) " ... إلى آخره. أخرجه الثعلبی فی "التفسیر" (ق ۶۸-۶۹)، والواحدی فی "الوسیط" (۳/۱۸۵) و"آفته بشر هذا، فإنه کذاب روی عن الزبیر بن عدی موضوعات، وماه بذلك أبو حاتم وغیره. وتقدمت له أحادیث (سلسلة الأحادیث الضعیفة، تحت رقم الحدیث ۶۵۳۰)

وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا جَعَلْتَهَا عَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ
مَّجِيدٌ“ ۱

مگر اس حدیث کی سند کو اہل علم حضرات نے شدید ضعیف قرار دیا ہے۔ ۲

(۶۰)

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے منقول ایک درود کی سند کی حیثیت

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی سند سے ایک درود ان الفاظ میں مروی ہے کہ:

”اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ
وَعَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَّجِيدٌ، اللَّهُمَّ بَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ
وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَعَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ
إِنَّكَ حَمِيدٌ مَّجِيدٌ، اللَّهُمَّ وَتَرَحَّمْ عَلَى مُحَمَّدٍ، وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ
كَمَا تَرَحَّمْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَعَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ، إِنَّكَ حَمِيدٌ مَّجِيدٌ،

۱۔ حدثنا يزيد بن هارون، أخبرنا إسماعيل، عن أبي داود الأعمى، عن بريدة
الخرزاعي قال: قلنا يا رسول الله، قد علمنا كيف نسلم عليك فكيف نصلي عليك؟
قال: قولوا: "اللهم اجعل صلواتك ورحمتك وبركاتك على محمد، وعلى آل
محمد كما جعلتها على آل إبراهيم إِنَّكَ حَمِيدٌ مَّجِيدٌ" (مسند أحمد، رقم الحديث

(۲۲۹۸۸)

۲۔ قال شعيب الارنؤوط: إسناده ضعيف جدا، أبو داود الأعمى -وهو نفع بن الحارث -متروك
الحديث، وكذبه ابن معين . إسماعيل :هو ابن أبي خالد الأحمسي.

وأخرجه أحمد بن منيع في "مسنده" كما في "إتحاف الخيرة" (۸۳۲۶) "والطبري في "تهذيب
الآثار -مسند طلحة بن عبيد الله (۳۵۱) "والخطيب البغدادي في "تاريخ بغداد (۸/۱۲۲) -
۱۳۳) "من طريق يزيد بن هارون، بهذا الإسناد.

وأخرجه الطبري كذلك (۳۵۰) من طريق محمد بن بشر، عن إسماعيل بن أبي خالد، به.
ومثل حديث بريدة هذا روى عن الحسن البصري مرسلا، عند ابن أبي شيبة ۵۰۸/۲، وإسماعيل
القاضي في "فضل الصلاة على النبي (۶۵) "ورجاله ثقات.

وفى كيفية الصلاة على النبي صلى الله عليه وسلم انظر حديث أبي سعيد الخدري السالف برقم
(۱۱۳۳۳) وقد ذكرنا تمة أحاديث الباب هناك (حاشية مسند أحمد)

اَللّٰهُمَّ وَتَحَنُّنْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا تَحَنَّنْتَ عَلٰی
اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰی آلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ، اَللّٰهُمَّ وَسَلِّمْ عَلٰی
مُحَمَّدٍ وَعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا سَلَّمْتَ عَلٰی اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰی آلِ
اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ“ ۱

مگر اس حدیث کی سند کو محدثین نے شدید ضعیف اور غیر صحیح قرار دیا ہے۔ ۲

۱۔ أخبرنا أبو عبد الله الحافظ، وعدهن في يدي قال: عدهن في يدي أبو بكر بن أبي دارم الحافظ بالكوفة قال: عدهن في يدي علي بن أحمد العجلي، وقال: لي عدهن في يدي حرب بن الحسن الطحان، وقال لي: عدهن في يدي يحيى بن المساور الحنات وقال لي: عدهن في يدي عمرو بن خالد وعد الإمام أحمد في أيدي من سمع منه ح قال: وحدثنا أبو عبد الرحمن السلمي، وعدهن في يدي، أخبرنا أبو المفضل محمد بن عبد الله الشيباني بالكوفة، وعدهن في يدي، أخبرنا أبو القاسم علي بن محمد بن الحسن بن كاس بالرملة وعدهن في يدي، حدثنا جدي لأبي سليمان بن إبراهيم بن عبيد المحاربي، وعدهن في يدي، حدثنا نصر بن مزاحم المنقري وعدهن في يدي، حدثنا إبراهيم بن الزبرقان وعدهن في يدي، حدثنا أبو خالد عمرو بن خالد وعدهن في يدي قال لي: وعدهن في يدي زيد بن علي، وقال لي: عدهن في يدي أبي علي بن الحسين وقال لي: عدهن في يدي أبي الحسين بن علي، وقال لي: عدهن في يدي علي بن أبي طالب قال لي: عدهن في يدي رسول الله صلى الله عليه وسلم، وقال رسول الله صلى الله عليه وسلم " : عدهن في يدي جبريل عليه السلام وقال جبريل هكذا أنزلت من عند رب العزة : اللهم صل على محمد وعلى آل محمد كما صليت على إبراهيم وعلى آل إبراهيم إنك حميد مجيد، اللهم بارك على محمد وعلى آل محمد كما باركت على إبراهيم وعلى آل إبراهيم إنك حميد مجيد، اللهم وترحم على محمد، وعلى آل محمد كما ترحم على إبراهيم وعلى آل إبراهيم، إنك حميد مجيد، اللهم وتحنن على محمد وعلى آل محمد كما تحننن على إبراهيم وعلى آل إبراهيم إنك حميد مجيد، اللهم وسلم على محمد وعلى آل محمد كما سلمت على إبراهيم وعلى آل إبراهيم إنك حميد مجيد " (شعب الإيمان للبيهقي، رقم الحديث ۱۲۸۵)

۲۔ قال ابن حجر: وفي إسناده راو لم يسم كما تقدم وحديث علي رواه الحاكم في علوم الحديث في نوع المسلسل، وفي إسناده عمرو بن خالد، وهو كذاب (التلخيص الحبير، ج ۱ ص ۲۹۲، كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة)

وقال ابن الملقن: وفي إسناده عمرو بن خالد الواسطي الرضاع، وهو من مسلسل الأحاديث وأكثرها لا يصح (البدر المنير، ج ۳ ص ۹۵، كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، الحديث الثلاثون بعد المائة)

(۶۱)

”جزی اللہ عنا محمدا بما هو اہله“ پر مخصوص فضیلت کی حدیث

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی سند سے یہ حدیث مروی ہے کہ:

”جس نے یہ پڑھا کہ ”جَزَى اللّٰهُ عَنَّا مُحَمَّدًا بِمَا هُوَ أَهْلُهُ“ تو اس نے

ہزار صبح تک ستر لکھنے والوں کو تھکا دیا“ ۱۔

مگر یہ حدیث ضعیف، غریب اور منکر قرار دی گئی ہے۔ ۲۔

۱۔ حدثنا أحمد بن رشد بن قال: نا هانء بن المتوكل قال: نا معاوية بن صالح، عن جعفر بن محمد، عن عكرمة، عن ابن عباس قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من قال: جزى الله عنا محمدا بما هو أهله، أتعب سبعين كاتباً ألف صباح (المعجم الاوسط للطبرانی، رقم الحديث ۲۳۵، حلیۃ الاولیاء لابن نعیم الاصفهانی، ج ۳ ص ۲۰۶)

۲۔ قال الطبرانی: لم يرو هذا الحديث عن عكرمة إلا جعفر بن محمد، ولا عن جعفر إلا معاوية بن صالح، تفرد به: هانء بن المتوكل (المعجم الاوسط للطبرانی، حوالہ بالا) وقال الاصبهانی: هذا حديث غريب من حديث عكرمة وجعفر ومعاوية، تفرد به هانئ بن المتوكل الإسكندرانی (حلیۃ الاولیاء، حوالہ بالا) وقال الهیثمی: رواه الطبرانی فی الكبير والأوسط، وفيه هانء بن المتوكل، وهو ضعيف (مجمع الزوائد، تحت رقم الحديث ۱۷۳۰۵)

وقال الالبانی: (من قال: جزى الله عنا محمدا بما هو أهله؛ أتعب سبعين كاتباً ألف صباح) منكر. أخرجه الطبرانی فی "الأوسط" (۴۳۹/۳) "مصورة الجامعة الإسلامية) قال: حدثنا ابن رشد بن: حدثنا هانئ بن المتوكل: حدثنا معاوية بن صالح عن جعفر بن محمد عن عكرمة عن ابن عباس مرفوعاً. وقال: "لم يرو عن عكرمة إلا جعفر، ولا عنه إلا معاوية، تفرد به هانئ." قلت: قال ابن حبان: "كان تدخل عليه المناكير، وكثرت، فلا يجوز الاحتجاج به بحال، فمن منكروه." ... قلت: فساق له أحاديث، هذا أحدها.

ومن طريقه: أخرجه الطبرانی فی "الكبير" أيضاً (۳/۱۲۳/۲) وأبو نعیم فی "أخبار أصبهان" (۲۳۰/۲) "وأشار المنذرى فی "الترغيب" (۲۸۲/۲) "إلى تضعيف الحديث. وقال الهیثمی (۱۶۳/۱۰) "هانئ ضعيف." (سلسلة الاحاديث الضعيفة، تحت رقم الحديث ۵۱۰۹) وقال الالبانی أيضاً: من قال: جزى الله عنا محمدا صلى الله عليه وسلم بما هو أهله، أتعب سبعين كاتباً ألف صباح. "ضعيف جدا.

﴿بقیہ حاشیہ گلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

(۶۲)

”اللهم دا حي المدحوات“ کے درود کی حیثیت

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی سند سے ایک لہا درود ان الفاظ میں مروی ہے کہ:

”اللهم يا دا حي المدحوات ويا باني المبنيات ويا مرسى المرسيات ، ويا جبار القلوب على فطرتها شقيها وسعيدها ، وباسط الرحمة للمتقين ، اجعل شرائف صلواتك ونوامي بركاتك ورأفات تحنك ، وعواطف زواكي رحمتك على محمد عبدك ورسولك ، الفاتح لما أغلق ، والخاتم لما سبق وفالج الحق بالحق ، ودامغ جاشيات الأباطيل كما حملته ، فاضطلع بأمرک مستصرا في رضوانك غير ناكل عن قدم ، ولا مثنى عن عزم ، حافظ لعهدك ، ماض لنفاذ أمرک ، حتى أوری قبسا لقلبس آلاء الله تصل بآله أسبابه به هديت القلوب ، بعد

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

أخرجه الطبرانی في "الكبير" (۲/۲۳۴/۳) "وعنه أبو نعيم في "الحلیة" (۳/۲۰۶/۳) "وابن شاهين في "الترغيب والترهيب" (ق ۱/۲۶۰/۱) وأبو نعيم أيضا في "أخبار أصبهان" (۲/۲۳۰) "من طرق عكرمة عن ابن عباس قال : قال رسول الله صلى الله عليه وسلم : فذكره . وقال أبو نعيم : حديث غريب من حديث عكرمة ، وجعفر ، ومعاوية ، تفرد به هاني . قلت : وهو ضعيف جدا ، قال ابن حبان : كان تدخل عليه المناكير ، وكثرت ، فلا يجوز الاحتجاج به بحال ، فمن منكيره ...

قلت : ثم ساق له أحاديث هذا أحدها ، وأورده ابن أبي حاتم (۲/۱۰۲/۲) ولم يذكر فيه جرحا ، ولكنه قال : سألت أبي عنه فقال : أدركته ولم أسمع منه ، وفي نسخة " : ولم أكتب عنه "وهي الموافقة لما نقله الحافظ في "اللسان" عن أبي حاتم . قلت : وكأن أبا حاتم رحمه الله يشير إلى أنه أعرض عنه وتركه ، والله أعلم (سلسلة الاحاديث

الضعيفة، تحت رقم الحديث (۱۰۷۷)

خوضات الفتن والأثم وأنهج موضحات الأعلام إلى ودائرات
الأحكام ، فهو أمينك المأمون ، وشاهدك يوم الدين ، وبعيثك
رحمة للعالمين ، اللهم افسح له مفسحا عندك ، وأعطه بعد
رضاه الرضى من فوز ثوابك المحلول ، وعظيم جزائك
المعلول ، اللهم أتمم له موعدك بابتعاثك إياه مقبول الشفاعة
عدل الشهادة مرضى المقالة ذا منطق عدل وخطيب فصل ،
وحجة وبرهان عظيم ، اللهم اجعلنا سامعين مطيعين وأولياء
مخلصين ورفقاء مصاحبين ، اللهم أبلغه منا السلام ، واردد علينا
منه السلام“ ۱۔

مگر اس حدیث کی سند میں ضعف پایا جاتا ہے، نیز اہل علم حضرات کے بقول اس کو مرفوع
حدیث کے بجائے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے قول کا درجہ حاصل ہے۔ ۲۔

۱۔ حدثنا محمد بن فضيل ، عن عبد الله الأسدي ، عن رجل ، عن علي ، قال : كان يقول : اللهم
يا داحي المدحوات ويا باني المبنيات ويا مرسى المرسيات ، ويا جبار القلوب على فطرتها شقيها
وسعيدها ، وباسط الرحمة للمتقين ، اجعل شرائف صلواتك ونوامي بركاتك ورأفات تحننك ،
وعواطف زواكي رحمتك على محمد عبدك ورسولك ، الفاتح لما أغلق ، والخاتم لما سبق
وفالج الحق بالحق ، ودامغ جاشيات الأباطيل كما حملته ، فاضطلع بأمرك مستنصرا في
رضوانك غير ناكل عن قدم ، ولا مثنى عن عزم ، حافظ لمهدك ، ماض لنفاذ أمرك ، حتى أوري
قبسا لقبس آلاء الله تصل بآله أسبابه به هديت القلوب ، بعد خوضات الفتن والأثم وأنهج
موضحات الأعلام إلى ودائرات الأحكام ، فهو أمينك المأمون ، وشاهدك يوم الدين ، وبعيثك
رحمة للعالمين ، اللهم افسح له مفسحا عندك ، وأعطه بعد رضاه الرضى من فوز ثوابك
المحلول ، وعظيم جزائك المعلول ، اللهم أتمم له موعدك بابتعاثك إياه مقبول الشفاعة عدل
الشهادة مرضى المقالة ذا منطق عدل وخطيب فصل ، وحجة وبرهان عظيم ، اللهم اجعلنا سامعين
مطيعين وأولياء مخلصين ورفقاء مصاحبين ، اللهم أبلغه منا السلام ، واردد علينا منه السلام (مصنف
ابن أبي شيبة، رقم الحديث ۳۰۱۳۴)

۲۔ سلامة الكندي عن علي رضي الله عنه كيفية الصلاة على النبي صلى الله عليه وسلم اللهم
داحي المدحوات قال النخشي لا يعرف سماع سلامة عن علي والحديث مرسل (جامع التحصيل
بقية حاشيا گلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں)

”صلوات اللہ البر الرحیم“ کے درود کی حیثیت

علامہ سخاوی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے منقول یہ درود نقل کیا ہے کہ:

”لَبَّيْكَ اللَّهُمَّ رَبِّي وَسَعْدِيكَ، صَلَوَاتُ اللَّهِ الْبَرِّ الرَّحِيمِ
وَالْمَلَائِكَةُ الْمُقْلَبِينَ وَالنَّبِيِّينَ وَالصَّادِقِينَ وَالشَّهَدَاءَ وَالصَّالِحِينَ
وَمَا سَبَّحَ لَكَ مِنْ شَيْءٍ يَارَبَّ الْعَالَمِينَ عَلَيَّ مُحَمَّدَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

فی احکام المراسیل، لصالح الدین أبو سعید خلیل بن کیکلدی بن عبد اللہ الدمشقی العلانی، رقم
الترجمة ۲۷۴

و قال الالبانی: (اللهم داحی المدحوات، وبارئ المسموعات، وجبار القلوب علی فطراتها
شقیها وسعیها، اجعل شرائف صلواتک، ونوامی برکاتک، ورافع تحیتک علی محمد عبدک
ورسولک، الخاتم لما سبق، والفتاح لما أغلق ...) . الحدیث بطوله . منکر . أخرجه الطبرانی فی
المعجم الأوسط - (۹۲۳۳/۲۷۹/۲) بترقیمی) : حدثنا مسعدة بن سعد : نا سعید بن منصور : نا
نوح بن قیس : نا سلامة الكندی قال: کان علی رضی اللہ عنہ یعلم الناس الصلاة علی نبی اللہ یقول :
... فذكره . وقال : " لا یروی عن علی إلا بهذا الإسناد، تفرد به نوح بن قیس الطاحی . " قلت : هو
ثقة ومن رجال مسلم، وإنما العلة من شیخه سلامة الكندی، فإنه لا يعرف إلا بروایة نوح، كما فی
"تاریخ البخاری" و "الجرح والتعديل" ، وأشار إلى هذا الحدیث، وذكر أنه "مرسل" . یعنی : أنه
منقطع بینہ وبين علی رضی اللہ عنہ . وقال الهیثمی فی "المجمع" (۱۰/۲۳۱) : " رواه الطبرانی فی
"الأوسط" وسلامة الكندی، روايته عن علی مرسله، وبقي رجاله رجال الصحيح . " قلت : ما عدا -
طبعا - شيخ الطبرانی مسعدة بن سعد - وهو : العطار المکی - ولم اجد له ترجمة، ويظهر أنه من
شيوخه المعروفين، فقد روى له فی "الأوسط" نحو خمسة وستين حديثا .

ولم يذكر الهیثمی فی (سلامة الكندی) توثيقا، وهذا منه غریب، فإن الرجل ممن وثقه ابن حبان
(۳۳۳/۳) علی قاعدته فی توثیق المجهولين، ولما يفوت الهیثمی العزو إليه . والحدیث قال
السخاوی فی "القول البدیع" (ص ۳۳) : " أخرجه الطبرانی وابن عاصم، وسعيد بن منصور،
والطبری فی "مسند طلحة" من "تهذيب الآثار" له، وأحمد بن سنان القطان فی "مسنده"، وعنه
يعقوب بن شيبه فی "أخبار علی" وابن فارس، وابن بشكوال هكذا موقوفا بسند ضعيف ... وقال
ابن كثير : هذا مشهور من كلام علی ...، إلا أن فی إسناده نظرا . " (سلسلة الاحاديث الضعيفة،
تحت رقم الحدیث ۶۵۴۴)

خاتم النبیین وسید المرسلین و امام المتقین و رسول رب العالمین
الشاهد البشیر الداعی الیک بإذک السراج المنیر وعلیہ
السلام“

مگر اس درود کے بارے میں علامہ سخاوی نے فرمایا کہ مجھے اس کی سند معلوم نہیں ہو سکی۔ ۱
(۶۴)

اولین و آخرین اور ملا اعلیٰ میں ایک درود کی فضیلت کی حیثیت

علامہ سخاوی نے درود شریف سے متعلق ایک روایت کے یہ الفاظ ذکر کئے ہیں کہ:

”اللهم صل علی محمد وعلی آل محمد فی الأولین و الآخرین
وفی المملأ الأعلیٰ الی یوم الدین“

مگر اس روایت کو علامہ سخاوی نے منکر اور موضوع و منکھوت قرار دیا ہے۔ ۲

۱۔ وعن علی أيضاً -رضی اللہ عنہ -فی الصلاة علی النبی -صلی اللہ علیہ وسلم - (إِنَّ اللَّهَ
وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا) لبيك اللهم ربی
وسعديک، صلوات اللہ البر الرحیم والملائكة المقابین والنبیین والصدیقین والشهداء
والصالحین وما سبح لك من شیء یارب العالمین علی محمد بن عبد اللہ خاتم النبیین وسید
المرسلین و امام المتقین و رسول رب العالمین الشاهد البشیر الداعی الیک بإذک السراج
المنیر وعلیہ السلام رویناه من حدیثہ فی الشفاء لکن لم أقف علی أصله (القول البدیع للسخاوی،
۵۵، ۵۴، الباب الاول)

۲۔ ویروی عن أبی الحسن البکری وأبی عمارة بن زید المدنی ومحمد بن إسحق المطلی قالوا
بینما رسول اللہ -صلی اللہ علیہ وسلم - فی المسجد إذا رجل ملثم بلثام فأسفر عن لثامه وأفصح
عن کلامه وقال السلام علیکم یا أهل العز الشامخ والکرم الباذخ فأجلسه النبی -صلی اللہ علیہ
وسلم - بینہ و بین أبی بکر فنظر أبو بکر إلى الأعرابی وقال یا رسول اللہ أتجلسه بینی و بینک ولا
أعلم علی الأرض أحب الیک منی فقال له إن الأعرابی أخبرنی عنه جبریل علیہ السلام أنه یصلی
علی صلاة لم یصلها أحد قبله فقال یا رسول اللہ کیف یصلی علیک حتی أصلی علیک مثله فقال
النبی -صلی اللہ علیہ وسلم - یا أبا بکر أنه یقول اللهم صل علی محمد وعلی آل محمد فی الأولین
والآخرین وفی المملأ الأعلیٰ الی یوم الدین فقال یا رسول اللہ -صلی اللہ علیہ وسلم - فما ثواب

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں﴾

اسی طرح ایک روایت میں درود شریف کے یہ الفاظ مروی ہیں کہ:

”اللهم صل على محمد في الأولين وصل على محمد في الآخرين
وصل على محمد إلى يوم الدين اللهم صل على محمد شاباً فتياً
وصل على محمد كهلاً مرضياً، وصل على محمد رسولاً نبياً،
اللهم صل على محمد حتى ترضى، وصل على محمد بعد
الرضى، وصل على محمد أبداً أبداً، اللهم صل على محمد كما
أمرت بالصلاة عليه، وصل على محمد كما تحب أن يصلى عليه،
وصل على محمد كما أردت أن يصلى عليه، اللهم صل على
محمد عدد خلقك، وصل على محمد رضى نفيك، وصل على
محمد زنة عرشك وصل على محمد مداد كلماتك التي لا
تنفذ اللهم وأعط محمد الوسيلة والفضيلة والدرجة الرفيعة
اللهم عظم برهانه وابلج حجته وأبلغه مأموله من أهل بيته وأمنه
اللهم أجعل صلواتك وبركاتك ورأفتك ورحمتك على
محمد حبيبك وصفيك وعلى أهل بيته الطيبين الطاهرين اللهم
صل على محمد بأفضل ما صليت على أحد من خلقك، وبارك
على محمد مثل ذلك، وأرحم محمد مثل ذلك اللهم صل
على محمد في الليل إذا يغشى وصل على محمد في النهار إذا
تجلى وصل على محمد في الآخرة والأولى، اللهم صل على

﴿گزشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ﴾

ہذه الصلاة قال يا أبا بكر لقد سألتني عما لا أقدر أن أحصيه فلو كانت البحار مداداً والأشجار أقلاماً والملائكة كتاباً يكتبون لفضلي الممداد وتكسرت الأقلام ولم تبلغ الملائكة ثواب هذه الصلاة رواه أبو الفرج في كتاب المطرب وهو منكر بل موضوع (القول البديع للسخاوي، ۵۶، ۵۷، الباب الأول)

محمد الصلاة التامة وبارک علی محمد البركة التامة وسلم علی
 محمد السلام التام اللهم صل علی محمد إمام الخیر وقائد الخیر
 ورسول الرحمة، اللهم صل علی محمد أبد الآبدین ودهر
 الداهرین، اللهم صل علی محمد النبی الآمی العربی القرشی
 الهاشمی الأبطحی التهامی المکی صاحب التاج والهراروة
 والجهاد والمغنم، صاحب الخیر والمنیر، صاحب السرایا
 والعطايا والآیات المعجزات، والعلامات الباهرات، والمقام
 المشهود والحوض المورود والشفاعة والسجود للرب
 المحمود، اللهم صل علی محمد بعدد من صلی علیہ وعدد من
 لم یصل علیہ“

مگر علامہ سخاوی نے اس روایت کو نقل کر کے فرمایا کہ مجھے اس کی سند معلوم نہیں ہو سکی۔
 اور ہم نے بھی جب اس کی سند تلاش کی، تو ہمیں بھی اس کی سند نہ ملی، اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم
 کی طرف بلا سند و تحقیق کوئی بات منسوب کرنا ہرگز مناسب نہیں۔ ۱۔

۱۔ ویروی عن زین العابدین علی بن الحسین مما لم أقف علی سندہ أنه کان إذا صلی علی جدہ -
 صلی اللہ علیہ وسلم - یقول والناس یسمعونہ اللهم صل علی محمد فی الأولین وصل علی محمد
 فی الآخرین وصل علی محمد إلی یوم الدین اللهم صل علی محمد شاباً فتياً وصل علی محمد کهنلاً
 مرضیاً، وصل علی محمد رسولاً نبیاً، اللهم صل علی محمد حتی ترضی، وصل علی محمد بعد
 الرضی، وصل علی محمد أبداً أبداً، اللهم صل علی محمد کما أمرت بالصلاة علیہ، وصل علی
 محمد کما تحب أن یصلی علیہ، وصل علی محمد کما أردت أن یصلی علیہ، اللهم صل علی
 محمد عدد خلقک، وصل علی محمد رضی نفیک، وصل علی محمد زنة عرشک وصل علی
 محمد مداد کلماتک التي لا تنفذ اللهم وأعط محمد الوسيلة والفضيلة والدرجة الرفیعة اللهم
 عظم برهانه وابلج حجه وأبلغه مأموله من أهل بيته وأمتہ اللهم أجعل صلواتک وبرکاتک
 ورافتک ورحمتک علی محمد حبیبک وصفیک وعلی أهل بيته الطیبین الطاهرین اللهم صل
 علی محمد بأفضل ما صلیت علی أحد من خلقک، وبارک علی محمد مثل ذلک، وأرحم
 محمداً مثل ذلک اللهم صل علی محمد فی اللیل إذا یغشی وصل علی محمد فی النهار إذا تجلی

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں﴾

(۶۵)

”اللہم صل علی محمد کما تحب وترضیٰ له“ درود کی حیثیت

علامہ سخاوی نے ایک روایت میں درود شریف کے یہ الفاظ نقل کئے ہیں کہ:

”اللہم صل علی محمد کما تحب وترضیٰ له أو نحو هذا“

مگر علامہ سخاوی نے فرمایا کہ مجھے اس کی سند کا علم نہیں ہو سکا۔ ۱

(۶۶)

”صلاة لك رضا“ درود کی حیثیت

علامہ سخاوی نے ایک روایت یہ ذکر کی ہے کہ:

”جس نے جمعہ کے دن سات مرتبہ یہ درود پڑھ لیا، تو اس کے لئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت واجب ہو جائے گی:

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

وصل علی محمد فی الآخرة والأولی، اللہم صل علی محمد الصلاة التامة وبارک علی محمد البركة التامة وسلم علی محمد السلام التام اللہم صل علی محمد إمام الخیر وقائد الخیر ورسول الرحمة، اللہم صل علی محمد أید الآبدین ودھر الداهرین، اللہم صل علی محمد النبی الآمی العربی القرشی الهاشمی الأبطحی النہامی المکی صاحب التاج والہارورة والجهاد والمغنم، صاحب الخیر والمنیر، صاحب السرايا والعطايا والآیات المعجزات، والعلامات الباهرات، والمقام المشهود والحوض المورود والشفاعة والسجود للرب المحمود، اللہم صل علی محمد بعدد من صلی علیہ وعدد من لم یصل علیہ (القول البدیع للسخاوی، ۵۸ و ۵۹، الباب الاول)

۱۔ وفی الشفائلین سبع مما لم أفق علی سندہ أن النبی -صلی اللہ علیہ وسلم- کان لا یجلس بیئہ وبین أبی بکر أحد فجاء رجل یوماً فأجلیہ علیہ الصلاة والسلام بینہما فتعجب الصحابة من ذلك فلما خرج قال النبی -صلی اللہ علیہ وسلم- -هذا یقول فی صلاتہ علی اللہم صل علی محمد کما تحب وترضیٰ له أو نحو هذا قلت وعلی تقدیر ثبوت هذا فعلہ -صلی اللہ علیہ وسلم- -أراد تألیف قلب ذلك الرجل واستمراره علی الإسلام واستقامة أمره وترغیب الحاضرين فی الصلاة علیہ بتلك کیفیة أو غیر ذلك مما لا یستلزم أن غیر أبی بکر -رضی اللہ عنہ -أقرب منه ولا أحب ولله الفضل (القول البدیع للسخاوی، ۵۷، الباب الاول)

”اللهم صل على محمد وعلى آل محمد صلاة لك رضا والحقه
أداء وأعطه الوسيلة والمقام المحمود الذى وعدته وأجزه عنا ما
هو أهله وأجزه عنا من أفضل ما جزيت نبياً عن أمته وصل على
جميع أخوانه من النبيين والصالحين يا أرحم الراحمين“
مگر علامہ سخاوی نے فرمایا کہ مجھے اس کی سند معلوم نہیں ہو سکی۔ ۱
(۶۷)

”أَسْأَلُكَ أَنْ تَصَلِيَ عَلَى مُحَمَّدٍ“ کی حیثیت

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ایک حدیث میں درج ذیل درود شریف کی بڑی
فضیلت بیان کی گئی ہے کہ:

”اللهم إنك لست برب استحدثناك ولا معك إله أعانك
على خلقنا ولا معك رب فنشك في ربوبيتك أنت ربنا كما
نقول وفوق ما يقول القائلون أسألك أن تصلي على محمد وأن
تبرئني ببراءتي“ ۲

۱۔ وروی ابن ابی عاصم فی بعض تصانیفه بسند لم أقف علیه عن مرفوعاً من قال اللهم صل
على محمد وعلى آل محمد صلاة لك رضا والحقه أداء وأعطه الوسيلة والمقام المحمود الذى
وعدته وأجزه عنا ما هو أهله وأجزه عنا من أفضل ما جزيت نبياً عن أمته وصل على جميع أخوانه من
النبيين والصالحين يا أرحم الراحمين من قالها في سبع جمع في كل جمعة سبع مرات وجبت له
شفاعتي (القول البديع للسخاوى، ۵۷، الباب الاول)

۲۔ حدثني أبو محمد الحسن بن إبراهيم الأسلمي الفارسي من أصل كتابه، ثنا جعفر
بن درستويه، ثنا اليمان بن سعيد المصيصي، ثنا يحيى بن عبد الله المصري، ثنا عبد
الرزاق، عن معمر، عن الزهري، عن سالم، عن عبد الله بن عمر، قال: كنا جلوساً حول
رسول الله صلى الله عليه وسلم إذ دخل أعرابي جهوري بدوي يمانى، على ناقة حمراء
فأناخ بباب المسجد، فدخل فسلم ثم قعد فلما قضى نجه، قالوا: يا رسول الله، إن
الناقة التي تحت الأعرابي سرقة، قال: أئتم بينة؟ قالوا: نعم يا رسول الله، قال: يا على

﴿يقه حاشيا﴾ گئے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں

لیکن محدثین نے اس روایت کو سند کے اعتبار سے جھوٹی اور باطل قرار دیا ہے۔ ۱

(۶۸)

حضرت عبداللہ بن زبیر سے منقول ایک تشہد کی سند کی حیثیت

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی سند سے نماز کا ایک تشہد ان الفاظ میں مروی ہے کہ:

”بسم اللہ، وباللہ خیر الأسماء، التحیات الطیبات الصلوٰات للہ،
أشهد أن لا إله إلا اللہ، وأشهد أن محمدا عبده ورسوله، أرسله
بالحق بشیرا ونذیرا، وأن الساعة آتیة لا ریب فیہا، السلام

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

خذ حق اللہ من الأعرابی إن قامت علیہ البینة وإن لم تقم فردہ إلى قال: فأطرق الأعرابی ساعة فقال له النبی صلی اللہ علیہ وسلم: قم یا أعرابی لأمر اللہ والا فادل بحجتک فقالت الناقاة من خلف الباب: والذی بعثک بالکرامة یا رسول اللہ، إن هذا ما سرقنی ولا ملکنی أحد سواه، فقال له النبی صلی اللہ علیہ وسلم: یا أعرابی بالذی أنطقها بعذرک ما الذی قلت؟ قال: قلت: اللہم إنک لست برب استحدثناک ولا معک إله أعانک علی خلقنا ولا معک رب فنشک فی ربوبیتک أنت ربنا کما نقول وفوق ما یقول القائلون أسألك أن تصلى علی محمد وأن تبرئنی ببراءتی، فقال له النبی صلی اللہ علیہ وسلم: والذی بعثنی بالکرامة یا أعرابی لقد رأیت الملائكة یتبدرون أفواه الأزقة یتکبون مقاتلک فأكثر الصلاة علی (مستدرک حاکم، رقم الحدیث ۴۲۳۶)

۱۔ قال الحاکم: رولة هذا الحدیث عن آخرهم ثقات ویحیی بن عبد اللہ المصری هذا لست أعرفه بعدالة، ولا جرح

وقال الذہبی فی التلخیص: هو کذب.

وقال الالبانی: وقال الحاکم: "رولة هذا الحدیث عن آخرهم ثقات، ویحیی بن عبد اللہ المصری هذا لست أعرفه بعدالة ولا جرح." وتعقبه الذہبی بقوله: "قلت: هو الذی اختلقه." وقال فی ترجمته من "المیزان ...": "عن عبد الرزاق فذكر حديثا باطلا بيقين، فلعله افتراه." وأقره الحافظ فی "اللسان" وزاد: "أن الحدیث أورده الحاکم وقال: "وهذا موضوع علی الإسناد المذكور، وقد أخرجه الطبرانی فی "الدعاء" من طریق سعید بن موسى الأزدي الحمصي عن الثوري عن عمرو بن دينار عن نافع عن ابن عمر رضي الله عنهما فذكر نحوه بطوله، واليمان ضعيف كما سيأتى فی ترجمته، وهو بسعيد أشبه، فلعله انقلب علی اليمان، وسعيد تقدم أنه متهم بالوضع" (سلسلة الاحاديث الضعيفة، تحت رقم الحدیث ۱۱۵۳)

عليك أيها النبي ورحمة الله، السلام علينا وعلى عباد الله

الصالحين، اللهم اغفر لي واهدني“ ۱

مگر تحقیق کرنے پر معلوم ہوا کہ محدثین نے اس روایت کو سند کے اعتبار سے ضعیف قرار دیا ہے۔ ۲

(۶۹)

حضرت ابن مسعود سے منقول ایک تشہد کی سند کی حیثیت

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی سند سے ایک سلام یہ مروی ہے کہ:

”التحيات لله والصلوات والطيبات، السلام عليك أيها النبي

ورحمة الله وبركاته، السلام علينا وعلى عباد الله الصالحين،

أشهد أن لا إله إلا الله وأشهد أن محمدا عبده ورسوله، اللهم

صل على محمد وعلى آل بيته كما صليت على إبراهيم إنك

حميد مجيد، اللهم بارك علينا معهم، صلوات الله وصلوات

۱۔ حدثنا محمد بن مسكين، قال: نا سعيد بن الحكم، قال: أنا ابن لهيعة، قال:

حدثني الحارث بن يزيد، أن أبا الورد، حدثه أنه، سمع عبد الله بن الزبير، يقول: " إن

تشهد رسول الله صلى الله عليه وسلم الذي كان يتشهد به: بسم الله، وبالله خير

الأسماء، التحيات الطيبات الصلوات لله، أشهد أن لا إله إلا الله، وأشهد أن محمدا

عبده ورسوله، أرسله بالحق بشيرا ونذيرا، وأن الساعة آتية لا ريب فيها، السلام

عليك أيها النبي ورحمة الله، السلام علينا وعلى عباد الله الصالحين، اللهم اغفر لي

واهدني" (مسند البزار، رقم الحديث ۲۲۲۹)

۲۔ قال البزار: وهذا الحديث لا نعلمه يروى بهذا اللفظ في تشهد النبي صلى الله عليه وسلم، إلا

عن ابن الزبير بهذا الإسناد، وأبو الورد فلا نعلم روى عنه إلا الحارث بن يزيد، والحارث بن يزيد

فقد روى عنه ابن لهيعة وغيره (مسند البزار)

وقال الهيثمي. ومداره على ابن لهيعة، وفيه كلام (مجمع الزوائد، ج ۲، ص ۱۴۱)

وقال العسقلاني: قال الطبراني تفرد به ابن لهيعة قلت وهو ضعيف ولا سيما وقد خالف وحديث

معاوية رواه الطبراني في الكبير (التلخيص الحبير في تخريج أحاديث الرافعي الكبير)

المؤمنین علی محمد النبی الأمیؐ ۱
مگر تحقیق کرنے پر معلوم ہوا کہ اس کی سند کو بھی محدثین نے ضعیف قرار دیا ہے۔ ۲
وَاللّٰهُ سُبْحَانَهُ وَتَعَالٰی اَعْلَمُ وَعِلْمُهُ اَتَمُّ وَاحْكَمُ.

محمد رضوان

۷/رمضان المبارک/۱۴۳۶ھ 25/جون/2015ء بروز جمعرات

ادارہ غفران، راولپنڈی، پاکستان

۱۔ حدثنا أحمد بن محمد بن يزيد الزعفراني، ثنا عثمان بن صالح الخياط، ثنا محمد بن بكر، ثنا عبد الوهاب بن مجاهد، حدثني مجاهد، حدثني ابن أبي ليلى، أو أبو معمر قال: علمني ابن مسعود التشهد وقال: علمني رسول الله صلى الله عليه وسلم كما يعلمنا السورة من القرآن: التحيات لله والصلوات والطيبات، السلام عليك أيها النبي ورحمة الله وبركاته، السلام علينا وعلى عباد الله الصالحين، أشهد أن لا إله إلا الله وأشهد أن محمدا عبده ورسوله، اللهم صل على محمد وعلى آل بيته كما صليت على إبراهيم إنك حميد مجيد، اللهم بارك علينا معهم، صلوات الله وصلوات المؤمنين على محمد النبي الأمي، السلام عليكم ورحمة الله وبركاته. قال: وكان مجاهد يقول: إذا سلم فبلغ وعلى عباد الله الصالحين فقد سلم على أهل السماء وأهل الأرض (سنن الدارقطني، رقم الحديث ۱۳۳۸، المعجم الكبير للطبراني، رقم الحديث ۹۹۳۷)

۲۔ قال الدارقطني: ابن مجاهد ضعيف الحديث (سنن الدارقطني)
وقال الهيثمي: رواه الطبراني في الكبير وفيه عبد الوهاب بن مجاهد وهو ضعيف (مجمع الزوائد، تحت رقم الحديث ۲۸۷۲)